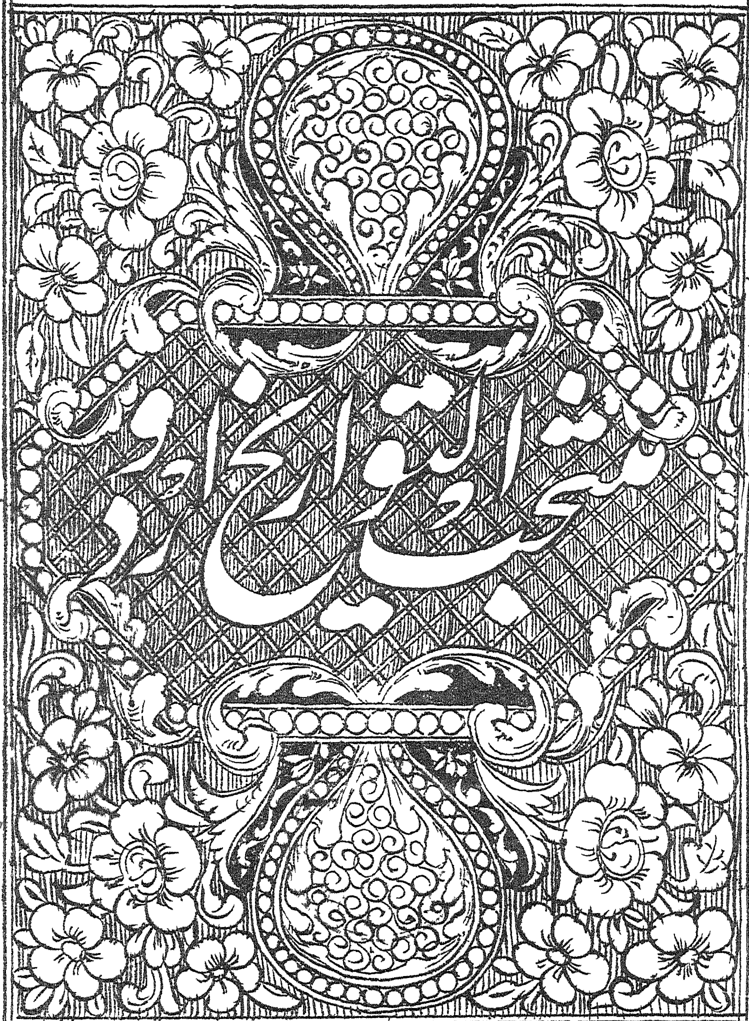
فہرست منتخب التواریخ

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع منشی نولکشور میں مطبع مظہر مطبوع جہان

دین اسلام کو رواج دیا جو آج تک جاری ہے اوسکی اولاد مین دو سو پندرہ برس یعنی سنہ تین سو سرسٹھ سے سنہ پانسو بیاسی ہجری تک پندرہ بادشاہون نے حکمرانی کی سلطان ناصر الدین قوم کا ترک اور غلام سلطان الپتگین کا تھا اور وہ غلام امیر منصور بیٹے نوح سامانی کا بعد وفات ابو اسحق بیٹے الپتگین کے باتفاق اراکین سلطنت سنہ تین سو سرسٹھ ہجری مین شہر بست مین تخت پر بیٹھا اور جہاد کا ارادہ کرکے ہندوستان پر فوج کشی کی کوہ جود کی سرحد پر راجہ جیپال سے مقابلہ ہوا اور بعد بہت سی لڑائی کے صلح ہوگئی بعد چند روز کے راجہ جیپال نے بدعہدی کی اور بہت راجے اپنے مددگار بناکر ایک لاکھ سوار اور بیشمار ہاتھی ساتھ لیکر دوبارہ لڑنے کا ارادہ کیا لمغانات کے قریب لڑائی ہوئی آخر سلطان ناصر الدین نے فتح پائی اور راجہ جیپال ہندوستان کی طرف بھاگا سلطان نے لمغانات پیشاور تک قبضہ کرکے [illegible] نام کا جاری کیا بعد ازان امیر منصور سامانی کی مدد کو گیا اور خراسان اور ماوراء النہر مین بھی [illegible] فتح کئین پھر ماہ شعبان سنہ تین سو ستاسی ہجری مین بیس برس سلطنت کرکے انتقال کیا

ذکر سلطان محمود بیٹے سلطان ناصر الدین سبکتگین کا جسکا لقب یمین الدولہ تھا

جب سبکتگین غزنین کے راستہ مین مرنے لگا تو اوسنے اسمعیل اپنے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد کیا [illegible] کو اس مضمون کا خط لکھا کہ غزنین مجھکو دیدو اور بلخ تم لے لو اسمعیل نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور [illegible] فتح پائی چھ مہینے تک اسمعیل غزنین مین گھر رہا آخر لوگون نے صلح کرادی اور دونون کی ملاقات ہوئی اور محمود بادشاہ مقرر ہوا بعد ازان درمیان سلطان محمود اور امیر منصور اور اوسکے بھائی [illegible] محمود غالب آیا اور تمام خراسان اور غزنین اور بعد اوسکے ہندوستان پر قابض ہوا اور محمود کی مان [illegible] زابل کی بیٹی تھی اسلیے اوسکو محمود زابلی بھی کہتے تھے ابتدا مین قادر باللہ عباسی خلیفہ بغداد کو کچھ سختی کے ساتھ خط کتابت ہوئی مگر آخر کو خلیفہ نے ایک بھاری خلعت اور بہت سے عمدہ عمدہ تحفے محمود کو بھیجے اور یمین الدولہ کا خطاب عنایت کیا پھر محمود غزنین سے بلخ اور ہرات پر جاکر قابض ہوا اور وہان سے پھر غزنین کو واپس آیا بعد ازان کئی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے قلعے فتح کیے چنانچہ عسجدی شاعر نے بادشاہ کی تعریف مین اسی تقریب پر ایک قصیدہ بھی لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے ✤ چون شاہ خسروان سفر سومنات کرد ✤ کردار خویش را علم معجزات کرد ✤ ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے پھر ہندوستان کا قصد کیا فقط [illegible] ایکی مرتبہ پر پیشاور کو فتح کیا اور اوسی ضلع مین جیپال بہت سا لشکر اور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار دل ہزار شکر و سپاس اوس شاہنشاہ حقیقی رب الارباب کو کہ جسنے اس جہان خراب کو بواسطہ انتظام سلاطین عظام معمور و آباد کیا اور درود نامحدود جمیع انبیا خصوصاً نبی امین رحمۃ العالمین خاتم النبیین اور اوسکے آل و اصحاب کو جنہوں نے قانون شریعت غرا فلاح عالم کے لیے ایک دستور العمل ایجاد کیا اما بعد واضح ہو کہ علم تاریخ اشرف علوم ہے اسکی شرافت سبکو معلوم ہے ارباب نظر کا سخن ہے کہ فضیلت اسکی مہر سے آفتاب سے سوا روشن ہے اس علم مین کتاب لاجواب منتخب التواریخ تصنیف علامہ دہر وحید عصر مولوی عبد القادر صاحب بدایونی خوبی مین شہرۂ آفاق ہے اوسکی عمدگی پر تمام جہان کا اتفاق ہے لیکن بسبب عبارت فارسی کے خواص جسے حظ اوٹھاتے تھے عوام اردو دان محروم رہجاتے تھے درینولا کمترین محمد احتشام الدین متوطن مراد آباد متخلص [illegible] نے حسب الامر امیر بالاستقلال رئیس نامدار خال چہرۂ آفرینش قدرشناس ارباب دانش فیض بخش عالی مناقب والا مناصب جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہم ترجمہ اوسکا اردوی سلیس مین شروع کیا اللہ تمام کو پہونچا دے

پہلا طبقہ غزنوی بادشاہونکا

ذکر سلطان ناصر الدین سبکتگین کا

سب سے پہلے مسلمانون مین بعد محمد قاسم چچیرے بھائی اور داماد حجاج بن یوسف کے جسنے سنہ ۹۳ھ مین ہندوستان پر حملہ کرکے سندھ اور ملتان اور گجرات کو فتح کیا تھا ناصر الدین سبکتگین نے اور اوسکے بیٹے محمود غزنوی نے ہندوستان پر جہاد کیا اور لاہور مین سلطنت قائم کرکے

غزنین مین لیجاکر اپنے دروازہ پر ڈالدیا سنہ چارسو تین مین غرجستان کو فتح کیا اور اسی سال مین بادشاہ مصر کا
ایک قاصد آیا اور جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ باطنی مذہب سے ہے تو اوسکو رسوا کر کے نکالا اور سنہ چارسو چار
مین شہر نندنہ پر جو بالناتھ پہاڑ پر آباد ہے فوج کشی کی جیپال ثانی نے کچھ لوگ اوس قلعہ کے محافظت کے لیے
چھوڑے اور خود کشمیر کی گھاٹیون مین بھاگ گیا چنانچہ وہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا اور سلطان کوتوال کو وہان
چھوڑ کر جیپال کا پیچھا کیا اس مرتبہ بھی مال غنیمت بہت ہاتھ آیا اور بہت ہندوون کو قتل کیا کچھ مسلمان ہوگئے
اور کچھ لوگون کو قید کر کے غزنین کو لیگیا سنہ چارسو چھ مین کشمیر کا ارادہ کر کے چلا راستہ مین قلعہ لوہر کوٹ کا
محاصرہ کیا کشمیر والون نے اہل قلعہ کی مدد کی اور سوا اسکے برف اور بارش کی بھی کثرت ہوئی اس
سبب سے اوس قلعہ کو اوسیطرح چھوڑ کر غزنین کو لوٹ گیا اور اسی سال مین ابو العباس خوارزم کے بادشاہ
مامون کے بیٹے کے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کر کے خوارزم کو روانہ کیا سنہ چارسو سات مین کچھ
مفسدون نے جمع ہو کر خوارزم کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا [illegible] کی بدولت سے خوارزم کو گیا [illegible]
خوارزم سے بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور التونتاش کو وہان کا حاکم کر کے
خوارزم شاہ کا خطاب دیا اور مفسدون کو [illegible] سنہ چارسو نو مین قنوج کا ارادہ
کیا اور ہندوستان کے [illegible] راستہ [illegible] کر کے قنوج پہنچا اور وہان کے حاکم
کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کچھ [illegible] ہاتھی [illegible]
بہت مال غنیمت کا حاصل ہوا بعد اسکے متھرا کا قصد کیا یہ شہر [illegible] کرشن کا ہے جسکو ہندو اپنے
اعتقاد مین خدا کا اوتار سمجھتے ہین [illegible] اس قوم کا ہے وہان بتخانے [illegible] مین وہ شہر لڑائی
بھڑائی سے [illegible] ہوگیا تمام شہر کو غارت کیا مال غنیمت سے [illegible] ایک سونے کا
بت تڑوایا [illegible] ایک
یاقوت نیلی کا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا نکلا راجہ [illegible] کے پاس ایک ہاتھی [illegible]

تین سو ہاتھی لیکر مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر ہفتہ کے دن آٹھوین محرم سنہ تین سو بانوے ۳۹۲ ہجری
مین محمود کو فتح حاصل ہوئی اس لڑائی مین پانچہزار ہندو قتل ہوئے اور جیپال مع اپنے عزیزوں قریب
جو پندرہ آدمی تھے قید ہوگیا لوٹ بھی بہت ہاتھ آئی منجملہ اوسکے جیپال کی گردن مین ایک مروارید کی حمائل
تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار اشرفیان تھین اور اسطرح سب کی گردنون مین حمائلین تھین بعد ازان قلعہ
تہنیدہ جو جیپال کی رہنے کی جگہ تھی فتح ہوا محرم سنہ ۳۹۳ تین سو ترانوے ہجری مین غزنین سے سیستان کا
سفر کیا اور وہان سے ہندوستان کو متوجہ ہوکر بھاتیہ پر جو ملتان کے ضلع مین ہے فوج کشی کی وہان کا راجہ
بجے رای خوف کے مارے خنجر مارکے مرگیا اور بہت سے ہندو اسیطرح قتل ہوگئے اور وہان سے دو سو
اسی ہاتھی لوٹ مین ملے داؤد بن نصر ملحد حاکم ملتان نے عاجز ہوکر صلح کی اور ہر سال مین بیس مرتبہ
بیس ہزار درم دینا قبول کیے جب ملتان پر فوج آئی تھی تو جیپال کے بیٹے انندپال نے راستہ مین کچھ
چھیڑ چھاڑ کی تھی آخر شکست کھاکر کشمیر کے پہاڑون مین بھاگ گیا تھا غرض یہ سب جھگڑے
سنہ تین سو چھیانوے تک تمام ہوگئے سنہ تین سو ستانوے مین ایلک خان حاکم ماوراء النہر سے بلخ مین
لڑائی ہوئی وہان بھی محمود نے فتح پائی ایلک خان سنہ ۴۰۳ چارسو تین مین مرگیا سنہ ۳۹۸ تین سو اٹھانوے
مین ترکستان کو گیا اور ترکون کی لڑائی سے نبٹ کر سکھپال سندھ کے راجہ پر جو مسلمان ہوکر ابو علی سمجوری
کی قید سے چھوٹا تھا اور پھر مرتد ہوگیا تھا فوج کشی کی اور اوسکو پھر قید کیا چنانچہ وہ قید مین ہی مرگیا سنہ تین سو ننانوے
مین پھر ہندوستان پر چڑھائی کرکے انندپال کو شکست دی وہان سے بہت سی لوٹ ملی پھر قلعہ بھیم نگر کو جو
شاید اب وہی تھانہ بھیم کے نام سے مشہور ہے وہان کی رعایا کو امن دیکر فتح کیا اور بہت سے خزانے
جو راجہ بھیم کے زمانہ سے دفن تھے ہاتھ آئے شروع سنہ چارسو مین سونے چاندی کے کئی تخت بناکر
اپنے دربار مین رکھے اور لوگون کو دکھانے کے لیے سارا غنیمتون کا مال اپنے تخت کے نیچے ڈال دیا
سنہ چارسو ایک مین پھر ہندوستان کا قصد کیا اور جتنا ملک باقی رہگیا تھا اوسپر بھی قابض ہوگیا اور تمام قرامطون
اور ملحدون کو قتل کیا جو باقی رہگئے اونکو قلعون مین ہمیشہ کے لیے قید کردیا داؤد بن نصر کو غزنین مین لیجاکر
قلعہ غورہی مین قید کیا چنانچہ وہین مرگیا سنہ ۴۰۲ چارسو دو مین تھانیسر پر چڑھائی کی راجہ جیپال کے بیٹے جیپال
نے پچاس ہاتھی اور بہت سے تحفے پیشکش کرنا منظور کیے مگر بادشاہ نے قبول نہین کیا اور تھانیسر کو لوٹ
کر تمام بتخانے ویران کردیے اور ایک بڑا مشہور بت چکرسوم نامی جسکے سبب سے ہندون کو بڑا خیال تھا

قید کر دیا پھر بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا اور جاٹوان بھی وہین مقیم رہا پھر سومنات پر فوج کشی کی
یہ شہر سمندر کے کنارہ ہندوون کا بڑا معبد ہے اور وہان ایک بتخانہ تھا اوسمین بہت سے
سونے کے بت تھے اور سب بتون کا سردار سومنات نامے ایک بہت بڑا بت تھا جسکی
وہان پرستش ہوتی تھی بعضے مورخین اسکو وہی منات کہتے ہین جسکو مشرکین عرب پوجتے تھے لیکن اس بات کی
کچھ اصل نہین کیونکہ یہ بت ہندوون کے اعتقاد مین سری کرشن کے زمانہ سے اوسی جگہہ تھا جسکو
چار ہزار برس سے کچھ سوا ہوئے اور اصل نام بھی اسکا ہندی مین منات نہین بلکہ سومناتھ ہے
جسکا ترجمہ صاحب آرائش سے ہے الغرض بادشاہ جب گجرات مین پہونچا تو شہر پٹن کو جواب
نہروالہ کے نام سے مشہور ہے فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا جب سومنات
[illegible] پہونچا تو [illegible]
[illegible]
زوال ہوا جب بادشاہ نے غزنین کو رجعت کی [illegible]
[illegible] مین حائل [illegible]
[illegible]
[illegible] مین پہونچا [illegible]
[illegible]
اور پھر بادشاہ امیر مسعود کو شہاب [illegible]
[illegible]
[illegible] ملتان [illegible]
اور کشتیون مین دریائی لڑائی ہوئی اور جاٹون کی چار ہزار کشتیان [illegible]
[illegible] اہل و عیال اور مال و متاع کے بادشاہی کشتیون کے [illegible]
[illegible] ہو گئے اور اونکے اہل و عیال کو قید کر لیا پھر بادشاہ نے [illegible]
[illegible]
انکا [illegible] اور باقی [illegible]

اور نہایت عمدہ مشہور تھا اور بادشاہ بھی ہوا اوسکا طالب تھا مگر راجہ نند دیتا تھا اتفاقاً ایک روز چھوٹ کر بے فیلبان
بھاگ نکلا اور بادشاہی خیمہ کے پاس آکھڑا ہوا بادشاہ کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور اوسکا خداداد نام
رکھا جب خزینہ [illegible] ہاتھ آیا [illegible] فوج کی لوٹ کا حساب کیا تو دس لاکھ بیس ہزار درم اور ساڑھے تین سو ہاتھی شمار
ہوئے [illegible] کالنجر کا راجہ نندا نام بڑا نامور تھا چھتیس ہزار سوار اور ایک سو پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو چالیس
ہاتھی اوسکی سرکار میں تھے اور راجہ قنوج جو بادشاہ کا مطیع ہوگیا تھا اسوجہ سے نندا نے اوسکو قتل کر ڈالا اور
کئی مرتبہ بادشاہ کے مقابلہ میں جیپال (ثانی) کی مدد کی تھی اس سبب سے سنہ ۴۱۰ چار سو دس ہجری میں بادشاہ نے اوسپر
حملہ کیا دریائے جمن کے کنارہ پر لڑائی ہوئی آخر نندا نے شکست کھا کر فرار کیا اوسکے تعاقب میں جاتے تھے
اتفاقاً پانسو چھتیس ہاتھی ایک جنگل میں لگے پھر نہیں کہ مراجعت کی بہت شہر ہندوؤں کے مسلمانوں کے
قبضہ میں آگئے اور وہاں کے لوگ خوشی [illegible] سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ میں پھر
[illegible] کیا اور ایک مہینہ تک [illegible] آخر لوٹ کر بادشاہ
[illegible] اور شروع بہار میں غزنین کو چلا گیا سنہ ۴۱۳ چار سو تیرہ میں پھر نندا کے ملک کا قصد کیا جب گوالیار
پہونچا وہاں کے راجہ نے بہت سے تحفے بطور پیشکش کے بھیجے جملہ اوسکے پینتیس ہاتھی تھے [illegible]
اوسکا ملک اوسکو چھوڑ دیا وہاں سے قلعہ کالنجر کی طرف روانہ ہوا [illegible] تین سو ہاتھی پیشکش [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] بادشاہ نے لشکر کا جائزہ لیا [illegible] لشکر کے
[illegible] ہزار سوار اور ایک [illegible] تھے سنہ ۴۱۵ چار سو پندرہ
[illegible] یوسف قدرخان [illegible]
استقبال کو آئے اور یوسف قدرخان نے بادشاہ کی بڑی دھوم سے ضیافت کی [illegible] جشن کیے
[illegible] اور [illegible] حاکم کے ظلم کی
بہت شکایتیں بادشاہ تک پہونچ چکی تھیں اور بہت لوگ فریادی آچکے تھے وہ بادشاہ کے
آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا آخر بادشاہ نے تعاقب کر کے پکڑا اور ہندوستان کے کسی قلعہ میں

اور احمد بن حسن میمندی کو جسے محمود نے کالنجر کے قلعہ میں قید کر دیا تھا بلا کر وزیر کیا پھر بلخ سے غزنین میں آیا
اور وہاں سے سپاہان اور ری کا ارادہ کر کے ہرات میں جا کر ترکمانون سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر
لوٹا اور اسکی کمزوری کے سبب سے ترکمان روز بروز قوت پکڑتے گئے سنہ چارسو تینتیس میں حسن میمندی کا
انتقال ہوا سنہ چارسو چھبیس میں سلطان مسعود نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور سرستی کا قلعہ جو کشمیر کے راستے میں
ہے گھیر لیا آخر فتح ہو گئی اور بہت سا غنیمت کا مال لیکر غزنین کو روانہ ہوا اور سنہ چارسو چھبیس میں ملک آمل و
ساری کو فتح کیا اور کالنجر اور طبرستان تک قاصد بھیجا سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور تغدی بیگ اور
حسین بن علی بن میکال کو بہت سا لشکر دیکر نیشاپور کو ترکمانون کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بڑی
لڑائی ہوئی آخر تغدی بیگ شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسین قید ہو گیا امیر احمد بن ینال تگین جسکو مسعود نے
ہندوستان میں بھیجدیا تھا وہ بھی باغی ہو گیا بادشاہ نے ناہر نام ہندوؤن کے سردار کو اوسکے مقابلے
کے لیے روانہ کیا احمد لڑائی میں شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگا اور وہان کسی دریا میں ڈوب گیا ناہر نے
سر اوسکا غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو تیس میں ایک نیا محل غزنین میں بنایا گیا اور اوسمیں ایک تخت جواہر کا جڑاؤ
بچھایا گیا اور ایک جڑاؤ تاج اوسپر لٹکایا اور بادشاہ نے اوس تخت پر جلوس کر کے اور وہ تاج سر پر رکھ کے دربار
عام کیا اور اسی سال میں شاہزادہ امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کو روانہ کیا اور خود ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر
قلعہ ہانسی کو فتح کیا بعد ازان قلعہ سونپت کی طرف متوجہ ہوا اور وہانکے حاکم قلعہ خالی چھوڑ کر بھاگ گئے اکثر
لشکر قتل ہوا مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا بعد ازان رام کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا رام نے بہت تحفے
بھیجکر اپنے نہ آنے کا عذر کیا بادشاہ نے قبول کر کے غزنین کو مراجعت کی سنہ چارسو اٹھائیس میں بلخ
کی طرف ترکمانون پر فوج کشی کی وہ یہ سنتے ہی بلخ کو خالی چھوڑ کر اطراف و جوانب میں بھاگ گئے بادشاہ دریا
جیحون اوتر کر تمام ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اس عرصہ میں داؤد ترکمان نے جسنے تغدی بیگ و امیر حسین کو پہلے
شکست دی تھی بڑی بھاری فوج لیکر بلخ پر متوجہ ہوا بادشاہ یہ سنکر ماوراء النہر سے بلخ میں آیا تو داؤد مرو کو
چلا گیا پھر یہ خبر آئی کہ تغدی بیگ نے ضلع گورگان میں بڑا فساد برپا کیا ہے اور اوسکے ڈھنگ بغاوت کے
ہین امیر مسعود نے یہ دیکھکر اوسکو قتل کرا دیا پھر چند روز بعد ترکمانون کے سردار سے صلح ہو گئی اور یہ عہد ہو گیا کہ
اب کبھی ترکمان فتنہ و فساد نہ کرینگے بادشاہ نے اونکے ملک کی ایک حد معین کر کے ہرات کو کوچ کیا راستہ میں
ترکمانون کے ایک گروہ نے حملہ کر کے لشکر کے چند آدمی قتل کر ڈالے بادشاہ نے ایک فوج اونکی

اور [illegible] نکالا [illegible] بیٹے امیر مسعود سے [illegible] مراجعت [illegible] تھوڑے دنوں کے
[illegible] کو چھپایا [illegible] سستی ظاہر کی
[illegible] اور [illegible] سے پنجشنبہ کے دن
[illegible] مدفون ہوا [illegible] برس کی عمر ہوئی تھیں
[illegible] اور [illegible] رکھ کر [illegible] حسرت کی نظر سے
[illegible] ہندوستان پر جہاد کیا فردو
[illegible] کے لکھا تو کچھ قدر دانی نکی قصہ مشہور ہے
[illegible] من

[illegible]

ذکر شہاب الدولہ سلطان [illegible]

سلطان مسعود سب اراکین سلطنت کے مشورہ سے تخت پر بیٹھا اور ہرات میں آکر [illegible] کا سرانجام کیا

قید کرکے قلعہ مین بھیجدیا بعد ازان محمد کے بیٹے احمد نے [illegible] چار سو [illegible]
تیئس لکھے ہین اور محمد کی سلطنت کی مدت چودہ برس [illegible] کا مجموعی علوی [illegible] مسعود کے زمانہ میں ایک منوچہر
شاعر تھا جسنے ایک قصیدہ مین وسکی وزیر کی نسبت لکھا ہے ہمی [illegible] شاہ مسعود [illegible] منوچہر [illegible] دادل

ذکر سلطان مودود بن مسعود کا

جب باپ کے مرنے کی خبر سنی تو مودود الکین سلطنت کے مشورے سے بامیان مین تخت نشین ہوا
اور یہ ارادہ کیا کہ بارہ کیا کہ [illegible] فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر محمد [illegible]
بیٹا اس قصد سے منع کرکے غزنین مین لے آیا جب وہان آنیکا سامان درست کرکے [illegible]
چچا امیر محمد پر فوج کشی کی دینور مین مقابلہ ہوا تمام دن لڑائی رہی دوسرے دن [illegible]
ایک بڑا معتبر [illegible] تھا مودود نے اپنا شہر [illegible] کیا اور [illegible]
قتل کیا اور اوس مقام پر ایک شہر فتح آباد کے نام سے آباد کیا [illegible]
[illegible]
کے قلعہ مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا [illegible] ابو نصر [illegible]
بھیجا اور نامی اس لڑائی مین مارا گیا سنہ چار [illegible] سیستان [illegible]
مقابلہ کے لیے روانہ کیا چنانچہ [illegible]
کے نام کا جاری کیا لیکن پھر ترکمانون سے [illegible]
چھتیس مین مسعود نے [illegible] غزنین کے [illegible] کو قید کیا [illegible]
اور اپنی مملکت کا دیوان مقرر کیا اور [illegible]
کو بھی سزا کو پہونچایا سنہ چار سو چھتیس مین خواجہ طاہر جو بعد خواجہ احمد کے وزیر [illegible]
عبد الرزاق اوسکی جگہ مقرر ہوا اس سال مین طغرل حاجب کو بست کی طرف بھیجا اور اوسنے ابو الفضل کو
بھائی زنگی منصور کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا پھر سیستان کو گیا اور وہان اسی مین ترکمانون سے مقابلہ
کرکے فتح پائی پھر وہان سے کرم سیر کو گیا اور وہان کے ترکمانون کو جو سرخ کلاہ کہلاتی تھی قتل کیا اور
کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو انتیس مین طغرل کو تکین آباد کی طرف بھیجا وہان جاکر وہ باغی
علی بن ربیع کو اوسکی تنبیہ کے لیے بھیجا طغرل کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا علی نے تمام اوسکے لشکر کو

تنبیہ کے لیے مقرر کی چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد اونکو امیر مسعود کے پاس بھیجدیئے اور مسعود نے اونکے سر
بیغو کے پاس بھیجدیئے بیغو نے بہت سے عذر کیے اور یہ بیغو وہی بیغو ہے جسکی تعریف مین ضیاء قارسی نے
قصیدے لکھے ہین بعد ازان امیر مسعود ہرات سے نیشاپور مین اور وہان سے طوس کو جو ترکمانون کے
قبضہ مین تھا روانہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور بہت سے ترکمانون کو قتل کر کے قلعہ لینا
تصرف کیا پھر سردی کا موسم نیشاپور مین ختم کیا سنہ چار سو تیس مین طغرل ترکمان کی طرف جسنے باورد مین بڑی
سرکشی کر رکھی تھی ارادہ کیا وہ یہ سنکر بھاگ گیا بادشاہ وہان سے لوٹ کر مہنہ کے راستہ سے سرخس کو آیا
راستہ مین مہنہ کے قلعہ کو ویران کر دیا اور تمام وہان کی رعایا کو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کے ہاتھ پانون کٹوا ڈالے
پھر وہان سے زیرقان کو گیا وہان ترکمانون سے لڑائی ہوئی اس معرکہ مین اکثر بادشاہی سردار مخالفون سے
جا ملے اور بادشاہ کے ساتھ کچھ تھوڑے لوگ رہ گئے اسی حال مین بادشاہ کچھ لڑتا رہا آخر کو اپنی جان بچا لانا
غنیمت سمجھی یہ حادثہ آٹھوین رمضان سنہ چار سو اکتیس ہجری مین ہوا وہان سے مرو کو گیا وہان کچھ بھاگی ہوئی فوج
جمع کر کے آیا پھر غور کے راستہ سے غزنین کو گیا اور بھاگے ہوئے سردارون مین سے علی دایہ اور حاجب بزرگ
اور بیگ تغدی کو ہندوستان کے قلعون مین قید کیا چنانچہ سب وہین مر گئے بعد ازان بادشاہ نے
یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین جاکر نئی قوت پیدا کرے اور پھر ترکمانون کو واقعی سزا دے اسی خیال سے
امیر مودود کو بلخ کی حکومت سپرد کی اور خواجہ محمد بن عبد الصمد کو اوسکا وزیر بنایا اور امیر محمد کو دو ہزار آدمیون کے
ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور غزنین کے قریب پہاڑ پر پٹھانون نے کچھ سرکشی کی تھی اونکی تنبیہ کے لیے امیر
ایزد یار کو روانہ کیا اور تمام محمود کے وقت کے خزانے اور اسباب اونٹون پر لدوا کر ہندوستان کو روانہ
ہوا اور یہ حکم بھیجا کہ امیر محمد کو جو حالت کوری مین برغند کے قلعہ مین قید تھا ساتھ لاوین جب لشکر رباط
ماریکلہ مین پہونچا غلامون نے خزانے کے سب اونٹ لوٹ لیے اور بغاوت اختیار کر کے امیر محمد سے
متفق ہو گئے بعد ازان امیر مسعود پر حملہ کیا ناچار وہ رباط ماریکلہ کے قلعہ مین بند ہو گیا آخر اوسکو گرفتار کر کے
کیری کے قلعہ مین قید کر دیا اور ماہ جمادی الاول سنہ چار سو بتیس ہجری مین جھوٹ موٹ امیر محمد کی طرف
سے کیری کے کوتوال کو حکم بھیجا کہ مسعود کو قتل کر کے سر اوسکا ہمارے پاس بھیجدے چنانچہ اوسنے بھی
کیا یہ قصہ بموجب نسخہ نظامی کے لکھا گیا مگر قاضی بیضاوی نے یہ لکھا ہے کہ سنہ چار سو تیس مین مسعود
سلجوقون کے مقابلہ سے بھاگ کر غزنہ کو گیا اس اثنا مین امیر محمد نے غلبہ پا لیا تھا چنانچہ اوسنے مسعود کو

لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا اس اثنا مین طغرل حاجب نے سیستان کو تسخیر کر کے سلطنت کے
ارادے سے غزنین کا قصد کیا اور سلطان عبد الرشید قلعہ مین بند ہو گیا اور طغرل نے غلبہ پا کر عبد الرشید کو
اور سلطان محمود کی ساری اولاد کو قتل کر ڈالا اور سلطان مسعود کی لڑکی کو نکاح مین لایا جبر تخت [illegible]
جلوس کیا بعضے پہلوانون نے غیرت کھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سلطان عبد الرشید نے چار برس سلطنت کی
اور نظام التواریخ مین اوسکی مدت حکومت سات برس لکھی ہین اور تاریخ [illegible]

ذکر سلطنت فرخ زاد ابن مسعود ابن محمود کا

بعد ازان امیرون نے فرخ زاد ابن مسعود کو قید سے نکال کر بادشاہ بنایا [illegible]
حملہ کیا لیکن فرخ زاد نے اوس پر فتح پائی [illegible]
الپ ارسلان سلجوقیون کے بادشاہ نے عراق اور خراسان [illegible]
کر کے غزنین پر حملہ کر کے فتح پائی اور بہت سردار غزنین کے گرفتار کر کے خراسان کو [illegible]
ہو گئی اور دونون طرف کے قیدی چھوٹ گئے اور ملک زابلستان خراب ہو گیا تھا اس سبب [illegible]
اوسکا محصول معاف کر دیا یہ بادشاہ ہر سال تین مہینے روزے رکھتا تھا [illegible]
بہت پڑھتا تھا چھ برس سلطنت کر کے سنہ چار سو پچاس مین قولنج کے مرض سے وفات پائی

ذکر سید السلاطین ابراہیم بن مسعود بن محمود کا

بعد انتقال سلطان فرخ زاد کے سلطان ابراہیم بن مسعود تخت نشین ہوا یہ بادشاہ [illegible]
ہر سال ایک قرآن لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجتا تھا اس بادشاہ نے کوئی مکان اپنے رہنے کو نہ بنایا مگر مسجد
اور مدرسے خدا کے لیے بنائے اسنے سلجوقیون سے صلح کر لی پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر
بہت سے قلعے فتح کیے منجملہ اونکے ایک شہر تھا جہان لوگ خراسانیون کی نسل سے تھے اور افراسیاب
اونکو فتنہ و فساد کے سبب سے ہندوستان کی طرف نکال دیا تھا اوس شہر سے ہزار آدمیون کو
قید کر کے غزنین کو لے گیا یہ بادشاہ ولی بھی تھا غزنین مین ہر قسم کی دوا اور غذا بیمارون کو اسکے
خزانے سے ملتی تھی اسنے تیس برس سلطنت کر کے سنہ چار سو ستتر مین انتقال کیا اور قاضی بیضاوی نے
لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے سنہ چار سو پچاس سے سنہ چار سو بانوے تک سلطنت کی مسعود سعد سلمان
شاعر اسکے زمانے مین تھا اور اوسکے ایک قصیدے کے جو بادشاہ کی تعریف مین لکھا تھا

غارت کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو اونتالیس مین قصدار کا امیر باغی ہوگیا
حاجب بزرگ بارتگین نے اوسکو شکست دی بعد چند روز کے پھر مطیع ہوگیا سنہ چارسو چالیس مین
سلطان مودود نے ابوالقاسم محمود اور منصور اپنے دونون بیٹون کو ایک ہی دن طبل اور علم عنایت
کیا اور ابوالقاسم کو لاہور کی طرف اور منصور کو پرشور کی طرف روانہ کیا اور ابوعلی کوتوال غزنین کو ہندوستان
کے سرکشون کی گوشمالی کے لیے بھیجا چنانچہ سب کام اوسنے بخوبی انجام دیے اور جب وہ حسب مراد
غزنین کو واپس آیا تو میرک بن حسن کی حراست مین اوسکو قید کردیا چند روز کے بعد میرک نے بلا اجازت
بادشاہ کی اوسکو قتل کرڈالا اور بادشاہ سے اس امر کو مخفی کیا اور اسی خیال سے بادشاہ کو سفر کابل
کی تحریص دیکر روانہ کیا جب سیالکوٹ مین پونہچا تو قولنج کا مرض شروع ہوگیا ناچار پھر غزنین کو
واپس گیا اور میرک کو حکم دیا کہ ابوعلی کو حاضر کرے اوسنے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی اس عرصہ
مین امیر مودود کا انتقال ہوگیا اس بادشاہ نے نو برس سلطنت کرکے چوبیسوین رجب سنہ
چارسو اکتالیس مین انتقال کیا اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ مودود نے چغر بیگ سلجوقی کی
بیٹی سے نکاح کیا تھا اور اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام مسعود تھا رجب سنہ چارسو اکتالیس مین
مودود چغر بیگ کی ملاقات کے لیے خراسان کی طرف جاتا تھا راستہ مین درد قولنج شروع ہوا اور اوس مرض مین انتقال ہوگیا

ذکر سلطان مسعود بن مودود کا

باپ کے انتقال کے وقت مسعود کی عمر تین برس کی تھی علی بن ربیع نے اسی عمر مین اوسکو تخت پر بیٹھایا
لیکن چونکہ سلطنت کے انتظام مین فتور آنے لگا اس سبب سے اوسکا چچا تخت نشین ہوا یہ لڑکا پانچ مہینے تخت نشین رہا

ذکر سلطان علی بن مسعود بن محمود کا

اس بادشاہ نے امیرون کے اتفاق سے تخت پر جلوس کیا اور چونکہ عبدالرزاق ابن احمد میمندی کو
سلطان مودود نے سیستان کی طرف بھیجا تھا جب وہ اوس قلعہ پر پونہچا جو بست اور اسفرار کے
درمیان واقع ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا بیٹا عبدالرشید امیر مودود کی حکم سے یہان قید ہے پس
اوسنے فوراً اوسکو قید سے نکالکر بادشاہ بنایا یہ واقعہ سنہ چارسو تینتالیس مین ہوا اور علی بن مسعود نے تین مہینے حکومت کی

ذکر سلطان عبدالرشید بن محمود کا

سلطان عبدالرشید نے عبدالرزاق کے اتفاق سے غزنین کا قصد کیا علی بن مسعود یہ خبر سنکر

ذکر سلطان ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل سلطان شیرزاد کے ارسلان شاہ تخت نشین ہوا [illegible] بہرام شاہ سلطان سنجر
اوسکا ماموں زاد بھائی تھا بھاگ گیا سلطان سنجر نے [illegible] شاہ سے [illegible]
لکھے لیکن ارسلان شاہ نے نہ مانا مجبور ہو کر سلطان سنجر نے [illegible]
کھا کر ہندوستان کو بھاگ آیا سلطان سنجر چالیس روز تک غزنین [illegible]
نے ہندوستان میں پھر جمعیت فراہم کر کے غزنین کا قصد کیا [illegible]
بند ہوگیا لیکن سلطان سنجر کی مدد سے پھر فتح پائی اور غزنین [illegible]

ذکر سلطان بہرام شاہ

بعد قتل ارسلان شاہ کے بہرام شاہ مستقل بادشاہ [illegible]
اسکے اور بہت کتابیں اسکے زمانہ میں تصنیف [illegible]
ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ندائی [illegible]
اور ایک قصیدہ لکھا مطلع ہے اوسکے نام لکھکر بھیجا [illegible]
شکرانہ در دو دیدہ کشم خاک پای شاہ ✦ بہرام شہ کہ [illegible]
سیارگان چرخ در افشان چون شہاب ✦ پای [illegible]
بہرام شہ کہ از ہوس [illegible]
حکیم سنائی کو بھی رفض کی تہمت پر تیار کر دیا تھا [illegible]
نام پر لکھی تھی او سپر لوگوں نے بہت اعتراض کیے [illegible]
علمانے اوسکی صحت پر مہریں کر دیں تب [illegible]
جب شیخ پر رفض کی تہمت کی گئی تو اوسنے یہ نامہ بہرام شاہ کو لکھا [illegible]
الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ✦ اما بعد [illegible]
افزاید و سبب باریدن باران و رستن درختان بود نصرت مظلومان و دیگر قہر ظالمان [illegible]
گفتہ اند انست کہ پیغمبر صلعم فرمود کہ بالعدل قامت السموات. عدل بر مثال مرغیست کہ ہر کجا سایہ [illegible]
تو سعد دولت شود و آنجا کہ خانہ سازد قبلہ استدامت شود و باران از آسمان ببارد و ظلم و جور مرغیست

دو شعر یہ ہین ع ابو القاسم ملک محمود ابراہیم بن مسعود ۔ کہ نازد چار چیز از وی کند ہر یک بدو مفخر ۔ یکی افروختہ چتر و دوم افراختہ رایت ۔ سوم دینار گون کلک و چہارم آب گون خنجر ۔ یہ تمام قصیدہ اسی طرز پر ہے اور ایک دوسرے قصیدے کے دو شعر یہ ہین ع سلطان علاء دنیا کز یمن دولتش ۔ در ضبط دین و دنیا غالبیت کار تیغ ۔ مسعود کز سعادت فرش فتوح ملک ۔ بگذشتہ زانچہ آید اندر شمار تیغ ۔ اور ایک قصیدہ اوسکا یہ ہے ع

ای عزم سفر کردہ و بستہ کمر فتح	بکشاد چپ و راست فلک بر تو در فتح	مسعود جہانگیر کہ از دہر سعادت
ہر لحظہ بسوی تو فرستد خبر فتح	مانند سنان سر بسوی رزم نہادے	چون تیر میان تو ببندد کمر فتح
صد فتح کنی بیشک صد سال ازین پا[illegible]	در ہند بہر خطہ ببیند اثر فتح	چندانت بود فتح کہ در عرصہ عالم
ہر روز بگوید بہر سو خبر فتح	رمح تو و تیر تو و شمشیر تو باشد	گر نقش کند وہم مصور صور فتح
چون گشت [illegible] گرفت	سوگند گر آتش نبود جز بسر فتح	استاد ابو الفرج رونی سلطان

ابراہیم کا بھی [illegible] تھا اور سلطان مسعود کا بھی ان دونون کی تعریف مین قصیدے اوسکے دیوان مین بہت ہین اور رون [illegible] نسبت ایک گانون کی طرف ہے جو توابعات لاہور سے تھا مگر اب اوسکا نشان بھی باقی نہین [illegible] قطعہ ابو الفرج کا سلطان ابراہیم کی تعریف مین ہے ع شاہی ببازوی شمشیر کا شکار تراش ۔ شبیہ نفس [illegible] مقبل حلیم ۔ اسیر کردہ ان بی نفس چو حلق گلو ۔ یتیم کردہ این بی عقب چو در یتیم ۔ مسعود سعد اور ابو الفرج مین باہم رنج تھا چنانچہ ابو الفرج نے مسعود کو قید کرا دیا تھا اور وہ مدت دس برس تک مقید [illegible] اپنی قید مین لکھی تھی یہ ہے ع زندان ترا ملک شہی نی باید ۔ تا بند تو پای جبداران شاید ۔ آنکس کہ ز پشت [illegible] ۔ گر [illegible] ملک ترا گزاید ۔ ایک شعر استاد ابو الفرج کا یہ ہے ع چو [illegible] ۔ کہ [illegible] شاخ سعید در شاخ ۔ اور اسکا دیوان عربی اور فارسی اور ہندی مین ہے

ذکر علاء الدین مسعود بن ابراہیم بن سلطان مسعود کا

بعد انتقال سلطان ابراہیم کے اوسکا بیٹا علاء الدین مسعود تخت نشین ہوا اور سولہ برس سلطنت کر کے سنہ پانسو آٹھ مین انتقال کیا

ذکر سلطان شیرزاد بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد انتقال سلطان مسعود کے اوسکا بیٹا سلطان شیرزاد بموجب وصیت پدر کے تخت نشین ہوا سال بھر حکومت کی پھر اوسکا بھائی ارسلان شاہ نے غالب ہو کر سنہ پانسو نو مین اوسکو قتل کر ڈالا

بتیس برس حکومت کرکے ۵۴۸ھ پانسو بیستالیس مین انتقال کیا مسعود سعد سلمان نے بہرام شاہ کی تعریف مین لکھا ہے

بہرام شاہ خسرو گیتی گشای گشت
خورشید مہر و سایۂ فر خدای گشت
چترش کہ شد ہمایون فرہمای گشت

او را خدای عزوجل رہنمای گشت
آن خنجر زدودش دولت فزای گشت
روی عدوی او شد چون چتر او سیاہ

تا در زمانہ شاہ جہان تخم عدل کاشت
ہر مجرمی کہ یافت ازو جرم در گذاشت
گر پیچ او سپہر آب روان گذاشت

چون نقش سنگ صورتش پایدار ماند
تا اوج چرخ دین حق و داد سر فراشت
آن شاہ داد گستر و حق پرور دین پناہ

ذکر خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا

بعد انتقال بہرام شاہ کے خسرو شاہ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اس اثنا مین علاء الدین فوج لیکر آ پہونچا خسرو شاہ لاہور بھاگ آیا علاء الدین نے اپنے بھائی کے عوض غزنین مین بڑا کشت و خون کیا اور تمام شہر کو غارت کرکے وہان کی خاک بھی بھروا کر غور کو لے گیا جب علاء الدین غزنین سے چلا گیا تو خسرو نے پھر جاکر قبضہ کر لیا اسی اثنا مین ترکون نے غلبہ پا کر سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا اب وہ ان غزنین کی طرف متوجہ ہوے خسرو شاہ پھر لاہور کو چلا آیا اور آٹھ برس سلطنت کرکے ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اسکے زمانہ مین شاعر بہت تھے اور بہت قصیدے اسکے نام پر لکھے تھے ایک ترجیع بند جو اسکے نام پر لکھا تھا اوسکا ایک شعر یہ ہے

شاہ منتظم خسرو شہ آنکہ آسمان ٭ باتیغ و گرز گیرد از ہند تا خراسان ٭ تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین بڑے کشت و خون کے بعد غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے دونو بھتیجون کو چھوڑ گیا اور اونھون نے خسرو شاہ کو مطمئن کر دیا تھا اور خسرو شاہ نے قید مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اور سلطنت خاندان غزنویہ کی ختم ہوئی چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہو گیا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا بھی تخت نشین ہوا

ذکر خسرو ملک بن خسرو شاہ کا

بعد انتقال خسرو شاہ کے خسرو ملک نے لاہور مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مگر چونکہ یہ عیش عشرت مین بہت مصروف تھا ملک مین بالکل بدانتظامی ہو گئی تھی اور غوریون کو روز بروز غلبہ ہوتا جاتا تھا چنانچہ سلطان معز الدین مشہور بہ شہاب الدین غوری نے غلبہ پا کر غزنین مین اپنی تختگاہ قائم کی بعد ازان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا خسرو ملک ایک قلعہ مین بند ہو گیا بعد ازان امن جاہ کر حاضر ہوا

کہ ہر کجا کہ پر تو عطا شان شود وحیات وحیا از میان خلق معدوم شود و حق سبحانہ و تعالی سلطان اسلام و
پادشاہ عادل بہرام شاہ بن مسعود شاہ بن ابراہیم شاہ بن مسعود شاہ بن محمود شاہ را از جور و ظلم نگاہ دارد
و اگرچہ ہمہ عالم جمع شوند تا بضاعت و مایہ شناخت دل این بندہ و نصیب بندہ و بعبارت بر نتوانند و در حقیقت
مالک الملک آن را نشانہ بود و درست باشد از اسرار غیوب بحر ناپیدا کران که از تصرف کردن دران معزول بود
یقین است کہ در کل احوال عادل سعید است و جاہ شقی و بدترین خلق آنست کہ جاہلی اندک چیزی بخواند
فہم نکند و بدان مغرور شود و زبان طعن در حق عالمان بستہ از ینجاست کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و سلم فرمود
اَرْحَمُوا ثَلٰثًا غَنِیًّا اِفْتَقَرَ وَ عَزِیْزَ قَوْمٍ ذَلَّ وَ عَالِمًا بَیْنَ الْجُہَّالِ کتاب کہ بزبان اہل معرفت گفتہ بود عارف بیناد
باید چنانکہ بنیادی نشست کہ دران کتاب تصرف کند و بداند کہ دران چہ نوشتہ آمادہ ... کہ
معرفت ندارد ... و نادانی بود کہ دران کتاب ... ولی ایشان آنست کہ
آل مردان را ... است و خاندان مصطفی را صلی اللہ علیہ و سلم ستایش از حد برده و تفضیل امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجہہ بر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نهادہ است و آن نمی بینند کہ او را فرود صدیق و فاروق
و ذی النورین مرتبہ نهادہ است بر طریق سلف و خلف صالح و از سید کائنات محمد صلی اللہ علیہ و سلم اخبار صحیح
مرویست در مناقب آل مردان و مناقب آل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و سلم اگر دروغ است و کافۂ ناس
بینند عقل ... کہ چنین است و کلمۂ حق آنست کہ بار خدایا آراستہ گردان عالم را بعالمانی کہ از تو بترسند یا
از خلق ... بیگانگان ... خود ... بفضل و جود و کرم یا ارحم الراحمین ...
شعر ... عرش کردگار ... بہرام شاہ ... بہرام شاہ نے ہندوستان پر
کئی مرتبہ جہاد کیا اور ایسے مقام کہ اوسکے بزرگوں سے بھی فتح نہوئے تھے فتح کیے ایک اپنا امیر ہندوستان
مین چھوڑ گیا تھا وہ یہاں باغی ہوگیا اور ملتان کے قریب بادشاہ کے مقابلے مین بہت لڑا آخر کو
قید ہوگیا اور بادشاہ نے اوسکو قتل کر ڈالا اور دوبارہ ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیا علاء الدین غور کے
بادشاہ نے غزنین پر حملہ کیا بہرام شاہ وہان سے مفرور ہوا علاء الدین اپنے بھائی کو وہان کا انتظام
سپرد کر کے رخصت ہوا بہرام شاہ نے پھر غلبہ پاکر غزنین پر قبضہ کر لیا اور سیف الدین کو ایک بیل پر سوار کر کے تمام
شہر مین تشہیر کیا اور پھر بری طرح مارا علاء الدین کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور بڑا بھاری لشکر لیکر غزنین کا
قصد کیا لیکن بہرام شاہ کا اوسکے آنے سے پہلے انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھ گیا بہرام شاہ نے

سلطان معز الدین علی کرباج حاکم ملتان کو لاہور میں اپنا نائب چھوڑ گیا ۵۸۷ھ پانسو ستاسی میں قلعہ تبرہندہ
کو جو دار السلطنت ہندوستان کے بڑے راجون کا تھا تسخیر کیا اور ملک ضیاء الدین تحلی کو بارہ سو سوار بہت
عمدہ دیکر اوس قلعہ میں چھوڑا اور خود غزنین کا قصد کیا راستہ میں رای پتھورا اجمیر کا حاکم اور کھنڈو راے
اوسکا بھائی جو اوسکی طرف سے دہلی کا حاکم تھا موضع تراین پر جو تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے
چالیس کوس سرستی ندی کے کنارہ ہے اور اب اوسکو تراوری کہتے ہیں بہت سا لشکر لیکر مقابل ہوا بڑی
لڑائی ہوئی لیکن آخر میں ہندو غالب آئے بادشاہ نے اس معرکہ میں بڑی بڑی بہادریاں کین کھنڈو راے
ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ کے مقابلہ میں آیا بادشاہ نے ایک نیزہ اوسکے منھ پر مارا اوسنے بھی ایک نیزہ
بادشاہ کے سر پر مارا اور بازو کو بھی زخمی کیا مگر دونون زندہ رہے بادشاہ گھوڑے سے بھی گر پڑا ایک خلجی کے
لڑکے نے اپنے گھوڑے پر سوار کرایا اور خود بھی اوسی گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کو اوس معرکہ سے باہر نکال لایا
بعد ازان بادشاہ غزنین کو چلا گیا پھر راے پتھورا نے قلعہ تبرہندہ پر حملہ کیا اور گیارہ مہینہ تک اوسکا محاصرہ
رکھا آخر ضیاء الدین تحلی نے صلح کرکے قلعہ کو خالی کر دیا ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی میں پھر بادشاہ نے چالیس ہزار
سوار ساتھ لیکر ہندوستان کا ارادہ کیا اور اپنی فوج کے چار ٹکڑے کرکے اوسی موضع کے گرد میں مقابلہ
کیا آخر فتح پائی راے پتھورا اس لڑائی میں گرفتار ہو گیا اور کھنڈے راے مارا گیا اور سرستی اور ہانسی کے
قلعہ کو فتح کرکے اجمیر کو جو دار السلطنت راے پتھورا کا تھا غارت کیا اور اور مقامون سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اس سفر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار اب اجمیر میں ہے لشکر کے ساتھ تھے
اور اونہیں کی دعا سے یہ فتح حاصل ہوئی بعد ازان بادشاہ ملک قطب الدین ایبک کو جو ایک غلام تھا اور
بادشاہ نے اوسکو اپنا بیٹا اور ولیعہد کیا تھا قصبہ کہرام میں جو دہلی سے ستر کوس ہے چھوڑ کر خود کوہ سوالک کی طرف
جو ہندوستان کے شمال میں ہے متوجہ ہوا اور وہان تاخت تاراج کرکے غزنین کو چلا گیا اور اسی سال میں
قطب الدین نے راے پتھورا کے متعلقون سے دہلی کو چھین لیا ۵۸۹ھ پانسو نواسی میں سلطان شہاب الدین
پھر ہندوستان میں آیا اور چندوار اور اٹاوہ کے حدود میں راے جیچند حاکم قنوج سے مقابلہ کیا اور اوسکو
قتل کرکے پھر غزنین کو چلا گیا قطب الدین ایبک نے قلعہ کول پر اپنا تصرف کر لیا بعد ازان دہلی کو تختگاہ بنایا
اور اوسکے سب گرد و نواح پر متسلط ہو گیا اس تاریخ سے دہلی بادشاہان اسلام کی دار السلطنت ہوئی ۵۹۱ھ پانسو اکانوے
میں قلعہ بھنگر اور بداون کو فتح کیا اور ۵۹۳ھ پانسو ترانوے میں نہروالہ پر جو پٹن کے نام سے مشہور ہے

معزالدین سام اوسکو غزنین مین لے گیا اور وہان سے غیاث الدین کے پاس بھیجدیا غیاث الدین نے اوسکو فیروزکوہ
مین دس برس تک قید رکھا بعد ازان ۵۸۳ھ پانسو تراسی مین قتل کرڈالا اس بادشاہ نے اٹھائیس برس سلطنت کی
اور بس اس بادشاہ پر خاندان غزنوی کی سلطنت کا اختتام ہوگیا دو سو پندرہ برس تک اس خاندان میں سلطنت رہی
یہ قول صاحب تاریخ نظامی کا ہے لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمد سے خسرو شاہ تک ایکسو اٹھہتر برس لکھے ہین
اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے چودہ بادشاہ لکھے ہین اور اونکی مدت حکومت ایکسو پچپن برس لکھے ہین

ذکر سلطان معزالدین بن سام غوری کا

دور سلطنت غوری بادشاہون کا

جب سلطان غیاث الدین نے تگین آباد کو فتح کیا وہان کی حکومت سلطان شہاب الدین کے حوالہ کی وہ
ہمیشہ غزنین پر حملہ کرتا رہا آخر ۵۶۹ھ پانسو انہتر مین غیاث الدین نے غزنین کو فتح کیا اور ترکون کو جو بعد قتل
سلطان سنجر کے غزنین پر متصرف ہوگئے تھے نکال کر اپنے بھائی معزالدین محمد سام کو وہان سلطنت دیکر
شہاب الدین خطاب دیا اوسنے ایک سال تک بطریق نیابت کے غزنین مین سلطنت کی بعد ازان ۵۷۰ھ پانسو ستر مین
گردیز کو فتح کیا اور ۵۷۱ھ پانسو اکہتر مین اچہ اور ملتان کو فتح کرکے قرامطیون کو وہان سے نکالا اور قوم بھٹیہ
جو اچہ کے قلعہ مین بند ہوگئی تھی نیست نابود کرکے اور وہان کی حکومت علی کرماج کو سونپ کے غزنین کو
لوٹا اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر مین ریگستان کی راہ سے گجرات پر فوج کشی کی اور راجہ بھیم دیو کے مقابلہ مین شکست کھائی
اور بڑی محنت سے لوٹا کر پھر غزنین مین پونہچا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر مین پرشور کو فتح کیا اور ۵۸۰ھ پانسو اسی مین لاہور پر
حملہ کیا اور سلطان خسرو ملک قلعہ مین بند ہوگیا بعد ازان صلح کی گفتگو ہوتی رہی آخر خسرو نے اپنے
چھوٹے بیٹے کو مع ایک ہاتھی پیشکش کے دیکر بھیجا سلطان شہاب الدین نے صلح کو منظور کیا اور اوسی
سال مین قصبہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑ کر غزنین کو لوٹ گیا ۵۸۱ھ پانسو اکاسی مین
دیول کی طرف متوجہ ہوا اور تمام سمندر کے کنارہ کے ملکون کو درہم برہم کرکے بہت سا غنیمت کا مال حاصل کرکے
لوٹا ۵۸۲ھ پانسو بیاسی مین پھر لاہور کو آکر لوٹا اور حسین کو وہان کا قلعہ دار کرکے لوٹ گیا تاریخ نظامی سے
معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال مین قلعہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی لیکن مبارک شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ
دو برس پہلے یہ قلعہ تیار ہوچکا تھا اسی سال مین خسرو ملک نے کھوکرون وغیرہ کی فوج ساتھ لیکر
سیالکوٹ پر حملہ کیا اور مدت تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ فتح نہوا یہ سنکر معزالدین پھر خسرو کی طرف
متوجہ ہوا مجبور ہوکر خسرو بہت عاجزی کے ساتھ حاضر ہوگیا باقی قصہ پہلے مذکور ہوچکا اور اس سال مین

مگر وہ مؤید الملک سنجری کی مدد سے بچ جاتا ... بادشاہی ... [illegible] ... تب پہنچے ... ہوئے

ایک قصیدہ ... بادشاہ کی تعریف ... [illegible]

سلطان معزالدین شہ غازی جہانشا	... فیروز و العقا ... شد بست	... [illegible] ... اللہ ملوک
مہر شش چو مہر و ...	اور کسی ...	شاہ ... خسرو غازی ...
گردی فزود زینت تاج و کلاہ را	اصل ... محمد بن سام ...	آن ... نشانہ شدہ فرشاہ ...
اور نظامی کی مراثیہ میں بھی اوسکی مدح میں لکھا	شہ معزالدین کہ از دولت است	... گلدستہ فلک بستہ میان
رفت بر تخت چو گل در وقتے	کہ فلک بر و خود اندر میزان	... آتش قہر شش ...
جان شیرین بدہ بشکرسان	شکر دین و گل دولت را	با ہم ز تخت ... گزان
یارب این گلشکر دولت و دین	سبب صحت عالم گردان	... صبح ...
لکھا ہے	خسرو غازی ... اللہ ...	... ہمایون ... مظفر
بو المظفر شہریار شرق کا اندر معرکہ	ذکر سلطان قطب الدین ایبک کا	... ہمائی چتر ... مظفر

یہ بادشاہ معزالدین کے غلامون مین تھا چھوٹی انگلی اوسکے ایک ہاتھ کی ٹوٹی ہوئی تھی اسلیے اوسکو ایبک کہتے تھے اور لکھ بخش بھی اوسکا خطاب تھا بعد سلطان معزالدین کے اوسکے بھتیجے سلطان غیاث الدین محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے قطب الدین کے لیے ایک چتر بھیجا اور بادشاہت کی اجازت دی چنانچہ دہلی سے لاہور مین آکر سہ شنبہ کے دن اٹھارہوین ماہ ذی قعدہ سنہ چھ سو دو ہجری مین تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ سخاوت مین بے نظیر تھا بہاء الدین اوشی نے اوسکی تعریف مین لکھا ہے

ای بخشش لک تو درجہان آوردہ + کان را کف تو کار بجان آوردہ + از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان + ور لعل بہانہ درمیان آوردہ +

تاج الدین یلدوز بھی ایک شہاب الدین کا غلام تھا اور وہ بعد اوسکے غزنین کا بادشاہ ہوا تھا اوسنے لاہور پر فوج کشی کی اور بڑی لڑائی کے بعد شکست کھا کر کرمان کو بھاگ گیا بعد ازان قطب الدین نے جا کر غزنین پر بھی قبضہ کر لیا اور چالیس دن تک وہان رہا مگر چونکہ لہو و لعب مین مصروف ہو گیا اس سبب سے وہان کے آدمیون نے دل تنگ ہو کر پوشیدہ طور پر پھر تاج الدین یلدوز کو بلایا اور وہ ایسا یکایک آ پہونچا کہ قطب الدین مین مقابلہ کی تاب نرہی لاہور کو بھاگ آیا اور بعد چند روز کے لاہور مین گھوڑے سے گر کے مر گیا اس بادشاہ نے راے پتھورا کی فتح کے بعد بیس برس تک حکومت کی

فوج کشی کی اور راے بھیم دیو سے بادشاہ کا بدلا لیکر اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے مراجعت کی اسی سال ۶۰۰ھ
سلطان غیاث الدین نے انتقال کیا شہاب الدین نے یہ خبر طوس و سرخس کی حدود مین سنی اور
بادغیس کو روانہ ہوا اور وہان اوسکی ماتمداری کر کے بھائی کے ملک کو سب عزیزون پر تقسیم کیا اور غزنین کو
واپس آیا پھر خوارزم پر لشکر کشی کی پہلی لڑائی مین تو سلطان محمد خوارزم کے بادشاہ کی شکست ہوئی بادشاہ نے
اوسکا تعاقب کیا اور اوس خلیج پر جو جیحون کے شرقی کنارہ پر کھدا ہے خوارزم والون سے پھر لڑائی ہوئی اور بہت
سردار غور کے قتل ہوگئے ترکستان کے بادشاہون نے بھی سلطان محمد کی مدد کے لیے فوج بھیجی تھی
اوس سے بھی جیحون کے کنارہ لڑائی ہوئی آخر شہاب الدین شکست کھا کر مع سو سوار کے قلعہ اندخود مین
قید ہوگیا اور امن مانگ کر غزنین کو آیا اسی اثنا مین کھوکرون نے نواحی لاہور مین سرکشی کی بادشاہ یہ خبر سنکر
اونکی طرف متوجہ ہوا اور قطب الدین ایبک کو بھی دہلی سے بلایا اور کھوکرون کو قرار واقعی سزا دی جب لاہور سے
غزنین کی طرف مراجعت کی جب دمیک نام گانون مین جو مضافات غزنین سے ہے پہنچا تو فدائی کھوکرون نے
موقع پاکر بادشاہ کو شہید کیا کسی نے یہ قطعہ اوسکی تاریخ شہادت مین لکھا ہے شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین

کز ابتدای جہان ہیچو او نیامد یک — سوم زغرہ شعبان بسال ششصد و دو — فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک

اس بادشاہ نے بتیس برس سلطنت کی اور فقط ایک بیٹی اوسکی وارث رہی خزانہ سونے اور چاندی
اور جواہرات کا بیشمار چھوڑا منجملہ اوسکے پانسو من الماس تھا نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا دو مرتبہ
(یہ من بمعنی ایک سیر کے ہے)
شکست پائی اور سات مرتبہ کامیاب ہوا اوسکے زمانہ مین عالم اور فاضل بہت تھے اونمین سے
ایک امام فخر الدین رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر ہی مین مقیم تھے اور اونھون نے لطائف غیاثی وغیرہ
کتابین شہاب الدین کے بھائی غیاث الدین کے نام پر تصنیف کی ہین ہر ہفتہ وعظ فرماتے تھے
اور بادشاہ بھی اونکی وعظ مین حاضر ہوکر بہت رویا کرتا تھا جب امام کو ہمیشہ کے لیے اس پابندی سے
دشواری ہوئی تو اونھون نے ایک مرتبہ بر سر منبر بادشاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بادشاہ چند روز مین
نہ تیری یہ دولت و عظمت باقی رہیگی نہ میری یہ خوشامد اور نفاق یہ قطعہ امام کی تصنیف سے ہے

اگر دشمن نسازد با تو ای دوست — ترا باید کہ با دشمن بسازی — وگر نہ چند روزے صبر فرما
نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی

بعضے آدمیون نے بسبب حسد کے امام پر فدائیون سے شرکت کی
تہمت لگائی کہ امام کو اس مشورہ کی پہلے سے خبر تھی چنانچہ اس جرم مین امام کو ماخوذ کرنا چاہا تھا

اوسکی سونڈ پر ایک ہاتھی اوٹھ بھاگا یہ حال دیکھکر قطب الدین کو بڑا تعجب ہوا لکھنوتی اور بنگالہ کی حکومت کا
فرمان دیکر اوسکو رخصت کیا دوسرے سال بین محمد بختیار نے بہار سے لکھنوتی پر فوج کشی کی
اور تھوڑی سی فوج سے شہر نودیا پر جو آب اوجڑا پڑا ہے متصرف ہوگیا وہان کا حاکم راے لکھمنیہ
کی علامتین اور اوسکے غلبہ کا حال نجومیون سے معلوم کر چکا تھا اسلیے [illegible]
چلا گیا اور بہت غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور تمام وہان کے بتخانے توڑ [illegible]
اور مدرسے اور خانقاہین بنائین پھر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے [illegible]
کی اور امیر عماد کو پیشوا بناکر [illegible] تسخیر کا ارادہ کیا اور [illegible]
شہر [illegible] پہنچے جسکا نام [illegible]
[illegible] ہندوستان مین [illegible]

[illegible]

[illegible]

نہ سمجھا اور [illegible] امیر [illegible]
مخالفون نے دو دو [illegible]
پل کے قریب [illegible]
[illegible]
[illegible] مخالفون نے کام تمام کیا محمد بختیار بھی [illegible]
دیوکوٹ مین پہنچا اور اسی رنج مین بیمار ہوگیا بار بار یہی کہتا تھا کہ شاید سلطان معزالدین محمد سام پر
کوئی حادثہ آیا ہے جو ہمسے یون دولت نے منہ پھیرا ہے پھر ضعف بہت غالب ہوا اور [illegible]
نوبت پہنچی اسی حالت مین علی مردان نامی ایک امیر محمد بختیار کا جو نارول کے ضلع سے [illegible]

جسمین سے چار برس خود مستقل حاکم رہا اور سولہ برس شہاب الدین کا تابع اور سنہ چھ سو سات مین انتقال
کیا اور سوائے قطب الدین کے اور سات آدمی شہاب الدین کے غلامون مین سے بادشاہ ہوئے
ہین اور اونھون نے ہندوستان اور غزنین اور بنگالہ مین حکومت کی ہے اونمین سے ایک تاج الدین
یلدوز تھا جو تراوری کے حدود پر شمس الدین التمش کے مقابلہ مین گرفتار ہوا دوسرا سلطان ناصر الدین قباچہ
جسکی بی بی تاج الدین یلدوز کی بیٹی تھی اور سلطان معز الدین نے خود اچہ اور ملتان کا اوسکو حاکم کردیا
تھا بعد انتقال سلطان قطب الدین کے اوسنے اچہ سے سرستی اور کہرام تک اپنا قبضہ کرلیا اور لاہور پر
بھی متصرف ہوگیا تاج الدین نے خواجہ الملک سنجری کو اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا ناصر الدین شکست
کھا کر سندہ کو بھاگا اور وہان قوت پیدا کرلی کہ جب سنہ چھ سو گیارہ مین مغلون نے فوج کشی کی اوچ
[illegible] ملتان کو گھیر لیا تو ناصر الدین نے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بہت سی بخشش [illegible] فوجکو
کام فرمایا آخر اوس آفت سے نجات پائی تیسرا ملک بہاء الدین طغرل جب سلطان محمد غزنوی [illegible]
قلعہ تھنکر کو فتح کیا وہانکی حکومت بہاء الدین کو سپرد کی اور [illegible] قلعہ [illegible]
گوالیار کا قلعہ فتح ہوا اور سلطان معز الدین نے وہان سے [illegible] مراجعت کا ارادہ کیا تو بہاء الدین
سے [illegible] کہا اگر [illegible] قلعہ فتح ہو تو یہان کا حاکم تجکو [illegible]
بہاء الدین اوس قلعہ پر حملہ کرتا رہا جب یون کام نچلا تو گوالیار کے قلعہ سے دو کوس پر ایک اپنا قلعہ
بنایا اور گوالیار والون کو بہت تنگ کیا جب وہ بہت مجبور ہوئے تو اونھون نے قطب الدین ایبک کو
بلاکر قلعہ حوالہ کردیا یہ بات بھی بہاء الدین کو بہت ناگوار ہوئی اور لڑائی کے سامان مین تھا کہ یکایک قضا
آگئی چوتھا ملک محمد بختیار ملک غور اور گرمسیر کے اکابر مین سے ایک بڑا لائق فائق آدمی تھا سلطان
معز الدین کے زمانہ مین غزنین مین آیا اور وہان سے ہندوستان کو آیا مگر قطب الدین سے موافقت
نہوئی تو ناکر حسام الدین اوغلبک سے جو ملتان کا حاکم تھا ملا اوسنے کنپلا اور پتیالی اوسکو
جاگیر مین دیا بعد ازان محمد بختیار نے اودہ کو فتح کرکے بہار اور منیر پر بھی قبضہ کرلیا اور وہانکی لوٹ کھسوٹ
مین بہت مال اوسکے ہاتھ آیا پھر سلطان قطب الدین نے خلعت اور بادشاہی کا نشان اوسکے لیے
بھیجا وہ بھی بہت تحفے قطب الدین کے لیے پیشکش لایا لیکن وہان کے امیرون نے حسد سے
بادشاہ کو بہکایا پانچ اوسکے [illegible] اوسنے سپر چھوڑ دیا بختیار نے سنبھل کر ایک ایسا گرز

مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور آرام شاہ [illegible] ایک سال بھی سلطنت نہ کی

ذکر سلطان شمس الدین التمش کا

شمس الدین التمش کا باپ ترکستان مین کسی قوم کا حاکم تھا اور چونکہ وہ چاندگہن کی رات مین پیدا ہوا تھا اور ایسے لڑکے کو ترکی زبان مین التمش کہتے ہین اسی سبب سے شمس الدین کو التمش کہتے ہین اسکے بھائی شمس الدین کو باغ کی سیر کا بہانہ کر کے باہر لے گئے اور یوسف کی طرح ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ سوداگر اوسکو بخارا مین اور وہان سے سلطان معز الدین کے زمانے مین غزنین کو لے گیا اتفاقاً اوس زمانے مین بعد فتح نہروالہ اور گجرات کی قطب الدین ایبک بھی غزنین کو گیا تھا اور شاید معز الدین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس غلام کو غزنین مین کوئی نخریدے قطب الدین نے [illegible] خریدنے کی اجازت مانگی معز الدین نے اسکے پہلے [illegible] اوسکو دہلی [illegible] چنانچہ قطب الدین [illegible] ایک [illegible] نامی [illegible] غلام اور التمش [illegible] [illegible] قطب الدین تاج الدین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حکومت [illegible] معلوم ہوئے [illegible] کھوکرون سے مقابلہ کیا تھا [illegible] شمس الدین التمش بھی [illegible] قطب الدین کی ہمراہی [illegible] معز الدین کا شریک ہوا اور بڑی بڑی دلیری کے کام کیے تھے اور سلطان معز الدین نے اوسکو بہت خلعت اور انعام عطا کیے تھے اور قطب الدین سے بھی اوسکی سفارش بہت کی تھی اور اوسی روز سے قطب الدین نے اوسکو آزاد کر کے رفتہ رفتہ امیر الامرائی تک پہونچایا سنہ چھ سو سات مین شمس الدین نے تخت سلطنت پر دہلی مین جلوس کیا بعضے امیرون نے کچھ بغاوت کی تھی مگر اونکو قرار واقعی سزا دی بعد ازان ملک تاج الدین یلدوز جب خوارزم والون سے شکست کھا کر بھاگا تو لاہور پر آ کر قابض ہو گیا شمس الدین التمش نے اوسکا مقابلہ [illegible] سنہ [illegible] لڑائی ہوئی آخر تاج الدین یلدوز گرفتار ہو گیا اور شمس الدین نے اوسکو بدایون مین قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مرگیا سنہ چھ سو چودہ مین ناصر الدین قباچہ سے جو قطب الدین کا داماد اور

دیوکوٹ مین آیا تھا اوسنے بادشاہ کو جو بہت ہی ضعیف اور ناتوان پایا تو چادر کھول کر ایک خنجر ایسا مارا کہ
اوسکا کام تمام ہو گیا یہ حادثہ سنہ چھ سو دو مین ہوا تھا اور اسی زمانے مین سلطان معز الدین محمد سام
نے انتقال کیا تھا بعد انتقال محمد قطب الدین کے یہی علی مردان لکھنوتی کا بادشاہ بن بیٹھا اور علاؤ الدین
لقب مقرر کر کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا یہ شخص نہایت متکبر اور بیوقوف تھا لکھنوتی
مین بیٹھا ہوا ایران اور توران کے ملک لوگون کو تقسیم کیا کرتا تھا اور ڈر کے مارے کوئی یہ نہین
کہہ سکتا تھا کہ وہ ملک آپ کے اختیار سے باہر ہین ایک روز ایک سوداگر شکستہ حال دربار مین آیا او
کچھ مدد چاہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ سوداگر کہان کا رہنے والا ہے لوگون نے کہا صفہان کا بادشاہ
نے حکم دیا کہ اصفہان کو یہ حکم لکھ بھیجو کہ وہ ملک اس سوداگر کی جاگیر مین مقرر کیا گیا وزیر تو کچھ نکہہ سکے
مگر یون تقریر کی کہ اس کام کے لیے بہت سے لشکر اور فوج کی ضرورت ہے اور یہ بغیر زر کثیر
ممکن نہین تب بموجب حکم بادشاہ کے زر کثیر جو اوسکی توقع سے بھی زیادہ تھا اوسکے حوالہ کیا گیا
جب اسکا ظلم حد سے گذرا تو خلجی امیرون نے متفق ہو کر اوسکو قتل کر ڈالا بتیس برس اسنے
سلطنت کی بعد قتل علی مردان کے امیرون نے حسام الدین کو تخت پر بٹھایا یہ بھی ایک معز الدین کے
غلامون مین تھا اور اسنے تمام ولایت ترہٹ اور بنگالہ اور جاجنگر اور کامرود پر اپنا قبضہ کر لیا اور
اسکا خطاب غیاث الدین تھا سنہ چھ سو بائیس مین آٹھ ہاتھی اور ساتہزار تنکہ نقد سلطان شمس الدین
التمش کو بھیجکر خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا سنہ چھ سو چوبیس مین سلطان ناصر الدین
محمد شمس الدین التمش نے امیرون کے اغوا سے غیاث الدین پر فوج کشی کی وہ اوس زمانے مین
لکھنوتی سے کامرود کو لشکر لیے جاتا تھا یہ خبر سنکر ترت لوٹ آیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مع کئی امیرونکے
گرفتار ہو کر قتل ہو گیا بارہ برس سلطنت کی باقی اور غلام معز الدین کے جنھون نے اور
ملکون مین سلطنت کی ہے اونکا ذکر اپنے مقام پر آوے گا

ذکر سلطان آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کا

بعد انتقال قطب الدین کے اوسکا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا سپہ سالار علی اسمٰعیل نے شمس الدین التمش کو
جو قطب الدین کا غلام اور داماد تھا اور اوسکو قطب الدین نے بیٹا بھی کیا تھا اوسوقت بداؤن مین
حاکم تھا سلطنت کے واسطے بلایا چنانچہ اوسنے دہلی پر اپنا قبضہ کر لیا آرام شاہ نے اوس

خبر بابل ساحر و جبرئیل امین	ز فتح نامهٔ سلطان شمس الدین	که ای ملائکهٔ قدس آسمان را
بدین بشارت چند کلک آمین	که از ... ملاحت ... سلام	گشاد بارگه قاعدهٔ سپهر آئینه
[illegible]	[illegible]	[illegible]
... که ... بین	... خویش از زبان قلم	کرده ... بیان قلم
رقم ... گویا بود ست	... نشان قلم	بقلم ... جهان
اوز من گشت چون جهان قلم	ناگهان با نگار رفت ... من	زان و رشتی که ... قلم
که بآواز ... ماند ...	نالهٔ زار ناگهان قلم	گرچه پیوسته در میان عمر
وارهم نفع بیکران قلم	آخر احوال من نگوید کس	پیش صاحب ... زبان قلم
خواجه منصور بن سعید که دست	تیز بازار امتحان قلم	آن ... که دارد از ...
بار انصاف کاروان قلم	چون بت ان را سواد کرده بود	هر کسب او خجسته زبان قلم
در کفایت کند رکاب گران	پس بگیر سبک عنان قلم	... عقل را چو ...

... نگار اگند نهان قلم ٭ اور سنہ ۶۲۶ چھ سو چھبیس میں عرب سے قاصد حضرت سلطان کے لیے خلعت اور القاب لائے اور اس خوشی میں بادشاہ نے تمام شہر میں آرایش کی اور بہت جشن کیے اسی سال میں شاہزادہ سلطان ناصر الدین حاکم لکھنوتی کا انتقال ہوا بادشاہ نے جب اوسکے ماتم سے فراغت پائی تو اپنے چھوٹے بیٹے کو یہی خطاب عنایت کیا اور اسی کے نام طبقات ناصری تصنیف ہوئی ہے کچھ لکھنوتی میں فساد ہو گیا تھا سنہ ۶۲۷ چھ سو ستائیس میں بادشاہ نے وہانکا قصد کیا اور اوسکا انتظام کر کے وہ ملک عز الملک ملک علاؤ الدین خانی کے سپرد کیا اور سنہ ۶۲۹ چھ سو انتیس میں گوالیار کے قلعے کو فتح کیا اور ملک تاج الدین دبیر نے اس تہنیت میں یہ رباعی لکھی تھی اور بادشاہ نے اوسکو پتھر پر کندہ کرایا تھا ٭ ہر قلعه که سلطان سلاطین بگرفت ٭ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ٭ آن قلعهٔ گوالیار و آن حصن حصین ٭ در ستمائه ثلاثین بگرفت ٭ سنہ ۶۳۱ چھ سو اکتیس میں مالوہ پر یورش کی اور بھیلسی کو فتح کیا اور اجین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہانکا بتخانہ مہاکال نامی جو چھ سو برس کا بنا ہوا تھا بالکل توڑ پھوڑ ڈالا اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کی مورتیں صورتیں وہان سے اوٹھا لایا اور دہلی کی پرانی جامع مسجد کے دروازے پر ڈالدین پھر ملتان کو

اچہ اور ملتان کا حاکم تھا لڑائی ہوئی او سلطان التمش نے فتح پائی بعد ازان سلطان نے ناصر الدین کی
ملک پر فوج کشی کی ناصر الدین قلعہ اچہ کا اچھی طرح بندوبست کر کے قلعہ بھکر مین چلا گیا اور نظام الملک
وزیر نے اوسکا تعاقب کیا اور سلطان نے اچہ کو فتح کر لیا جب ناصر الدین نے یہ سنا تو سلطان
شمس الدین التمش کے پاس بہرام شاہ اپنے پسر کو صلح کی گفتگو کے لیے بھیجا اسی اثنا مین قلعہ
بھکر بھی فتح ہو گیا جب سنہ ٦١٥ چھ سو پندرہ مین ناصر الدین پنجاب کے کسی دریا مین ڈوب ڈاب کر مر گیا
تو سلطان حسب مراد دہلی کو آیا اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا بیٹا چنگیز خان کے
خوف سے بھاگ کر غزنین کو گیا اور وہان سے لاہور مین آ کر متصرف ہو گیا سنہ ٦١٨ چھ سو اٹھارہ مین
التمش نے اوسپر فوج کشی کی وہ مقابلہ نکر سکا سندہ اور سیستان کیطرف چلا گیا اور وہان سے کیچ اور
مکران کے رستے کرمان اور عراق مین پہنچا سنہ ٦٢٢ چھ سو بائیس مین بہار اور لکھنوتی پر سلطان شمس الدین التمش نے
فوج کشی کی اور سلطان غیاث الدین کو اپنا مطیع کر کے بہت سی پیشکش حاصل کی اور وہان خطبہ اور سکہ
اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین محمد خطاب دیکر اپنا ولیعہد کر
وہ ملک اوسکے حوالہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی آخر ناصر الدین نے غیاث الدین کو قید کر کے
قتل کیا اور مال غنیمت وہان سے بہت سا پایا چنانچہ دہلی کے سب سرداروں کے لیے جدا جدا حصہ
بھیجا ناصری نام ایک شاعر ولایت سے دہلی مین آیا اور حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت دعا کیجیے کہ مینے ایک قصیدہ جو شمس الدین التمش کی
تعریف مین لکھا ہے اوسکا مجھکو بہت صلہ ملے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی جب وہ بادشاہ کی مجلس
مین گیا اور یہ مطلع اول پڑھا ع ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ٭ تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ
بادشاہ نے فی الفور اس مطلع کو یاد کر لیا اور ایسا بھایا کہ بار بار زبان پر لایا اور جب قصیدہ تمام ہو گیا
اوس سے پوچھا کہ اسمین کتنے شعر ہین اوسنے کہا ترپن شعر ہین چنانچہ بادشاہ نے ترپن ہزار تنکہ سفید
اوسکو انعام مین دلوا دیے پھر سلطان شمس الدین نے سنہ ٦٢٣ چھ سو تیئیس مین رنتھنبور کے قلعے
پر حملہ کر کے فتح پائی سنہ ٦٢٤ چھ سو چوبیس مین قلعہ مندور پر فوج بھیجی اور اوس قلعہ کو مع کوہ سوالک کے
اپنے قبضے مین کر لیا اسی سال مین امیر روحانی جو بڑا فاضل تھا چنگیز خان کے حادثے مین
بخارا سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور فتح کی تہنیتون مین بہت سے قصیدے لکھے یہ شعر بھی اونھین مین ہین

یہ سنکر رکن الدین دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب کیلوکھری تک آیا رضیہ خاتون کی فوج مقابلہ مین آئی اور لڑائی کی بھی نوبت نہین آئی تھی کہ رکن الدین گرفتار ہوگیا باقی تمام عمر اوسکی قید مین گذری اس بادشاہ نے چھ مہینے سے کچھ زیادہ سلطنت کی اسکے زمانے کے شاعرون مین سے ایک شہاب مہرہ بدایونی تھا جسکی نسبت امیر خسرو ایک قصیدے کے عنوان مین فرماتے ہین ع در بدایون مہرہ سرمست برخیز از خواب گر برآرد غلغلہ مرغان بالای زمین خواب ٭ اور فخر الملک عمید تولکی نے بھی اوسکو استاد کہا ہے جناب مصنف نے چند قصیدے اوسکے تیمناً بطور تذکرے کے بیاض حتی ہم شہری نقل کیے ہین اونمین سے ایک یہ ہے

الغم للمت بمستی از پی ... [illegible]

ز نحر کا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بوداین ... [illegible]

عجب ای شہا ... سلطنت ... [illegible]

نہ مقیم ... مسافر ... کہ دم ... [illegible]

زہوس ... عشرت شدہ مست لاابالی

رگ دیدہ خون کشادہ پی جام ارغوانی

... چو برق سوزان بدو نیک را فسوسی

ز صبا بحر ... چو صبا بنا توانی

چہ زمین کثیف ... سخت بماہ گردون

ببقا ... فرقا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ندامید ... [illegible]

دل و عقل ... [illegible]

زہوا براہ تہمت زدہ گام کامرانی

عفن ہوا اشالی زمن زمین نظیر

زدل چو سنگ خارا تر و خشک را فشانی

غم ہفت و چار در دل شدہ ہم از ...

برسی بسیر ملکی ز مقام پاسبانی

صفت آخر استادہ با ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... انی نخر ... [illegible]

نہ فریشتہ ... کارگاہی

چہ سپید ... گور ... [illegible]

در عقل نیک بستہ غم بارالہ عارض

گہر غرض بقای صدف تہی دہانی

زہوس بطبع گردان فلکی بہ نقشبندی

در صد ہزار حیلت بادای ...

تو خود از سر بطالت نرسیدہ ... ہم

چلدیا اور اس سفر میں بیمار ہو کر دہلی کو لوٹ آیا اور ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہین چھبیس برس سلطنت کر کے انتقال کیا مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک مرتبہ ایک کنیز سے مجامعت کا ارادہ کیا مگر او سپر قادر نہوا ایک مرتبہ وہی کنیز بادشاہ کے سر مین تیل ڈالتی تھی یکایک رونے لگی اور اوسکے آنسو بادشاہ کے سر پر گرے بادشاہ نے اوس سے رونے کا سبب بہت اصرار سے پوچھا تو اوسنے جواب دیا کہ میرا ایک بھائی بعینہٖ آپکی شکل تھا اسوقت وہ مجھکو یاد آیا اور بھائی کا سارا قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ ہی کی حقیقی بہن تھی اور اللہ تعالی نے اس حرام سے اوسکو محفوظ رکھا اور جناب مصنف یہ لکھتے ہین کہ مینے دوبار اکبر بادشاہ کی زبانی ایک دفعہ فتحپور مین اور ایک مرتبہ لاہور مین اسی نقل کے قریب ایک نقل سلطان غیاث الدین بلبن کی نسبت سُنی ہے کہ وہ ایک کنیز سے جب مباشرت کا قصد کرتا تھا اوسکو حیض آجاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ وہ اوسکی بہن تھی

ذکر سلطان رکن الدین فیروز سلطان التمش کے بیٹے کا

بعد انتقال سلطان شمس الدین التمش کے اوسکا بیٹا ولیعہد سلطان رکن الدین جو لاہور مین حاکم تھا بادشاہ ہوا اور ملک تاج الدین دبیر نے اوسکے جلوس کی تہنیت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

مبارک باد ملک جاودانی ؛ ملک را خاصہ در عہد جوانی . یمین الدولہ رکن الدین کہ آمد ورثش از یمین چون رکن یمانی

جب تخت پر بیٹھا خزانے کا دروازہ کھول دیا اور لہو و لعب اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور رنڈیون اور کمینون کی صحبت اختیار کی اور اوسکی مان ترکان خاتون کہ ایک ترکی کنیز تھی التمش کی اور بیبیون سے جو پہلے رنج رکھتی تھی اب اوسکے عوض نکالنے لگی بڑا بیٹا شمس الدین التمش کا قطب الدین نامی جو ایک اور بی بی کے بطن سے تھا اوسکو قتل کیا اور بالکل خزانہ خالی ہو گیا چھوٹا بھائی رکن الدین کا ملک غیاث الدین نامی جو اودھ مین حاکم تھا باغی ہوا اور ادھر ملک عزالدین اور کبیر خان سلطانی والی ملتان اور ملک سیف الدین ناظم ہانسی وغیرہ باہم خط و کتابت کر کے خودسر ہو گئے ناچار بادشاہ اوس فتنے کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا پہلی منزل کیلوکھری ہین کی وہان سے نظام الملک جنیدی وزیر اور وکیل ممالک ہند کا جدا ہو کر کول کو بھاگ گیا اور ملک عزالدین محمد سالاری سے جا ملا جب بادشاہ منصور پور مین پونہچا سارے امیر وہان سے رفاقت چھوڑ کر دہلی کو چلے آئے اور رضیہ خاتون شمس الدین کی بڑی بیٹی کو جو بڑی بہادر اور سخی اور عقلمند تھی بادشاہ بنایا اور ترکان خاتون رکن الدین کی مان کو قید کیا

نظام الملک کا انتقال ہو گیا اور خواجہ مہذب اوسکا قائم مقام ہوا اس سلطنت کو ایک طرح کی قوت حاصل [illegible]
بعد ازان رنتنبھور کو لشکر بھیجا اور شمس الدین کے وقت سے جو ہندوون نے مسلمانون کو گھیر [illegible]
اونکو اوس قید سے خلاص کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی جو پہلے میر آخور تھا [illegible]
ہو گیا کہ سلطان رضیہ اوسکی بغل اور بازو پر تکیہ لگا کر سوار ہوا کرتی تھی سب امیر اونکو اوس [illegible]
بعد ازان سلطان رضیہ بے حجاب مردون کی طرح قبا اور ٹوپی پہنکر تخت پر بیٹھتی تھی اور [illegible]
کرتی تھی سنہ چھ سو سینتیس مین ملک عزالدین ایاز حاکم لاہور نے مخالفت کی اور سلطان [illegible]
اوسپر لشکر کشی کی اور اوسکو مطیع کر کے ملتان بھی اوسکی جاگیر مین اضافہ کیا اسی سال [illegible]
فوج کشی کی راستے مین سارے امیر بعض امور سلطان [illegible]
اور سلطان رضیہ کو مع جمال الدین یاقوت حبشی کے جو امیر الامرا ہو گیا تھا [illegible]

ذکر سلطنت بہرام شاہ شمس الدین کے بیٹے کا

بعد محبوسی سلطان رضیہ کے بہرام شاہ شمس الدین التمش کا بیٹا تخت نشین ہو [illegible]
اختیار الدین التونیہ حاکم تبرہندہ نے رضیہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور جاٹ [illegible]
فراہم کر کے دہلی پر چڑھائی کیا معزالدین بہرام شاہ نے ملک بلبن خورد کو [illegible]
مقابلے کے لیے بھیجا اور رضیہ شکست کھا کر پھر تبرہندہ کو لوٹ گئی اور چند روز مین کچھ [illegible]
درست کر کے پھر دہلی کا قصد کیا ادھر سے وہی ملک بلبن خورد مقابلے مین آیا آخر دوبارہ [illegible]
فوج کو شکست ہوئی اور رضیہ اور التونیہ دونون گرفتار ہو کر بادشاہ کے اشارے سے قتل [illegible]
یہ واقعہ سنہ چھ سو سینتیس مین ہوا اور رضیہ نے تین برس اور چھ مہینے اور چھ دن سلطنت [illegible]
بعد ازان معزالدین بہرام شاہ مستقل بادشاہ ہو گیا ملک اختیار الدین ایتگین جو پہلے حاجب تھا
اور بادشاہ کی ایک بہن بھی اوسکے نکاح مین تھی اور نظام الملک مہذب الدین سے متفق ہو کر سارے
امور سلطنت مین دخیل ہو گیا تھا اور بادشاہون کی طرح ایک بڑا ہاتھی اپنے دروازے پر باندھتا تھا
سنہ چھ سو اڑتیس مین مع مہذب الدین وزیر کے بادشاہ کے اشارے سے قتل ہو گیا بعضے امرا
خفیہ تغیر سلطنت کے باہم مشورے کیا کرتے تھے بادشاہ نے مطلع ہو کر سب کو سزا سے کامل [illegible]
بعضون کو قتل کیا اور بعضون کو مثل بدرالدین سنقر امیر حاجب کے بدایون مین قید کر دیا آخر وہ

ز نقیضہ زمانہ بفریضہ زمانے
ترشے از ل تو از پیچ بگیر از سفاہت
اگرش روضۂ ہوائی گل جو غنچہ و اتی
تو بشہ بفعل طالب ہمہ عمر نقش باطل
نفسے بہ پنج ورد و قش ز آب زندگانی
ہوس خیال ما کی نفسے گہر فشان کن
بسوی ور سہیمش ز سرای ام ہانے
گہری کہ بود جایش بخزانہ الٰہی
بدلالت عناصر چو محیط آسمانی
شکرین زبان رسولیکہ بود نجات امت
چو ضمیر کان کند خون دل گنج شایگانی
بحساب بر گرفتہ رہ مالک الرقابی
ز بسیط کانناتش محیط لا مکانی
ربطی بنا فگندہ سخنش قضای حق را
کہ نزد غرور راہش متاع این جہانی
ملکا بجق یاران کہ مرا بیار فی خود

ز صلاح اہل دنیا خبریت یاد بکرد
بدمی از تن تو خیزد چو تہور از جوانی
سخنے چو جان گذرنی بگر از تنت تو و ے
ز خیال کرد پیریت غم سیر جوانی
ہمہ ست بجہت گرد شود آن خیال آبی
پشناسی و نگہ ندہ ل خرد ش نہ پیشانی
لشکری ملک بلا فت فلکی زمین تقاضی
تو ز آگہ تافت نورش سپہر جاودانی
گہری کہ سر حجرہ چو شب سیاہ گیتی
بعقیدہ زبانش ز عقیلہ زبانے
ز جمال عارضش گہر رخ آفتاب شرقی
بکلام ہر کشادہ در صاحب القرانی
شجریہ دوست جانش شدہ مست ہر امیدی
شدہ از پی سیاست عمر ش ز عدل بانی
شدہ رکن چار سینش علی آنکہ بہر کینہ
ز بلا ہی یار نادان ہمہ عمر وار ہانی

کہ درین دو کون باری بفساد داستانی
تم کوزۂ ریائی دم کوزۂ جفائے
بقصیدہ برف ریزی بگداز دم خزانی
ہوس ست شعر و بحرش چو سراب با خانے
تفتنت چو نظم یابد بود آن گہر فشانی
شہ تخت کن محمد کہ سرادق شرف زد
چو فلک بپاک جسمی چو ملک بپاک جانی
گہری کہ قیمتی تر ز وجود او نباشد
ز نجابت حقیقش رخ کوکب یمانی
گہرین بیان فصیحے کہ فصاحت بیانش
ز قوام قامتش خم قد سرو بوستانی
جذبات شوق باطن بکاشفت گشتہ پیدا
پسر ابو قحافہ زدہ تحفت دوستانی
قدم سوم درین رہ زبہش نہادہ مردی
ز شعاع ذو الفقارش رخ مہر زعفرانی
ز من آنکہ این قصیدہ طلبید باد جانش

چو قصیدہ ام مزین بجواہر معانے ٭ جناب مصنف کی تقلید کرکے ایک قصیدہ لکھا باقی اوس فارسی کے قصیدے اس اردو ترجمے مین لکھنا مناسب نہ سمجھے

ذکر ملکہ رضیہ خاتون کا

رضیہ خاتون نے سنہ چھ سو چونتیس ۶۳۴ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا اور عدل اور انصاف اور کرم کو کارفرما ہو کر جتنے خلل سلطنت مین آگئے تھے سبکا بندوبست بخوبی کر لیا اور نظام الملک جنیدی کو وزیر کل مقرر کیا باہم امیرون مین کچھ مخالفت ہوئی رضیہ نے اپنی تدبیر سے سب بے حقیقت امیرون کو جدا کر دیا چنانچہ ہر ایک کسی سمت کو بھاگ گیا بعضون کو گرفتار کرکے قتل بھی کر دیا بعد چند روز کے

بہرائچ ملک ناصر الدین کو دی اور اونھون نے وہان بڑی عمدگی سے کام کیا سنہ چھ سو بیالیس ہجری مین مغلون کی فوج لکھنوتی پر جا پہونچی شاید تبت اور ختا کے راستے سے آئے ہونگے بادشاہ نے تیمور خان کو طغا خان کی مدد کو لکھنوتی کو روانہ کیا چنانچہ مغل شکست کھا کر چلے گئے پھر تیمور خان اور طغا خان مین کچھ مخالفت ہوگئی چنانچہ طغا خان دہلی کو چلا آیا اور لکھنوتی مین تیمور خان مقرر ہوا اسی سال مین مغلون نے اچھ کے علاقے پر یورش کی بادشاہ بھی یہ سنکر بہت جلد بیاس ندی کے کنارے جا پہونچا مغلون کی فوج وہان سے بھاگ گئی پھر بادشاہ دہلی مین آیا اور ظلم اور قتل شروع کیا امیرون نے اوس سے رنجیدہ ہوکر اوسکے چچا ناصر الدین محمود کو بہرائچ سے بلایا اور جب وہ آگیا تو علاؤ الدین مسعود کو ۶۴۴ سنہ چھ سو چوالیس مین قید کردیا اور وہین مرگیا اس بادشاہ نے چار برس اور ایک مہینہ سلطنت کی

ذکر ناصر الدین محمود التمش کے بیٹے کا

بعد علاؤ الدین کے ناصر الدین محمود تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین بلبن خورد کو جو اوسکے باپ کا غلام اور داماد تھا وزیر کیا اوسکے جلوس کے وقت بہت سے قصیدے ہوئے اور شاعرون نے تہنیت نامے لکھے اونہین سے کئی شعر یہ ہین ع

آنخداوند یکہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ⁂ ناصر دنیا و دین محمود بن التتمش ست
آن جہاندارے کہ سقف چرخ از ایوان او ⁂ در علو حضرت گوئی فرودین پوشش ست
سکہ را از القاب ہمایونش جہانداری فخر ⁂ خطبہ را از اسم ہمایونش چرخ پایہ ازست

کتاب طبقات ناصری اسی بادشاہ کے نام پر تصنیف ہوئی ہے اوسکے تمام اخلاق اور انصاف اوس سے ظاہر ہوتے ہین اس بادشاہ نے غیاث الدین بلبن کو الغ خان کا خطاب اور سب امورات سلطنت اوسکو سپرد کرکے فرمایا کہ ہرگز کوئی ایسا کام نکیجیو کہ قیامت کے دن تو خود بھی شرمندہ ہو اور مجھکو بھی شرمندہ کرے اور خود اکثر حجرے مین بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا تھا مشہور ہے کہ یہ بادشاہ دربار عام مین تو بادشاہانہ کپڑے پہن لیتا تھا مگر خلوت مین ایک پرانی گدڑی پہنے رہتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ قرآن لکھ لکھکر ہدیہ کیا کرتا تھا اور اوسی سے کھانا پینا کرتا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی خط پہچان کر براہ خوشامد زیادہ قیمت کو نہ لیلے خفیہ لکھکر بازار مین بھیجدیا کرتا تھا اور اوسکی بہت سی حکایتین ایسی مشہور ہین کہ صحابہؓ کے احوال سے ملتی جلتی ہین مصنف لکھتے ہین کہ مینے کسی کتاب مین دیکھا ہے کہ ایک روز اوس بادشاہ کی بی بی نے شکایت کی کہ میرے پاس ایک کنیز بھی نہین اپنے ہاتھ سے تمھارے لیے روٹی پکاتی ہون اور یہ ہاتھ میرے جلگئے ہین اور آبلے پڑگئے ہین بادشاہ یہ سنکر رویا اور کہنے لگا کہ دنیا

وہیں مر گئے اور قاضی جلال الدین کاشانی کو حکومت لشکر سے موقوف کر کے بدایون کا قاضی مقرر کیا
اور قاضی شمس الدین اور مارہرہ کے قاضی کو ہاتھی کے پانوں سے کچلوا دیا یہی حال اور کئی شریروں کا
کیا سنہ چھ سو انتالیس میں چنگیزی مغلون نے لاہور کا محاصرہ کر لیا ملک قراقش حاکم لاہور آدھی رات
کو بھاگ کر دہلی میں آیا بادشاہ نے امراء سے از سر نو عہد و پیمان لیا اور نظام الملک وزیر کو جو بدل بادشاہ
کی طرف سے صاف تھا اس مہم کے لیے پنجاب کو روانہ کیا اوس مکار نے بادشاہ کو ایک عرضی اس
مضمون کی بھیجی کہ جتنے امیر ہیں سب بیدل ہیں یہاں آپکا تشریف لانا بہت ضرور ہے بادشاہ نے وہاں
خود جانا مصلحت نہ سمجھا اور سادہ لوحی سے یہ لکھ بھیجا کہ یہ منافق امیر وقت پر بخوبی اپنی سزا کو پہنچیں گے
اوس وقت انکی ملازمت سے کام نکالو یہ فرمان نظام الملک نے سب امیروں کو بعینہ دکھلا دیا اوسکو دیکھتے ہی
سب نظام الملک سے متفق ہو کر باغی ہو گئے بادشاہ نے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین اوشی کو اونکے
سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن وہ کسی طرح نہ مانے ناچار شیخ الاسلام دہلی کو واپس آیا اور جھٹ پٹ نظام الملک
اور امیروں نے دہلی کو آ کر گھیر لیا اور بادشاہ کو گرفتار کر کے چند روز قید رکھا پھر قتل کر ڈالا اس
بادشاہ نے دو برس اور ایک مہینے اور پندرہ دن سلطنت کی

ذکر علاؤالدین مسعود رکن الدین کے بیٹے کا

جب معزالدین بہرام شاہ کے بلبن بزرگ نے ایک روز تخت پر جلوس کیا اور شہر میں منادی
کی لیکن جب امرا اوسکی سلطنت پر راضی نہوئے تو علاؤالدین مسعود بیٹا رکن الدین فیروز شاہ کا اور
دونوں چچا یعنی سلطان ناصرالدین محمود اور سلطان جلال الدین سلطان شمس الدین التمش کے
بیٹوں کی مدد سے قید سے نکل کر تخت پر بیٹھا اور ملک قطب الدین حسن کو اپنا نائب اور مہذب الدین
نظام الملک کو وزیر الممالک مقرر کیا سنہ چھ سو چالیس میں اور امیروں نے حسد سے نظام الملک کو
قتل کر دیا پھر صدر الملک نجم الدین ابوبکر وزیر ہوا اور غیاث الدین بلبن خرد کو امیر حاجب مقرر کیا اور ناگور
اور سندہ اور اجمیر کی حکومت ملک عزالدین بلبن بزرگ کو دی اور بدایون ملک تاج الدین کے حوالہ کیا
اسی سال میں عزالدین طغا خان نے جو آگرے سے لکھنوتی کو چلا گیا تھا ایک عرضی شرف الملک اشعری
کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجی اور بادشاہ نے ایک لعل کا چتر اور خلعت خاص حاکم اودھ کے ہاتھ
اوسکے لیے روانہ کیا اور اپنے دونوں چچاؤں کو قید سے نکال کر حکومت قنوج ملک جلال الدین کو اور

اور امن مانگ کر حاضر ہوگئے بادشاہ لاہور کی حکومت جلال الدین کو دیکر دار السلطنت کو واپس آیا سنہ ۶۵۳ھ
چھ سو ترپن مین بادشاہ کو اپنی والدۂ ملکہ جہان سے جو قتلغ خان کے نکاح مین تھی کچھ رنج ہوا اور قتلغ خان کو
اودھ کا ملک جاگیر مین دیکر رخصت کیا اور چند روز کے بعد بہرائچ کو بدل دیا قتلغ خان نے بددل ہوکر دامنے
سنتور پہاڑ کی طرف رستہ لیا اور ملک عز الدین کشلو خان اور بعضے امیرون کو موافق کرکے بغاوت کی
بنیاد ڈالی بادشاہ نے الغ خان کو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ اونکے مقابلے کے لیے بھیجا جب دونون
فریق قریب ہوئے تو شیخ الاسلام سید قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی وغیرہ نے
قتلغ خان اور کشلو خان کو دہلی پر توجہ کرنے کی صلاح دی اور دہلی والون نے بہت سی خواہش
ظاہر کی چنانچہ قتلغ خان اور کشلو خان شکست کھانے کے بعد سو کوس کا راستہ دو روز
مین قطع کرکے سامانہ سے دہلی مین آئے الغ خان نے اس مشورے کی پہلے ہی بادشاہ کو
اطلاع دی تھی اور بادشاہ اون امیرون کو جنھون نے قتلغ خان کو پیام بھیجا تھا اپنی اپنی جگہ کو
بھیج چکا تھا جب ان دونون نے ان امیرون کو جنکی حسب الطلب آئے تھے دہلی مین نہ پایا
یہ دونون بھی متفرق ہوگئے اور الغ خان بھی انکا پیچھا کرتا ہوا دہلی مین بادشاہ کے پاس آگیا سنہ ۶۵۵ھ
چھ سو پچپن مین بادشاہ نے سب امیرون اور رئیسون کو دہلی سے نکال دیا اسی سال کے آخر مین
مغلون نے اچھ اور ملتان پر حملہ کیا کشلو خان بلبن اونکے مقابل ہوا اور جھٹ پٹ بادشاہ بھی
جا پہونچا اسکی مقابلے کی طاقت نہ دیکھکر خراسان کی طرف بھاگ گئے اور بادشاہ بھی دہلی کو
چلا آیا اور ملک جلال الدین جانی کو خلعت دیکر دہلی کو روانہ کیا تھا سنہ ۶۵۶ھ چھ سو چھپن مین ترکستان کے
ایلچی آئے اور اونکو بہت سا انعام اکرام دیکر رخصت کیا اور اسی سال مین حضرت شیخ فرید گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا سنہ ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون مین بہت سے ہاتھی اور اسباب اور جواہرات اور
پشمینہ لکھنوتی سے بطور پیشکش کے آیا اور اسی سال مین ملک عز الدین کشلو خان نے وفات
پائی اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بھی ملک آخرت کو تشریف لے گئے کسی نے دونون
کی وفات کی تاریخ مین یہ مصرع لکھا ہے ع زتیر عشق ربانی یکی زخمی دگر خون شد ۶۵۸ھ چھ سو
اٹھاون مین میوات وغیرہ پر یورش کی اور وہان کے مفسدون کو تنبیہ کی جب سب ملک مین
اچھی طرح انتظام ہوگیا تو ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ مین بادشاہ نے اس عالم فانی سے رحلت کی او

چند روز ہے یہان اس تھوڑی سی محنت پر صبر کرو اسکے اجر مین قیامت کے دن اللہ ایک حور تمکو خدمت
کے لیے دیگا مین بیت المال کے روپیہ سے کنیزک نہین خرید سکتا یہ سنکر اوسکی بی بی کی بھی تسلی
ہو گئی سنہ جلوس کے رجب کے مہینے مین بادشاہ نے ملتان کا ارادہ کیا اور ذی قعدہ مین لاہور کی ندی
سے عبور کر کے الغ خان کو کوہ جود اور نندنہ کی طرف روانہ کیا اور خود سندہ ندی کے کنارے پر ٹھہر رہا
الغ خان نے اوس تمام ملک کو ضبط کر کے کھوکرون اور دوسرے مفسدون کو بخوبی تنبیہ کی بعد ازان
بادشاہ سے آن ملا اور تنہا دہلی کو واپس آیا سنہ ۶۴۵ چھ سو پینتالیس مین میوات پر قبضہ کر کے میان دوآب کی
طرف متوجہ ہوا اور اسی سال مین الغ خان کو کڑے کی طرف بھیجا اور وہ وہان سب سرکشون کو قرار واقعی
گوشمالی دیکر اور بہت سامال غنیمت کا لیکر دہلی کو آیا سنہ ۶۴۶ چھ سو چھیالیس مین رنتنبھور کو گیا اور وہان کے
مفسدون کا انتظام کر کے واپس آیا سنہ ۶۴۷ چھ سو سینتالیس مین الغ خان کی بیٹی سے نکاح کیا اور سنہ ۶۴۸ چھ سو
اڑہتالیس مین پھر ملتان کی طرف لشکر بھیجا چند روز کے بعد ملک عزالدین ناگور کا حاکم باغی ہو گیا بادشاہ نے
اوسپر فوج کشی کی آخر اوسنے امان مانگ لی سنہ ۶۴۹ چھ سو انچاس مین گوالیار اور چندیری اور مالوے کی
طرف کوچ کیا جاہر دیو وہان کا راجہ چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے کی فوج لیکر مقابل ہوا لیکن بڑی لڑائی کے بعد
راجہ نے شکست کھائی اور قلعہ فتح ہو گیا اسی سال مین شیر خان ملتان کا حاکم اور ملک عزالدین بلبن
جو ناگور سے اوسکی مدد کو گیا تھا اچھ کے قلعے کو فتح کیا اور شیر خان اوسی قلعہ مین رہا اور عزالدین بلبن بادشاہ
کے پاس آیا اور بدایون اوسکو جاگیر مین ملا سنہ ۶۵۰ چھ سو پچاس مین دہلی سے لاہور کا قصد کیا اور وہان سے
ملتان کو پھر اچھ کو گیا کشلو خان بھی اس سفر مین بیاس ندی تک ہمراہ تھا سنہ ۶۵۱ چھ سو اکیاون مین تبرہندہ
کو گیا اور اچھ اور ملتان کو جو شیر خان سے چھین چھیٹ کر سندھیون نے اپنا قبضہ کر لیا تھا اوسکو فتح کر کے
ارسلان خان کو حوالہ کیا سنہ ۶۵۲ چھ سو باون مین پہاڑ کی طرف متوجہ ہو کر توجہ کی اور جوالاپور کے گھاٹ گنگا کو
اوتر کر سب پہاڑ کے ملکون کو تاراج کرتا ہوا راست ندی کے کنارے تک پہونچا اور تمام اون ملکون کو لوٹ
کھسوٹ کر بہت لوگون کو قید کر لیا پھر کٹھیر پر یورش کی بعد ازان بدایون کو گیا اور وہان سے اودہ کو کوچ کیا
پھر دہلی مین واپس آیا اتنے مین یہ سنا کہ ضلع تبرہندہ مین الغ خان اور ارسلان خان وغیرہ امیر ملک جلال الدین
بادشاہ کے بھائی سے متفق ہو کر مخالف ہو گئے ہین یہ سنتے ہی بادشاہ نے اودہر کا قصد کیا جب علاقہ تبرہندہ
اور کرام اور کیتھل مین پہونچا بعضے سردارون نے بیچ مین پڑ کے صلح کرا دی اور باغی تاغی امیر عہد و پیمان کر کے

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]
[illegible]	مطلع	[illegible]

ذکر سلطان غیاث الدین بلبن کا

[illegible] سلطان غیاث الدین بلبن [illegible]
اور پہلے اسکا خطاب الغ خان تھا امیرون کے اتفاق سے [illegible]
یہ بادشاہ رذیلون کو امور سلطنت مین دخل نہ دیتا تھا مشہور ہے کہ [illegible]
[illegible] تک خدمت کی اور ایک مقرب بادشاہ کی خوشامد [illegible]
[illegible] ہو تو مین بہت سا نقد و جنس پیشکش کرون جب بادشاہ سے [illegible]
اور کہا کہ رذیلون سے گفتگو کرنا اپنی ہیبت گھٹانا ہے [illegible]
جنھون نے رعایا پر ظلم کیا تھا سزا دی اور ایک دو کو مدعیون کے حوالہ کر دیا [illegible]
[illegible]ون امیرون نے نقد روپیہ عوض مین دیکر اپنی جان بچائی اور استغفار نادم ہو [illegible]
سے کبھی اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اوسکی ساری خوبیان ان عادات سے معلوم ہوئی [illegible]
بے وضو کبھی نہ رہتا تھا اور وعظ کی مجلسون مین جاکر بہت رویا کرتا تھا اور باغیون اور سرکشون پر
بہت غصہ اور سختی کرتا تھا سال اول جلوس مین ارسلان نامے بیٹے تاتار خان نے لکھنوتی سے
[illegible] ہاتھی بطور پیشکش کے بھیجے اور اسی سال مین بادشاہ نے پٹیالی و کنپلہ و بھوجپور وغیرہ
[illegible]ن جاکر قلعے بنائے اور پانچ ہزار سوارون کی فوج کوہ جود کے بہانے سے طیار کی اور [illegible]
[illegible] روز مین ملک کٹھیر مین آپہنچا اور مردون مین سے آٹھ برس کے بچے کو بھی زندہ نچھوڑا اور عورتون کو

کوئی وارث نہ چھوڑا اس بادشاہ نے اوبیس برس اور تین مہینے اور کئی روز سلطنت کی قبر اوسکی دہلی مین مشہور ہے اسکے زمانے کے بڑے شاعرون مین سے ایک شمس الدین دبیر ہے جو بہت بڑا فاضل تھا اور امیر خسرو نے بھی کتاب غرۃ الکمال کے دیباچہ اور ہشت بہشت کے آخر مین اوسکی تعریف لکھی ہے اور اوسکو غیاث الدین بلبن نے آخر مین بنگالے کی سلطنت کا منشی کر کے اپنے بیٹے نصیر الدین بغرا خان کے پاس بھیجدیا تھا یہ شعر اوسکے قصیدے کے ہین چند کار ظلم از تو بنادانی خام

داده دوش مرا وعدهٔ مهمانی خام
پخته دارم دل از اندیشهٔ رویت که چرا ست
ریسمانی ست زمن تا به پریشانی خام
گفتیم هیچ مسلمان نخورد خام ولیکن
پخته بنمایم اندک که تو میخوانی خام
چون ملک خسرو ثانی ست نماند بسر کم
شد ز شاهان هوس ملک سلیمانی خام
آفتاب کرمش گر سوی بستان تابد
چه کشد بارگران مرکب پالانی خام
غسل خصمش ست بخون جای ره پیراهن
کار بر بر زده و مصداق پشیمانی خام
خلق را گر نکشی مائده هر روز دو وقت
کرد چون شیر علم حمله ز گستاخی خام
خسروا شمس دبیر ست قوی پخته سخن
سخنش چون سخن پخته خاقانی خام

پخته کردم همه شب چشم ندانستم کان
رنگ تو پخته همین نقش پریشانی خام
لکن از عاشق خود پخته چو پنهان تو
غم تو میخوردم نیست مسلمانی خام
بس که در حسن تو خود ملک چراغم
کارم از دولت خسرو ملک ثانی خام
شاه محمود شه آن سلطان که فریدون
تا بد از شاخ برون میوه بستانی خام
دشمنت لایق آنست که در خامه کشی
در گلو میکشدش هر دم زندانی خام
خصمت آن غول بیابان است که از کل چها
دانه خایند چو دست آتش بی نانی خام
سحر فرعون چه آرد چه فرو خوابد
نیست چون فتریان سوخته دیوانی خام
پخته کردست فلک بهر تو ملکت یار

طمعی بود از آن گونه که سیرانی خام
سست سیم و هر چند قوی ممکن دام
که توانی ست قوی دادن قربانی خام
تا نیم پخته ام از سینه خود و بشنو قسم
کار نا پخته ازو زهره سیری خام
تا خبر دنیا و دین آنکه بپیش ملکش
زنگ در آرزویش نیست سلطانی خام
چه کنی چنین اگر یار دو قامت نکشد
که کند کار به خام چه پیشانی خام
همه کار تو زر پخته و بدخواه ترا
پوستی دارد و آن نیز چه پستانی خام
خصم گر گرد بر باد چه باکست ار چه
اژدهای علمی از دم ثعبانی خام
هست او پخته شعرش چو زر پخته و نیست
پخته او بکرم باز نگردانی خام

امیر فخر الدین عمید لویکی نے ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف مین ناخن کی ردیف مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے

چو بر داد و نگارم چنگ بند د زخمه بر ناخن ✧ زند ناهید را صد زخم غیرت بر جگر ناخن

مصنف صاحب نے کئی قصیدے عمید کے نقل کیے ہین مگر فقیر مترجم اس اردو ترجمے مین ہر ایک کو

اور اوسکے ہمنشینون مین داخل تھے دو مرتبہ اوسنے بہت سا روپیہ شیراز کو بھیجکر شیخ سعدی
کو طلب کیا مگر اونھون نے ضعف پیری کا عذر کیا اور امیر خسرو کی بہت سی سفارش کی اور
اپنے اشعار کی ایک بیاض بھی بھیجی سلطان محمد ہر سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا بہت سے
انعامات اور خلعت حاصل کرکے واپس جاتا تھا مرتبہ اخیر مین جسکے بعد پھر ملاقات میسر نہوئی بادشاہ
تنہائی مین بہت سی نصیحتین کین جو کتب تواریخ مین لکھی ہوئی ہین بعد ازان ملتان کو روانہ کیا [illegible]
مین ایتمر نامی مغل نے راوی ندی سے لاہور کے قریب اوتر کے بڑا فساد برپا کیا حاکم لاہور نے
سلطان محمد کو اس مضمون کی اطلاع بذریعہ عرضی کے دی اوسنے اپنی مجلس مین بیٹھے ہزار کا بیڑا [illegible]
اوٹھا اور بڑے سامان سے برابر کوچ کرتا ہوا لاہور کے قریب راوی ندی کے کنارے پہونچ [illegible]
مین آپہونچا پیادہ مغلون سے مقابلہ ہوا و سلطان محمد اوسی ہنگامے مین شہید ہو گیا [illegible]
سنہ چھ سو تراسی ہجری مین واقع ہوا امیر حسن دہلوی نے ایک اوسکا مرثیہ نثر مین لکھکر دہلی کو بھیجا تھا جسکی [illegible]

مرثیہ امیر حسن

[illegible] بازست تا سپہر ستمگر اگرچہ [illegible]
[illegible] نگار ناساز گار اگرچہ رسم [illegible]
بخس خساست معیوب است اگرچہ اول چون بستان [illegible]
آخر چون [illegible]
چہ عجایب و چہ بدایع دیدہ و شنیدہ آمدہ است کہ ہر گرا چون ماہ بر آمدہ [illegible]
باغ نقصان سیاہ کندہ ہر گرا چون ابر [illegible] کوشد کہ جو ہر او را پارہ پارہ در اطراف
آفاق پراگندہ کند درین باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بیخار نرست ہیچ ولی از خار [illegible]
ای بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزان آفت در مقام لطافت زرد روے ماندہ وای بسا نہال نو خاستہ
کہ از تند باد اجل در خاک زمین پہلو نہادہ درباد خزان بین کہ چہ جا بسر گرد ✤ بر پیر و جوان چہ ناجوان مردی کرد
یکی از امثال این تمثیل واقعۂ خسرو ماضی قاآن ملک غازی ست انار اللہ برہانہ و ثقل بالحسنات میزانہ
روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستمائۃ کہ ماہ چون صدر دل کافر ہیچ جا پدید نبود
آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنان بر آمد و شاہزادۂ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا

قید کر لیا اور ایسی گوشمالی کی کہ جلال الدین اکبر کے زمانے تک جو مصنف کا زمانہ ہے امروہہ اور بداؤن کو
ملک کٹھیریون کے ہاتھ سے امان مین تھا اور بہار اور جونپور اور تمام پورب کے راستے جو بند تھے
اس بادشاہ نے صاف کر دیے اور سوات میان دواب کا ملک زبردست سردارون کے حوالہ کیا
کہ انھون نے تمام وہان کے مفسدون کو قتل اور قید کیا اور کوہ سنتور کی طرف یورش کی اور وہان
ایک قلعہ بنا کیا بعد ازان کوہ جود کو گیا پھر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کا قلعہ جو معز الدین بہرام شاہ
کے زمانے مین مغلون نے بالکل خراب کر دیا تھا از سر نو طیار کیا یہان بادشاہ بیمار ہو گیا اور
علاقہ لکھنوتی مین کسی نے جھوٹی خبر مشہور کر دی طغرل امین خان کے نائب نے جو بعد
شیر خان کے وہان مقرر ہوا تھا امین خان سے سرکشی کی اور غالب آیا اور اوسکو قید کر لیا اور
سلطان معز الدین اپنا خطاب مقرر کر کے بادشاہی کے سامان مین مصروف ہوا بار بار بادشاہ نے [illegible]
اوسکے مقابلے کے لیے بھیجی اور وہ ہمیشہ غالب آیا آخر خود بادشاہ نے قصد کیا طغرل یہ سنکر [illegible]
راستے سے جاجنگر اور تارکیلہ کی طرف چلا گیا بادشاہ نے ملک اختیار الدین بیگ برلاس کو اوسکے
پیچھے روانہ کیا اور سنار گام کے راجہ دنوج نام نے بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر طغرل کے
گرفتار کرانے کی ذمہ داری کی طغرل کسی جنگل مین بھاگا پھرتا تھا ملک اختیار الدین یکایک اوسکے سر پر
جا پہونچا اوسکی ساری فوج غافل تھی طغرل کو قتل کر کے سر اوسکا بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے [illegible]
وہ ملک اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو چتر اور دورباش دیکر عطا کیا اور خود دار السلطنت کو واپس [illegible]
اتنے مین شیر خان بادشاہ کے چچازاد بھائی حاکم لاہور و دیپالپور کا جو سلطان شمس الدین کے
ایک غلامون مین سے تھا اور اوسنے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ غزنین مین پڑھا تھا انتقال
ہو گیا جب تک یہ زندہ رہا مغلون کو ہندوستان پر نہ آنے دیا اب بعد اوسکے مرنے کے وہ ہندوستان
تاخت تاراج کرنے لگے اس فتنے کو فرو کرنے کے لیے بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو
جو خان شہید اور قاآن ملک کے نام سے مشہور خاص و عام ہے چتر اور دورباش اور ساری
بادشاہی کی علامتین دیکر اور اپنا ولیعہد بنا کر اور سندھ کو مع توابعات کے اوسکی جاگیر مین عطا کر کے
بڑی جمعیت بھیڑ بھاڑ کے ساتھ ملتان کو روانہ کیا راست سے ٹھٹھا اور سمندر کے کنارے تک سب
اوسی کا تصرف تھا امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی پانچ برس تک ملتان مین اوسکے پاس رہے

صاف از میان مصاف هر بار که حمله می آورد شمشیر گوی در آن حربگاه بشمائل آن شاه می لرزید
همه تن زبان شده با وی گفت که امروز دفع این بلا معین به بندگان دولت حواله کن و به نفس نفیس
خود حرکت مفرما که شمشیر دو رویه است و تیغ اجل از زخمی بی محابا با خویشان [illegible] از تقدیر
بر جمال بکه رسد من از عین الکمال [illegible] امروز تا خاک تو به چشم بسته‌ام + مکن که چشم بد اندیش [illegible]
فلک روی چنان روشن ندیده است + من از دیده بر آتشش سپندم + تا زمانی که در میدان [illegible]
رسوم هیجا با تمامت سپر ساختند هر یک از اسلحه بزبان حال در مقال آمده نیز وی گفت که [illegible] امروز [illegible]
از من کوتاه کن زبان سنان من از ربیا پیش جدال [illegible] مجال طعن نماند
مبادا که بر جسم و حرکت پریشان از من بظهور آید و تیر می گفت که ای [illegible] جوهر کشاده
بقصد این خصم پیش هر و من خود در [illegible] خاک بستریم مبادا که ترک تنگ چشم فلک [illegible]
در گوشه کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت و جفا [illegible] خطا [illegible]
که امروز سر رشته تدبیر از دست تفکر نباید داد که من از این جنگ [illegible]
ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چون طناب سر رشته خیمه [illegible] الی الابد [illegible] فالقصه سهم شهاب
انداز می را چندین الطناب [illegible] من بر [illegible] پیش [illegible] + [illegible] از زلف [illegible] انداز می کمند [illegible]
فی الجمله آن شاه دین پناه کفر کاه بهمه قلب سپاه با این گروه گمراه از نیم روز تا شامگاه نبرد [illegible]
[illegible] و غوغای عالیان و غنا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و صماخ سما کر کرده زبانهای
آتشین که از سر نیزه غزا می غرید خاست و زبانهای تیغ که در گزاردن پیغام اجل یک حرف خطائی کرد
در آن قیامت همه بدین آیه روان بود که یوم یفر المرء من اخیه پشت زمین چون چشم پیران بسر باد
داده پر خون و روی آسمان چون فرق پیران پدر گشته پر گرد آهن شمشیر چون آتش چه تابی ای پدر
یا مرادی یتیمی بر جگر خواهی نهاد + هم در عین این غنا و اثنای این آشوب و بلا ناگاه تیری از شست قضا
ببال آن شهباز فضای غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت جانب گلشن و روضه رضوان
نقل کرد انا لله و انا الیه راجعون + همانزمان پشت دین محمدی صلی الله علیه و سلم چون دل یتیمان زار بشکست
و سد ملت احمدی صلی الله علیه و سلم چون گور غریبان پست بیفتاد و اعتضادی که بازوی ملک را
بود از دست بشد و اعتمادی که بیضه اسلام داشت از جای برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آن شاه

و در غره غزای [illegible] رکاب آورد و چو شبانه برده [illegible]

عرض داشتند که اعتمادهاے لشکر بسبب خستگی فرود آمده است چون بامداد شد بعزیمت کوچ ازان مقام

نهضت فرمود و بیک دو منزلگی آن ملاعین پیش باز آمده بموضع [illegible] در حدود [illegible] سر کرانه آب لاهور مقام

کرد چنانچه متصل آب دریای بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست که چون لشکر کفار مقابل شوند سر دوات

در عقب لشکر باشد تا نه ازین جانب کسی روی فرار تواند نهاد و نه ازان مخاذیل شاقه لشکر را آفتی تواند رسید و

الحق چون آن اعتبار از غایت حزم و نهایت کاردانی آن خان جهان ستان بود اما چون قضاے میرے

سرشته همه مصالح در تاب میرود و سلک همه تدبیرها از انتظام بیشود و هرگاه از بخت بد راه او فتد

کار او در کام بدخواه او فتد ‧‧ بخت چون دیوانه از ره گم شود ‧‧ عقل چون شبکور در چاه او فتد

قضا را آنروز نامه و اعتاب که نسبت بملوک دارند شاهزاده [illegible] آمیخته بودند و هیچ که سرخروئی او همه از خون

اعیان مملکت ست همه از ترکش آن بیج خدنگ خذلان و مطانه طغیان [illegible] خان جهان [illegible] اکبر

بود از برج آبی خانه خوف و خرابی و دلائل فتن و مخائل فتور بدین نوع ظاهر و باهر و رمز و اشارت جار القضاء

و فاق القضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد آن القصه نیم روز ست که سوار چرخ در ولایت نیمروز رسیده بود

شاه گیتی فروز را وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهے از سمت آن کفره پدید آمد خان غازی بجانب ایشان

سوار شد و مثال داد که تمامے خیل و خدم و حاشیه و حشم او بر قضیه اقتلوا المشرکین کافة مصفی صف بار

قوی تر از سد سکندر برکشیدند بعد از ترتیب میمنه و ترکیب میسره بذات عالی صفات در قلب گاه

چون در جمیع کواکب ماه بجهاد ایستاد و کفار تتار علیهم الخذلان و الخسران از آب نهاد رعبره کردند و مقابل

صف اسلامیان در آمدند ازین وحشیان خرابی دوست بیابان زاده پیدائی هجوم بیشوم خود نهاده

و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف هندوستان و سایر سپاهی در نماز گاه معرکه از انجهة

محمد مصطفی علیه الصلوة والسلام جهاد را با صلوة نسبت فرموده که رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

تکبیر گویان دست بر آوردند و در اول حمله چندین زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گذرانیدند و نیزه ملوک

درگاه در اعضاے اعدا چنان می نشست که نیزه دار از بالاے هر یک خون بر میخاست و شست

ترکان خاص تیر در یافته چنان میبود که جامه بود بر اهل تتار تار تار میشد و در اول تنگ خدنگ شه جست

گشتند تتاریان همه بیت   خدایگان ستیره دل شمشیر زن باشمشیرے چون عقیقه خود

دہلی مین گھبرا تا رہا چنانچہ ایک روز شکار کی اجازت لیکر مع چند سردارون کے شہر سے باہر آیا تھا وہین بہر لکھنوتی کو چلا بادشاہ بلبن کو بیٹے کے حادثے نے بہت ضعیف کر دیا تھا اور عمر بھی اوسکی اسّی برس سے زیادہ تھی اس سبب سے بہت مضمحل ہوگیا تھا خان شہید کے بیٹے کیخسرو کو خسرو خان کا خطاب اور سارا اسباب سلطنت کا عطا کرکے ولیعہد کیا اور ملتان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوا اور وصیت کی کہ کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو لکھنوتی مین اوسکے باپ کے پاس بھیجدینا غرض ان سب امور سے فراغت حاصل کرکے تین روز کے بعد پانچسو ... کی ... سنہ چھسو چھیاسی مین رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوا

ذکر معز الدین کیقباد ناصر الدین کے بیٹے اور غیاث الدین بلبن کے پوتے کا

بعد انتقال سلطان غیاث الدین بلبن کے ملک کچھن نے جسکا ایتمر نام تھا اور سوا اوسکے اور امیرون نے جو خان شہید سے رنج رکھتے تھے معز الدین کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا اوسنے خسرو خان کو مع اوسکے متعلقون کے ملتان کا ملک دیکر روانہ کیا اور اوسکے سارے خیرخواہون کو جلاوطن کر دیا اور جب اوسکی سلطنت اچھی طرح قائم ہوگئی تو سارے امیرون کو اپنے اپنے عہدون پر قائم رکھا اور ملک نظام الدین کو داد بیگی اور ملک قیام الملک کو وکیل در مقرر کیا اور چھ مہینے کے بعد دہلی سے کیلوکھری مین آکر او رو ہانکے قصر آراستہ کرکے دربار عام کیا اور خواجہ خطیر الدین کو خواجہ جہانی اور ملک شاہک امیر حاجب کو وزیر خانی کا خطاب عنایت کیا اور نو مسلم مغلون کو حیلے سے پکڑکے اکثر کو قتل کیا اور کچھ کو جلاوطن کر دیا اور زیادہ تر باعث اس امر کا ملک نظام الدین وزیر تھا یہ وہی ملک نظام الدین ہے جسکے نام پر کتاب جامع الحکایات اور تذکرۃ الشعرا محمد عوفی تصنیف ہوا ہے بعد ازان بادشاہ نے ملک چھجو کو سامانہ کا ملک جاگیر مین عطا کرکے اوسکی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا یہ وہی ملک چھجو ہے جسکی تعریف امیر خسرو نے قران السعدین مین کی ہے ؎ خان کرہ چھجو کشور کشای کز لب خاقان گرہ بستہ بپای* آخر ماہ ذی الحجہ مین خبر آئی کہ ایتمر تتاریون کے سردار نے حدود ملتان مین بڑا افساد مچایا ہے بادشاہ نے شاہک باربک کو خان جہانی کا خطاب دیکر تیس ہزار سوار فوج سے اوس طرف روانہ کیا اوسنے اونکو بھگا کر کوہ جود تک پہچا کیا بہت کچھ لوگ قتل کئیے اور

گفتی آفتاب شمس زرد شده بود بمغرب فنا فرو رفت و گردون بر شعار سوگواران جامه در نیل زده و اشک سیاه بر اطراف
رخسار جهان روان گردید آن گرفت زحل بر وفق قضاے وفا و شهر لاهور را کسوت سیاه گردانید و از مرگ او بر
اہل ہندوستان نوحه گری شد و رستخیزی بر روی آن اندام گردانید و قباے خون آلوده ذراعه چاک
دوستان بر خاک سینه و جهه پیچ کرده دست قوت او چون چشم ترکان در روی سیاه شد او چون جعد زنگیان
تنگ و تاریک باد از تأسف آن خار خار که در دل خون انگیخت چون حوت در پیش آفتاب و چون حمل در قبضه
قصاب می طپید و آفتاب از شرم آنکه چرا در دفع این حادثه و قمع این واقعه نکوشید بر نیاید و در زمین فرو شد
سپهر چون دید که اجرام انجم که ایام چه رحمت یافته زاد شیخ الطنبور زهره دف را ورق بگردانید و ساع درپیچید و یکبارگی
آغاز کرد و بر وفات آن شاه بنده نواز خود بجای ساز نالیدن گرفت و عطارد که در غزوات و فتوحات بر موافقت
کاتب فتحنامها و قلم می آورد در آن تظلم از سواد دوات خود روی سیاه می کرد و از اوراق دفتر خویش
پیراهن کاغذی می پرداخت و ماه حالی در صورت هلالی با قامت منحنی در آن قیامت زمین سر بدیوار و در افق می زد
و مراتب مراثی نگاه می داشت روی بخاک می نهی و که چنین نخواستمت ٭ ماه زمانه را زبر زمین نخواستمت
گر بشکار میروی جان بلست خاک تو ٭ خلوت خاک خوش مکن جان من این نخواستمت ٭ حق تبارک تعالی روح مطهر و طیب
آن شاهزاده غازی را بمدارج اعلی و مراتب والا برساناد و مبدم جام مالامال تجلی جمال و جلال تجرعه بچشاناد
و بهر شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت که در حق این شکسته بیکس داشت سبب مزید درجات و محو خطیات او گرداناد
آمین رب العالمین ٭ امیر خسرو کو ایک مغل سپاہی نے قید کر لیا تھا اور جھول اور توبرہ اونکے سر پر رکھوایا تھا
چنانچہ اس مضمون کو اپنے نظم بھی کیا ہے ٭ منکه بسر برے نے نہادم گل ٭ بار بسر نہاد و گفتا جل
اور دو مرثیے بھی انھون نے نظم کیے ہین مہینے بھر تک اکثر لوگ اونکو رات دن پڑھتے رہے اور اپنے
عزیزون پر جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے روتے رہے اور کتاب غرة الکمال کے دیباچہ
مین بھی خسرو نے اس معرکے کا کچھ مختصر ذکر کیا ہے الغرض بادشاہ کو اس حادثے سے نہایت
رنج ہوا اور جب ماتم سے فراغت پائی تو دوسرے بیٹے بغرا خان کو جسے ناصر الدین کا خطاب دیکر لکھنوتی کو
بھیج دیا تھا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تیرا بھائی اس طرح مارا گیا اب تو اوسکا قائم مقام ہے اور تیرے صورت بھی
کو دیکھ دیکھکر مین اوسکا غم بھولونگا چاہیے کہ فوراً میرے پاس کو چلا آ لیکن چونکہ بغرا خان کو حکومت
وہانکی مستقل حاصل ہوگئی تھی اور وہان جی لگ گیا تھا آنے مین بہت دیر کی اور جب بڑی تاکیدون سے آیا بھی

علاءالدین بادشاہ کے بھتیجے اور داماد حاکم کڑہ نے بھیلسہ پر یورش کی اور اوسکو فتح کر کے بہت سامال غنیمت کا بادشاہ کے سامنے لایا اور ایک بت جسکی ہندو بہت پوجا کرتے تھے بدایون دروازے کے آگے راستے مین ڈال دیا بادشاہ نے اس خدمت سے خوش ہوکر اوده بھی اوسکی جاگیر مین بڑھا دیا علاءالدین کو بادشاہ کی بی بی اور بیٹی یعنی اپنی ساس اور بی بی سے بہت رنج تھا اور وہ دونون ہمیشہ اوسکی برائی بادشاہ سے کیا کرتی تھین اسی وجہ سے علاءالدین کا ارادہ یہ تھا کہ بادشاہ کے ملک سے باہر کہین چلا جاوے چنانچہ اوسنے ملازم جدید مقرر کیے اور بادشاہ سے چندیری کی اجازت لیکر کڑے کو گیا اور وہان ایک اپنے خیرخواہ علاءالملک کو نائب چھوڑا اور بادشاہ سے صلح رکھنے کی نصیحت کی بعد ازان چندیری کے بہانے سے چلا اور ایلچپور سے نکل کر دیوگڈہ کا راستہ لیا بادشاہ کو چند روز تک علاءالدین کی خبر کچھ نملی اس سبب سے بہت رنج تھا ایک مدت کے بعد یہ خبر آئی کہ اوسنے دیوگیر کو مع تمام ملک دکن کے فتح کر لیا اور وہان سے بہت غنیمت کا مال اور ہاتھی اور کئی ہزار گھوڑے اور طرح طرح کا اسباب لیکر کڑے کو آتا ہے یہ سنکر بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی مگر لوگون کو یہ خیال تھا کہ علاءالدین اپنی بی بی اور ساس سے بہت رنج اوٹھا کے ہوئے ہے اور بے اجازت بادشاہ کے دیوگڈہ کو چلدیا اور اب اوسکے پاس سامان بھی جمع ہوگیا کیا عجب جو کچھ فساد کرے تعجب ہے کہ بادشاہ کو کچھ اسکی فکر نہین مگر کسیکی یہ جرأت نتھی کہ بادشاہ کے سامنے اس مضمون کو بیان کرے اور نہ اوسکو یہ اطلاع تھی کہ اوسکو اپنی ساس یا بی بی سے کچھ رنج ہے اگر وہ کبھی کچھ کہتی تھین تو اونکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نکرتا تھا جب بادشاہ گوالیار کے ضلع مین تھا تو اوسنے سب امیرون سے مشورہ کیا کہ علاءالدین اس شان و شوکت سے آتا ہے اب ہمکو اوسکا استقبال کرنا چندیری کے راستے مین مناسب ہے یا یہین ٹھیرنے کی صلاح ہے یا دہلی کو چلا جانا بہتر ہے ملک احمد چپ نے جو بڑا عقلمند اور تجربہ کار اور خیرخواہ وزیر تھا بادشاہ کو بہت اچھی طرح سمجھایا کہ علاءالدین کا استقبال کرنا اور سارا سامان اوس سے لےلینا اور اوسمین بغاوت کی قوت نچھوڑنا بہت ضرور ہے اور اوسنے اپنی شہادت مین ملک چھجو کی برگشتی کا قصہ بھی یاد دلایا مگر بادشاہ کچھ نہ سمجھا اور یہی کہتا رہا کہ علاءالدین میرے ہی نمک کا پلا ہوا ہے اور بیٹے ہی اوسکو اس رتبے پر پونہچایا ہے میرے ساتھ کبھی برائی نہین کریگا اور بعضے امیر بھی بادشاہ کی رضا سے یہین رائے ملا کر واہیات باتین جواب مین کہنے لگے آخر ملک احمد غصہ ہوکر یہ کہتا ہوا اوٹھ کھڑا ہوا کہ اگر خدا نخواستہ علاءالدین نے کڑے مین آکر اور سرو ندی کو اوتر کر لکھنوتی کا

لیطرح اوس آگ مین ڈالنا چاہا مگر سب علما نے فتوی دیا کہ یہ فعل شریعت مین جائز نہین اور آگ
ہر چیز کو جلا دیتی ہے ایسے امتحان کا کیا اعتبار ہے تب بادشاہ اس حرکت سے باز رہا اور اوسی
مجلس مین اکثر سید کے معتقد امیرون کو سزا دی بعضون کو جلاوطن کیا اور جب اون سید نے
جواب سب معقول دیے اور کوئی الزام شرعی اونپر نہ آیا تو ابوبکر طوسی سے جو آزاد فقیرون کا سردار تھا
بادشاہ نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فقیر اس ظالم کی خبر کیون نہین لیتے یہ سنتے ہی ایک قلندر راہ مین سے
کودا اور اوس سید بیچارے کے اُسترون کے زخم لگائے اور داڑھی مونڈ ڈالی اور سوئیان چبھویا
تنے مین ارکلی خان کے اشارے سے ایک فیلبان نے مست ہاتھی اونپر چھوڑ دیا غرض بڑے
عذابون سے وہ شہید ہوے مشہور ہے کہ وہ سید اس حادثے سے دو برس پہلے سے یہ دو شعر اکثر

پڑھ پڑھکر ہنسا کرتے تھے ۵

در سطح عشق جز نکو را نکشند
لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز
مردار بود ہر انکہ او را نکشند

اونکی شہادت کے روز بڑی
کالی پیلی آندھی آئی اور مینھ اوس سال بہت کم برسا اور ایسا قحط ہوا کہ ہندؤن کے گروہ گروہ بھوک کے
صدمے سے عاجز ہوکر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر جمنا مین کود کر ڈوب ڈوب مرے اور مسلمان بھی اس
مصیبت کے متحمل نہوکر ہزارون مر گئے اِن حادثون سے لوگون کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ اوسی ظلم کا اثر ہے
لیکن یہ امور قابل اعتبار کے نہین کبھی اتفاق بھی ایسا ہوتا ہے باقی اور لوگ جو اس جرم مین ناکردہ گناہ
ماخوذ تھے ارکلی خان کی سفارش سے چھوٹ گئے اسی سال مین دوبارہ رنتھنبور کا قصد کیا اور اوسکے
گرد و نواح کو بالکل ویران اور بتخانون کو خراب کر دیا مگر قلعہ بے فتح کے ہی لوٹ آیا ارکلی خان بے اجازت
ملتان کو چلدیا بادشاہ کو اسکا بڑا رنج ہوا سنہ چھ سو اکیانوے مین چنگیزی مغلون نے ہندوستان پر
حملہ کیا سنام کے علاقے مین ہندوستانی فوج سے لڑائی ہوئی آخر اونھون نے اس فوج کی قوت
دیکھکر صلح کی گفتگو کی اور اونکے سردار نے بادشاہ کو باپ اور بادشاہ نے اوسکو بیٹا کیا اور بہت سے
تحفے دونون نے پیشکش کیے اور اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اور الغو چنگیز خان کا نواسا مع کئی ہزار
مغلون کے مسلمان ہوگیا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی کا اوسکے ساتھ نکاح کرکے غیاث پور مین رہنے کو جگہ دی
جہان اب حضرت نظام الدین اولیا کا مزار ہے اور اوسکو مغلپور بھی کہتے تھے اون مغلون کو لوگ نومسلم
کہنے لگے اسی سال کے اخیر مین بادشاہ نے منڈاور پر حملہ کیا اور اوسکے گرداگرد کو لوٹ کر مراجعت کی

بادشاہ کے پاس بھیجا کہ کسی تدبیر سے اوسکو تنہا یہاں لے آئے غرض الماس بیگ مکار اور عیار
بادشاہ کے پاس جاکر بڑی چاپلوسی کی باتیں بنائیں اور عرض کیا کہ اگر کمترین نہ آتا تو علاء الدین بالکل
ہاتھ سے چلا جاتا اور دشمنوں نے آپکی طرف سے اوسکے دل میں بہت شک ڈال دیا تھا جسنے اگرچہ
اطمینان سمجھا کر دیا مگر ابھی کچھ شبہ باقی ہے اور آپکی ہیبت بھی چھا رہی ہے اگر حضور اپنی عنایات سے
اوسکا قصور معاف فرماویں اور تنہا تشریف لیجا کر اوسکا ہاتھ پکڑ لاویں تو نہایت مصلحت ہے بادشاہ کی قسمت پر ایسے
پتھر پڑ گئے کہ اب بھی کچھ نہ سمجھا اور اوسکی باتوں کو سچ جانکر دو ایک ہزار سوار ہمراہ لیکے اور تنہا چھوٹے
خود تھوڑے سے آدمی مسلح ساتھ لیکر الماس بیگ کے ساتھ ہو لیا الماس بیگ نے تھوڑی دور چلکر عرض
کیا کہ میرے بھائی پر ایسا خوف طاری ہے کہ حضور کے ساتھ کے ان آدمیوں کو بھی جب ہتھیار باندھے
ہوئے دیکھیگا تو وحشت کے سبب سے بھاگ جاویگا بادشاہ نے حکم دیا کہ سب نے ہتھیار دور
کر دیں وہ لوگ ان باتوں سے اپنے دل میں بہت گھبرائے مگر ظاہر میں کچھ نہ کہہ سکے آگے جاکر دیکھا
ایک بڑا لشکر صف باندھے ہوئے کھڑا ہے اون سرداروں نے الماس بیگ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے
جسنے تم ہتھیار تک جدا کراوے یہاں یہ فوج لڑائی کی مستعد معلوم ہوتی ہے اوسنے جواب دیا کہ میرا بھائی گروہ منظور
کہ یہ لشکر کے سلامی دے اور یہ سب فوج بھی حضور کے ملاحظے کے لئے ہے مگر بادشاہ کو ایسا
تھا کہ کچھ وہم بھی جی میں نہ آیا جب بادشاہ نے بہت سا راستہ قطع کیا تو الماس بیگ سے کہا کہ یہ
بوڑھا آدمی تو اتنی دور آیا تیرے بھائی سنگدل سے اتنا بھی نہوا کہ کسی کشتی میں بیٹھکر یہاں تک میرے
پاس آوے اوسنے عرض کیا کہ اوسکو یہ منظور نہیں کہ خالی ہاتھ حضور کی ملازمت میں آوے وہ پیشکش
اسباب پیشکش کی تیاری میں اور ہاتھی اور گھوڑوں کے چھانٹنے میں مصروف ہوگا بادشاہ نے
اوس وقت قرآن پڑھنا شروع کیا عصر کے وقت کشتی کنارے پر پہونچی اور ایک مقام جو بادشاہ کے ٹھہرنے
تجویز ہوا تھا بادشاہ وہاں پہونچا علاء الدین مع اپنی جمعیت کے حاضر ہو کر پاؤں پر گر پڑا بادشاہ نے
مسکرا کر محبت سے ایک طمانچہ آہستہ اوسکے رخسارے پر لگایا اور پیار کرنے لگا اور کچھ نصیحت کی
باتیں کیں اور اپنے شوق کا حال بیان کیا غرض اوسکی ہر طرح تسلی کی اور ہاتھ پکڑ نہایت مہربانی
کی راہ سے اپنی طرف کو کھینچتا تھا اور اوسکا منھ چومتا تھا ایسے حال میں اوس بدبخت نے بادشاہ کا
پنجہ زور سے گانٹھ لیا اور اپنے آدمیوں سے جو اس کام پر پہلے سے ہی آمادہ تھے اشارہ کیا

راده کیا مین کسی مین یہ جرات نہین دیکھتا جو اوس سے عہدہ برا ہو سکے غرض بادشاہ کسی طرح کچھ نہ
سمجھا اور وہان سے دہلی کو چلا آیا علاء الدین جب کڑے مین پونہچا تو حیلہ بازی سے بادشاہ کو عرضیان
لکھنا شروع کین اور بہت سے ہاتھی اور اسباب پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا اور لکھا کہ اگر فرمان میری
طلبی کا صادر ہو تو حاضر ہو کر شرف پابوس حاصل کرون غرض اسی ایام گذاری مین سامان لکھنوتی جانیکا
درست کیا اور ظفر خان اپنے چھوٹے بھائی کو اودھ مین بھیجدیا تا کہ کشتیان سروندی مین تیار رکھے بادشاہ
سادہ لوح نے علاء الدین کی استدعا کے موافق فرمان اوسکی طلبی مین عماد الملک اور ضیاء الدین دو معتبر
سردارون کے ہاتھ بھیجا اونھون نے آکر علاء الدین کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا علاء الدین نے فوراً اونکو
ایسی حراست مین قید کر دیا کہ وہان پرندہ بھی پر نہ مار سکے اور ایک خط اپنے دوسرے بھائی الماس بیگ
جو دہلی مین بادشاہ کے پاس تھا اس مضمون سے لکھا کہ مینے اس سفر مین بے اجازت بادشاہ کے
دیوگیر وغیرہ کی طرف جرات کی اس سبب سے اکثر لوگون نے بادشاہ کو میری طرف سے بدظن کر دیا ہے
مگر مین اونکا ویسا ہی بچہ بلکہ غلام ہون اگر خود تنہا طور پر مجھکو آکر لیجاوین تو مین موجود ہون اور اگر جو
لوگون نے مشہور کیا ہے سچ ہی ہے اور مجھپر اونکو اعتماد نہین تو مین مایوس ہو کر جس طرف کو سینگ
سمائین گے چلا جاؤنگا پھر میرا پتا بھی نہ لگے گا الماس بیگ نے یہ خط بادشاہ کو سنایا اوسنے فوراً اوسیکو
علاء الدین کی تسلی کے لیے الماس بیگ کو روانہ کیا اور یہ کہدیا کہ مین بھی پیچھے سے آتا ہون چنانچہ
الماس بیگ کشتی مین سوار ہو کر ساتوین دن علاء الدین کے پاس پونہچا اور اوسکو لکھنوتی کی طرف
قصد کرنے کی رائے دی مگر بعضے خیر خواہونکا یہ مشورہ ہوا کہ لکھنوتی جانے کی کیا ضرورت ہے بادشاہ
دیوگڈھ کے ہاتھی گھوڑون اور اسباب کے لالچ مین اسی برسات مین یہان بے آئے نہ رہیگا اور وقت وہ
تمہارے قابو مین ہوگا جو چاہیو وہ کیجیو چنانچہ یہی ہوا اور بادشاہ کی جو قضا برابر آگئی تھی تو اوس مال کی
طمع مین کچھ پس و پیش کا خیال نکیا اور کئی سردار اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر کڑے کی طرف کوچ کیا
کیکی ایک نمانی ملک احمد چپ وزیر کو خشکی کے راستے سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اوسنے
سر پر بہت خاک ڈالی اور ہر چند سمجھایا مگر کچھ حاصل نہوا بادشاہ بڑی شتابی سے سترھوین رمضان کو
کڑے مین پونہچا علاء الدین کڑے اور مانکپور کے درمیان مین گنگا اوترکر اپنی فوج لیے ہوے مستعد بیٹھا تھا
جب بادشاہ کے قریب آنے کی خبر سنی تو الماس بیگ کو کئی جواہر واسطے پیشکش کے دیکر اس غرض سے

بیان کیا کرتے تھے یہ چند شعر بادشاہ کی تصنیف ہین ـــــ آن زلف بہ بنیانت ژولیدہ نمیخواہم
وان روی چو گلنارت تفسیدہ نمیخواہم + بر پیرہنت خواہم چشمیکہ بکیاری + ہان با گلہ بستہ این پوشیدہ نمیخواہم
جس زمانے مین گوالیار کا محاصرہ کیا تھا تو وہان ایک بڑا گنبد بنایا تھا اور یہ رباعی اوسپر کتابہ کرکے لکھی تصنیف کی تھی
ماراکہ قدم بر سر گردون ساید + از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید + این سنگ شکستہ زان نہادیم درست
باشد کہ دل شکستہ آساید + سعد منطقی وغیرہ شاعرون اور فاضلون کو سنا کر فرمایا کہ اسکے عیب و
صواب بیان کرو سب نے حد سے زیادہ تعریف کی مگر بادشاہ نے کہا کہ تم میری خاطر سے کہتے ہو
مین خود ہی اسکا عیب اس دوسری رباعی مین ظاہر کیے دیتا ہون ــــ باشد کہ درینجا گذر کس باشد
کش خرقہ ردای چرخ اطلس باشد + شاید کہ زمین قدم میمونش + یک ذرہ بار سد جہان بس باشد

ذکر سلطان علاء الدین خلجی کا

سلطان علاء الدین خلجی بائیسوین ذی الحجہ سنہ چھ سو چھیانوے ہجری مین اپنے بھائی الماس بیگ
کے اتفاق سے دہلی مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور الماس بیگ کو الغ خان اور سنجر اپنے سالے کو
جو میر مجلس تھا الپخان اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان اور ملک بدر الدین کو ظفر خان خطاب
دیا اور ایک میدان مین اپنی فوج کی چھاونی ڈالی اور دربار عام کرکے خاص و عام کو انعام و اکرام سے
مالامال کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھکر امیرون کو منصب اور جاگیرین تقسیم کین اور سب کامون پر
سلطان جلال الدین کے بیٹون کا جو ملتان مین تھے بندوبست مقدم سمجھا سنہ چھ سو چھیانوے
مین الغ خان اور الپخان کو بہت سا لشکر دیکر ارکلی خان اور سلطان رکن الدین کے مقابلے
کے لیے ملتان کو روانہ کیا وہ دونون بھائی ملتان کے قلعے مین بند ہوگئے اور شہر کے کوتوال
اور وہان کے باشندون نے امن مانگ کر صلح کرلی آخر اون دونون نے بھی شیخ رکن الدین
قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے صلح کرکے الغ خان سے ملاقات کی وہ اونکے ساتھ
بہت تعظیم سے پیش آیا اور فتح نامہ دہلی کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خود بھی سارے
جلال الدین کے کنبے کو قید کرکے دہلی کو متوجہ ہوا جب ہانسی کے ضلع مین بھوہر گانون تک
پہنچا تو نصرت خان ایک فرمان بادشاہی لایا اور اوسکے بموجب دونون شاہزادون اور الغو بیگ
مغل داماد سلطان جلال الدین اور ملک احمد چپ کو اندھا کردیا اور شاہزادون کو ہانسی کے کوتوال کے

فوراً محمود سالم نے جو سامانہ کا ایک کمینہ آدمی تھا ایک ہاتھ تلوار کا بادشاہ کے بدن پر لگایا بادشاہ
زخمی ہو کر کشتی کی طرف بھاگا اور کہا کہ علاء الدین کمبخت یہ تو نے کیا کیا اتنے مین اختیار الدین نے
جو بادشاہ کے ٹکڑون کا پلا ہوا تھا پیچھے سے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ کام تمام ہو گیا اور سر کاٹ کر
علاء الدین کے پاس لایا اور اوسکے حکم سے وہ سر ایک نیزے پر رکھکر کڑے اور مانکپور مین
پھرایا گیا بعد ازان اودہ کو بھیجدیا جتنے ساتھی بادشاہ کے تھے سب کو قتل کیا کچھ دریا مین کود کر
ڈوبے ملک فخر الدین کوچی زندہ پکڑا گیا جب احمد چپ نے یہ سنا فوراً دہلی کو لوٹا ارکلی خان جو بادشاہ کا
بڑا بیٹا اور قابل سلطنت تھا اون دنون ملتان مین تھا احمد نے اوسکا انتظار خلاف مصلحت
سمجھا اور چھوٹے شاہزادے قدرخان کو سلطان رکن الدین ابراہیم خطاب دیکر ملکہ جہان کی سعی سے
تخت پر بٹھایا سب جلالی امیرون نے بیعت کی مگر ایک مہینا بھر بادشاہت کا نام ہی نام رہا علاء الدین
نے ہرگز فرصت ندی جسدن جلال الدین کو قتل کیا اوسی دن چتر اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر
جلوس کیا اور عین موسم برسات مین رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی کو روانہ ہوا اور روپیہ اشرفیون کا مینھ
برسانا شروع کیا جب بدایون مین پونہچا تو ساٹھ ہزار سوارون کی گنتی ہوئی تھی ملک رکن الدین نے
یہ حال سنا اور اپنے پاس سامان اوسکے مقابلے کا نپایا ناچار ملتان کو ارکلی خان کے پاس
چلا گیا علاء الدین خاطر جمع سے دہلی مین آکر جمنا کے کنارے اپنے باغ مین اوترا اور سب قدیمی
سردار روپیے کی طمع مین اوس سے آملے اور اپنی مٹھی گرم کر کے جلال الدین کی کینہ کو خاطر
سے محو کیا علاء الدین بے کھٹکے بادشاہی کرنے لگا سلطان جلال الدین کا حادثہ سترھوین رمضان
سنہ چھ سو چورانوے مین ہوا اور سات برس اوسنے بادشاہی کی اس بادشاہ کو شعر کا بھی شوق
تھا امیر خسرو بعد انتقال سلطان معز الدین کے اوسکے ہمنشین ہوئے تھے قرآن بادشاہی اونکی
تحویل مین رہتا تھا اور ہر سال ایک بڑا بھاری خلعت پاتے تھے اسی طرح امیر حسن اوسکے ندیمون
مین تھے اور مؤید حاجی اور امیر ارسلان کاتبی اور سعد منطقی اور قاضی خطیب وغیرہ بھی اوسکے مصاحبون
مین تھے قاضی مغیث ہانسوی نے جو اوسکے زمانے کا ایک بڑا عالم تھا ایک غزل لکھی تھی جو اونیس
بحرون مین پڑھی جاتی تھی اوسکا مطلع یہ ہے ؎ دو در گوش و قد خوش دو خد خوب و خط تر و فر تو
فری پری و پیرہ و یا تو کرو فر ٭ ہمیشہ عالم و فاضل اوسکے دریا مین علم و حکمت کے نکتے

نکل کر اس سے آملا اور دونون نے متفق ہوکر رات کو اونکی فوج پر چھاپا مارا مغلون کی شکست ہوئی اور ترغی زندہ گرفتار ہوا تغلق نے اوسکو بادشاہ کے پاس روانہ کیا چوتھے مرتبہ تیمور تیاق اور علی بیگ جو خراسان کے دونون شاہزادے تھے بہت سی فوج جمع کر کے ہندوستان پر توجہ کی اور وہ دونو دو فریق ہو گئے ایک فوج سے ناگور کی طرف حملہ کیا اور دوسرا فریق سرمور کے پہاڑون کو فتح کرتا ہوا آب کنارے تک جسکو کالی ندی کہتے ہین پہونچا بادشاہ نے ملک مانک غلام اور ملک تغلق حاکم دیبالپور امروہے کی جانب اونکے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور ایسے وقت مین کہ مغلون کی فوج بہت سا اسباب اور جانور غنیمت کے لیے ہوے بسبب ندی پر سے اوترتی تھی ملک مانک پیچھے جا پہونچا بڑی لڑائی ہوئی اون دونون شاہزادون نے بڑی مردانگی کی مگر آخر مین گرفتار ہوکر قتل ہوئے اس لڑائی مین بہت سے مغل مارے گئے اور جو باقی رہے وہ اپنے ملک کو بھاگے اون دونون سردارون کے سر قلعہ بداون کے کنگرے مین لٹکا دیے اور کسی فاضل نے اوسکے دروازے پر یہ رباعی لکھدی تھی

ای حصن کہ تا ابد خدا یار تو باد ⁂ فتح و ظفر شاہ علمدار تو باد
از فرق ملک زمانہ معمار تو شد ⁂ ترغی چو علی بیگ گرفتار تو باد

امیر خسرو نے ملک مانک کی لڑائی کے قصے کو خزائن الفتوح مین ایسی فصاحت و بلاغت سے لکھا ہے کہ آدمی کا عقل اونکی اگر غور سے کیجیے تو خسرو کا تمام کلام ایسا ہی ہے پانچوین مرتبہ کبک مغل بہت سا لشکر جمع کر کے اور دونون شہزادون کے خون کا بدلا لینے کے لیے ملتان کی طرف متوجہ ہوا پھر بادشاہ نے ملک مانک اور ملک تغلق کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا اور وہ ایسے حال مین کہ ملتان کو لوٹ کر مغل لوٹتے ہی تھے پہونچے اور اونکا پیچھا کیا اس لڑائی مین کبک گرفتار ہوا اور اور بھی بہت سے لوگ پکڑے گئے اور بہت سا مال غنیمت کا مع اوس مال کے جو ملتان سے لوٹ کر لیچلے تھے حاصل کیا اس حادثے کے بعد مغلون کے دانت کھٹے ہوگئے اور پھر کبھی ہندوستان کی طرف رخ نکیا جب یہ فتحین حاصل ہوئین تو ایک رات بادشاہ نے جشن کیا اور رات بھر شراب کا دور اوڑایا جب تھوڑی رات رہی سب اہل مجلس نے ہاتھون سے اور آنکھون سے ایک دوسرے کو مجلس سے چلنے کا اشارہ کیا بادشاہ نے جو یہ اشارے دیکھے حالت نشے مین ہوش درست نتھے سمجھا میرے قتل کے اشارے مین غصہ ہوا اور اوسی حال مین قاضی بہار کے قتل کا حکم دیا یہ ایک بڑا

سپرد کیا اور ارکلی خان کے دو بیٹون کو شہید کردیا باقی اون سب کو مع جہورون اور بچون کے
دہلی کو روانہ کیا بادشاہ نے الغو مغل اور احمد چپ کو گرفتار کرکے قلعے مین بھیجا اور باقی کو دہلی
مین ہی قید رکھا اسی طرح اور بھی بہت سے امیرون کو اندھا کردیا کچھ کو اونکے قلعون سے
نکال دیا غرض سید مولہ کے خون کا بہت جلد عوض ہوگیا ع اچھا یا برا جو کوئی کسی کو کریگا
یہ یاد رہے وہ بھی پھل پاویگا ✤ اس دار مکافات مین سن اے غافل ✤ جو بوئیگا کریگا آج کل پاوے گا
سنہ چہ سو ستانوے مین نصرت خان کو وزارت کا منصب ملا اور ابتداے سلطنت مین جو
علاءالدین نے تالیف قلوب کے لیے لوگون کو انعامات دیے تھے بڑی تاکیدون سے سب
واپس لیے گئے اور اس طرح پر بے انتہا روپیہ خزانے مین داخل ہوا علاءالملک ... ضیا برنی
صاحب تاریخ فیروز شاہی کا چچا ہے اور پہلے دہلی کا کوتوال تھا علاءالدین نے اوسکو حکومت کڑہ
کی عنایت کی تھی اور نصرت خان کو اوسکی جگہ دہلی مین کوتوال کیا تھا اب پھر اوسکو کڑہ سے بلاکر دوبارہ
اوسی منصب پر قائم کیا اور ملتان الغ خان کو جاگیر مین دیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین ... چنگیز خان کی اولاد ...
سردار نے سندھ کو اوترکر ہندوستان پر حملہ کیا بادشاہ نے الغ خان و تغلق خان غازی الملک حاکم
دیپالپور کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا جارت ... کے علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر مغلون نے
شکست پائی کچھ مارے گئے کچھ پکڑے گئے اور بادشاہ کے لشکر نے فتح پائی اور بہت سا مال غنیمت کا
حاصل کرکے مراجعت کی دوسرے مرتبہ سلطان داؤد کے بیٹے قتلغ خواجہ نے ماوراءالنہر سے
ہندوستان کا قصد کیا اور دہلی کے کنارے تک آپہنچا ان لوگون نے علاقے مین اور دیہات
مین کچھ کسی سے غرض نکی دہلی مین غلہ بہت گران ہوگیا اور شہر کے لوگون پر بڑی تنگی ہوئی سلطان
علاءالدین نے الغ خان اور ظفر خان کو بہت سا لشکر دیکر دشمنون کے مقابلے ... بھیجا کیلی ... مین بڑی
لڑائی ہوئی ظفر خان اس لڑائی مین مارا گیا اور شاید بادشاہ کو بھی یہی منظور تھا اور قتلغ خان شکست
کھاکر خراسان کو بھاگا اور وہان جاکر مر گیا تیسرے مرتبہ ترغی مغل جو ایک بہت بڑا تیر انداز تھا ایک لاکھ
پیادہ اور بیس ہزار سوار جو بڑے بہادر اور دلیر تھے ساتھ لیکر پہاڑون کے ملکون کو فتح کرتا ہوا
قصبہ برن تک پہونچا اور وہان کا حاکم ملک فخرالدین امیر داد قلعے مین بند ہوگیا بادشاہ نے ملک تغلق
غازی الملک کو بہت سی فوج کے ساتھ اوس طرف روانہ کیا اور ملک فخرالدین بھی قلعے مین سے

دیوگیر کو دوبارہ فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت ہاتھ آیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین الغ خان کو
بہت سا لشکر دیکر راے کرن والی گجرات سے لڑنے کے لیے بھیجا اس راجہ کے پاس بیس ہزار
سوار اور اسی ہزار پیادے اور تیس ہاتھی موجود تھے جب راے کرن شکست کھاکر بھاگا تو الغ خان نے
نہروالہ کو لوٹ کر اوسکا پیچھا کیا وہ دیوگیر دکن کے راجہ رام دیو کے پاس پناہ کے لیے گیا اور اوسکے سب اہل و
عیال اور خزانہ مسلمانون کے ہاتھ آیا اوسکی بیبیون مین سے ایک دیول رانی تھی جسپر خضر خان بادشاہ کا
بیٹا عاشق ہوگیا تھا اور امیر خسرو سے اپنے عشق کے قصے کو نظم کرنے کی فرمایش کی تھی اور اونھون نے
خضر خان اور دیول رانی کے قصے کی کتاب لکھی تھی جو مشہور ہے غرض الغ خان نے نہروالہ کا ایک بت
جسکی ہندو بہت پرستش کرتے تھے دہلی کی کسی سڑک پر راہگیرون کی ٹھوکرون مین ڈال دیا اور راے کرن کا
سومنات تک پیچھا کیا اور دوبارہ سومنات کے بتخانے کو خراب کرکے وہان ایک مسجد بنائی نصرت خان نے
کھمبایت پر جو سمندر کے کنارے ایک مشہور بندر ہے یورش کی اور ہر قسم کا مال اور لعل و جواہر
بے انتہا غنیمت مین داخل کیے اور غلام کافور ہزار دیناری بھی وہین سے ملا تھا جسپر آخر مین بادشاہ
مائل ہوگیا تھا اور اوسکو ملک کا نائب مقرر کیا تھا جب الغ خان اودہین آیا جو مال غنیمت لشکر والون کے
ہاتھ لگا بڑی سختی سے واپس کیا مغلون کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور بگڑ کر مقابلے مین آے آخر سزا پاکر
متفرق اور پریشان ہوگئے کچھ راجہ ہمیر دیو کے پاس جھاین مین جو رنتنبھور کے پاس ہے پہنچے کچھ اور
طرف کو چل دیے اور الغ خان متواتر کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ
مغلون کا قتل جب الغ خان گجرات سے لوٹا ہے تب ہوا ہے تاریخ والون نے کچھ تقدیم و تاخیر کا
خیال نہین کیا سنہ چھ سو ننانوے مین الغ خان نے رنتنبھور او جھاین پر جو نو شہرہ کے نام سے
مشہور ہے حملہ کیا وہان کا راجہ راے ہمیر دیو راے پتھورا کا پوتا جسکے پاس دس ہزار سوار اور
بے انتہا پیادے اور جنگی ہاتھی تھے شکست کھاکر بھاگا اور ہر قسم کا سامان مہیا کرکے رنتنبھور کے
قلعے مین پناہ لی الغ خان نے یہ سب ماجرا دہلی کو لکھ بھیجا اور بادشاہ کو رنتنبھور پر حملہ کرنے کی راے دی
چنانچہ بادشاہ نے بڑی بھاری فوج سے رنتنبھور پر یورش کی اور تھوڑے دنون مین اوس
قلعے کو بڑی دھوم سے فتح کیا اور ہمیر دیو کو قتل کر ڈالا بہت سے خزانے اور دفینے وہان سے
ہاتھ آئے وہان کی حفاظت کے لیے کوئی کوتوال چھوڑا اور جھاین الغ خان کو سپرد کیا اور خود

ظریف مصاحب تھا باقی سب لوگ مستغرق ہوگئے جب صبح ہوئی اور بادشاہ کے حواس بجا ہوئے سمجھا کہ یہ میرا گمان بالکل غلط تھا قاضی بہار کو بلایا لوگون نے عرض کیا کہ وہ اوسی وقت قتل ہوگیا تب تو بہت ہی پشیمان ہوا اور شراب سے توبہ کی اور منادی کردی کہ تمام ملک مین کہین شراب نہ بکنے پاوے اور جتنی شراب موجود تھی مٹکو کو مٹکے لنڈھا دیے ہر طرف شراب کی نہرین بہنے لگین پھر جب کسی کو مست پاتے تھے تعزیر کرتے تھے زہد و تقوی کا ہر جگہہ رواج ہوا جا بجا محتسب گشت کرنے لگے سنہ چھ سو ستانوے مین نو مسلم مغلون سے بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اور اونکے قتل کا ارادہ کیا اور سبب اوسکا یہ تھا کہ جب اونسے زر سرکاری بہت سختی سے لیا گیا اور دیے ہوے انعام بڑی شدتون سے واپس کیے تو اون لوگون نے یہ ارادہ کیا کہ جس دن بادشاہ شکاری جانورون کے شکار مین مصروف ہو اوس روز غدر برپا کرین یہ خبر بادشاہ تک پونہچی اور خفیہ ہر طرف یہ حکم لکھ بھیجا کہ فلانے مہینے کی فلانی تاریخ جہان مغلون کو پاؤ برابر قتل کر ڈالو چنانچہ حسب الحکم اوس روز مقررہ پر تمام ہندوستان مین چہار سے مسافر مغل اسقدر قتل ہوے کہ حد شمار سے باہر تھے ابتدا مین جو بادشاہ کو کئی فتحین متواتر حاصل ہوئین تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ سوجھنے لگے ایک یہ سوجھی کہ مثل دین محمدی کے ایک اور نیا دین نکالیے اور مثل خلفاے اربعہ نبی علیہ السلام کے الغ خان اور الپ خان اور ظفر خان اور نصرت خان اپنے اصحاب تجویز کیے دوسرے یہ خیالی پلاؤ پکایا کہ سکندر کی طرح تمام روے زمین پر تصرف کیجیے اور خطبے مین بھی اپنا نام سکندر ثانی پڑھوایا علاء الملک کوتوال کو بلا کر ان دونون امرون مین مشورت کیا اوسنے ان دونون باتون سے منع کیا اور کہا کہ نیا دین اپنی طرف سے بنانا ذہن مین نہین ہو سکتا یہ امر بغیر اسکے کہ اللہ کی طرف سے ہو اور معجزات بھی صادر ہون کیونکر ممکن ہے ملک اور دولت اور زور و قوت سے کچھ کام نہین چلتا اور اسمین طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور بجز پشیمانی کے کچھ حاصل نہوگا البتہ ارادہ ملک گیری کا مناسب ہے مگر سکندر کا سا نام اور ارسطو سا وزیر کہان آپ اگر تمام ہندوستان کو کافرون سے اور نواحی دہلی کو مفسدون سے پاک کر دین تو یہ کیا سکندر کی جہانگیری سے کچھ کم ہے بادشاہ نے جو سوچا تو یہ راے علاء الملک کی بہت ٹھیک پائی ان دونون ارادون سے باز رہا اور اوسکو خلعت اور انعامات عطا کیے اور سردار جو بادشاہ کی ہیبت اور بدمزاجی کے سبب سے کوئی بات خلاف مرضی سامنے نہ کہ سکتے تھے علاء الملک کی اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور اوسکو تحفے بھیجے اور بڑی تحسین و آفرین کی اس سال مین بادشاہ نے

[illegible]
اور ایک جعلی فرمان بادشاہ کی طرف سے بناکر ترمذی نام کوتوال شہر کو قتل کیا اور شہر کے دروازے
بند کرادیے علاء الملک نے خوف کے کوتوال سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے پاس سے فرمان
آیا ہے اوسکو آکر پڑھو مگر وہ سمجھ گیا اس سے بچ نکلا حاجی مولا نے کوشک لعل میں جاکر
بندیوں کو قید خانے سے نکالا اور ہر ایک کو گھوڑا اور ہتھیار اور بہت سا زر نقد خزانے میں سے
دیکر اپنا شریک کرلیا اور ایک علوی سید نبیسہ نامی کو جسکی ماں شمس الدین التمش کی اولاد میں تھی
زبردستی بلاکر وہیں کوشک لعل میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور جبراً سب امیروں سے نذریں لوائیں
بادشاہ نے یہ سب خبریں سنیں مگر یہ بھید کسی پر نکھولا اور کچھ خیال نکیا اور اپنے کام میں مصروف
رہا یہانتک کہ قلعہ بھی فتح کرلیا حاجی مولا کے فساد کو ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ ملک حمید الدین نے جسکو
امیر کوہی کا کام تھا اپنے بیٹوں کو جو بڑے من چلے تھے اور کچھ ظفر خان کے سواروں کو جو امروہہ سے
آئے تھے ساتھ لیکر اوسکو اور سید کو قتل کرکے سر اونکے رنتھنبور کو بادشاہ کے پاس بھیجے
بادشاہ نے الغ خان کو دہلی کی طرف بھیجا اور اوسنے اون سب امیروں کو جو اس غدر میں شریک تھے
گردن ماردیا اور ملک الامرا کے تمام خاندان کو اس خیال سے کہ یہ امر اونکے اشارے سے ہوا ہوگا
نیست نابود کردیا بادشاہ نے رنتھنبور کے قلعے کو الغ خان کی جاگیر میں دیکر دار السلطنت کا قصد کیا
مگر تقدیری امر یہ دیکھیے کہ اونہیں دنوں میں اوسنے وفات پائی گویا وہ قلعہ اوسکے لیے شداد کی بہشت
ہوگیا ایک عجیب قصہ یہ ہوا کہ جالور کے بھاگے ہوے باغی جو رنتھنبور میں بند تھے بعد فتح ہونے
قلعے کے وہ بھی پکڑے گئے اونکا سردار محمد شاہ نامی زخمی تھا بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ اگر
میں تجھکو چھوڑدوں اور تیرے زخموں کا علاج کروں بعد صحت کے تو مجھسے کسطرح پیش آوے
اوسنے جواب دیا کہ اگر قابو پاؤں تو تجھکو زندہ نچھوڑوں اور ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بناؤں بادشاہ کو
یہ سنکر بڑا اچنبھا ہوا بعد ازاں سب عقلمند وزیروں کو جمع کرکے پوچھا کہ بغاوت اور فتنے و فساد کے
کیا اسباب ہیں اور اونکے دفع کی کیا تدبیریں ہیں اونہوں نے چند طریقے انسداد فتنے کے بیان کیے
جنکا خلاصہ یہ چار باتیں ہیں اوّل یہ کہ بادشاہ تمام ملک کی نیک و بد کی خود خبر رکھے دوسری یہ
شراب پینے کا رواج جو ساری برائیوں کی جڑ ہے بالکل اوٹھادی تیسری یہ کہ امیروں کو باہم ملنے

چتور کی طرف متوجہ ہوا اوسکو بھی تھوڑے دنون مین فتح کر کے خضر آباد نام رکھا اور ایک چتر لعل کا خضر خان کو
دیکر وہ ملک اوسکے قبضے مین چھوڑا اس پورش مین جو واقعے پیش آئے اونمین سے ایک یہ ہے
کہ بادشاہ کے جانے سے پہلے نصرت خان شاہزادے نے الغ خان کی کمک کو رنتھنبور پر جاکر قلعے کو
گھیرا تھا ایک روز ایک پتھر سر پر گرا اور اوسکے صدمے سے مر گیا ایک بازو بادشاہ کا الغ خان کے
مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرا بازو یہ بھی ٹوٹ گیا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب بادشاہ وقت بند رنتھنبور
پونہچا تو ایک مرتبہ وہان قمرغہ کے شکار مین رات بھر مصروف رہا صبح کے وقت ہر طرف کو فوج روانہ
اور خود ایک ٹیلے پر چڑھکر تماشا دیکھتا تھا اتنے مین اکتخان اور نو مسلم مغلون کو جو پہرے پر
متعین تھے اپنا متفق کر کے مقابل ہوا اور بیکبار تیرون کا مینہ برسا دیا بادشاہ کا بازو زخمی ہوا اگرچہ
سردی کا موسم تھا اس سبب سے روئی کا دگلہ پہنے ہوے تھا زخمون کا اثر کم ہوا لیکن وہ مردہ سا
زمین پر گر پڑا اکتخان نے چاہا کہ اوترکر سر کاٹ لے اور کوئی کھٹکا باقی نچھوڑے مگر کئی سردار بظاہر
اکتخان سے دوستی کی باتین بناکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ کا کام تمام ہو گیا سر کاٹنے کی کیا
حاجت ہے اوس گھبراہٹ مین اکتخان نے انجام نسوچا اور سیدھا بادشاہی ڈیرہ مین آکر تخت پر
جا بیٹھا کوئی امیر مزاحم نہوسکا سب نے نذرین پیش کین مگر ایسا کم حوصلہ تھا کہ اوسی وقت بادشاہ کی
حرم سرا مین گھسنے لگا ملک دینار مع اپنے گروہ کے پہرے پر تھا اوسنے روکا اور کہا کہ جبتک بادشاہ کا
سر نلاوے اندر نجانے پاویگا ادھر علاءالدین کو جب کچھہ ہوش ہوا زخمون کو پٹیان باندھین اور دل مین
سوچا کہ بغیر امیرون کی صلاح کے فقط اکتخان کو یہ جرأت نتھی اب اپنی فوج مین جانا مصلحت نہین اسی خیال
سے یہ ارادہ کیا کہ یہ پچاس ساٹھ آدمی جو ساتھ رہ گئے ہین اونکے ساتھ جہاین مین الغ خان کے پاس
چلا جاوے بعضے سردارون نے یہ نمانا اور کہا کہ حضور فوج کو ہی تشریف لیچلین دیکھیے تو خدا کیا سامان
کرتا ہے مجبور ہو کر بادشاہ لشکر کی طرف ہی چلا راستے مین پچاس سوار اور آملے اکتخان یہ سنتے ہی افغانپور کو
بھاگا کچھ لوگون نے اوسکا پیچھا کیا اور پکڑ کر بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے اوسکے سارے
کنبے کو تباہ کر دیا اس حادثے مین قتلغ خان اوسکا بھائی بھی مارا گیا انہین دنون مین عمر خان اور
منگو خان بادشاہ کے دونو بھتیجون نے بداؤن مین بغاوت کی دو تین بادشاہی سردار جاکر اونکو بھی پکڑ لائے
اور اونکی آنکھین پھوڑ دین ایام محاصرۂ رنتھنبور مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حاجی مولا نامی جو ملک الامرا

تو بعضے لوگون کو اوسکی کرامت کا گمان ہوا بعضے کچھ جادو کی قسم خیال کرنے لگے اور بعضون کو یقین تھا
کہ یہ سب برکت حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ کی ہے جب بادشاہ ان سب ملکی جھگڑون سے
نبٹ گیا تو اپنے بیٹون کی شادیان کر کے جدا جدا جاگیرین مقرر کردین خضر خان کا نکاح دیول رانی کے
ساتھ ہوا جسکا پہلے بھی مجملاً اشارہ ہو چکا ہے اور اوسکے عشق کے قصہ کی مثنوی جو امیر خسرو نے
لکھی وہ آیندہ مذکور ہوگی بعد ازان خضر خان کو چتر اور دورباش دیکر ولیعہد کیا اور پہاڑی ملکون اور
ہستناپور کی طرف بھیجا جب یہ سارے معاملے طے ہو گئے تو بادشاہ کا زمانہ بھی قریب زوال
آیا اور بڑھاپے کی کمزوری غالب ہوئی بیماریونکا ہجوم ہوا یہانتک کہ [illegible] کچھ سا
مین جو خلل ہوا تو سختی اور بدگمانی بھی مزاج مین جگہ پکڑ گئی [illegible] فاتحہ [illegible] ہوا
خضر خان شاہزادے نے جو باپ کی صحت کیلیے منت مانی تھی اوسکو پورا کرنے کے لیے دہلی کے
بزرگون کی زیارت کو ہستناپور سے ننگے پانون آیا ایک عجیب بات اتفاقاً یہ ہوئی کہ حضرت
نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر نہوا حالانکہ اونکا بڑا معتقد تھا کافور نے اوسکو آنے کی
نسبت بادشاہ کو بہت لگایا بجھایا اور یہ سمجھایا کہ الپ خان اسکا ماموں جو گجرات سے آیا ہے
اوسنے اس خیال سے کہ اسکو بادشاہ بناکر خود نایب بادشاہ بنجاوے [illegible] سکے
ہوش ٹھکانے ہی نتھے یہ خیال اوسکے جی مین سچ مچ جم گیا [illegible]
پکڑنے دھکڑنے کا حکم دیا اور اوس بیگناہ کو ملک نایب کا [illegible] اور ملک [illegible] الدین [illegible] نے
بادشاہی قلعہ مین لاکر بکری کی طرح ذبح کر ڈالا پھر کافور نے یہ سمجھایا کہ خضر خان کے جی پر ماموں
کے مارے جانے کا بڑا ہراس ہوگا ایسے وقت مین اوسکو اپنی جگہ بھیجنا مصلحت نہین اسی وجہ سے
بادشاہ نے حکم دیا کہ خضر خان فی الحال امروہہ کی طرف چلا جاوے اور جب تک ہم نہ بلاوین
وہین شکار مین مصروف رہے خضر خان نے مجبور ہوکر موافق حکم کے عمل کیا چند روز کے بعد
ایک عرضی اس مضمون کی لکھ بھیجی کہ مجھسے کون سی خیانت صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ایسے
عتاب کا سزاوار ہون اور دل تو صاف تھا خود بھی قدمبوسی مین حاضر ہوا ایکمرتبہ باپ کی محبت نے
جوش کیا اور بے اختیار بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور منھ چومتا رہا پھر مان کی سلام کو بھیجا کافور نے
پھر نمک مرچ لگایا کہ خضر خان پھر بے بلائے آیا بادشاہ سٹھ تو گیا ہی تھا ایکی مرتبہ پورا شک پڑ گیا

نذرانے اور وہ ایک دوسرے کے گھر نجایا کریں اور باہم مشورہ نکرنے پاوین چوتھی یہ کہ بڑھتی روپیہ
کسی کے پاس نچھوڑے خواہ سپاہ ہو یا رعیت خصوصاً وہ سفلے جو نئے رئیس بنجاتے ہین کیونکہ
سارے فتنہ وفساد اسی سے سوجھتے ہین بادشاہ نے ان سب باتون کو پسند کیا اور شراب کی
ممانعت کا تو پہلے ہی ذکر ہوچکا باقی تینون باتون کا بھی بخوبی رواج دیا اور کتنے ایک قانون اپنی طبیعت سے
نئے نکالے جو نہ کسی بادشاہ کے زمانے مین تھے اور نہ ہونگے خواہ شریعت کے موافق ہون
یا خلاف انھین سے ایک یہ ہے کہ غلہ اور کپڑے اور گھوڑے اور سب ضروری چیزون کا ایک
سستا بھاؤ مقرر کردیا اسکے منافع سب خاص وعام کو برابر پہنچے جسکی تفصیل تاریخ ضیاء برنی مین
مذکور ہے اس ارزانی سے مخلوق کو بڑی آسایش ہوئی اور مغلون کی چڑھائی کا گویا راستہ بند ہوگیا یہانتک
جو واقعات لکھے گئے انکی سال وار ترتیب تاریخ کی کتابون مین مذکور تھین سنہ سات سو مین
عین الملک شہاب ملتانی کو بڑی بھاری فوج دیکر مالوے پر بھیجا اور وہان کی رانی کوکا جسکے پاس
چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اپنے آپکو کمزور سمجھکر بھاگ گئی عین الملک اوس ملک کو
خوب لوٹ کھسوٹ بہت سا مال غنیمت کا لیکر واپس آیا اس قصے کو امیر خسرو نے یون لکھا ہے

بعین الملک اشارت کرد زابرو	کہ تا آرد بسوے مالوہ رو	زبینائی کہ عین الملک بودش
بہ پیدہ در پذیرفت آنچہ فرمود	روان شد با سپاہی صف کشیدہ	بگردش ہمچو مژگان گرد دیدہ

اسی سال مین بادشاہ شکار کے طور پر سورت کی طرف گیا اور ستلدیو نامی مفسد کو جو مع اپنی بہت سی
جماعت کے اوس قلعے کی پناہ مین محفوظ تھا اور بادشاہی لشکر کے قابو مین نہ آتا تھا پکڑ کر جہنم رسید کیا
سنہ سات سو ایک مین کنہر دیو مفسد کو مارا اور جالدیو کا قلعہ فتح کیا وہان سے بڑا خزانہ اور ہاتھی گھوڑے
اور جواہرات اور طرح طرح کا اسباب ہاتھ آیا سنہ ۷۰۹ سات سو نو مین ملک نائب کافور نے دوبارہ تلنگ پر
یورش کی اور وہان کے راجہ لدر دیو سے بہت سا خزانہ اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے
پیشکش لیے اور ہمیشہ کے لیے کچھ خراج مقرر کیا اور سارا دکن سمندر کے کنارے تک مسلمانونکے
قبضے مین آگیا ۷۱۱ سات سو گیارہ مین کافور نے دہلی مین آکر تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے
اور جواہر و مروارید کے بہت صندوق اور ڈھیرون اسباب ہر طرح کا پیشکش کیا امیر خسرو نے
اس سفر کے سارے قصون کو خزائن الفتوح مین لکھا ہے یہ جو علاء الدین کو اکثر فتحین حاصل ہوئین

توان مرد و خورد و خواب رفته
سگ در کو توان آویخت تا دیر
ازان نیروی بی حاصل چه سودش
بهر یک شیرزدگان سگ در آویخت
که شیران را سگان سازند نخچیر
فتادند آن سگرفان در زبونی
درآمد خونی بی رحمت از در
بفن دجال را معزول کرده
زهر یک موی او بر رسته تیغی
دهانش از خشمناکی گشته خندان
همه تقریر و تقریرش تیغ تا پاسی
عفا الله سجاره ... چون ...
ز افسوس چنان عمر و جوانی
بخون قصاب را رحمت چه جوئی
ز اندامش چو گل نبود به پرهیز
بجنبید از میان چون تند بادی
هزار اهرمن از رویش بزنهار
چو بوم نو بدیدن شوم چهره
چو خوک بد طریقه لعنت انگیز
دران ناخوش دهان چون غار اژدر
ز سبلت کرده خود را حلقه در گوش
ز راه قهر دامن در کشیده
کشید و کرد دامان قبا چست

شدند اندر غصه شادی خان والا
بیفکندند و بکشتن جست شمشیر
جوانان درد و دیدند از چپ و راست
نگر سگ را که بر شیران غضب بیخت
چو بستند آن دو دولتمند راسخت
برآمد سو بسو شمشیر خونی
جهانی مایهٔ غم شادیش نام
بشکل ابلیس را مشغول کرده
نهیب تند چون سکین جلاد
گرفته خشم لبهایش بدندان
اشارت کرد هر سو را اندر تیغ
کسی چون بر کشد شمشیر کین خواه
فلک را باد یارب سینه صد چاک
که خواهد تیغ خود را سرخ روئی
غرض کس را پریشان چون نشد را
فزون تر نیستی بنده نژادی
غم افزای چو عیش تنگ حالان
چو صبح دی بغنچه بی سر و مهری
بسی چون پاشنای جفت رانان
تبسم گونه چون کفش پاره
سگ زنان صف سرهنگان برون جست
بخونریز آستینها برکشیده
شهادت خواست از خنجر اندران کاخ

مدد جستند از سنای حق تعالی
چو شمشیر ظفر گم گشته بودش
در افتادند و آن افتاده برخاست
زهی سگ زانی چرخ زبون گیر
زمانه بست دست دولت و بخت
چو جست آوازه بی رحمی ز خنجر
مخالف چون خط مصحف و غم و دام
بهر یک جانب از رو جسته تیغی
نگاه تند چون بیستین فرهاد
همه قهر و سیاست رحمت و رای
نشد برق کسی در جنبش تیغ
کسی او دل نشاید سوز جانی
که من سان ار جندان را کند خاک
چو گل بنهاد بر جلاد خون ریز
که گردد تیغ خود را کار فرمائی
ستمگر صورتی اهرمن آثار
کج اندیشی چو عقل خورد سالان
چو شام غم سیه سخت آتش
رخ چون بوسه جای کج کلاهان
درازش سبلتی پیچیده برگوش
تو گوئی خواهد از وی موج خون جست
ز فرمان بنده تیغ گوهرین جست
چو تسبیح درخت از سبزی شاخ

[illegible]
تنت بیتاب و رخ بی نور مانده
گریت بندلیت از گیتی خداوند
بهنجار از وصل بیرون رو دبیل
چو در خوردی که باشی مسندآرای
نه در خورد علو همت تست
شنیدم کانچنان گشت ارجمندت
پرستار پرستاری شو و شاد
خسی کو بر کف دریا نهد پای
که زان زانونشین بر پایت خاست
چو سودای دولت کم گشت چیزی
خضرخان را نماند اندر دل آرام
که شد املکرانی چون وفا کرد
مرا بی دولت و بی نور خواهی
پیام آور چو زان جان غم اندود
بگرمی خیره خندی کرد چون برق
بتندی سر سلاحی را طلب کرد
بعز شیران ملک افگن به شمشیر
بفرمان شد روان مرد ستمگار
رسید و برز برکرد از ته آهنگ
درین رفتند سرهنگان بی باک
کزان هولرزه بر بام و در افتاد
گچ خچرها با صد زرندی

تو و داری بیندار دل برون داد
تو میدانی که از من نیست این کار
چو وقت آید همون بگشاید این بند
کنون ما هم درین هنجار کاریم
بر اقلیمی غنیمت کار فرمای
دول رانی که در پشت کنیزیست
که شد پابوس او سر و بلندت
که در صحن بستان کیست باری
بر و بادش نه زخم سیلی از جای
چو زین هنجار رفت باز اینجا فرستش
و همیت باز تا باشد کنیزی
نخست از دیده لب جوش خون داد
دول رانی بمن باید رها کرد
چو با من همسرست این یار جانی
ببرج شاه بر دان آتشین دود
بر آمد شعلهٔ کین را ز بالا نه
که باید صد گروه امروز شب گرد
که من ایمن شوم زان بازی ملک
کبوتر پاسبان بند و حسیره نا هار
رسانید آنچه فرمان بودش از تخت
به بی باکی دران عصمت گه پاک
دران برج از شغب تیر شد قوس
برون جستند ز شیران به تندی

که ای شمعی ز مجلس دور مانده
ستمکش ماند و یکسو شد ستمگار
نمیشاید درین اندیشه تعجیل
که با هنجار زان بندت بر آریم
مگر مهر کسی کاندر دولت رست
کنیز از همه بود هم سهل چیز نیست
نه بس زیبا بود کز چشم کوتاه
که جوید سربلندی با چناری
تمنای دل ما می کند خواست
بپایین گاه تخت ما فرستش
چو شد پیغام گوی و برد پیغام
پس آلوده بخون پاسخ برون داد
ور این دولت هم از من دور خواهی
سر من دور کن زان پس تو دانی
شهنشه گرم گشت از پای تا فرق
بهانه جوی را شد بهانه
روا ندارد کا لیر این دم نه بس دیر
که هست این فتنه کمتر بازی ملک
شبا روزی برید آن چند فرسنگ
شد اهل قلعه در کاری چنان سخت
بران پوشیدگان هولی در افتاد
قیامت میهمان آمد بفردوس
ز بازو جز و روز تن تاب رفته

غدر کا ارادہ کیا کسی نے بادشاہ کو اطلاع کر دی یہ مصنف لکھتا ہے کہ شہاب الدین کو قتل کیا اور اوسکے
کنبے کے بیس آدمیون کو جنکو اس واقعے کی خبر پہنچی تھی اور بعضے اونمین بچے تھے علم بھیجکر مروا ڈالا جب
جھاین مین پونہچا تو شادی خان سلاحدار کو گوالیار کیطرف بھیجا اور وہ بموجب حکم شہاب الدین کو قتل کر کے
خضر خان اور شادی خان کے سارے گھر بار کے لوگون کو جو وہان باقی تھے دہلی مین لے آیا یہ بادشاہ
حضرت نظام الدین اولیا کی جناب مین بھی اس خیال سے کہ خضر خان اونکا مرید تھا بد اعتقاد ہوا اور اونکی
ضد پر شیخ رکن الدین کو ملتان سے طلب کیا اور شیخ زادہ جام کو کہ حضرت ممدوح کے منکرون مین سے تھا
اپنا مقرب بنایا رفتہ رفتہ اس بادشاہ کا مزاج بہت خراب ہو گیا اور باپ کی طرح خونریزیون پر کمر باندھی
ظفر خان حاکم گجرات کو بے سبب قتل کر دیا ایک لکھی نے دیوگیر مین سرکشی کی ڈھنگ ڈالے اور بادشاہی
سامان درست کیا جب خسرو خان دیوگیر مین پونہچا تو بعضے فوج کے سردار جنکی دیوگیر مین تعیناتی تھی یک لکھی کو
پکڑ کر خسرو خان کے پاس لے گئے اور اوسے قید کر کے دہلی کو بھیجدیا بادشاہ نے فوراً قتل کرا دیا اور
ملک شاہین کو بھی جسکا وفا ملک خطاب تھا کوہ کے ... سے مار ڈالا اس زمانے مین بادشاہ کی
بیہودگیون کی یہ نوبت پونہچی کہ عورتون کا لباس اور زیور پہنکر مجلس ... آتا ... اور ... بیگمون ... حسن حسر
فسق و فجور علانیہ کرتا تھا اور اس مقام پر مصنف نے کئی ... کے ... جو ... سکتا ہے نہ شاید ... کے مرض مین
بھی مبتلا تھا اور ہزار ستون محل کی چھت پر بیٹھکر بھنڈیان اور مسخرون کو اشارہ کرتا تھا تو وہ عین الملک ملتانی
اور قرا بیگ وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو ہنسی مذاق کر کے چھیڑتے اور اونکی نقلین بنا کر طرح طرح ذلیل
کرتے تھے اور برملا مادر زاد ننگے ہو کر بیحیائی کی حرکتون مین مصروف ہوتے تھے اور امیرون کے کپڑون پر
اپنا پیشاب تک چھڑکتے تھے غرض سارے سلطنت کی تباہی کے سامان موجود ہو گئے ظفر خان کے
قتل کے بعد حسام الدین کو جو خسرو خان کا پرکٹ بھائی تھا ظفر خان کی جگہ ... گجرات کو ... اور اوسنے
اپنی قوم کو جمع کر کے بغاوت کے سامان کی تیاری کی اور ظفر خان کے زمانے کے جتنے امیر تھے
سب کو قید کر کے دہلی کو بھیجدیا مگر بادشاہ نے اونکو فوراً چھوڑ دیا اور یہ سارے ڈھنگ حسام الدین کی
خوب سمجھ گیا مگر خسرو خان کی خاطر کچھ نکہا بلکہ اور زیادہ قدر کی لیکن گجرات مین اوسکی جگہ
ملک وحید الدین قریشی کو جو یک لکھی کی گرفتاری کا باعث ہوا تھا بھیجدیا پھر خسرو خان نے تلنگانہ پر
فوج کشی کر کے وہان کے قلعے کو گھیر لیا آخر اوسکے راجہ سے بہت سا خزانہ اور مال و اسباب اور

سیاست را فلک زاری ہمی کرد
ہمہ حوران درود اعزاز کردہ
چو بر شاہ خنجر و شہ جعد برداشت
ولی تقدیر یکسو کردہ از پیش
بیک ضربت کہ آن نامہربان کرد
کہ سازد چشمہ خورشید را آب
دو ل رانی کہ با فرخندگی بود
ہمہ آب حیاتش تیغ کین گشت
بر آمد جان عاشق خون فشانان
فشاندے خون صد روی بروئے

شہادت را ملک یارے ہمی کرد
ازان بانگ شہادت کامد از شاہ
وران منزل فغان رعد برداشت
کند تیغ فنا چون قطع امید
سر شہ در کنارش میہمان کرد
ولی چون در تن از جان دم نبودش
خضر خان را زلال زندگے بود
چو دیدم اندرین شیشہ بہ تمییز
ولی می گشت گرد اگرد جانان
بجای آب ازان گل خون کشیدند

در فردوس رضوان باز کردہ
شہادت گوی شد ہم مہر و ہم ماہ
سپر میکرد خورشید از تن خویش
نہ میدانند سپر گشتن نہ خورشید
بخون شستن ہیلان شد چرخ دولاب
برون جانب ز خون شستن چہ سود
چو خضر چرخ با او در کمین گشت
بسی ہست آب حیوان خضر کش نیز
گلی کز وی چکیدے قطرہ خونی
نگہ کن تا گلابش چون کشیدند

جب علاؤالدین کے خاندان کی یہ سب تباہی ہوئی تو ایک مجذوب سے کسی نے پوچھا یہ کیا ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کہ جو آگ علاءالدین نے اپنے ولی نعمت چچا کے خاندان مین لگائی تھی وہ اسکے خاندان کو آ لگی آئی قطب الدین کے وقت مین سارے وفا قاعدے اور ضابطے جو علاءالدین نے [illegible] حکمت اور مصلحت سے مقرر کیے تھے برہم ہوگئے اور فسق و فجور شروع [illegible] قتل ہو جانے الپ خان کے کمال الدین گرگ [illegible] تھا وہ بھی وہان [illegible] عین الملک ملتانی کو وہان بھیجا اور اوسنے شہر والہ [illegible] تمام گجرات پر تصرف کر لیا پھر [illegible] سے ملک دینار کی بیٹی سے نکاح کیا اور اوسکو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کو روانہ کیا اور اوسنے عین الملک سے بھی زیادہ اوس ملک مین کاروائی کی سنہ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین نے بہ ہمراہی فوج لشکر دیوگیر کی طرف توجہ کی وہان کے راجہ مقابلہ نکر سکے بادشاہ نے ہرپال دیو کی کہ بعد راجہ رام دیو کے دہلی کی سلطنت مین ضعف دیکھکر اطاعت سے باہر ہو گیا تھا جیتے جی کھال نکلوائی پھر مرہٹون کے ملک پر بھی تصرف کیا اور خسرو خان کو چتر اور دورباش دیکر ملیبار کی طرف روانہ کیا اور ایک لکھی غلام کو دیوگیر مین اپنا نائب چھوڑکر دہلی کو مراجعت کی ساگون کی گھاٹی کے قریب یغرش خان بیٹے ملک اسدالدین نے جو سلطان علاءالدین کا چچازاد بھائی تھا [illegible] اوسکو ملک خموش بھی کہتے تھے بادشاہی کا خیال جی مین ٹھان کر

کنجیان بھی حوالہ کردین اسکو اوسنے ایک دولتوری کی نشانی سمجھکر اپنے لیے ایک نیک فال تصور کی
اتفاقاً ایک رات بادشاہ خسرو کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب کے دور اوڑا رہا تھا اور گویا اس شعر کا مضمون
زبان حال سے ادا ہوتا تھا ؎ گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ۔ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
سب چوکی کے امیر اپنی اپنی نوبت سے اوٹھکر چلدیے قاضی خان ہزارستون کی چھت سے اوترکر
دروازون کی حفاظت اور چوکیدارون کی خبرگیری مین مصروف تھا اتنے مین مدہول نامی خسرو کا چچا
اپنی قوم کو لیے ہوئے آپونہچا اور قاضی خان کو باتون چیتون مین مصروف کرکے غافل کیا اور اوس
پر ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ اوسکی روح سیدھی جنت کو چلی گئی اس واردات سے کچھ شور وغل جو ہوا تھا
بادشاہ کے پاس تو سوائے خسرو خان کے اور کوئی تھا ہی نہین اسی سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
وہ اوٹھکر گیا اور اپنی قوم کو اور زیادہ بادشاہ کے قتل پر آمادہ کر آیا اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ طویلہ
کے گھوڑے کھل کر لڑنے لگے تھے کچھ اوسکا غوغا تھا اتنے مین جاہر نامی خسرو کا ماموں اپنی جماعت
سمیت ہزارستون کی چھت پر چڑھا اور ابراہیم اور اسحاق وہان کے محافظون کو قتل کرکے بادشاہ پر
سیدھا ہوا بادشاہ اوسی نیم مستی کے عالم مین زنانے مکان کی طرف بھاگنے لگا خسرو خان نے
پیچھے سے سر کے بال پکڑ لیے بادشاہ اوس سے اپنی جان چھوڑا رہا تھا کہ جاہر پہونچ گیا اور ایک پہلو پر
زخم لگایا پھر سر کاٹ کر چھت سے نیچے پھینکدیا جب لوگون نے یہ حال دیکھا تو ہر کوئی اپنے ٹھکانے کو
چلدیا کوئی ادہر اودہر قصر کے دروازے پر قتل ہوے پھر خسرو اپنے ساتھیون کے ساتھ بادشاہی
محلسرا مین گھس گیا اور فرید خان اور منگو خان بادشاہ کے چھوٹے بچون کو اونکی ماؤن کی گودیون
مین سے چھین کر ذبح کر ڈالا اور ظلم پر کمر باندھکر جو چاہا سو کیا اور علاء الدین اور قطب الدین کی ننگ و
ناموس کو دم بھر مین خاک مین ملا دیا ؎ دگرگون حال ہوجاتا ہے دم بھر مین زمانے کا ۔ جب ان سب کامون سے
نچنت ہوا تو عین الملک ملتانی اور ملک فخر الدین جونا جو آخر مین سلطان محمد تغلق ہوگیا ہے اور
قرابیگ کے بیٹون اور ملک وحید الدین قریشی وغیرہ کو رات مین ہی بلوایا اور صبح تک ہزارستون کی کوٹھری مین
نظربند رکھا جب دن نکلا تو شہر کے سارے ظالمون اور رئیسون کو بلاکر خسرو کے نام بیعت لی گئی اور
جسکو مخالف سمجھا حکمت عملی سے پکڑکر مار ڈالا قاضی ضیاء الدین کی بی بی تو کہین کو بھاگ گئی باقی سارا
خاندان اوسکا مدہول کے سپرد ہوا حسام الدین نے جو خسرو خان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا

اور ایک سو کئی ہاتھی پیشکش لیکر پیٹھلی کی طرف توجہ کی اور نو سو بیس ہاتھی اور ایک ٹکڑا الماس کا جسکا وزن
بقدر چھ درم کے تھا وہان سے حاصل کر کے لیباربن آیا سامان تو بہت سا جمع ہو ہی گیا تھا اس فکر مین ہوا
کہ اوسی ملک کو گھیر بیٹھے کئی امیرون کو جو ہمراہی مین تھے جان سے مار دیا جب ملک تلیغہ بندہ اور ملک تلیغہ
ناگوری اور ملک حاجی نائب وغیرہ بادشاہی امیرون نے اوسکا یہ منشا پالیا تو فوراً زبردستی ایک ڈولی
مین بٹھا کر جھٹ پٹ سات دن کے عرصے مین دیوگیر سے دہلی مین لے آئے اور اوسکا فاسد ارادہ بادشاہ
سے عرض کیا مگر خسرو خان نے اپنے عاشق و فریفتہ بادشاہ کو تنہائی مین باتین بنا کر راضی کر لیا اور اون امیرون
کی خوب برائیان ذہن مین بٹھا دین بادشاہ تو اوسپر مٹا ہوا تھا سارے اوسکے کہنے پر یقین کر کے
اون امیرون سے بہت ہی ناراض ہوا اور اونکو خوب ذلیل کیا ہر چند اونھون نے سچے گواہ اپنے
دعوے کے پیش کیے مگر کچھ فائدہ نہوا اور اون گواہون کو سزا ملی اور فرزدق عرب کے شاعر کا
قول یہان پورا پورا صادق آگیا کہ جب اوسنے اپنی بی بی کا کوئی جھگڑا ہارون رشید خلیفہ کے سامنے
پیش کیا اور جعفر برمکی کی سفارش اوٹھائی اور اوسکی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے سعی کی خلیفہ
زبیدہ کا زیادہ خیال کر کے عورت کو جتا دیا تب فرزدق نے یہ شعر کہا ؎ لَیْسَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ یَاْتِیْکَ مُتَّزِرًا
مِثْلَ الشَّفِیْعِ الَّذِیْ یَاْتِیْکَ عُرْیَانًا ۔ یعنی نہین ہے وہ شفیع جو تیرے پاس ازار پہنکر آتا ہے مانند اوس شفیع کی
جو تیرے پاس ننگا ہو کر آتا ہے القصہ پھر خسرو خان نے اپنی قوم کو بلانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور
یہ قصد کیا کہ وہی لوگ بادشاہی مصاحب ہون چنانچہ بادشاہ نے اوسپر اور اوسکی قوم پر اعتماد کر کے
ساری سلطنت کا مختار کر دیا اور خود فسق و فجور مین مبتلا ہوا اور یہی کیفیت ہو گئی کہ ؎ صبح دوش جام سے گذرتی ہے
شب دلارام سے گذرتی ہے ؎ عاقبت کی خبر خدا جانے ؎ ابتو آرام سے گذرتی ہے ۔ ارکان
سلطنت نے بجز خسرو خان کی خوشامد کے کوئی چارہ نہ دیکھا تمام دربار مین براو قوم کے لوگ بھر گئے
اور یہ لوگ خسرو خان کے مکان پر اکھٹے ہو کر بادشاہ پر غدر کرنے کے مشورے کیا کرتے تھے
ایک روز قاضی ضیاء الدین نے جنکا قاضی خان خطاب تھا یہ مضمون بادشاہ کے کان تک پونہچایا مگر
بادشاہ اپنی عیش و عشرت کے نشے مین ایسا چور تھا کہ کچھ نیک و بد کی تمیز نتھی اوسی وقت خسرو کو بلا کر یہ
قصہ بیان کر دیا اوسنے جواب دیا کہ بادشاہ کی جو عنایتین میرے حال پر حد سے زیادہ ہین لوگ اس حسد سے
یہ تہمتین کرتے ہین بادشاہ نے دل و زبان سے اوسکے قول کی تصدیق کر کے توشکخانے وغیرہ کی

باپ کے پاس جا پہونچا باپ نے اپنے پیارے بیٹے کے آنے کی بڑی خوشی کی اس سے پہلے ہم سوق سے کے قلعہ مین دو سو سوار بھیج چکا تھا جب خسرو خان غفلت سے چونکا تو اوسنے فخر الدین کے بھاگ جانے کو اپنی بدبختی کی نشانی سمجھی اور قرہ قمار کے بیٹے کو اوسکے پیچھے روانہ کیا وہ قصبہ سرستی تک جا کر لوٹ آیا اور خسرو خان کو ان سب حالون کی مفصل اطلاع دی پھر غازی الملک نے سامان مہیا کر کے بڑی دلیری اور مردانگی کے ساتھ دہلی کا ارادہ کیا ادہر خسرو نے اپنے بھائی خانخانان کو چتر اور دورباش دیکر اور صوفی خان وغیرہ نالائق اور کمینے امیرون کو ساتھ کر کے غازی الملک کے مقابلے کے لیے بھیجا غازی الملک ایک پرانا امیر تھا بہت سی لڑائیان لڑ چکا تھا اور مغلون کے مقابلے مین بڑے بڑے کارنمایان کر کے فتحین پا چکا تھا اور بہرام الله حاکم اچہ اور ملتان بھی اوسکی مدد کے لیے آ ملا تھا خسرو کی طرف کے سب امیر سفلے اور ناواقف تھے تھانیسر مین دونون کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملے مین غازی الملک نے فتح پائی اور ادہر کے لوگ ہاتھی اور گھوڑے اور سارا سلطنت کا سامان چھوڑ کر دہلی کی طرف بھاگ گئے اور غازی الملک بھی پیچھے سے ڈانٹتا ڈپٹتا دہلی پر آ پہونچا خسرو خان نے اپنے ٹوٹے پھوٹے لشکر کو جمع کر کے خزانے کا دروازہ کھول دیا اور تین تین چار چار مہینے کی تنخواہ انکو پیشگی دیکر بڑے بڑے انعامون اور منصبون اور جاگیرون کا امیدوار کیا علاء الدین کے خاندان کے جن شاہزادون کو اندھا کر کے ادھموا چھوڑ دیا تھا اب اونکو جان سے بھی مار ڈالا اور بہت سا سامان لیکر ایک منحوس گھڑی مین شہر سے باہر نکلا اور حوض خاص سے اندرپت تک اوسکا لشکر پڑا اور غازی الملک سلطان رضیہ کے حظیرہ مین اوترا تھا اسوقت عین الملک اپنے اقرار کے موجب دھار اور اوجین کی طرف چلدیا اس سے اور بھی خسرو خان کا دل ٹوٹ گیا دوسرے دن لڑائی ٹھنی اول مرتبہ خسرو خان کے لشکر کو غلبہ ہوا مگر غازی الملک شیر کی طرح میدان مین ثابت قدمی کے ساتھ جما رہا اور تین سو آدمی اوسکی فوج کے جو گھات مین بیٹھے ہوئے تھے یکبارگی خسرو کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اوسکی فوج کو تتر بتر کر دیا اور ملک تلبغہ اور قرہ قمار کے بیٹے اور کئی امیر اور خسرو کے طرفدار مارے گئے مگر خسرو بھی بڑی بہادری سے شام تک لڑتا رہا آخر شکست کھا کر تلپتہ کی طرف کو بھاگا اور چتر اور علم اور سارا سلطنت کا سامان جو چند روز کے لیے براے نام خسرو کو ملگیا تھا غازی الملک کے ہاتھ لگا پھر خسرو تلپتہ سے لوٹ کر ملک شادی کے حظیرے مین جو اوسکا پرانا رفیق تھا تن تنہا بدحواس ہو کر چھپ رہا دوسرے دن لوگ اوسکو برے حالون سے پکڑ کر غازی الملک کے سامنے لائے اور اوسکے برے کامونکی سزا دیگئی

خانخانان خطاب پایا اور حسب معمول راے رایان ہوا سب بادشاہی خاندان کی عورتین اس قوم مین تقسیم
ہوگئین اور خاص بادشاہ کی بی بی سے خسرو خان نے نکاح کیا یہ حادثہ ۷۲۰ھ سات سو بیس مین ہوا
اور قطب الدین مبارک شاہ نے چار برس اور کئی مہینے سلطنت کی

ذکر ناصر الدین خسرو خان کا

خسرو خان نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ناصر الدین اپنا خطاب مقرر کیا امیرون کو چار ناچار
اطاعت کرنا پڑی اسلام کے طریقون کا تنزل شروع ہوا ہندوون کی رسم و رواج نے ترقی پائی بت پرستی
خوب ہونے لگی مسجدین خراب کرنا شروع کین خسرو خان نے تالیف قلوب کی غرض سے انعام اکرام
دینے بہت شروع کیے اور سارے خزانے جو علاء الدین اور قطب الدین کے وقت سے جمع ہوے تھے لٹا دیے مگر لوگون کو
دنوں سے اوسکی نمک حرامی اور بد دینی کا رنج نہ گیا ۷۲۱ھ سات سو اکیس مین ابوبکر خان و علی خان اور بہار خان وغیرہ کو
جو علاء الدین کی اولاد مین باقی تھے اندھا کر دیا اور عین الملک وغیرہ امیر جنکو بھی متفرق دور دور پھینک دیا ہندوون کا بڑا غلبہ ہوا مسلمانون پر
خرابی آئی خسرو خان نے ہر طرف کو فرمان بھیجکر لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہا یوسف صوفی بر اوبچہ کو
صوفی خان اور اختیار الدین سنبل کو حاتم خان خطاب عنایت کیا اور قرہ قمار کے بیٹے کو عارض الملک
اور کمال الدین صوفی کو وکیل در مقرر کیا اور ملک فخر الدین جونا غازی الملک کے بیٹے کو آخور بیگی کا
منصب دیا اور اوسکی بہت خاطر کرتا تھا اس خیال سے کہ شاید اوسکا باپ غازی الملک جو علاء الدین
کے وقت کا بڑا نامی امیر تھا اور مغلون کے مقابلے مین بہت لڑا بھڑا تھا دیبالپور سے آکر اوسکے
قابو مین پھنس جاوے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور عین الملک ملتانی کو عالم خان خطاب دیا تھا
مگر اوس نے غازی الملک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم مقابلہ کروگے تو مین معرکہ کے روز اپنی فوج ملک مالوے کو
اوڑ جاؤنگا اور جب سب امیر تم سے متفق ہو جاوینگے تو مین بھی آملونگا بعضے امیرون نے منصب و
جاگیر کے لالچ سے خسرو خان کی اطاعت اختیار کی اور بعضون نے سرکشی کی جب غازی ملک نے
یہ پریشان خبرین سنین تو اوسکے دل مین اسلام کی غیرت نے جوش مارا اور اپنے آقا کے خون اور اوسکے
ننگ و ناموس کی بیعزتی کا بدلا لینے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور ادھر اودھر کے امیرون سے بھی
مدد مانگی فخر الدین جونا نے بھی خفیہ باپ کو لکھا کہ گھوڑون کی ڈاک بٹھا دو تو مین بھاگ آؤن چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور وہ ایک رات بہرام اللہ حاکم اچھ اور ملتان کے بیٹے کو ساتھ لیکر دہلی سے دیبالپور مین

کہ سکبا پخت در دیگ نظامی ؎ اور امیر خسرو نے بھی اپنی کتابون مین اوسکی اور سعد فلسفی کی بہت شکایتین
کی ہین یہ خبر اوڑائی کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا اس خبر سے لشکر مین بڑا فتور پڑگیا اور عبید نے لشکر کے
امیرون کو بھی بہکایا کہ الغ خان تمہاری فکر مین ہے اس لشکر کی پریشانی مین کافرون کی خوب بن پڑی
اور قلعہ سے نکل کر بہت مسلمانون کو قتل کیا اور ملک تگین وغیرہ امیرون نے الغ خان پر غدر کرنے کی
تدبیر کی وہ پچاس سوار ساتھ لیکر جھٹ پٹ دہلی کو بھاگا اور سب امیر اپنے اپنے ملکون کو چلدیے اونمین سے
ملک تگین ملتان اور جیسلمیر کے بیچ مین سے پکڑا گیا اور تاج الدین طالقانی اوسکا داماد جو قید خانے سے
بھاگ گیا تھا سرو ندی کے کنارے پر گرفتار ہوا اور عبید شاعر کو بڑی خرابیون سے قید کرکے لا کر
اور ان سب کو مع اونکے ساتھیون کے ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا جو باقی رہے تھے وہ جہان گئے
وہین مارے گئے ۷۲۳ھ سات سو تیئیس مین الغ خان نے دوبارہ تلنگانہ کی طرف توجہ کی راے لدر دیو
پھر قلعہ مین بند ہوگیا الغ خان نے باہر کے قلعہ کو فتح کرکے راجہ کو بھی مع اوسکے گروہ کے پکڑ لیا اور
وہان عامل مقرر کرکے بہت سے ہاتھی اور مال و اسباب اور جواہرات جو غنیمت مین ملے تھے راجہ سمیت
دہلی کو روانہ کیے اور ارنگل کا سلطان پور نام رکھکر خود بھی دہلی کو مراجعت کی اس عرصہ مین بنگالے کے
حاکم کا کچھ چال چلن بگڑا ۷۲۴ھ سات سو چوبیس مین خود بادشاہ نے اوس طرف توجہ کی اور الغ خان کو
تغلق آباد مین جو تین سال سے کچھ زیادہ مین تیار ہوا تھا مہمات ملکی اور مالی کے انتظام کے واسطے
اپنا نائب چھوڑا جب لکھنوتی مین پہنچا سلطان ناصر الدین و اونکا حاکم اور باقی اوس طرف کے سب
راجہ اطاعت قبول کرکے استقبال کے لیے آئے بادشاہ نے سلطان ناصر الدین کو چتر اور دورباش
اور سب سلطنت کا سامان دیکر لکھنوتی کی حکومت از سر نو عطا کی اور فتح نامہ دہلی کو بھیجا اور تاتار خان حاکم
ظفر آباد کو جسے بادشاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا آگے روانہ کیا چنانچہ وہ بہادر شاہ عرف تودہ حاکم سنارگانو کو
جو چند روز سے مستقل بن بیٹھا تھا طوق و زنجیر پہنا کر مع سارے اوسکے ہاتھیون کے بادشاہ کی خدمت
مین لے آیا بادشاہ نے یہ سب فتحین پاکر بہادر شاہ مذکور کو ساتھ لیکر دہلی کا قصد کیا اور دو منزلیان
کرتا ہوا بہت جلد آپونہچا الغ خان نے یہ سنکر تغلق آباد سے تین کوس افغان پور مین ایک بڑا بلند
اور نہایت عمدہ قلعہ تین روز مین طیار کرایا تاکہ بادشاہ اوترکر رات بھر وہین رہے صبح کو ایک اچھی
گھڑی مقرر کرکے تغلق آباد مین جاوے چنانچہ بادشاہ وہین جاکر ٹھہرا الغ خان مع تمام سردارون کے

دل دکھاتا نہین جاتا ہے کسی کا خالی ۔ ظلم کا پاتے ہین آخر کو ستمگر بدلا ۔ دوسرے دن غازی الملک تلپت سے سوار ہوکر سبز کوشک مین اوترا اور دہلی کے سب چھوٹے بڑے اوسکی استقبال کو آکر مبارکباد دینے لگے اوسکے دوسرے دن غازی الملک دہلی مین داخل ہوا استے مین یہ خبر آئی کہ خانخانان حرامخور بھی کسی باغ کے کونے مین چھپا بیٹھا ہے فوراً ملک فخرالدین غازی الملک کے حکم سے اوسکو پکڑ لایا اور ناک کان ہاتھ پانون کاٹ کر سارے شہر مین پھرایا یہ واقعہ سنہ ۷۲۰ سات سو بیس مین ہوا اور خسرو نے چار مہینے اور کئی دن بادشاہت کی

ذکر غیاث الدین تغلق شاہ کا

غازی الملک نے سب امیرون کے اتفاق سے سنہ مذکور مین غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا اور سلطنت کے بگڑے ہوئے کامون کو ایک ہفتے مین ایسا درست کیا کہ اورون سے برسون مین بھی نہوتا اور اپنے عزیزون قریبون کے لیے منصب متعین کیے اور سارے علاء الدین کے زمانے کے امیرون اور بعضے قطب الدین کے زمانے کے امیرون کو بڑی مہربانیون کے ساتھ جاگیرین عنایت کین بعد ازان قلعہ تغلق آباد بنایا اور وہان جشن کیے اور بدر شاعر شاشی نے اوسکے بنچکنے کی تاریخ فادخلوہا لکھی تھی پھر جن جن کے مشورے سے خسرو نے قطب الدین کی بی بی کے ساتھ عقد کیا تھا اور جو جو لوگ اوسکی قوم کی مدار و ساون تھے سب کو سزائین دین اور ملک فخرالدین اپنے بیٹے کو جسکے ڈھنگون سے بادشاہی کی لیاقت ٹپکتی تھی الغ خان خطاب اور چتر وغیرہ سب سلطنت کے لوازمے دیکر ولیعہد بنایا اور بہرام ایبہ کو جسے سلطان تغلق نے اپنا بھائی بنایا تھا کشلو خان کا خطاب دیکر تمام سندھ اور ملتان کا ملک سپرد کیا اور اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان کا خطاب دیا سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس مین الغ خان کو چندیری اور بدایون اور باقی اور پورب کے شہرون کی فوج کے ساتھ دیوگیر اور تلنگانہ کی طرف بھیجا اور اوسنے دیوگیر کی فوج بھی ساتھ لیکر قلعہ ارنگل کا جو سات سو برس سے رائے سدر دیو اور اوسکے باپ دادون کے تصرف مین تھا محاصرہ کیا اور اوسکے باہر کا کچا احاطہ فتح ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اندر کا قلعہ بھی جو پتھر کا بنا ہوا تھا فتح ہو جاوے اس عرصے مین کسی سبب سے دہلی کی ڈاک آنے مین دیر ہوئی مفسدون کو خوب موقع ملگیا شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے جو امیر خسرو کا مقابل تھا اور یہ شعر اوسکا اونکی نسبت مشہور ہے ۔ غلط افتاد خسرو را زخامی

حکم تھا کہ مسافر کسی طرح تکلیف نپاوین بہیون تک اوسکے آثار باقی رہے اور دیوگیر کا دولت آباد نام رکھا اور
اوسکو اپنے ملک کا وسط تصور کرکے دارالسلطنت قرار دیا اور مخدومہ جہان اپنی مان کو مع اہل و عیال اور
امیرون اور سردارون اور لشکر اور غلامون اور خزانون وغیرہ کے دولت آباد کو [illegible]
کے سبب سے بہت سے سیدون اور شیخون اور عالمون کو وہان جانا پڑا بادشاہ نے [illegible]
انعام اور روزینے دگنے تگنے کردیے تھا و یہانی کی مصیبت بڑی ہوئی ہے دہلی کے [illegible]
گھرون کو اجاڑ کر دولت آباد جانے مین مخلوق پر بڑی تباہی آئی اور اکثر چیدہ عورتین اور بچے بھی اور
بیمار و ضعیف آدمی سفر کی سختی سے راستے ہی مین مرگئے اور جو پہنچے تو وہان ٹھہر نہ سکے [illegible]
اون مصیبت زدون سے وطن کا نام پوچھتا تھا تو میر تقی کے اس قطعے کا مضمون واکرتے تھے

دہلی جو ایک شہر تھا رشک چمن کبھی + رہتے تھے منتخب جہان روزگار کے + اوسکو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہین اوسی اجڑے دیار کے + اسی سنہ کے آخر مین ملک بہادر گرشاسپ نے [illegible] مین فتنہ برپا کیا

ملک احمد ایاز نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا اوسکو شکست دی اور قید کرکے بادشاہ کے [illegible]
وہان وہ اپنی سزا کو پہنچا پھر ملک بہرام ایبہ [illegible] ملتان [illegible]
اور [illegible] خطی کو جسے بادشاہ نے اوسکے بلانے کے لیے بھیجا تھا قتل کر ڈالا بادشاہ [illegible]
کرکے دولت آباد سے کوچ کرکے دہلی مین آیا اور وہان سے راتون دن کوچ کرتا ہوا [illegible]
اول مقابلہ کیا آخر شکست کہا کر قتل ہوگیا اور سر اوسکا کاٹ کر بادشاہ کے سامنے لائے [illegible]
کہ بہرام کے گناہ مین سارے ملتان کے باشندون کو قتل کرکے خون کی ندیان بہادے [illegible]
حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ نے اپنی ٹوپی اوتار کر بادشاہ سے سفارش کی تب اونکا پیچھا چھوڑا اور
جان بچی بادشاہ ملتان کو قوام الملک مقبول کے سپرد کرکے واپس آیا پھر چند روز کے بعد اوسکو بدل کر
ملتان مین بہزاد کو بھیجدیا مگر اوسکو شاہو لودی پٹھان نے قتل کرکے سرکشی کی بنیاد ڈالی بادشاہ جب
اوسکی تنبیہ کا قصد کرکے دیبال پور تک پہنچا شاہو پہاڑون کی طرف بھاگ گیا ٢٩ سنہ سات سو اوتیس مین
ترمہ شیرین مغل نے جو قتلغ خواجہ کا جسنے پہلے ہندوستان پر حملے کیے تھے بھائی تھا دہلی پر یورش کی
اور بہت سے قلعے فتح کیے غرض لاہور اور سامانہ اور اندری سے بدایون کی حد تک لوٹ مار کرکے
قبضہ کرلیا مگر جب بادشاہ کی فوج مقابلے کے لیے آئی تو ویسے ہی اولٹے پاؤن چلدیا بادشاہ نے

استقبال کے لیے آیا اور بڑا سامان ضیافت کا مہیا کیا اور وہان بادشاہ کے حکم سے وہ ہاتھی جو
بنگالے سے آئے تھے دوڑائے گئے وہ مکان نیا بنا ہوا تھا اونکی دہل سے ہل گیا بادشاہ نے
اوسکے اندر کھانا کھایا اور یہ خبر تھی کہ بادشاہ کھانا کھاتے ہی فوراً سوار ہو جائین گے اس سبب سے
جو لوگ دسترخوان پر کھانے مین شریک تھے بعد کھانے کے جھٹ پٹ بے ہاتھ دھوئے شاید
سواری کے اہتمام کے لیے باہر چلے آئے بادشاہ ہاتھ دھونے کے انتظار مین بیٹھا رہا یکایک
چھت گر پڑی اور جان سے گیا ہاتھ دھونا یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ اتنی جلدی ایسا مکان
بنانے کی کوئی ضرورت نتھی اس مقام پر صاف شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ
الغ خان نے قصداً اوسکی دیوارین اندر سے خالی رکھی تھین سچ ہو مگر تاریخ فیروزشاہی والے نے
اسکا کچھ ذکر نہین لکھا باوجودیکہ اوسپر فیروزشاہ کی طرفداری کا بھی احتمال ہے یہ واقعہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس
مین ہوا اور غیاث الدین نے چار برس کئی مہینے سلطنت کی ہندوستانیون مین یہ بھی مشہور ہے
کہ غیاث الدین کو حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے رنج تھا اور لکھنوتی سے حضرت ممدوح کے پاس
پیغام بھیجا تھا کہ جب مین اب کے مرتبہ دہلی آؤنگا تو وہان آپ ہی رہین گے یا مین ہی آپ نے جواب دیا
کہ ہنوز دہلی دور است اوسی دن سے یہ قول ایک ضرب المثل مشہور ہے امیر خسرو کی سب سے پچھلی
تصنیف تغلق نامہ ہے جو اس بادشاہ کے نام پر لکھا تھا اور اسی سال مین کہ اول مذکور ہو چکا امیر خسرو کا بھی انتقال ہوا

ذکر تغلق شاہ کے بیٹے سلطان محمد عادل کا

بعد وفات سلطان غیاث الدین کے الغ خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کر کے ۷۲۵ھ سات سو پچیس
مین سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا چالیس دن تک باپ کا ماتم رکھا
بعد ازان قدیمی بادشاہی مکان مین جلوس کر کے بہت سا روپیہ لوٹایا ملک فیروز اپنے چچازاد بھائی کو جو آخر
مین سلطان فیروز ہو گیا ہے نائب مقرر کیا اسی طرح اور امیرون کے مرتبے بڑھائے حلیہ لونکی مشرف ہوا
اور ملک سنجر کو عماد الملک اور ملک خرم کو ظہیر الجیوش اور ملک پندار خلجی کو قدرخان اور ملک اعز الدین یحییٰ کو
اعظم الملک خطاب دیا اور ستگانون کا علاقہ اوسکو جاگیر مین ملا ۷۲۷ھ سات سو ستائیس مین دیوگیر کی طرف
کوچ کیا اور برابر دہلی سے دیوگیر تک کوس کوس بھر پر ایک ہرکارہ بٹھایا اور ہر منزل پر ایک مکان اور خانقاہ بنا کر
ایک ملا اوسمین رکھدیا اور کھانا پانی اور پان وغیرہ سب مہمانی کے سامان وہان مہیا رہتے تھے اور چوکیدارون کو

کھانے کو نملا تو راہ دار جو بٹھائے گئے تھے وہ بھی چل دیے رسد کا سلسلہ بالکل موقوف ہوگیا اودھر
پہاڑیوں نے شکست دیکر بھگایا اور یہ بھاگے تب بھی پیچھا پچھوڑا تیر اونکے گویا زہر کے بجھے ہوے تھے
اور پتھروں کی مار خدا کی پناہ ہزاروں آدمی بادشاہی لشکر کے جان سے مارے گئے اور ہزاروں کو
پہاڑیوں نے جیتا پکڑ لیا جو باقی رہے وہ توں پہاڑوں میں بھٹکتے پھرے جو کچھ لوگ باقیماندہ بڑی
مصیبتیں اور تباہیاں اوٹھا کر اپنے ملک کو آئے تو بادشاہ نے بھاگ آنے کے جرم میں قتل کر دیا
پھر کبھی ایسی فوج بادشاہ کو نصیب نہوئی اور وہ سارا روپیہ جو اوس مہم کے سامان میں صرف ہوا تھا
خاک میں ملگیا ۷۳۹ھ سات سو اونتالیس میں بہرام خان حاکم سنارگانوں نے وفات پائی اور ملک
فخرالدین سلاح دار نے سرکشی کی اور اپنے آپ کو بادشاہ کہلایا قدر خان حاکم لکھنوتی نے ملک حسام الدین
ابو رجا اور عزالدین یحیی اعظم الملک کو اپنا متفق کر کے فخرالدین کا مقابلہ کیا اور فتح پائی اور سب خزانہ اور
اسباب جو فخرالدین نے جمع کیا تھا قدر خان کے ہاتھ لگا بعد ازاں قدر خان نے بہت سا خزانہ اور
ہر طرح کے نفیس اسباب کے ڈھیر بادشاہ کو پیشکش بھیجنے کے لیے اپنے گھر میں [illegible] حسام الدین نے
یوں روپیہ اور مال خزانہ میں جمع کرنے سے منع کیا اور سمجھایا کہ اس سے لشکر میں [illegible] شورش [illegible]
طرح طرح کے فتنے پیدا ہوتے ہیں مگر قدر خان نے نہ مانا آخر حسام الدین کا کہنا سچ ہو کے رہا [illegible] فخرالدین
نے کچھ سامان درست کر کے پھر مقابلہ کیا اور قدر خان کے سپاہی جن کو تنخواہ نہ ملی تھی [illegible] مل گئے
قدر خان کو جان سے مار ڈالا اور وہ سارا روپیہ اور اسباب فخرالدین کو ملگیا اور سنارگانوں کی
حکومت بھی ہاتھ آئی اوسنے مخلص اپنے غلام کو لکھنوتی میں بھیجا علی مبارک قدر خان کی فوج کے
سردار نے اوسکو مار لیا اور خود مستقل حاکم بن بیٹھا بادشاہ کو بھی مصلحت آمیز عرضیاں لکھیں چنانچہ
اوسنے ملک یوسف کو فخرالدین پر بھیجا مگر وہ راستے ہی میں مرگیا پھر بادشاہ کو کچھ اور معاملے درپیش آئے
اوس طرف کی کسی نے خبر لی علی مبارک فخرالدین کی ضد پر کھلم کھلا بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان علاءالدین
اپنا خطاب مقرر کیا تھوڑے دنوں کے بعد ملک الیاس حاجی نے جو بڑے جتھے کا آدمی تھا
لکھنوتی کے امیروں سے اتفاق کر کے علاءالدین کو قتل کر ڈالا اور سلطان شمس الدین اپنا
خطاب مقرر کر کے تخت پر بیٹھا ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس میں بادشاہ نے سنارگانوں کی تسخیر کا
ارادہ کیا اور فخرالدین کو پکڑ لیا اور وہاں سے لکھنوتی میں لا کر قتل کیا اور شمس الدین اوسی طرح

نکلا نو وہ تک پیچھا کیا اور مجیر الدین ابورجا کو وہان کا قلعہ ڈھانے کے لیے چھوڑ کر دلی کو واپس آیا اور چونکہ میان دواب کی رعایا بھی سرکشیان کرتی تھی اسلیے بادشاہ کی یہ راے قرار پائی کہ اونپر خراج بہت سخت مقرر کیا جاوے اور اونپر اور بھی طرح طرح کے ظلم کیے جسکے سبب سے وہ ملک بالکل اجڑ گیا ضعیف آدمی تو بالکل ہی نیست نابود ہوگئے جو کچھ قوت رکھتے تھے اونھون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی پھر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ دہلی مین جو لوگ باقی رہگئے ہین اور اوسکے گرد و نواح کے قصبون کے باشندے قافلے کے قافلے دولت آباد کو چلے جاوین اور اونکے مکانات کو خرید کر خزانے سے قیمت دلائی غرض اس طرح سے دولت آباد بڑا آباد ہوگیا اور دہلی ایسی ویران ہوگئی کہ سواے کتّے اور بلّی کے کوئی اوسمین باقی نرہا اور اسی طرح کی تدبیرون سے خزانہ بالکل خالی ہوگیا پھر بادشاہ نے تانبے کے سکے کو رواج دیا اور اوسکی قیمت چاندی کے سکے کی برابر مقرر ہوئی اور جو اوسکے لینے مین تامل کرتا تھا اوسکو سزا ملتی تھی اس امر سے بھی طرح طرح کی قباحتین پیدا ہوئین اور جو مفسد لوگ محتاج و مفلس تھے اونھون نے اپنے اپنے گھرون پر ٹکسالین بنالین اور تانبے پر سکہ لگا کر بازار سے سونا چاندی گھوڑے ہتھیار وغیرہ ہر طرح کا عمدہ اسباب خرید لاتے تھوڑے دنون مین اس تدبیر سے مفت مین بڑی دولت جمع کرکے ایک قوت پیدا کرلی مگر غیر ملکون کے لوگ تانبے کے سکے کو ہرگز قبول نکرتے تھے اس سبب سے جب مخلوق کے کاروبار بند ہونے لگے تو بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے پاس تانبے کا سکہ ہو خزانے مین داخل کردے اور اوسکے عوض مین چاندی کے سکے لیجاوے یہ سنتے ہی ڈھیرون تانبا لوگون نے خزانے مین داخل کردیا اور اوسکے بدلے چاندی کے ڈھیر لے گئے اسی بہانے سے لوگون کو بڑی دولت ملگئی اور خزانہ بادشاہی تانبے سے مالامال ہوگیا اور بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی کے مبارک شاہ کے وقت تک تغلق آباد مین وہ تانبے کے ڈھیر بیکار پڑے تھے اور اینٹ پتھر کے حکم مین داخل تھے ۷۳۸ھ سات سو اڑھتیس مین اسی ہزار سوار کوہ ہماچل کی تسخیر کے لیے جو چین اور ہندوستان کے بیچ مین حائل ہے اور اوسکو کوہ قراچل بھی کہتے ہین روانہ کیے اور حکم دیا کہ تھوڑی تھوڑی دور پر کچھ لوگ رسد کے بندوبست کے لیے چھوڑتے جاوین مگر اوس پہاڑ کا یہ خاصہ ہے کہ آدمیون اور گھوڑون کے غل شور سے بادل اور مینھ کی بڑی کثرت ہوجاتی ہے چنانچہ جب یہ فوج پہاڑ پر چڑھی برف و بارش کی بڑی کثرت ہوئی

دوسرا خزانے میں [illegible]

میں [illegible]

مانس [illegible] لوگون سے [illegible] جو شہنشاہ کے [illegible]

بھی اور [illegible] اور بغداد کی خلیفہ کی طرف سے

[illegible] بادشاہ [illegible]

[illegible]

میں [illegible]

[illegible]

[illegible] کی بادشاہ [illegible]

[illegible] قتلغ خان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھیجا یا بادشاہ نے اول [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

نفیس نفیس تحفے سرگدواری [illegible] بادشاہ [illegible]

کہ قتلغ خان کو دکن سے بلا لے اور عین الملک کو بجاے اوسکے بھیجدے مگر عین الملک کے
دل میں بادشاہ کی اس تجویز سے بڑے وہم پیدا ہوئے اور موقع پاکر راتون رات سرگدواری سے
بھاگا اور گنگا اوتر کر اودہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکا بھائی شہر اللہ بادشاہ کے ہاتھی گھوڑے جو جنگل
میں چرائی کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے ہانک لے گیا بادشاہ عین الملک کی تنبیہ کا ارادہ کرکے
قنوج تک گیا عین الملک کو بھی اوسکے بھائیون نے اور ملک فیروز نائب باربک کے آدمیون نے جو
ہاتھی گھوڑون پر متعین تھے بہکایا چنانچہ اوسنے بھی گنگا اوتر کر مقابلے میں [illegible] جمایا مگر [illegible]
اور گنوارون کی طرح پیادہ پا ہوکر مقابلہ کیا آخر بادشاہ کے ہاتھیون اور تیراندازون سے [illegible] گیا

حاکم مستقل رہا اور اوسکی اولاد مین مدتون تک سلطنت قائم رہی بادشاہ کے ظلم اور خونریزیون کے
سبب سے سید حسن کیتھلی ملک ابراہیم خریطہ دار بادشاہی کا باپ جو حسن کانکو کے نام سے مشہور تھا
علاء الدین بہمن شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے دکن مین باغی ہوا اکثر بادشاہی لشکر جو اوس طرف تھا
اوس سے ملگیا جس امیر نے جھگڑا کیا وہ مارا گیا بادشاہ اس فتنے کے انتظام کا قصد کرکے لکھنوتی
دیوگیر کو گیا اور وہان سے تلنگانہ تک پونہچا تھا کہ بیمار ہوگیا ناچار لوٹنا پڑا اور رات دن کوچ کرتا ہوا دلی
مین آیا اور قتلغ خان کو دولت آباد کے انتظام کے لیے چھوڑا دکن کا فساد اوسی طرح باقی رہا
۷۴۳ھ سات سو تینتالیس مین ملک ہلاجون اور گل چند رکھوکر اور ملک تتار خرد نے غدر کرکے حاکم
لاہور کو مار ڈالا بادشاہ نے خواجہ جہان کو اونکی تنبیہ کے لیے بھیجا مفسدون نے مقابلہ کیا
اور خوب گوشمالی پاکر بھاگ گئے ۷۴۴ھ سات سو چوالیس مین بادشاہ نے سنام اور سامانہ سے
نکل کر کیتھل کے سیدون کے خون پر کمر باندہی اور سید حسن کیتھلی کی جلن مین سارے سیدونکا
قتل عام کیا اور اونکی جگہہ اوس علاقہ کے پدھانون کو بساکر جاگیرین اور خلعت اور زری کے پٹکے
عنایت کیے اور چونکہ اس سال مین بڑا بھاری قحط پڑا تھا اسلیے بادشاہ نے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے
پورب کے ملکون مین یہ قحط کاٹ آوے کوئی مزاحم نہوگا اور جسکا جی چاہے دولت آباد کی سکونت
چھوڑکر پھر دلی مین جا بسے اوس سے بھی کچھ غرض نہین اس سال مین خراسان اور عراق اور سمرقند کے
آدمی اس بادشاہ کی بخششون کی تمنا مین بڑی کثرت سے آئے تھے جدھر دیکھو اونہین کے قافلے
پھرتے نظر آتے تھے اسی سال مین حاجی سعید مصری خلیفہ عباسی کی طرف سے جو براے نام
مصر مین خلیفہ تھا بادشاہ کے لیے خلافت کا فرمان اور نشان اور خلعت اور خطاب ناصر امیر المومنین کا
لایا بادشاہ نے اوس روز تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور تمام شہر کے مشائخون اور سیدون
اور اکابر کو ساتھ لیکر حاجی سعید کے استقبال کو گیا اور پیادہ پا ہوکر حاجی سعید کے پانون کو
چوما اور پیچھے پیچھے اونکی جلو مین چلا اور آجتک جماعت جمعہ اور عیدین کی خلیفہ کی اجازت پر موقوف
رکھی تھی سو اب بڑی خوشی سے قائم کی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور پچھلے بادشاہون کے نام
اسلیے خطبہ سے نکال ڈالے کہ اونکو کسی خلیفہ کی اجازت نتھی سلطان محمود غزنوی کا نام قائم رکھا اور حاجی
موصوف کو اسقدر زر نقد اور تحفے دیے کہ خزانہ خالی ہوگیا اور ایک نہایت عمدہ موتی جسکے مانند

[illegible]

جب تک ... [illegible] ... زیادہ کیا اور ... ملک کو ... تباہ کر دیا تھا ... [illegible]

... ہندوستان کے ... محصول ... [illegible]

گذاری اور زمینداری کے اخراجات ... لگائے غریب ... [illegible]

... میں شامل ہو گئے اور ... تجارت اور لوٹ مار کا پیشہ اختیار کیا ... [illegible]

محصول اور رکم ہو گیا اور تمام میان دوآب کے ملک پر خرابی اور تباہی آگئی ... [illegible]

دو سات برس تک ایسی خشکی ہوئی کہ ایک بوند نہ برسی مصنف نے ... شاہی سے ... [illegible]

خدا جانے کہ اوسنے مبالغہ کیا ہے یا واقع میں یہی ہوا ہو گی یہ کہ دہلی کو اوجاڑ کر دولت آباد بسایا اور

جب دہلی بالکل اوجڑ گئی تو گرد و نواح کے گنوار وہاں بسائے اور پھر اونکو بھی جبرا دولت آباد کو بھیجدیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے امیروں کو قتل کر ڈالا [illegible]

[illegible] سات سو [illegible] میں گجرات [illegible]

خواجہ جہان کے غلام مقبل نامی نے جو گجرات کے وزیر کا نائب مقرر ہوا تھا [illegible]

[illegible] شبخون کر کے سارا خزانہ اور اسباب اور گھوڑے اور بادشاہی مال لوٹ لیا

بادشاہ اس فتنے کو دفع کرنے کے لیے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ملک علی سرجاندار [illegible]

وغیرہ امیروں کو دولت آباد میں بھیجا تاکہ وہاں کے امیر صدہ امیروں کو پکڑ لاویں [illegible]

جب مانک گنج کی گھاٹی میں پہنچا سب امیران صدہ نے متفق ہو کر اوسکو قتل کر ڈالا [illegible]

کی تنبیہ کے لیے گجرات سے دیوگیری اور بڑودے کی طرف گیا تھا مگر مقابلے کے وقت [illegible]

ہو کر بگڑ گیا بادشاہ یہ سنتے ہی جل بھن کر آگ بگولا ہو گیا عزیز خمار اور مقبل کے واقعات جو مشہور ہوئے

تو سب جگہ کے امیران صدہ کو بغاوت کی جرأت ہو گئی اور سب نے اپنے گروہ کو اکٹھا کر کے

کھلم کھلا بادشاہ سے مخالفت کی اور ملک عالم کے آدمیوں سے دولت آباد کا قلعہ بھی چھین لیا اور [illegible]

نامی ایک امیر کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر بادشاہ مقرر کیا دیوگیری اور بڑودے کے امیران [illegible]

بادشاہ نے خود قصد کیا تھا وہ بھی شکست کھا کر دولت آباد ہی میں آ گئے جب بادشاہ نے دولت آباد پر

یورش کی تو اسمعیل نے کچھ مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر دھاراگیر یعنی دولت آباد کے قلعے میں پناہ لی اس

فتنے میں کئی ہزار مسلمان دولت آباد میں قتل اور قید ہوئے کچھ امیر صدہ بیدر کی طرف بھاگ کر

گئے تھے عماد الملک سرتیز نے اونکا پیچھا کیا اتنے میں خبر پہنچی کہ گجرات میں غدر ہو گیا اور ملک طغی نے

اور اپنا سانسخہ لیکر قاضی کی مجلس سے اوٹھگیا جب دولت آباد کو گیا تو اوس مظلوم کا پنجرہ بھی ہاتھی پر
رکھا ہوا ہمراہ تھا جب وہان سے لوٹکر پھر دہلی مین آیا تو اوسے دار القضا کے آگے پنجرے سے نکالکر
اپنے سامنے دو ٹکڑے کرا دیے اس بادشاہ مین دو ضدین جمع تھین نام عادل تھا اور سیرت ظالم
اسی وجہ سے بعضون نے اسکا لقب خونی بھی لکھا ہے القصہ جب اس بادشاہ کا ظلم و جور حد سے
گذرا اور سلطنت مین ایسا خلل پڑگیا جسکی کوئی تدبیر ممکن نہوئی اسی غم و غصے مین بادشاہ کو مرض دق شروع
ہوگیا اور اسی حال مین ٹھٹھہ پر اس سبب سے کہ وہان ملک طغی نے پناہ پکڑی تھی یورش کی اسی زمانے
مین قزغن بادشاہ خراسان کے نائب نے التون بہادر کو مع پانچ ہزار سوارون کے بادشاہ کی مدد کے لیے
بھیجا اسی خوشی مین بادشاہ کو کچھ تخفیف ہوئی جب ٹھٹھہ مین پونہچا عاشورے کے دن روزہ رکھا
گرمی کی بھی بڑی شدت تھی افطار کے وقت مچھلی کھائی اوس سے پھر وہی حال ہوگیا اکیسوین محرم
۷۵۲ھ سات سو باون مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال کیا اور مخلوق کو اوسکے ہاتھون سے
نجات ملی اسکے زمانے کے مشہور شاعرون مین سے بدر شاشی تھا جسنے اسکے نام پر شاہنامہ
لکھا ہے اور اوسمین تیس ہزار شعر ہین +

ذکر سلطان فیروز شاہ کا

فیروز شاہ سلطان محمد عادل کا چچا زاد بھائی تھا اور چونکہ اوسی کو سلطان محمد نے مرتے وقت
ولیعہد کیا تھا اس سبب سے بعد انتقال سلطان محمد عادل کے سنہ مذکور مین نواحی ٹھٹھہ
مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بھی مشہور ہے کہ باعث اوسکی سلطنت کے حضرت شیخ نصیر الدین
چراغ دہلی اور مخدوم زادہ عباسی بغدادی ہوئے اور عوام مین یہ بھی افواہ ہے کہ بادشاہ کی زندگی مین
ہی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنانے کے ڈھنگ ڈال دیے تھے
کسی نے یہ خبر بادشاہ کو پونہچا دی اوسنے حکم دیا کہ ان دونون پیر و مرید کو دہلی سے قید کرکے ہمارے
لشکر مین لے آؤ چنانچہ جب ان دونون کو قید کرکے لیچلے اور نواحی ہانسی مین پونہچے تو ملک فیروز
کسی طرح محافظون کو راضی کرکے حضرت شیخ بدر الدین نبیرہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت مین پہنچکر حاضر ہوا اونکی زبان مبارک پر یہ کلمہ گذرا کہ ایک کو قید کرکے بادشاہت کے لیے
لیے جاتے ہین اور اوسکو خبر نہین القصہ جب بادشاہ کے لشکر مین پونہچے تو اوسی وقت بادشاہ نے ان دونون سے

ہو اور ساری ملک میراث اور اسباب دہلی والون کا اس جلاوطنی مین تلف ہوگیا اور پھر دوسرا بلائے عجیب
یہ پہنچی کہ اسی ہزار آدمی کوہ ہمالہ پر تباہ ہوئے اور اونکے گھربار یکبارگی ٹوٹ پھوٹ گئے
جان کے خوف سے ہر طرف لوگون نے بغاوتین شروع کین بہت سے آدمی اون لڑائیون مین مارے گئے
اور بہتون پر تہمتین لگا کر کئی سمیت مار ڈالا اس طرح مخلوق کی تباہی اور شہرون کی ویرانی ہوئی ۔ اکثر
یہ کہ بادشاہ نے جلادی پر ایسی کمر باندھی تھی کہ سید اور عالم اور مشائخ اور شریف اور کمین اور پیشہ ور
اور کسان اور سپاہی بے انتہا قتل کر ڈالے کسیکا مطلق خیال نکیا اور ہمیشہ اوسکے دروازہ کے
آگے کشتون کے پشتے اور مردون کے تودے لگے رہتے تھے اور جنگی لاشین اوٹھاتے اوٹھاتے
اوٹھانے اور جلاد مارتے مارتے تھک گئے تھے مگر یہ مخلوق فساد سے باز رہتی تھی نہ بادشاہ خونریزی
آخر اس فتنہ وفساد کی کثرت سے بادشاہ عاجز ہوگیا اور اسقدر سفر درپیش آئے کہ کہیں دم نہ لیا
مگر پھر بھی تلوار اپنے میان مین نڈالی حالانکہ اس خونریزی سے مطلق فائدہ نہوا اور دن بدن تباہی
بڑھتی گئی اس بادشاہ کا مخلوق کو سزا دینے مین یہانتک اہتمام تھا کہ اوسنے اپنی عدالت مین چار مفتی
جابجا مقرر کر رکھے تھے جب کوئی کسی تہمت مین پکڑا آتا تھا اوسکی سزا پر آمادہ ہوکر مفتیون سے گفتگو
کرتا تھا اور یہ بھی اونسے کہہ دیا تھا کہ تم سچ بات کے کہنے مین ہرگز قصور نکیجیو اگر کوئی ناحق مارا گیا تو
اوسکا مواخذہ تمہاری گردنون پر ہے اگر بہت سی گفتگو کے بعد وہ مفتی قائل ہو جاتے تھے تو اگر آدھی رات کا
وقت بھی ہوتا تو صبح تک صبر نہو سکتا تھا اوسی وقت گردن مار کر دم لیتا تھا اور جو وہ قائل نہوتا تو دوسرے
وقت پر موقوف رکھتا تھا اور اون مفتیون کی باتون کے جواب خوب فرصت مین سوچ کر بحث کرتا تھا
اگر قاضی لاجواب ہو جاتے تو اوسی وقت فوراً قتل کروا ڈالتا تھا اور جو پھر بھی وہ خود ہی الزام کھا لیتا تب
چھوڑتا تھا ایک مرتبہ قاضی کمال الدین صدر جہان کے محکمہ مین پیادہ پا چلا گیا اور کہا کہ شیخ زادہ جامی
نے مجھکو ظالم کہا ہے اوسکو بلاؤ کہ یا تو وہ میرا ظلم ثابت کرے ورنہ تم اوسپر حد شرعی جاری کرو
چنانچہ شیخ زادہ مذکور نے حاضر ہوکر اقرار کیا کہ مین بیشک آپکو ظالم کہتا ہون بادشاہ نے سبب
پوچھا تو اونسے بیان کیا کہ جس کسی کو تم حق یا ناحق سزا دیتے ہو اوسکی بی بی اور بال بچون کا کیا قصور
ہوتا ہے کہ اونکو بھی جلاد کے حوالے کر دیتے ہو یہ کونسے مذہب و ملت مین روا ہے تب تو بادشاہ
ایسا چپ ہوا کہ کچھ جواب نبن پڑا اور کھسیا کر اوس شیخ زادہ بیگناہ کو لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا

مضبوط قلعہ ہی پناہ پکڑی اور کچھ تھوڑا اسا مقابلہ کرکے شکست کھائی اور سب سامان سلطنت اوسکا فیروز شاہ کے ہاتھ آیا چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے بادشاہ اوس سے صلح کرکے اپنے ملک کو واپس آیا ۷۵۵ سات سو پچپن ہین مانکپور کے راستے سے دہلی مین پونہچا اور جمنا کے کنارے پر فیروزآباد کا قلعہ بنایا ۷۵۶ سات سو چھپن مین دیبال پور کو گیا اور ستلج سے ایک نہر نکال کر جھجر ہین جو وہان سے اڑھتالیس کوس ہی لایا ۷۵۷ سات سو ستاون ہین مندوی اور سرور کے پاس سے جمنا کی ایک نہر نکال اور سات نہرین اوسمین ملاکر ہانسی کو اور وہان سے راس کو لے گیا اور وہان ایک قلعہ حصار فیروزہ کے نام سے بنایا ہے اور اوسکے نیچے ایک بڑا حوض بنوایا جسمین نہر سے پانی آتا تھا اور ایک نہر گھگر سے نکال کر سرستی کے قلعے کے نیچے تک اور پھر وہان سے ہرنی کہرہ تک پونہچائی اور ان دونون کے درمیان مین ایک قلعہ فیروزآباد کے نام سے بنوایا اسی سال مین عید الضحی کے روز مصر سے خلعت اور ہندوستان کی بادشاہی کا فرمان خلیفۃ الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابوبکر بن ابو الربیع سلیمان کے پاس سے پہونچا اور اسی سال مین لکھنوتی سے حاجی الیاس کے قاصد آئے اور بہت عمدہ تحفے لائے بادشاہ نے اونپر بہت مہربانی کرکے حکم دیا کہ حاجی الیاس ان تحفون کے عوض ہمیشہ عمدہ ہاتھی بھیجا کرے سے اس بادشاہ کا تمام ہندوستان پر تصرف تھا مگر لکھنوتی بعد صلح کے حاجی الیاس کو چھوڑ دی گئی تھی اور دکن ہین سلطان محمد کے وقت سے حسن کانگوی متصرف ہوگیا تھا ۷۵۸ سات سو اٹھاون ہین ظفر خان فارسی ستارگون سے دو ہاتھی پیشکش کے لاکر شرف قدمبوسی سے ممتاز ہوا اور منصب نیابت وزارت پایا ۷۵۹ سات سو اونسٹھ ہین بادشاہ نے سامانہ کی طرف توجہ کی مغلون نے دیبالپور پر حملہ کیا تھا ملک قبول کو اونکی گوشمال کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ بادشاہی لشکر کی ہیبت سے ولایت کو بھاگ گئے پھر بادشاہ دہلی کو واپس آیا اس سال مین بادشاہ نے بہت سے تازی گھوڑے اور ولایتی اور ہر طرح کا نفیس اسباب ہمراہ کرکے حاجی الیاس کے قاصدون کو رخصت کیا مگر اثناء راہ مین یہ خبر آئی کہ حاجی الیاس کا انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا سلطان سکندر بجاے اوسکے تخت نشین ہوا بادشاہ نے وہ گھوڑے وغیرہ جو تحفے مین بھیجے تھے بہار مین واپس منگالیے اور قاصدون کو بھی کڑے مین بلوالیا ۷۶۰ سات سو ساٹھ مین بادشاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر لکھنوتی کا ارادہ کیا اور خان جہان کو دہلی کے انتظام کے لیے چھوڑا اور تاتارخان یعنی ملک تتار کو غزنین کی حد سے

قتل کا حکم دیا لیکن یہ حکم دیتے ہی سعادت نزع مین گرفتار ہو گیا محافظون نے بادشاہ کا یہ حال
دیکھکر ان دونون کو چھوڑ دیا حسب اتفاق اوس روز بادشاہ کا بیٹا کہین شکار کو گیا تھا جب بادشاہ کا
انتقال ہو گیا تو فیروز شاہ ارکین سلطنت کے اتفاق سے تخت پر بیٹھگیا اور بادشاہ کے بیٹے کو
علیحدہ کر دیا اور جب دہلی مین آیا تو توابعات ہانسی سے ضلع چوراسی کو واسطے مصارف خانقاہ و لنگر
حضرت شیخ بدرالدین موصوف کے وقف کر دیا یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت شیخ ممدوح کو سلطان محمد نے
اپنی جامہ داری پر مقرر کیا تھا ایک روز آپ نے اوسکے کپڑے مین گرہ لگا کر فرمایا کہ نصیر الدین بندہ خدا
کشاید اوسی روز سلطان محمد کا انتقال ہو گیا بعد وفات سلطان محمد کے مغلون نے بادشاہی
لشکر کو لوٹنا شروع کیا تھا اسلیے فیروز شاہ نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ مغلون کا گروہ لشکر سے
علیحدہ اوترا کرے پھر بھی اونھون نے یہ حرکت نچھوڑی تو بادشاہ نے بذات خود لشکر کی نگاہبانی
کی اور مغلون کی گوشمالی کر کے فوج کو اس مصیبت سے چھوڑایا اور سیوستان کے راستے سے
متواتر کوچ کرتا ہوا دہلی مین پونہچا احمد ایاز خواجہ جہان ایک مجہول النسب لڑکے کو غیاث الدین محمود شاہ
کے خطاب سے بادشاہ بنا کر خود اوسکا وکیل بن بیٹھا تھا جب سلطنت فیروز شاہ کی قرار پا گئی تو بعد
بہت سی بحث اور رد و کد کے اشرف الملک وغیرہ امیرون کے ذریعے سے ننگے سر پگڑی گلے مین
ڈالکر نواح ہانسی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بھی اوس سے درگذر کر کے کوتوال ہانسی کے سپرد کر دیا
اور جو جو اس کام مین اوسکے ساتھ شریک تھے سب کو کسی طرف نکال دیا جسدن سرستی مین
منزل تھی اوسی دن شاہزادہ فتح خان کے پیدا ہونے کی خبر آئی اور وہین گجرات سے ملک طغی کے
فساد کی خبر ملی رجب کی دوسری تاریخ دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور از سر نو امیرون کو منصب تقسیم
کیے ۷۵۳ھ سات سو ترپن مین کوہ سرمور کی طرف بطور سیر و شکار کے جا کر واپس آیا اسی سال کے
ماہ رجب مین شاہزادہ محمد خان جسکا آخر مین ناصر الدین محمد خطاب ہو گیا ہے پیدا ہوا ۷۵۴ھ سات سو
چون مین کلانور کی طرف شکار کے لیے گیا اور سرستی کے کنارے پر ایک بڑی عمارت بنوا کر
شیخ صدرالدین ملتانی کو حوالہ کی ملک قبول نائب وزیر کو خان جہان کا خطاب دیا اسی سال کے
آخر مین لکھنوتی کی طرف حاجی الیاس کی تنبیہ کے لیے جو شمس الدین اپنا خطاب مقرر کر کے
بادشاہی کے خیال مین تھا متوجہ ہوا اوسنے قلعہ اکدالہ مین جو بنگالے مین سب سے زیادہ

پٹیاں ہاتھیوں اور آدمیوں کی نکلیں آدمیوں کے ہاتھوں کی ہڈیاں تین تین گز کی تھیں کچھ گل گئی تھیں
کچھ اوسی طرح باقی تھیں آخر وہ خوزندہ کی بستی کی اسی طرح سے ہیں [illegible] منزل سے دس کوس زمین سوہند کی
جمع سے علیحدہ کر کے ضیاء الملک شمس الدین ابو رجا کے حوالے کی چنانچہ اوسنے وہاں ایک
قلعہ فیروزپور کے نام سے بنایا پھر بادشاہ وہاں سے نگرکوٹ کو گیا اور لڑائی کے بعد اوسکا
محاصرہ کر لیا آخر وہاں کا راجہ [illegible] سے معزز ہوا اور بادشاہ نے نگرکوٹ کا
سلطان محمد مرحوم کے نام [illegible] اور پہاڑوں میں بادشاہ کے واسطے لوگ
برف لائے تھے بادشاہ نے [illegible] سلطان محمد کے واسطے برف لائے گئے [illegible]
میں حاضر تھا اس سبب سے [illegible] کا شربت پیا تھا فیروزشاہ نے [illegible]
یاد کر کے مصری کا جو کچھ [illegible] میں شربت کیا [illegible]
اور سلطان محمد کی روح [illegible] ختم کر کے وہ شربت سارے لشکر کو تقسیم کیا
اسی حال میں لوگوں [illegible] میں آیا تھا اوسی زمانے سے
یہاں کے لوگ نوشابہ کی تصویر [illegible] رکھتے ہیں [illegible] مشہور کر دی ہے [illegible]
یہاں کے بتخانے میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
ترجمہ کرایا [illegible] ایک کتاب [illegible] شاعروں میں
[illegible] کے بیان میں نظم کی ہے اور دلائل فیروزشاہی اوسکا نام رکھا ہے مصنف صاحب
لکھتے ہیں کہ میں نے بھی اس کتاب کو لاہور میں سنہ ایک ہزار ہجری میں اول سے آخر تک
دیکھا تھا لیکن چندان تعریف کے قابل نہیں ہے اور یہ تم لکھتے ہیں کہ میں نے اور کتابیں بھی جو سلطان فیروز
کے نام پر ترجمہ ہوئی ہیں قبل اوس کتاب کے دیکھنے سے دیکھی تھیں بعضی اونمیں سے
موسیقی کے فن میں تھیں اور بعضی کتاب میں کشتی کے داوپیچ لکھے تھے اور بعضی کتاب میں کچھ
اور بیان تھا مگر اکثر بیفائدہ تھیں شاید بزرگی اونکی اس سبب سے تھی کہ مطالب اچھے تھے یا بیان
اچھا تھا پھر بادشاہ وہاں سے ٹھٹھے کو گیا اور جام و بانبا حاکم قلعہ بند ہوگیا چونکہ اوس ضلع میں

ملتان تک کا ملک سپرد کر کے رخصت کیا اور بادشاہ نے ظفر آباد مین آکر بسبب موسم بارش کے
مقام کیا اسی مقام پر اعظم ملک شیخ زادہ بسطامی مع ملک احمد ایاز کے جسکو بادشاہ نے اپنے
ملک سے نکلوا دیا تھا خلیفہ مصر کی طرف سے ایک خلعت بادشاہ کیواسطے لیکر آیا اوسکو اعظم خان خطاب
عنایت ہوا اوسی جگہ سے بادشاہ نے سید رسول دار کو لکھنوتی کے آئے ہوئے قاصد ہمراہ کر کے
سلطان سکندر کے پاس بھیجا اور سکندر نے بھی پانچ ہاتھی اور کچھ اور تحفے درگاہ مین روانہ کیے
مگر کچھ صلح کا اثر مرتب نہوا بادشاہ نے بعد گذرنے موسم بارش کے ظفر آباد سے لکھنوتی کی طرف
توجہ کی راستے مین سلطنت کا سامان اور ہاتھی اور فراش خانہ لعل جو بڑے عزت کی نشانی تھا
شاہزادہ فتح خان کو عنایت کیا اور سکہ بھی اوسی کے نام کا جاری کرایا جب بادشاہ کا لشکر پنڈوہ مین
پہونچا سکندر اوسی اکدالہ کے قلعہ مین جہان اوسکے باپ نے پناہ لی تھی محصور ہوگیا بادشاہ کچھ دنون
قلعہ کو گھیرے رہا آخر سکندر نے سینتیس ہاتھی اور بہت عمدہ عمدہ تحفے بھیجکر امان چاہی ۷۶۱ھ سات سو
اکسٹھ مین بادشاہ پنڈوہ کے راستے سے جونپور مین آیا اور برسات کی فصل وہین بسر کی آخر سال
مین بہار کے راستے سے جاجنگر کا قصد کیا اور ہاتھیون اور خیمون وغیرہ کو کڑے مین بھیجا جب ستکھرہ مین
پہونچا وہانکا راجہ کسی طرف کو ٹل گیا پھر بادشاہ نے بارانسی کی طرف کوچ کیا وہانکا راجہ جو بیر نامی تھا تلنگانہ کی
طرف بھاگ گیا بادشاہ نے کچھ اوسکا تعاقب کیا آخر لوٹ آیا اور شکار کھیلتا ہوا راے پربھان دیو کے
ملک مین پہونچا اوسنے بتیس ہاتھی اور کچھ اور عمدہ تحفے بطور پیشکش کے بھیجے پھر بادشاہ پدماوتی اور پرم تلاو کے
جنگل مین جہان ہاتھی بہت تھے شکار کھیلنے گیا اور دو ہاتھیون کو جان سے مارا اور تینتیس زندہ پکڑ لیے
ضیاء الدین برنی نے اسباب مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی + شاہی کہ ز حق دولت پاینده گرفت
اطراف جہان چو مہر تابندہ گرفت + از بہر شکار فیل در جاجنگر + آمد دو بکشت سی و سہ زندہ گرفت +
پھر وہان سے بہت جلد کڑے کو مراجعت کی ۷۶۲ھ سات سو بہتر مین دہلی کو آیا تھوڑے دنون کے بعد
نہر سلیمہ کی طرف گیا یہ نہر ایک ریتی کے ٹیلے مین سے نکل کر ستلج مین گرتی تھی اوسکو سرستی بھی کہتے ہین
اور اوسکے برابر ہی ایک دوسری نہر جاری تھی اور رود پشتہ دونون نہرون کے بیچ مین حائل تھا اگر وہ
کھد جاتا تو سرستی کا پانی دوسری نہر مین ہوکر سہرند اور منصور پور اور سامانہ کی طرف جاری ہوجاتا بادشاہ نے
حکم دیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اس ٹیلے کو کھود ڈالین چنانچہ جب اوسکو کھودنا شروع کیا تو اوسمین سے

کے پہاڑون مین گیا اور وہان کے راجون سے بہت سی پیشکشین حاصل کر کے تختگاہ کو واپس آیا
اور نصیر خان کو [illegible] کے منصب سے [illegible] باغیون کی تنبیہ کے لیے ملتان کی طرف بھیجا اور
صوبے کا ضلع اوسکے بیٹے سلیمان کو سپرد کیا سید خضر خان [illegible] علی الدین [illegible] کے
اس سال نصیر خان نے [illegible] سات سو [illegible] مین گھتل کی طرف توجہ کی [illegible] کر جانا
[illegible] تھے ہوئے نے
قتل کیا تھا اسلیے بادشاہ نے [illegible] انتقام [illegible] بھاگ گیا بادشاہ
گھتل کو بالکل تاخت و تاراج کر [illegible] افغان کو [illegible] کرنے کے لیے سنبھل
مین چھوڑا اور ملک قبول کو [illegible] چنانچہ قبول پور محلہ بداون [illegible] سے
مشہور ہے ہر سال [illegible] گھتل کو لوٹ کھسوٹ جاتا تھا بعد ازان بادشاہ دہلی کو واپس
[illegible] بداون سے سات کوس [illegible]
[illegible] اسکا نام [illegible] بادشاہ [illegible] سب سے
[illegible] آخر [illegible] اگرچہ [illegible] عمارت باقی
[illegible] اس زمانے مین بادشاہ کی [illegible] تھی اس
سے [illegible] خان جہان نے [illegible] کسی امیر کی وقعت [illegible] سمجھتا تھا [illegible] اوسنے
بادشاہ کو [illegible] مسلمانون کو قتل کر ڈالا اور بعضے امیرون پر تہمت لگائی کہ شاہزادہ
محمد خان سے [illegible] ہین کہ اوسکو تخت پر بٹھادین بادشاہ ان باتون کو
سچ جان کر ان لوگون کے قتل و تنبیہ پر آمادہ ہوا شاہزادہ کچھ دنون ڈر کے مارے بادشاہ سے
بچا بچا [illegible] آخر [illegible] حاضر ہو کر [illegible] نیک نیتی اور خان جہان کی فریب دہی بادشاہ کے خوب
ذہن نشین کر دی اور اوسوقت خان جہان کا فساد بادشاہ پر قرار واقعی کھل گیا چنانچہ شاہزادہ محمد خان
کو اوسکی گوشمالی کے لیے کوہ [illegible] کی طرف رخصت کیا چنانچہ شاہزادہ [illegible] کو بہت سے امراے نامی
اور عوام الناس کو ساتھ لیکر رجب ۷۸۹ سات سو نواسی مین خان جہان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا
خان جہان بعد لڑائی کے زخمی ہو کر میوات کی طرف بھاگا اور کوکا نامی وہان کے زمیندار کے پاس پناہ
لیگیا شاہزادے نے سارا مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا اور جو جو امیر خان جہان کے شریک تھے سب کو

دریا بہت تھے اور بارش کی کثرت تھی اور غلہ بھی بہت مہنگا تھا اس سبب سے بادشاہ اوسکے محاصرہ کو
ترک کرکے گجرات کو گیا اور نظام الملک وا اونکے حاکم کو نائب وزیر کرکے دہلی کو بھیجدیا اور اوسکی جگہ
ظفر خان کو گجرات مین مقرر کیا اور تاتار خان پسر خانجہان کو آیا اس مرتبہ جام امن مانگ کر حاضر ہوگیا اور سب
سپاہ اور زن سمیت دہلی تک ہمرکاب آیا اور وہان بادشاہ کی نوازشون سے مالا مال ہوکر پھر بدستور سابق
ٹھٹھہ کی حکومت پر مقرر ہوا سنہ سات سو ستر مین خانجہان وزیر نے وفات پائی اور اوسکے بیٹے
جونا شاہ کو جہان خطاب عنایت ہوا مولانا داؤد نے مثنوی چندائن ہندی زبان مین نورک اور چاندا کو
عشق کے بیان مین اوسکے نام پر لکھی ہے یہ مثنوی نہایت ذوق شوق کی کتاب ہے اور مخدوم
شیخ تقی الدین واعظ بعضے شعر اوسکے دہلی مین منبر پر پڑھا کرتے تھے لوگون پر اوسکے سننے سے
بہت وجد و حال طاری ہوا کرتا تھا کسی فاضل نے شیخ ممدوح سے پوچھا تھا کہ اس ہندی مثنوی کو
منبر پر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اونھون نے جواب دیا کہ سب مضمون اوسکے موافق احوال اہل تصوف
اور مطابق آیات قرآنی کے ہین ہند کے گوّیے اوس مثنوی کو بڑے مزے سے گایا کرتے ہین
سنہ سات سو ستتر مین ظفر خان کا انتقال ہوا اور گجرات مین اوسکا بیٹا مقرر ہوا سنہ سات سو اٹھتر مین
شاہزادہ فتح خان کے انتقال سے بادشاہ کا بہت جی گھٹا اسی سال مین شمس الدین دامغانی کو ظفر خان کی جگہ
اور چند زائد قبول عنایت ہوا اور وہ گجرات کی حکایت بڑی شیخی سے اس شرط پر قبول کی کہ ہر سال
سو ہاتھی اور دو سو تازی گھوڑے اور چار سو بردے اور سوا اسکے اور بہت سا مال اور اسباب
نقد درگاہ مین بھیجا کرونگا مگر چونکہ اسقدر وہان سے وصول نہوا مجبور ہوکر باغی ہوگیا سنہ سات سو اٹھتر
مین گجرات کے امیران صدہ نے اوسکو قتل کرکے سر اوسکا بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا
اسکے بعد گجرات کا ملک فرحت الملک عرف ملک مفرح سلطانی کو سپرد ہوا سنہ سات سو اناسی مین
بادشاہ نے اٹاوہ اور اکہٹال کی طرف قصد کیا اور وہان کے راجون کو مع اونکے خاندان کے
گرفتار کرکے دہلی مین بھیجدیا اور بہت قلعے اوس ضلع مین بنائے اور فیروزپور اور بیابی ملک تاج الدین
ترک کے بیٹے داود اکہٹال ملک افغان کو حوالہ کرکے دہلی مین واپس آیا اس سال مین ملک نظام الدین
حاکم اودھ کا جو بادشاہ کے ہمرکاب تھا انتقال ہوا اور ملک اودھ اوسکے بڑے بیٹے سیف الدین کے سپرد ہوا
سنہ سات سو اکاسی مین بادشاہ نے سامانہ کی طرف کوچ کیا اور شاہ آباد اور انبالہ سے گذر کر سنتور

ملک الشرق نصیرالدین حاکم ملتان کو خضر خان کا خطاب عنایت کیا ابوبکر شاہ نے بھی بہادر ناہر میواتی کی
مدد پر صف آرائی کی ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین فیروزآباد کے میدان مین لڑائی ہوئی محمد شاہ
شکست کھا کر دو ہزار سوارون کے ساتھ جمنا اوتر کر میان دوآب کے ملک کو چلا گیا اور ہمایون خان
اپنے منجھلے بیٹے کو سامانہ کی طرف بھیجا چنانچہ وہ وہان سے بہت سامان اور پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر آیا
تو محمد شاہ نے دوبارہ دہلی پر یورش کی اور ابوبکر شاہ کے مقابلے مین پھر شکست کھا کر بھاگا ابوبکر شاہ
تھوڑی دور تعاقب کر کے لوٹ آیا محمد شاہ چیتو مین جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پونچا اور سارا
سامان اور لشکر اوسکا برباد ہو گیا محرم سنہ سات سو بانوے مین شہزادہ ہمایون خان سامانہ سے
بہت سے امیر مدد کے لیے لایا اور تمام دہلی کے گرد و نواح کو لوٹ مار کر کے غارت کر دیا ابوبکر شاہ نے
عماد الملک کو چار ہزار سوار دیکر مقابلے کے لیے بھیجا پانی پت مین لڑائی ہوئی ہمایون خان شکست کھا کر
پھر سامانہ کو بھاگ گیا ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ابوبکر شاہ بھی بہت جمعیت ساتھ لیکر محمد شاہ
کی دفع کے لیے چیتر کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے بیس کوس پر منزل کی محمد شاہ یہ سنتے ہی دھوکا
دیکر دوسری راہ سے دہلی مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین اوتر اسب خاص و عام شہر کے
اوس سے ملگئے ابوبکر شاہ یہ سنکر فوراً دہلی کی طرف لوٹا اور ملک بہار الدین جنگی کو جو محمد شاہ
کی طرف سے دروازے کا محافظ تھا قتل کر کے بے تحاشا قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا محمد شاہ
پہلے سے غافل تھا یہ دیکھتے ہی گھبرا گیا اور حوض خاص کے دروازے سے نکل کر پھر چیتر کو جو اوسکا
اصلی جگہ تھی بھاگ گیا اور بہت سے امرا جو اوسکے مقرب ہو گئے تھے مارے گئے اگرچہ اب محمد شاہ مین
ابوبکر شاہ کے مقابلے کی طاقت نہ رہی لیکن ابوبکر شاہ کی حرکتین ایسی تھین کہ سب لوگ اوس سے
بیدل تھے ماہ رمضان سنہ مذکور مین بشر چپ اور بعضے فیروز شاہی غلامون نے جو امارت کے
مرتبے پر پونچے تھے پوشیدہ محمد شاہ کو خط لکھے اور اپنی استدعا ظاہر کی ابوبکر شاہ اس حال
واقف ہو کر بہت گھبرایا اور بہادر ناہر سے مدد لینے کے لیے کوٹلہ میوات کی طرف گیا اور ملک شاہ ملک
اور عماد الملک اور ملک بحری اور صفدر خان کو دہلی مین چھوڑا محمد شاہ حسب الطلب امرا کے
بڑی شان و شوکت سے پھر تیسری بار دہلی مین داخل ہوا اور قصر فیروزآباد مین تخت سلطنت پر
جلوس کیا بشر چپ کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا کچھ دنون کے بعد

خلت الدیار فلا کریم یرتجی ۰ منه النوال ولا ملیح یعشق ۰ ومن العجائب انه لا یشتری ۰ ویبع الکساد یخان فیه ویسرق

ذکر سلطان تغلق شاہ بیٹے فتح خان کا

تغلق شاہ سنہ سات سو نوے مین دادا کی وصیت کے بموجب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کیا اور محمد شاہ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی محمد شاہ تھوڑی سی لڑائی بھڑائی کے بعد نگر کوٹ کو بھاگ گیا اور چونکہ وہان کا راستہ سخت تھا اسواسطے بادشاہی فوج اوسکا پیچھا نکر سکی اس عرصے مین ابو بکر خان بادشاہ کے بھتیجے نے کچھ بغاوت کی ملک رکن الدین وغیرہ کئی امیر اوسکی شریک ہو گئے ابو بکر نے فیروز آباد مین جو تغلق شاہ کے رہنے کی جگہ تھی داخل ہو کر خاص تغلق شاہ کے رہنے کے مکان کے دروازے پر ملک مبارک کبیر کو قتل کیا تغلق شاہ اور خان جہان وزیر دوسرے دروازے کو بھاگے ابو بکر نے اونکا تعاقب کر کے قتل کیا اور اونکے سر شہر کے دروازے پر لٹکا دیے یہ حادثہ سنہ سات سو اکیانوے مین واقع ہوا اور تغلق شاہ نے پانچ مہینے اور اٹھارہ دن حکومت کی

ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن ظفر خان کا

بعد شہادت سلطان تغلق شاہ کے ابو بکر شاہ بیوقوف امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا ابتداے جلوس مین سب امیرون کو مناصب تقسیم کیے اور رکن الدین چندہ کو وزارت کے منصب پر سرفراز کیا آخر کو یہ معلوم ہوا کہ رکن الدین بعضے امیرون سے متفق ہو کر غدر کا ارادہ رکھتا ہے اور خود بادشاہی کے خیال مین ہے یہ سنتے ہی فوراً ابو بکر شاہ نے رکن الدین کو مع اوسکے مشیرون کے قتل کیا اور سارا مال و خزانہ اونکا لوٹ لیا روز بروز اوسکی سلطنت کی قوت ہوئی اسی اثنا مین سامانہ کے امیران صدہ نے ملک سلطان شہ خوشحال امیر سامانہ کو جو محمد شاہ کے مقابلے کے لیے مامور تھا سامانہ کے حوض کے کنارے پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سارا گھر بار اوسکا لوٹ لیا اور سر اوسکا شاہزادہ محمد شاہ کے پاس نگر کوٹ مین بھیجکر اوسکے بلانے کا پیغام بھیجا چنانچہ محمد شاہ نگر کوٹ سے متواتر کوچ کرتا ہوا جالندھر کے راستے سے سامانہ مین پونہچا اور شان و شوکت کا سامان درست کر کے ماہ ربیع الاول سنہ سات سو اکیانوے مین دوبارہ بادشاہی کا نیزہ بلند کیا اور ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور مین پچاس ہزار آدمیون کی فوج ساتھ لیکر دہلی کی طرف کوچ کر کے قصر جہان نما مین منزل کی ہو امیرون کو مناسب منصب عطا کیے اور ملک سرور کو خواجہ جہان اور

اسکی ایام شاہزادگی مین ایک فاضل نے مقامات حریری کے مقابلے مین ایک کتاب اوسکے نام پر
لکھی ہے مصنف نے بھی ایک مقالہ اوسکا دیکھا ہے

ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال علاء الدین کے محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا محمود شاہ سب امیرون کے مشورے سے تاریخ بیسوین
جمادی الاولی سنہ مذکور کو تخت سلطنت پر بیٹھا اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ اپنا خطاب مقرر کیا اور
مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر ولیعہد کیا اور منصب اور خطاب اور جاگیرین سب امیرون کو
عطا کین اور سرکشون کی تنبیہ کے سبب جنہون نے بڑا فساد برپا کر رکھا تھا خواجہ جہان کو سلطان الشرق
خطاب دیکر قنوج سے بہار تک سب ملک سپرد کرکے اوس طرف روانہ کیا چنانچہ اوسنے جا کر [illegible]
قبضہ کر لیا اور بہت سے ہاتھی اور اسباب وہان سے حاصل کیا اور بادشاہ لکھنوتی سے [illegible]
ہاتھی دہلی مین بطور پیشکش کے بھیجنا شروع کیے اور حدود کرہ اور دواب اور [illegible]
اور ترہٹ کے قلعہ جو کافرون نے خراب کر دیے تھے [illegible] بادشاہ نے [illegible]
کو علاقہ دیبالپور مین شیخا کھوکر کا فتنہ دفع کرنے کے لیے بھیجا [illegible]
سامو تھلہ مین جو لاہور سے بیس کوس ہے بڑی لڑائی کے بعد سارنگ خان کے مقابلے سے [illegible]
کوہ جمون کی طرف گیا اور سارنگ خان لاہور اپنے بھائی عادل خان کو [illegible]
لوٹ گیا اسی سال کو ماہ شعبان مین سلطان محمود نے [illegible]
اور سعادت خان کو جو عبد الرشید سلطانی کے نام سے مشہور تھا اپنے ہمراہ لیکر بیانہ اور گوالیار [illegible]
کوچ کیا اور قصبہ بساور مین ایک جامع مسجد بہت بڑی سنگین عمارت کی بنوائی جو آج تک موجود ہے [illegible]
بادشاہ گوالیار کے قریب پہنچا تو ملک علاء الدین دھار وال اور ملو خان برادر سارنگ خان [illegible]
سعادت خان پر غدر کا ارادہ کیا اور اوسنے اس ارادے سے واقف ہو کر ملک علاء الدین اور مبارک خان
کو پکڑ کر قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین گیا بادشاہ بھی فی الفور تختگاہ کو واپس آیا
اور سواد شہر مین منزل کی اور مقرب خان اس خوف سے کہ ملو خان کو پناہ دی تھی قلعے مین بند ہو گیا
تین مہینے تک سعادت خان اور مقرب خان مین لڑائی قائم ہوئی ماہ محرم سنہ سات سو ستانوے مین
سلطان محمود مقرب خان کے طرفدارون کے بہکانے سے سعادت خان سے جدا ہو کر قلعے مین چلا گیا

فیروزآباد سے قصر جہان نما مین چلاگیا اور اون سب فیروزشاہی غلامون کو جو اول باعث فتنہ وفساد کے
ہوئے تھے قتل کر دینے کا حکم دیا چنانچہ اس قتل عام مین اکثر پورب کی طرف کی آزاد لوگ جنکی زبانین
کچھی تھین غلامون کے دھوکے مین قتل ہو گئے ابوبکرشاہ کی اس حادثے کے بعد کمر ٹوٹ گئی اسی اثنا
مین محمدشاہ نے کوٹلہ میوات کی طرف ابوبکرشاہ کے مقابلے کے لیے یورش کی مجبور ہوکر ابوبکرشاہ او
بہادر ناہر امان مانگ کر حاضر ہو گئے بہادر ناہر نے خلعت اور انعام پایا اور ابوبکرشاہ کو میرٹھ کے قلعے
مین قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مر گیا یہ حادثہ سنہ سات سو ترانوے مین واقع ہوا اور ابوبکرشاہ نے ڈیڑھ برس سلطنت کی

ذکر سلطان محمد بن فیروزشاہ کا

بعد اس فتح کے محمدشاہ مستقل بادشاہ ہوگیا اور کوئی مدعی سلطنت باقی نرہا اسی سال مین ملک مفرح سلطانی حاکم
گجرات نے کچھ تمرد کیا ظفرخان اوسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوا سنہ سات سو چورانوے مین مواس کے زمیندارون
نے میان دواب مین فتنہ اوٹھایا اور قصبہ بلارام کو لوٹ لیا اسلام خان نے ہرسنگہ راے اونکے سرغنہ کو جاکر
شکست دی پھر بادشاہ نے قنوج اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے سرکشون کو گوشمالی دیکر اور اٹاوہ کو
تاخت تاراج کرکے پھر قصبہ جیسری مین جو اوسکی قدیمی مانوس جگہ تھی آیا اور شہر محمدآباد بنایا گیا اس سال مین
اسلام خان کو ارادہ بغاوت کی تہمت مین قتل کیا سنہ سات سو پچانوے مین ملک مقرب الملک کو اٹاوہ کے
سرکشون پر بھیجا اوسنے قول اقرار کرکے سب باغیونکو بلالیا اور قنوج مین لیجاکر قتل کرڈالا اور پھر محمدآباد کو واپس آیا اور
ماہ شوال سنہ مذکور مین بادشاہ بیمار ہوا اس عرصے مین بہادر ناہر نے کئی موضع لوٹ لیے بادشاہ نے اوسی بیماری
مین کوٹلہ کی طرف یورش کی بہادر ناہر کچھ لڑائی کے بعد بھاگ گیا اور بادشاہ فتح پاکر محمدآباد کو واپس آیا اور وہان
کچھ عمارت بنوانی شروع کی اس حال مین بیماری کی پھر شدت ہوئی سرشیخا کھوکر باغی ہوکر لاہور پر متصرف ہوگیا تھا
بادشاہ نے سنہ سات سو چھیانوے مین شہزادہ ہمایون خان کو اوس طرف نامزد کیا ابھی وہ شہر مین تھا کہ بادشاہ نے
ملک آخرت کو رحلت کی اور باپ کے حظیرے مین حوض خاص کے کنارے پر دفن ہوا اس بادشاہ نے چھ برس اور سات مہینے حکومت کی

ذکر سلطان علاءالدین سکندرشاہ بن محمدشاہ کا

بعد انتقال محمدشاہ کے اوسکا بیٹا علاءالدین سکندرشاہ جسکا ہمایون خان نام تھا اونیسوین ربیع الاول
سنہ سات سو پچانوے مین بموجب ولیعہدی پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور فقط ایک مہینہ اور
سولہ روز سلطنت کا مزا چکھکر دنیاے فانی کو ترک کیا ؎ مصرع رویے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

سارنگ خان سے چھین کر غالب خان کے سپرد کی محرم سنہ آٹھ سو مین موضع کوٹلہ کی نواحی
مین بڑی لڑائی ہوئی آخر سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اور تاتار خان ملو [illegible] تک تو
جا کر لوٹ آیا اور آگے کو کمال الدین مبین کو سارنگ خان کے تعاقب مین روانہ کیا ماہ ربیع الاول سنہ مذکور
مین میرزا پیر محمد نے جو صاحبقران امیر تیمور گورکان بادشاہ خراسان اور ماوراء النہر کا پوتا تھا سندھ ندی
اوتر کر اچھ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا ایک مہینے تک علی ملک سارنگ خانی قلعہ مین سے لڑتا رہا پیچھے
ملک تاج الدین بختیار ہزار سوار سارنگ خان سے لیکر اچھ کے قلعے پہنچا [illegible]
قلعے کو چھوڑ دیا اور دھوکا دیکر بیاس ندی کے کنارے سے جہان ملک تاج [illegible]
ایسے حال مین کہ وہ غافل تھے حملہ کیا اور بہت سے آدمی تاج الدین [illegible]
کچھ ندی مین ڈوب کر مر گئے اس فتح کے بعد میرزا پیر محمد نے [illegible]
گھیر لیا سارنگ خان چھ مہینے تک لڑتا رہا آخر [illegible]
ملتان مین ٹھہر رہا ماہ شوال سنہ مذکور مین اقبال خان جو ملو سلطان کے نام سے مشہور [illegible]
بہت سے عہد و پیمان کر کے نصرت شاہ کا [illegible]
قصر جہان نما مین لے گیا مقرب خان اور [illegible] دہلی کے قلعے [illegible]
اقبال خان نے دھوکا دیکر نصرت شاہ کے لشکر [illegible]
فیروز آباد مین بھاگ آیا اور وہان سے جمنا اوتر کر تاتار خان اپنے [illegible] کے پاس پانی پت [illegible]
اور سارا سامان اور ہاتھی نصرت خان کے اقبال خان کے ہاتھ [illegible]
اور اقبال خان مین ہر روز لڑائی ہوتی رہی بعد ازان بعض امیرون نے درمیان مین پڑکر دونون کو
ملا دیا اور صلح کرا دی بعد چند روز کے اقبال خان نے مقرب خان سے بھی دغا کی [illegible]
مکان کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ امن مانگ کر آیا تو اوسکو قتل [illegible] سلطان محمود کو [illegible]
برائے نام بادشاہ بنا لیا اور کاروبار ملکی سب اپنے قبضے مین کیے ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین
اقبال خان نے پانی پت کو بھی تاتار خان کے آدمیون سے چھین لیا اور سارے اوسکے
ہاتھی اور سامان اپنے قبضے مین کر لیے اس سے پہلے تاتار خان نے دہلی کی طرف توجہ کی تھی
یہان اوس سے خاک بھی نہو سکا بلکہ اور اپنا ملک بھی ہاتھ سے گیا مجبور ہو کر دہلی سے گجرات کو اپنے

مقرب خان سے جا ملا اس سبب سے مقرب خان کو بڑی تقویت ہو گئی دوسرے دن سعادت خان
سے میدان مین نکل کر مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پھر قلعہ مین داخل ہوا اور سعادت خان فیروزآباد مین چلا گیا
اور بعضے امیرون کے ساتھ اتفاق کرکے فتح خان کے بیٹے نصرت خان کو میوات سے بلایا اور ماہ ربیع الاول
سنہ مذکور مین اوسکو تخت پر بٹھا کر ناصر الدین نصرت شاہ خطاب مقرر کیا نصرت شاہ فقط کہنے کو
بادشاہ تھا سارے کاروبار سلطنت کے سعادت خان نے اپنے اختیار مین رکھے بعضے غلام
فیروزشاہ کے اور فیلبان نصرت شاہ سے متفق ہو کر اور رنگ حیلے سے اوسکو ہاتھی پر چڑھا کر اور ایک
بڑی جمعیت ساتھ لیکر یکایک سعادت خان پر جا پڑے سعادت خان اس معاملے سے بالکل
غافل تھا یکایک بدست و پا ہو کر بھاگ نکلا اور دہلی مین مقرب خان کے پاس التجا لے گیا اوسنے
دغا سے بلا کر قتل کر ڈالا اور محمد مظفر وزیر اور شہاب ناہر اور ملک فضل اللہ بلخی اور بندگان فیروزشاہی
وغیرہم امراے نصرت شاہی نے از سر نو سلطان نصرت شاہ سے بیعت کی اور اوسنے سب کو
منصب تقسیم کیے اور دہلی مین سلطان محمود اور فیروزآباد مین نصرت شاہ بادشاہی کرنے لگے
مقرب خان نے دہلی کا پرانا قلعہ بہادر ناہر میواتی کو حوالہ کیا اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیا
ہر روز ان دونون بادشاہون مین شطرنج کی طرح بادشاہون کی لڑائی قائم تھی سارا ملک میان دوآب کا
اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف مین تھا اور دو چار پرانے قلعے جیسے
دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے مین رہے اور یہ مثل اوسی دن سے مشہور ہے کہ خداوند عالم
از دہلی تا پالم اور تمام ہندوستان مین بہت سے لوگ تھوڑے تھوڑے ملک دبا کر خود مختار
حاکم بن بیٹھے تین برس تک ملک کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی فیروزآباد والے دہلی والون پر غالب آگئے
اور کبھی یہ اون پر سنہ سات سو اٹھانوے مین خضر خان امیر ملتان اور سارنگ خان حاکم دیپالپور مین
بڑی لڑائی ہوئی آخر کو ملک مروان کے بعضے غلام جو ملک سلیمان پدر خضر خان کا مربی تھا بیوفائی کرکر
سارنگ خان سے ملگئے اور ملتان خضر خان کے قبضے سے نکل کر سارنگ خان کے قبضے مین آگیا اور
روز بروز اوسکی جمعیت بڑھتی گئی سنہ سات سو ننانوے مین سارنگ خان نے غالب خان
حاکم سامانہ اور تاتار خان والی پانی پت کو نکال کر دہلی تک اپنا قبضہ کر لیا نصرت خان نے ملک الماس
غلام فیروزشاہی کو بہت سے ہاتھی اور لشکر دیکر تاتار خان کی مدد کے لیے روانہ کیا تاکہ سامانہ کو

چنانچہ انھون نے امیر تیمور سے ملاقات کی اور اپنا فضل وکمال ظاہر کرکے اوسکو اپنا معتقد کرلیا اور
وہان کے سارے عالمون فاضلون کو مباحثہ مین الزام دیا اور تیمور سے سب قیدیون کی سفارش
کی تیمور نے اونکی خاطر سے سب کو چھوڑ دیا یہ حق شیخ ممدوح کا سارے اہل ہند کی گردنون پر باقی رہا
شیخ کی حالات مین یہ سارا قصہ تفصیل سے لکھا ہے اس فتح سے تھوڑے دنون کے بعد خضر خان
اور بہادر ناہر میواتی جو خوف کے مارے میوات کے پہاڑون مین چھپ رہے تھے امیر تیمور کی خدمت
مین حاضر ہوئے سوا خضر خان کے جو شاید کچھ پہلے شناسائی امیر تیمور سے رکھتا تھا سب کو
تیمور نے قید کرلیا اور دوبارہ ہندوستان کو لوٹا اور کوہ سوالک کے ملکو کی فتح کے ایک زلزلہ ڈال دیا
پھر لاہور مین آیا اس فتح کی تاریخ لفظ رغا اور غارت نکلتی ہے اور شیخا کھوکر کو جو پہلے تیمور کی خدمت مین حاضر
ہوا تھا اور پھر کسی حیلے سے لاہور کو سارنگ خان سے چھین کر خود متصرف ہوگیا تھا امیر تیمور نے مع اہل و
عیال کے قید کرلیا اور سارے اہل لاہور کے لوٹ لینے اور پکڑ لینے کا حکم دیا اور خضر خان کو دیپالپور اور
ملتان کا ملک حوالہ کرکے فرمایا کہ دہلی بھی ہم نے تجھکو ہی عطا کی پھر امیر تیمور لاہور سے کابل ہوتا ہوا سمرقند کو چلا گیا
اس سال مین دہلی مین ایسی وبا اور قحط کی کثرت ہوئی کہ بالکل ویران ہوگئی اور دو مہینے تک ایسی اجڑی پڑی
رہی کہ کسی چرندے پرندے کا بھی نشان باقی نہ رہا نصرت شاہ جو اقبال خان کے مقابلے سے
بھاگ کر میان دواب مین چلا گیا تھا ایسے وقت مین فرصت کو غنیمت سمجھکر میرٹھ مین آیا اور وہان سے
دہلی مین داخل ہوا اہل خان وغیرہ بہت سی مخلوق جو مغلون کے ہاتھ سے خلاصی پاکر ادھر ادھر گوشون
مین چھپی بیٹھی تھی سب اوسکے پاس آکر جمع ہوگئی جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی تو نصرت شاہ نے
شہاب خان کو اقبال خان کے مقابلے کے لیے برن کی طرف بھیجا راستے مین تھوڑے سے
ہندوون نے اکٹھے ہوکر شہاب خان پر شبخون کرکے اوسکو قتل کرڈالا اور اقبال خان زبردستی
برن کے سارے اوسکے اسباب اور ہاتھیون پر قبضہ کرلیا اور روز بروز اوسکو تقویت ہوتی گئی اور
نصرت خان کا کام درہم برہم ہوگیا بعد ازان اقبال خان نے برن سے دہلی کی طرف کوچ کیا یہ سنکر
نصرت شاہ فیروزآباد سے میوات کی طرف بھاگ گیا اور اوسی جگہ ملک آخرت کو کوچ کیا اس زمانے مین
ہر طرف ہندوستان مین لوگ بادشاہ بن بیٹھے سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو مین اقبال خان نے شمس خان اوحدی
حاکم بیانہ پر یورش کی نوہ اور پٹیل کے جنگل مین لڑائی ہوئی آخر اقبال خان نے فتح پائی اور شمس خان

باپ کے پاس چلا گیا اقبال خان نے دہلی مین آکر تاتار خان کے داماد نصیر الملک کو جو اوس سے
ملگیا تھا عادل خان خطاب دیکر میان دواب کا ملک حوالہ کیا ماہ صفر سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور نے
تلبینہ کو لوٹ کھسوٹ کے ملتان مین آیا اور بہت سے سارنگ خان کے لشکر والے جو مرزا پیر محمد نے
پکڑ کر قید کر لیے تھے تہ تیغ کیے گئے پھر تیمور نے وہان سے متواتر کوچ کر کے قلعہ بھٹ کو بھی
فتح کیا اور راجہ جلیجین بھٹی کو پکڑ کے سارے قلعہ والون کے ساتھ قتل کر ڈالا وہان سے چلکر
سامانہ کو فتح کیا دیبالپور اور اجودھن اور سرستی کے سارے باشندے جان کے خوف سے
ادھر اودھر بھاگتے پھرتے تھے سلطان تیمور نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعضون کو قید کر کے
اپنے ہمراہ لے لیا وہان سے کوچ کر کے جمنا کو اوتر کر میان دواب کے ملک مین آیا اور سارے
ملک کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کر دیا پھر قصبۂ لونی مین جو جمنا کے کنارے پر دہلی کے قریب
واقع ہے نزول کیا اس منزل مین تخمیناً پچاس ہزار قیدی جو گنگا کے کنارے تک ہی پکڑے تھے
قتل کیے اور بعضے لوگ بڑے بڑے عمامے باندھے ہوئے مولویون کی صورت بنائے ہوئے
اوس لشکر کے ساتھ تھے انھون نے مسلمان قیدیون کو بھی ہندوون کے حکم مین داخل کر کے
بہ نیت جہاد اپنے ہاتھ سے قتل کیا ماہ جمادی الاول سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور نے جمنا کو
اوتر فیروزآباد مین منزل کی اوسکے دوسرے دن حوض خاص پر ڈیرے ڈالے اقبال خان
بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مقابلے مین آیا مگر پہلے ہی حملے مین شکست کھائی اس لڑائی مین
بڑی مخلوق قتل ہوئی اور سارے ہاتھی تیموریون نے چھین لیے جب رات ہوئی تو اقبال خان
اور سلطان محمود شرم و حیا کو طاق مین رکھکر ساری اپنی اہل و عیال کو اوسی بلا مین چھوڑ گئے اور
سلطان محمود گجرات کی طرف بھاگ گیا اور اقبال خان جمنا اوتر کر قصبۂ برن کو چلا گیا امیر تیمور نے
دوسرے دن دہلی مین داخل ہوکر شہر والون سے بہت سا مال و اسباب شہر کے امن کے عوض
اوس سے وہ ٹھہرا ہوا مال اور سوا اسکے اور بہت سی پیشکشین حاصل کین اسی اثنا
مین تیمور کے لشکر کے کئی سپاہیون کو شہر والون نے مار ڈالا تیمور نے یہ سنکر سارے
شہر والون کو قید کر لینے کا حکم کیا اور سب کو پکڑ کر ماوراء النہر کو لے گیا منجملہ اون قیدیون کے
شیخ احمد کھٹو بھی تھے جنکا مزار گجرات مین احمد آباد کے قریب موجود ہے وہ بھی تیمور کے لشکر کے ساتھ گئے

بیرم دیو بیر سنگه کے بیٹے سے نکال کر اپنے تصرف مین کر لیا سنه ۸۰۶ آٹھ سو چھ مین تاتار خان نا خلف
نے اپنے باپ ظفر خان کو دغا سے قید کر کے اساول مین بھیج دیا اور سلطان ناصر الدین محمد شاه کا
خطاب مقرر کیا اور بہت سا لشکر جمع کر کے دہلی کی طرف روانه ہوا راستے مین اوسکے چچا شمس خان نے
اوسکو زہر دیکر مار ڈالا ظفر خان کو قید سے نکالا سارا لشکر اوس سے ملگیا سنه ۸۰۷ آٹھ سو سات مین
اقبال خان نے گوالیار اور اٹاوے کی طرف کوچ کیا سارے اوس طرف کے راجہ اٹاوے کے
قلعه مین اکٹھے ہو گئے چار مہینے تک لڑائی رہی آخر اون راجون نے چار ہاتھی اور کچھ اور پیشکشین لاکر
صلح کر لی اقبال خان نے وہان سے قنوج کو جا کر سلطان محمود سے مقابله کیا اور چونکه وه قلعه بہت
مضبوط تھا کچھ نکر سکا مجبور ہو کر پھر دہلی کو واپس آیا اور محرم سنه ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ مین سامانه کو گیا اور وہان سے
بیرون گیا اور بہرام خان ترک بچه کو جو سارنگ خان سے مخالف ہو گیا تھا کسی حیلے سے گرفتار کر لیا
اور اوسکی کھال نکلوا ڈالی اور وہان سے ملتان کی طرف خضر خان کے مقابلے کے لیے گیا
تلونڈی کے راستے کمال اور رائے خضر زمیندارون کو ہمراه لیا انیسوین جمادی الاول کو اجودھن کے
ضلع مین خضر خان سے مقابله ہوا چونکه اقبال خان پر ادبار آگیا تھا پہلے ہی حملے مین شکست ہوئی
اور گھوڑا اوسکا زخمی ہو گیا اسی سبب سے اوس معرکے سے باہر نه نکل سکا خضر خان کے لشکر والون
نے اوسکا پیچھا کر کے پکڑا اور سر اوسکا کاٹ کر فتحپور ضلع ملتان مین بھیج دیا دو جمادی الآخر سنه مذکور
مین محمود امرا سے دہلی کے حسب الطلب پھر دہلی پر آکر متصرف ہو گیا اور سب امیرون کو منصب
تقسیم کر کے مبارک خان کے کہنے والون کو کول کی طرف روانه کردیا سنه ۸۰۹ آٹھ سو نو مین
سلطان محمود نے قنوج کی طرف قصد کیا اوس طرف سے سلطان ابراہیم نے گنگا اوتر کر صف آرائی کی
مگر بے لڑے بھڑے دونون اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب سلطان محمود کے سب امیر
اپنے اپنے ملکون کو چلے گئے ابراہیم نے پھر آکر قنوج کا محاصره کر لیا اور ملک محمود ترمتی جو سلطان محمود
کی طرف سے قنوج کا ناظم تھا چار مہینے تک لڑتا رہا جب کہین سے اوسکو مدد نه پہنچی مجبور ہو کر امن مانگ کر
سلطان ابراہیم سے ملگیا اور قنوج اوسکے حوالے کی سلطان ابراہیم نے برسات کی فصل قنوج مین گذاری
اوسکے بعد قنوج اختیار خان کو حواله کر کے دہلی کی تسخیر کا قصد کیا سنه ۸۱۰ آٹھ سو دس مین نصرت خان
گرگ انداز اور تاتار خان پسر سارنگ خان اور ملک مرحبا اقبال خان کا غلام محمود سے باغی ہو کر

ہو کر بیانہ کو چلا گیا پھر اقبال خان نے کیتھر پر لشکر کشی کر کے بر سے ہر سنگھ وہان کے راجہ سے
بہت سا مال بطور پیشکش کے لیا اسی سال مین خواجہ جہان نے جونپور مین انتقال کیا اور اوسکی جگہ
ملک مبارک قرنفل مبارک شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے قائم مقام ہوا ماہ جمادی الاول سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین مین
شمس خان بیانہ والے اور مبارک خان بن بہادر ناہر خان نے اقبال خان سے صلح کر لی اقبال خان
ان دونون کو ساتھ لیکر چندوار پٹیالے مین آب سیاہ کے کنارے پر جو کالی پانی کے نام سے مشہور ہے
رای سیر وہان کے مقدمے سے لڑکر فتح پائی اور اٹاوہ تک کفار کا پیچھا کیا جب قنوج مین پہنچا
تو مبارک شاہ جونپور سے نکل کر گنگا کے اوس کنارے اپنی فوج لیکر مستعد کھڑا ہو گیا اس کنارے پے
اقبال خان کی فوج تھی کسی کی جرأت گنگا اوترنے کی نہوتی تھی آخر کو دونون اپنے ملک کو لوٹ گئے
لوٹتے وقت اقبال خان نے شمس خان اور مبارک خان کو دغا کر کے مار ڈالا اسی سال مین ایک
بادشاہی غلام نے جو غالب خان والی سامانہ کا داماد تھا بڑا انبوہ جمع کر کے تاریخ نوین [illegible] کو
مین نواحی اجودھن مین خضر خان سے مقابلہ کیا اور شکست کھا کر قصبہ بہبوہر مین چلا آیا غالب خان اور
اور سب امیرون نے متفق ہو کر اوسکو قتل کر ڈالا سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار مین محمد شاہ کا بیٹا سلطان محمود
خطہ دھار سے دہلی مین آیا بنا بر اقبال خان اوسکے استقبال کو گیا اور اوسکی بڑی تعظیم کر کے
کوشک جہان نما مین اوتارا لیکن چونکہ سارا سامان سلطنت کا اقبال خان کے اختیار مین تھا اسلیے
محمود اوس سے دل مین رنجیدہ ہو کر قنوج کو اپنے ساتھ لے گیا اس سال مین مبارک شاہ کو
انتقال ہو گیا تھا اور سلطان ابراہیم اوسکا چھوٹا بھائی اوسکا جانشین ہوا تھا چنانچہ اپنا لشکر لیکر
سلطان محمود اور اقبال خان کے مقابلے کے لیے آیا لڑائی سے پہلے سلطان محمود شکار کے
بہانے اقبال خان کے لشکر سے جدا ہو کر سلطان ابراہیم سے جا ملا مگر سلطان ابراہیم اوس سے
بڑی بے پروائی سے پیش آیا سلطان محمود نے شاہزادہ فتح خان ہروی کو جو مبارک شاہ کی
طرف سے قنوج پر متصرف تھا نکال کر وہان کے قلعہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور سب وہان کی رعایا سلطان محمود
کی شریک ہو گئی پھر سلطان ابراہیم جونپور کو اور اقبال خان دہلی کو لوٹ گئے اور سلطان محمود نے
فقط قنوج پر قناعت کی سنہ آٹھ سو چار مین اقبال خان نے گوالیار پر جو مغلون کے جھگڑے مین
ہر سنگھ نے غدر کر کے مسلمانون سے چھین کر اپنے قبضے مین کر لیا تھا یورش کی اور

اور دو مہینے سلطنت کی قطعہ
اس عالم فنا مین کسیکو بقا نہین
رہتا یہان ہمیشہ کوئی [illegible]

از حسن خیز فتنہ گریہا ہین نیرنگیان عجیب
گر آج آشنا ہے تو کل آشنا نہین
سلطان [illegible]

ہ جیسے شاعرون مین سے قاضی ظہیر دہلوی سے جنکا ایک دیوان ہے [illegible]
دیوان مین سے چند قصیدے بطور انتخاب کے لکھے جاتے ہین [illegible]

کہ جہان خدمت جد و پدرش [illegible]
وہ آن از فلک [illegible]
تو [illegible]

شیر اگر دہم از جاشنی زہ بیدار
بعد از آتش جگر خفتہ بخواب نبیند
دم سیری [illegible]

جز رباب انکہ ز خالی شکمی نالید
ای کہ شمشیر جہانگیر تو در ظلمت کفر
برق [illegible]

گرچہ ہمچون چشم بتان خصم ترا یک چندی
کرد ہ صرت فلک بازیچہ لطانیدہ
[illegible]

ورنہ از باد ہوا نیست چنین شوریدہ
ایک در قصیدہ [illegible]
[illegible]

پادشاہی کہ کند فخر بدورش ایام
قبلہ خلق و قیام دل [illegible]
[illegible]

قاضی چرخ پیادہ کند استقبالش
[illegible]
[illegible]

خرم [illegible] واشد [illegible]
[illegible]
[illegible]

چرخ [illegible] قسمت [illegible] گرد
[illegible]
[illegible]

یار بیرون رفت بیرون [illegible]
[illegible]
[illegible]

شاہ محمود انکہ چون آمد برون [illegible]
[illegible]
[illegible]

خاصہ کاکنون کز برای قلع اہل [illegible]
[illegible]
[illegible]

کرد عہدت فتنہ در بند عدم گفتم بحیرت
[illegible] بند سلطان [illegible]

ایضا

ماہ دی آمد و شد سرد بدانگونہ ہوا
کہ نمی جنبد جز باد خنک کس از جا
گفت [illegible] جہان سرد [illegible]

آری آری شود از پیر شدن سرد ہوا
آتش لالہ و گلنار فرو مرد بباغ
تو [illegible] گشتہ و خندان چمن از سرما

آب یخ بست ز سرما و بشوخی میگفت
بشکنم [illegible] پای کسے بر سرما
[illegible] از صفحہ چو بین [illegible]

غنچہ را بر سر و تن گرچہ کلاہ ست و قبا
مرغ [illegible]
[illegible]

مطلب برگ و نوائی بچمنہا کامروز
برگ بر باد شد و ماندہ نہ کس نوا
تا کہ بر باد [illegible] چون گل

ابراہیم سے آملے اور اسد خان لودی سنبھل کے قلعے مین بند ہو گیا دوسرے دن سنبھل کے قلعے کو
سلطان ابراہیم نے فتح کر کے تاتار خان کے حوالہ کیا اور خود گنگا اوتر کر دہلی کی طرف توجہ کی جب
جمنا کے کنارے پر پونہچا یہ خبر ملی کہ ظفر خان دھارا کے ملک کو تسخیر کر چکا اور اب جونپور کا ارادہ رکھتا ہے
سلطان ابراہیم نے یہ سنکر دہلی کے ارادے کو فسخ کیا اور ملک مرحبا کو برن مین چھوڑ کر بڑی
جلدی سے جونپور پونہچا ادھر سلطان محمود نے پیچھا کیا اور ملک مرحبا کو قتل کر کے سنبھل کو بلا لڑے ہی
فتح کر لیا اور پھر بدستور سابق اسد خان لودھی کو حوالہ کیا اور تاتار خان قنوج کو چلا گیا بعد ازان
سلطان محمود دہلی کو واپس گیا اس سال مین خضر خان نے بڑی جمعیت کے ساتھ یورش کی
اور دولت خان کو سامانہ سے نکال دیا اور سارے امیر اوس طرف کے خضر خان سے متفق ہو گئے
رفتہ رفتہ خضر خان نے دہلی کے قریب تک اپنا قبضہ کر لیا اور سلطان محمود کے پاس فقط رہتک
اور میان دواب کا ملک رہ گیا سنہ ۸۱۱ آٹھ سو گیارہ مین سلطان محمود نے حصار فیروز کی طرف
توجہ کی اور قوام خان کو جو خضر خان کی طرف سے وہان ناظم تھا نکال کر خود متصرف ہو گیا اور علاقہ
رہتک تک جا کر دہلی کو لوٹا خضر خان نے فتح آباد سے بہت سی جمعیت ساتھ لیکر رہتک کی راہ سے آ کر دہلی کا
محاصرہ کر لیا اور چونکہ اوس وقت دہلی مین بڑا قحط پڑا تھا اس سبب سے وہان نہ ٹھہر سکا اور میان دواب کے
ملک پر قبضہ کر کے پھر فتحپور کو لوٹا سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ مین بیرم خان ترک بچہ جو بعد وفات بہرام خان
ترک بچہ کے سامانہ پر قابض ہو گیا تھا اور دولت خان سے مقابلہ کر کے شکست پائی تھی اور پھر
خضر خان سے باغی ہو کر دولت خان سے ملگیا تھا اب پھر خضر خان کی ملازمت مین آ گیا اور پہلی جاگیر
پھر اوسکو دی گئی سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ مین خضر خان نے چھ مہینے تک رہتک کا محاصرہ رکھا اور
بعد ازان فتح کر کے پھر فتحپور کو لوٹ گیا اس سال مین سلطان محمود کیتھر کی طرف جا کر پھر دہلی مین
واپس آیا سنہ آٹھ سو چودہ مین خضر خان نے نارنول اور میوات کے ملک مین آ کر خوب لوٹ مار کی
بعد ازان دہلی پر یورش کی سلطان محمود حصار سیری مین اور اختیار خان فیروز آباد مین محصور ہو گئے
بہت دنون تک لڑائیان رہین آخر گرانی غلہ کے سبب سے خضر خان پھر پانی پت کی راستے سے
فتحپور کو چلا گیا سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ مین سلطان محمود نے وفات پائی اور فیروز شاہ کے
خاندان کی سلطنت ختم ہو چکی اس بادشاہ نے ان تمام تزلزلون اور انقلابون کے ساتھ بیس برس

کوچ نہین کیا محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین دولت خان کتیھر کی طرف بطریق شکار کے گیا اور وہان کے سارے زاجون کو پکڑ کر تبدیالی کی طرف توجہ کی اس مقام پر مہابت خان حاکم بدایون اوس سے آملا اسی سال مین سلطان ابراہیم نے قادر خان ابن محمود خان کا کالپی مین محاصرہ کیا اور چونکہ دولتخان کے پاس جمعیت تھوڑی تھی اس سبب سے اوسنے تغافل کیا اور ان دونون مین سے کسیکو مدد ونہ دی اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین خضر خان فیروزآباد مین آیا اور ادھر کے سب امیر اوس سے آملے ملک ادریس رہتک کے قلعہ مین بند ہوگیا پھر خضر خان میوات کی طرف گیا اور جلال خان میواتی بہادر ناہر کے بھتیجے کو ساتھ لیکر سنبھل مین آیا اور اوسکو خوب لوٹا کھسوٹا ذی الحجہ سنہ مذکور مین دہلی کے قصد پر شہر سے باہر منزل کی دولت خان جو چار مہینے تک قلعہ مین بند رہا تھا ملک لونا وغیرہ خضر خان کے طرفدارون کی بے اتفاقی کے سبب سے مجبور ہوا اور بڑی عاجزی سے امن طلب کر کے خضر خان کی خدمت مین حاضر ہوا خضر خان نے اوسکو قید کر کے قوام خان کے سپرد کیا اور قوام خان نے حصار فیروزہ مین لیجا کر اوسکو قتل کر ڈالا یہ واقعہ سترھوین ربیع الاول ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ مین واقع ہوا

ذکر سلطنت خضر خان بن ملک اشرف کا

خضر خان بعد فتح دہلی کے سامان سلطنت کا درست کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا خضر خان کے دادا ملک سلیمان کو ملک نصیر الملک مروان نے فیروز شاہ کے زمانے مین بیٹا کر کے پالا تھا ایک روز حضرت مخدوم جہانیان شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے ملک مروان کے گھر تشریف لائے وقت کھانا کھانے کے ملک سلیمان آفتابہ اور طشت لیکر حضرت ممدوح کے سامنے ہاتھ دھلانے کے واسطے آیا آپ نے ملک مروان سے فرمایا کہ اس سیدزادے سے ایسی خدمتین لینا مناسب نہین اوس روز سے معلوم ہوا کہ ملک سلیمان اصیل نجیب سید ہے اور واقع مین اوسکی عادات اور اخلاق بھی سیدون کی سے تھے ملک مروان کا مجمل حال یہ ہے کہ وہ فیروز شاہ کے زمانے مین ملتان کا حاکم تھا اور اوسکے انتقال کے بعد وہ ملک اوسکے بیٹے ملک شیخ کے پاس رہا جب وہ بھی مرگیا تو وہ حکومت ملک سلیمان کو نصیب ہوئی اوسنے بھی تھوڑے دنون کے بعد وفات پائی تب ولایت ملتان مع کل توابعات کے فیروز شاہ کی

سبز نه هر نفسی چون نفس سرد صبا
شاه محمود که از آرایش بزمش داریم
صفت بدخواه هم از وی دل نش آرد صفا
ای بقانون ممالک وزرا را دستور
ورق گل چمن می شکند باد چرا
قائل نعمی و ایام بفضلت قائل
قاصد صیت ترا جمله جهان در ته پا
خسروا گر ز رکاب تو بماندم محروم
جز دعا گوئی تو کار دگر نیست مرا
بهش تا باشد شبهای دی از ایاش
عمر بدخواه تو کوتاه تر از روز شتا
باده کهنه طلب یاد آر از ان یار قدیم
شاخ شد سبز و بلبل کی شکیبد از کلام
میزد الحمد لله بر صراط المستقیم
طوطیان از حله سبز و قمریان جامه سفید
نرگس آهو دست اینک یک الف دارد دو نیم
غنچه بشگفت از نسیم باغ آری بشگفد
هندوی گوئی فروزانست در نار جحیم
آنکه با بخت جوانش آسمان پیر کو است
خسته را خصمش اندر خاک می سازد دو نیم

گل جهان برفت گر شرق و مغرب جو بید
نه بهارست بدی ماه و جهان خلانما
دال و شرق تجنیست و قوقی دارد
جز به دستوری رایت نزده دم وزرا
پیش رایت چه سهائی بنماید خورشید
ملجا خلقی و بدخواه بدست ملجا
خوان معنی نتوان جز به ثنایت گستر
نیستم فارغ یک ساعتی از مدح و ثنا
تو سپه رانده بر اعدا و من اندر عقبت
بی شتا موسم نوروز همی تا بدتا

اور ایک اور قصیدہ کے کچھ شعر یہ ہین

شاخ گل چون نخل عیسی روح پرور شد بلیغ
خضر و صحبت تو اندر صبر دن چون کلیم
باد بر هر حرف کش چون در قلم راند دبیر
زاغ زین تشریف عاری گو سیه دارد گلیم
سنبل و نرگس چشم و زلف خوبان نسختها
هم بآسیبی کسی کو را دلی باشد سلیم
تا بیک پا ایستاده داشته بالا دو چشم
وز پی تعلیم رایش عقل کل طفل فهیم
کوکب دولت که سوی حضرت دارد رجوع

هیچو بزم شه آفاق نیابند اورا
آنکه از تعبیه صفت رسچو بزم آراید
که کند سهر قدر را بنظر استیفا
دفتری گر بنه ز اخلاق تو خواهد بنوشت
پیش خورشید گهی گرچه که نموده سها
ساقی بزم ترا جام طرب بر کف دست
مهر گر مانده را ختم بود بر حلوا
کار من چاکری تست چو زان ماندم باز
می فرستم بهدد شام و سحر فوج دعا
بار خرم چمن عیش تو چون فصل ربیع
بوی گل بشنید سوی گلستان خیز ای ندیم
زان همی جنباندش مریم صفت فهرهم
شاخ تر از بهوا گر هست میلی لیک جوی
چشم نرگس در هوا چون در رصد بستن حکیم
زان انجم کاندر ته خاک کند گوئی نسخه
زان یکی افتاد مظلم وان دگر آمد مقیم
لاله با داغ سیه کاندر دل از ظلم خزان است
حضرت شه را بقا میخواهد از رب رحیم
تا زبانی یافته از تیغ تیز رش نامیه
استقامت یاد ار گردد بدرگاهت مقیم

فی الحقیقت قاضی ظہیر کے بعد کوئی شاعر کامل ہندوستان مین نہین ہوا بعد انتقال سلطان محمود کے مبارز خان اور ملک ادریس والی رہتک وغیرہ ہندوستان کے امیرون نے خضر خان کے مقابلے مین دولت خان سے موافقت کر لی خضر خان اس سال مین فتحپور مین ہی رہا نسی طرف کو

بعضے بہرام خانی ترک بچون نے ملک سادھونادرہ کو جو شاہزادے کی طرف سے سرہند مین ناظم تھا
دغا سے پکڑ کر قتل کر ڈالا اور خود سرہند پر قابض ہو گئے خضر خان نے زیرک خان کو اوس فتنے
کے انتظام کے لیے بھیجا چنانچہ وہ وہان کا بخوبی انتظام کر کے لوٹا اسی سال مین سلطان احمد
حاکم گجرات نے ناگور کا محاصرہ کیا مگر جب خضر خان کے آنے کی خبر سنی تو چھوڑ کر چلدیا
خضر خان جھاین کو آیا اور الیاس خان وہان کے حاکم کو مطیع کیا پھر گوالیار کا قصد کیا اور
وہان کا قلعہ اگرچہ فتح نہوا لیکن بہت سا محصول اور پیشکش حاصل کیا پھر وہان سے بیانہ کو
گیا اور شمس خان اوحدی نے بھی اطاعت قبول کی سنہ آٹھ سو بیس ۸۲۰ مین طوغان رئیس
ترک بچون کے سردار نے جنھون نے ملک سدھو کو قتل کیا تھا پھر خروج کیا زیرک خان نے
پھر جا کر اونکو متفرق کر دیا سنہ آٹھ سو اکیس ۸۲۱ مین خضر خان کٹھیر مین آیا اور [illegible]
جنگل مین جو چوبیس کوس کے احاطے مین تھا چلا گیا اور وہان سے [illegible]
شکست کھا کر کماون کی طرف بھاگ گیا تاج الملک [illegible] تک اوسکا پیچھا کر کے
بداؤن کو آیا اور مہابت خان حاکم بداؤن کو ساتھ [illegible]
مہابت خان کو رخصت کیا اور خود [illegible]
واپس آیا اسی سال مین خضر خان نے پھر کٹھیر کی طرف لشکرکشی کی اور [illegible]
بیالی کو گیا اور وہان گنگا اوتر کر بداؤن کا قصد کیا اوسکی مرتبہ مہابت خان [illegible] کر قلعہ مین بند ہو گیا
اور چھ مہینے تک لڑتا رہا اور قریب تھا کہ خضر خان اوس قلعہ کو فتح کر لے استنے مین قوام خان
اور اختیار خان وغیرہ امراے محمود شاہی نے جو دولت خان سے بگڑ کر خضر خان سے ملگئے
تھے خضر خان پر غدر کرنے کا ارادہ کیا مگر خضر خان اس مشورے سے واقف ہو گیا اور فوراً بداؤن
چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس مین گنگا کے کنارے اون سب کو قتل کر ڈالا
اسی سال مین بجوارہ کے علاقے مین ایک جھول شخص نے اپنے آپ کو سارنگ خان ظاہر کیا
حالانکہ سارنگ خان بہت مدت ہوئی کہ مارا گیا تھا ادھر ادھر سے بہت سے لوگ اوسکے
شریک ہو گئے خضر خان نے سلطان شہ لودی کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا سرہند کے
علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر وہ جھوٹا سارنگ خان شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگ گیا

[illegible] خضر خان کو دہلی اور رفتہ رفتہ اب اوسکی نوبت بادشاہی پر پہونچی لیکن اوسنے بادشاہی کا
[illegible] نے تجویز [illegible] بلکہ رایات اعلیٰ لقب مقرر کیا القصہ مذکورین دہلی مین جاکر
[illegible] ہوا [illegible] کو بڑے بڑے [illegible] آرام دیکر
[illegible] کیے سال اوائل مین [illegible]
[illegible] کے [illegible] گنگا اوتر کر کیتھ [illegible] آیا
[illegible] پھر اودھر کے [illegible] نے آنولہ کے جنگل مین پناہ پکڑی تاج الملک نے
[illegible] کے تباہ کر دیا مہابت خان حاکم بدایون نے بھی آکر اوس سے ملاقات کی
[illegible] ہر سنگھ بھی مجبور ہوکر [illegible] ہوا اور بہت کچھ خراج ہر سال دینا قبول کیا پھر تاج الملک اور
مہابت خان وہان سے کوچ کرکے رہب ندی کے کنارے کنارے سرگدواری تک گئے
[illegible] گنگا کو اوتر کر کھور کو جو شمس آباد کے نام سے مشہور ہے اور کنپلہ اور پٹیالی کے
[illegible] گوشمالی [illegible] ہوتے ہوئے راہپری مین گئے وہاں
[illegible] بھائی [illegible] جنگ [illegible] حکومت تھی اور اوسے [illegible]
[illegible] دن تک حاضر رہنے [illegible] مجبور ہوکر محصول [illegible]
[illegible] آیا اور [illegible] ہندوؤن کے قبضے سے نکال کر ایک
[illegible] چنانچہ مقرر کیا پھر آب سیاہ کے کنارے کے ملکون کو فتح کرکے اور اٹاوہ کے
زمینداروں کی گوشمالی کرکے دہلی کو لوٹا سنہ ٨١٨ آٹھ سو اٹھارہ مین خضر خان نے اپنے چھوٹے بیٹے
[illegible] کو جسکے چہرے سے بادشاہی کے آثار ابتدا سے ہی ظاہر تھے فیروزپور اور سرہند اور اوس طرف کا
تمام ملک جو [illegible] ترک بچہ کے قبضے مین تھا سپرد کرکے کل اون اضلاع کا بندوبست
اوسکی رائے پر چھوڑا اور ملک سدھو نادرہ اوس شاہزادے کا نائب مقرر ہوا اور اوسی سال مین
شاہزادہ مذکور سدھو نادرہ اور زیرک خان امیر سامانہ اور اور امیرون کی مدد سے اوس ضلع کا
بخوبی انتظام کرکے پھر دہلی کو واپس آیا سنہ ٨١٩ آٹھ سو انیس مین خضر خان نے ملک تاج الملک کو
بہت سا لشکر دیکر گوالیار اور بیانہ کی طرف بھیجا اور ملک کریم الملک شمس خان اوحدی کا بھائی
بھی اوس سے آملا تاج الملک نے تمام اون اضلاع کو کفر سے پاک کرکے مراجعت کی اسی سال مین

بھاگا اور چناب کو اوتر کر پہاڑ سر بلیھر مین چلا گیا مبارک شاہ نے اوسکا تعاقب کیا جسرت کے بہت سے
سوار اور پیادے مارے گئے اور مال و اسباب بھی بہت لٹا راے بھیلم جمون کا زمیندار
مبارک شاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر لشکر کے ہمراہ ہوا پھر مبارک شاہ لاہور مین آیا اور سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس
مین ایک مہینے تک راوی کے کنارے پر پڑا رہا اور شہر لاہور کو جو پچھلے غدرون مین تباہ و ویران
ہوگیا تھا از سر نو آباد کیا قلعہ کی بھی مرمت کرائی اور ملک محمود کو جسکا ملک الشرق خطاب تھا وہان چھوڑ کر
دہلی کو مراجعت کی پانچ مہینے کے بعد جسرت بہت سا لشکر لیکے پھر لاہور مین آیا اور حضرت شیخ حسن زنجانی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب لشکر ڈالا ہر روز لاہور پر حملہ کرتا تھا اور شکست پاتا تھا مجبور ہو کر
کلانور کو چلا گیا وہان راے بھیلم سے لڑائی ٹھنی آخر کو صلح ہوگئی مبارک شاہ نے ملک سکندر تحفہ
دہلی سے ملک محمود حسن کی مدد کے لیے بھیجا اور وہ بھی جاتا تھا بیاس کو اوتر کر لاہور مین داخل ہوا
جسرت یہ سنتے ہی چناب کو اوتر کر تلوارہ پہاڑ کی طرف چلا گیا اور مبارک شاہ کا لشکر اوس فتنے کو دفع کر کے
پھر دہلی کو لوٹا سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس مین مبارک شاہ کٹیہر گیا اور مہابت خان بدایونی جو خضر خان سے
باغی ہوگیا تھا آکر حاضر ہوا مبارک شاہ نے اوسکو بڑی بڑی عنایتون سے مخصوص کیا پھر گنگا کو
نواحی کھور طرف شمس آباد مین ہنوارون کے ملک کو لوٹ مار کر کے تباہ کر دیا اور ملک مبارز خان اور
زیرک خان اور کمال خان کو وہان کے سرکشون کے انتظام کے لیے بہت سا لشکر دیکر کنپلہ کے
قلعہ مین چھوڑا اور خود دہلی کو واپس آیا اوسی سال مین الپ خان حاکم دھار نے گوالیار پر یورش کی
مبارک شاہ بھی یہ سنکر گوالیار کو آیا جب بیانہ کے قریب پونہچا تو اوحد خان اوحدی کا بیٹا حاکم بیانہ
جسنے اپنے چچا مبارک خان کو غدر کر کے مار ڈالا تھا اس خوف کے سبب سے باغی ہوگیا اور
بیانہ کو خراب کر کے قلعہ مین بند ہوا مگر آخر کو اطاعت قبول کی مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی
طرف روانہ ہوا الپ خان نے بادشاہ کے لشکر کو روکنے کے لیے چنبل کا کنارہ گھیر لیا مگر مبارک شاہ
نے ایک اور گھاٹ کو اوتر کر الپ خان کے لشکر کو غارت کیا آخر صلح قرار پاگئی اور الپ خان بہت سی
پیشکشین بھیجکر اپنے ملک کو گیا اور مبارک شاہ بھی دہلی کو چلا آیا سنہ ۸۲۷ آٹھ سو ستائیس مین پھر
کٹیہر اور کمایون کی طرف قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر میوات کو تاخت و تاراج کیا اسی سال مین
ہندوستان مین بڑا قحط پڑا سنہ ۸۲۹ آٹھ سو اونتیس مین پھر میوات کو گیا اور راندورا اور الور کے قلعہ کو

اس سال مین خضر خان نے تاج الملک کو پھر اٹاوہ کی طرف بھیجا راے سیر وہان کا زمیندار قلعہ مین محصور ہو گیا اور پھر اوسنے امان مانگ کر واجب روپیہ اپنے ذمے کا ادا کرنا قبول کیا تاج الملک وہان سے چندوار کو گیا اور اوسکو خوب لوٹ کھسوٹ کر کیتھر مین آیا پھر وہان سے دہلی کو واپس گیا اسی سال مین تاج الملک کا انتقال ہوا اور اوسکا بڑا بیٹا ملک سکندر وزیر مقرر ہوا طوغان نے پھر سہرند مین فتنہ برپا کیا اب کی مرتبہ ملک خیر الدین نے جاکر اوسکا شر مٹایا سنہ آٹھسو چوبیس مین خضر خان نے میوات میں جاکر کوٹلہ کے قلعہ کو فتح کیا پھر وہان سے گوالیار مین آیا اور وہان کے راجہ سے بہت سا مال و اسباب پیشکش لیکر اٹاوہ کو گیا اور وہان جاکر راے سیر کو قتل کیا اوسکے بیٹے نے اطاعت قبول کی وہین سے خضر خان بیمار ہوکر دہلی کو آیا اور سترھوین جمادی الاول سنہ مذکور مین دلی مین پہنچکر انتقال کیا اس بادشاہ نے سات برس اور کئی مہینے سلطنت کی جہان ای ... [illegible]

ذکر سلطان مبارک شاہ ابن خضر خان کا

بعد وفات سلطان خضر خان کے مبارک شاہ اوسکا بیٹا ... سنہ آٹھسو چوبیس ... اتفاق سے تخت پر بیٹھا اور انتظام ملک مین مشغول ہوا اسی سال مین شیخا کھوکر کے بیٹے جسرت کھوکر نے بغاوت کی اور اوسکی ابتدا یہ ہوئی کہ کشمیر کے بادشاہ سلطان علی نے ٹھٹہ کی تسخیر کے ارادے سے فوج کشی کی تھی جسرت نے پہاڑون کی گھاٹی مین دھوکے سے اوسکو شکست دیکر سارا سامان لوٹ لیا اور اس فتح کے گھمنڈ پر دہلی لینے کا قصد کیا اور بہت سی جمعیت ساتھ لیکر بیاس اور ستلج ندیون کو اوتر کر تلونڈی پہ آیا وہان راے فیروز اوسکے سامنے سے بھاگ گیا پھر جسرت کی اہ مین آیا اور ستلج کے کنارے کے شہرون کو اوپرتک لوٹ مار کے تباہ کر دیا پھر جالندھر مین پہنچا زیرک خان وہان کے قلعہ مین بند ہو گیا جسرت مرستی کے کنارے پر اوترا اور اول صلح کی اور پھر دغا سے زیرک خان کو قید کر لیا یہ واقعات سنکر خود مبارک شاہ نے جسرت کے مقابلے کے لیے سہرند کی طرف کوچ کیا جسرت کو جب یہ خبر ملی تو اوسنے زیرک خان کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ سامانہ مین مبارک شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پھر مبارک شاہ لدھیانہ کو گیا جسرت لدھیانہ کی ندی اوتر کر مقابلے مین آیا ساری کشتیان جسرت کے اختیار مین تھین اس سبب سے مبارک شاہ کا لشکر دریا نہ اوتر سکا جب تھوڑے دنون کے بعد پانی پایاب ہوا تو مبارک شاہ کے لشکر نے دریا سے عبور کیا جسرت مقابلے سے

راپری کو حسن خان کے بیٹے سے نکال کر ملک حمزہ کے سپرد کیا پھر دہلی کی طرف توجہ کی راستے مین
سید سالم نے جو تیس برس سے خضر خان کا خدمتگار تھا اور تبرہندہ اوسکی جاگیر مین مقرر تھا وفات پائی
مبارک شاہ نے اوسکے ایک بیٹے کو سید خان اور دوسرے کو شجاع الملک خطاب دیا سید سالم کا
ایک غلام ترکبچہ فولاد نامی باغی ہو کر سید سالم کے سارے مال و اسباب پر تبرہندہ مین قابض ہو گیا
مبارک شاہ نے سید سالم کے بیٹون کو قید کر کے ملک یوسف سرور اور راے ہنسو بھٹی کو فولاد کے
مقابلے مین بھیجا فولاد نے شبخون کر کے اون کے لشکر کو تباہ کیا اور بہت سامان و اسباب لوٹ کا
اوسکے ہاتھ آیا پھر مبارک شاہ نے تبرہندہ پر لشکر کشی کی فولاد قلعہ مین بند ہو گیا مبارک شاہ نے عماد الملک کو
ملتان سے بلا کر فولاد کے پاس بھیجا چنانچہ وہ امان طلب کر کے قلعہ سے نکل کر عماد الملک کے پاس آیا
لیکن چونکہ اوسکو اعتماد نہوا اس سبب سے پھر قلعہ مین چلا گیا اور وہان سے لڑتا رہا مبارک شاہ نے
عماد الملک کو ملتان کی طرف رخصت کیا اور فولاد کے مقابلہ مین فوج چھوڑ کر خود دہلی کو واپس آیا
فولاد چھ مہینے تک مبارک شاہ کی فوج سے لڑتا رہا آخر شیخ علی مغل حاکم کابل کو بہت سا زر نقد
پیشکش بھیجکر بلایا چنانچہ وہ بہت سا لشکر لیکر فولاد کی مدد کے لیے آیا سرداران پنجاب کے لوگ بھی
اوسکے ساتھ ہو لیے شیخ علی فولاد کو مع اوسکی قوم کے ساتھ لیکر تبرہندہ سے لاہور مین آیا ملک الشرق
ملک اسکندر حاکم لاہور ہر سال کچھ پیشکش شیخ علی کو بھیجا کرتا تھا اب بھی اوسنے وہی معمول ادا کر کے
اپنا پیچھا چھوڑایا شیخ علی نے وہان سے قصور مین آکر دیبال پور کا قصد کیا عماد الملک ملتان سے اوسکے
مقابلہ کے لیے آیا شیخ علی راوی کے کنارے کنارے طلبنہ تک گیا اور وہان سے خوط پور کو
لوٹا اور عماد الملک کو مقابلہ کر کے شکست دی ملک سلیمان شہ لودی عماد الملک کی طرف سے اس
لڑائی مین مارا گیا پھر شیخ علی خسرو آباد مین آیا اور مدتون تک عماد الملک سے ہر روز لڑائی ہوتی رہی
سنہ ۸۳۳ھ آٹھسو چونتیس مین مبارک شاہ نے ایک بڑا بھاری لشکر فتح خان بن سلطان مظفر خان گجراتی
کے ساتھ عماد الملک کی مدد کے لیے بھیجا شیخ علی اوس فوج کا مقابلہ نکر سکا اور لوٹ کر اوس حصار مین
جو اوسنے اپنے لشکر کے گرد بنالیا تھا داخل ہوا عماد الملک نے اوس حصار کو بھی گھیر لیا تب
شیخ علی مجبور ہو کر بھاگا جب جیلم پر پونچا تو بہت سے آدمی اوسکے لشکر کے دریا مین ڈوب گئے
اور پیچھے سے عماد الملک کا لشکر بھی دبائے چلا آتا تھا چنانچہ اوس مقام پر ایک جماعت کثیر شیخ علی کی

فتح کیا ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس مین بیانہ کو محمد خان اوحدی سے نکال لیا اور سارے اوسکی خاندان کو
بیانہ سے اوٹھا کر کوشک جہان نما مین بسایا اور بیانہ ایک اپنے غلام ملک مقبل خان اور سیکری
ملک خیر الدین تحفہ کو حوالہ کی اور خود گوالیار کا قصد کیا وہان کے سارے راجون نے اطاعت
قبول کی ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس مین قادر خان حاکم کالپی کے قاصد دہلی مین یہ خبر لائے کہ ملک شرقی نے
کالپی کا محاصرہ کر لیا ہے مبارک شاہ یہ سنتے ہی اوس طرف روانہ ہوا اتنے مین خبر ملی کہ ملک شرقی
بھون گانون مین آگیا ہے اور وہان سے اب بدایون کا ارادہ رکھتا ہے مبارک شاہ نوہ پٹل کر
گھاٹ جمنا اوتر کر موضع جرتولی مین اور پھر وہان سے اوترولی مین گیا وہان یہ خبر ملی کہ مختص خان
ملک شرقی کا بھائی بہت سا لشکر اور ہاتھی لیکر اٹاوہ کی حد پر پہونچا مبارک شاہ نے ملک الشرق محمود حسن کو
دس ہزار سوار دیکر مختص خان کے پیچھے بھیجا مختص خان یہ سنکر اپنے بھائی ملک شرقی سے جا ملا
ملک شرقی آب سیاہ عرف کالی پانی کے کنارے کو گھیر کے قصبۂ برہان آباد کے قریب جو اٹاوہ کے
متعلقات مین سے ہے فروکش ہوا مبارک شاہ اوترولی سے کوچ کرکے کوٹھہ مین آیا ملک شرقی نے
مقابلہ نکیا اور وہان سے قصبہ راپری کو گیا اور وہان جمنا اوتر کر بیانہ مین آیا اور وہان گمبھیر کے کنارے پر
مقام کیا مبارک شاہ اوسکا پیچھا کرکے چندوار مین آیا دونون لشکرون مین چار کوس کا فاصلہ رہا
ہر روز دونون طرف صف آرائی ہوتی تھی بیس دن تک یہی کیفیت رہی آخر ملک شرقی نے ایک روز
حملہ کیا دوپہر سے شام تک خوب لڑائی ہوئی دوسرے دن ملک شرقی اپنے ملک کو لوٹ گیا اور مبارک شاہ نے
اس سبب سے کہ دونون طرف مسلمان ہین اوسکا تعاقب نکیا اور راستہ کالی کی طرف توجہ کی اور اوس
ملک کو تسخیر کرکے چنبل کے کنارے کو لیتا ہوا بیانہ مین آیا محمد خان اوحدی اس خیال سے کہ ملک شرقی سے
ملگیا تھا خائف ہوکر قلعہ بند ہوگیا اور پھر امن مانگ کر مبارک شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بعد ازان
مبارک شاہ دہلی کو آیا ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس مین ملک الشرق حسن محمود جو بیانہ مین رہگیا تھا اوس ضلع کا
بخوبی بندوبست کرکے اور اون لوگون کو جو محمد خان کے پاس جمع ہوگئے تھے قرار واقعی گوشمالی
کرکے دہلی مین آیا مبارک شاہ نے اوسکو اپنی عنایتون سے ممتاز کرکے حصار فیروزہ جاگیر مین
عطا کیا اسی سال مین ملک رجب نادرہ حاکم ملتان کا انتقال ہوا اور ملک محمود حسن عماد الملک خطاب
پاکر ملتان کو گیا ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس مین مبارک شاہ بیانہ کے راستے سے گوالیار مین آیا اور

اس سال مین شیخ علی نے پھر پنجاب مین آکر فساد برپا کیا مبارک شاہ نے اودھر کے امیرون کی مدد کیلیے عماد الملک کو روانہ کیا شیخ علی شیورستے بیاس کے کنارے تک خوب لوٹ کھسوٹ کے اور سیکڑون آدمیون کو قیدی کرکے لاہور مین آیا اور زیرک خان وغیرہ امرا جو لاہور مین تھے قلعہ مین بند ہو گئے اور وہین سے مدت تک لڑتے رہے آخر ایک رات مخالفون کو غافل پاکے ملک یوسف سرور الملک اور ملک اسمعیل زیرک خان کے اتفاق سے قلعہ سے باہر نکلے مگر لڑائی شکست کھاکر بھاگے شیخ علی نے اونکا تعاقب کرکے اکثر کو قتل اور اکثر کو قید کیا وہ سے ان شیخ علی لاہور مین آیا اور وہانکے اکثر لوگون کو قتل اور اکثر کو اسیر کیا کچھ دنون وہان رہکر دیبال پور مین آیا ملک یوسف سرور الملک نے دیبال پور سے بھی چلے جانے کا ارادہ کیا تھا عماد الملک نے یہ سنکر تبرہندہ سے ملک احمد اپنے بھائی کو دیبال پور کے قلعہ کی محافظت کے لیے بھیجا شیخ علی یہ خبر سنکر ادھر سے لوٹ آیا سلطان مبارک شاہ اس فتنے کے انتظام کے لیے سامانہ تک گیا اور وہان سے تلونڈی مین آیا اور تلونڈی سے کوچ کرکے پوہی کے گھاٹ بیاس کو اوترکے دیبال پور مین پہنچا اور ملتان ادھی سے کئی منزل آگے بڑھا شیخ علی یہ سنکر جہلم اوتر گیا مبارک شاہ اوسکا پیچھا کرتا ہوا شیورکے قلعہ تک پہنچا اور تلنبہ کے نزدیک سے راوی کو عبور کیا شیخ علی کا بھتیجا مظفر کسی قلعہ مین محصور ہو گیا تھا ایک مہینے تک مبارک شاہ سے لڑتا رہا آخر اوسنے امن مانگ لی اور اپنی بیٹی بہت سے جہیز کے ساتھ شاہزادہ کے حوالہ کی اور کچھ شیخ علی کے آدمی جو اوس قلعہ مین رہ گئے تھے شمس الملک سے امان مانگ کر قلعہ سے باہر نکل آئے مبارک شاہ جب مہم شیور اور فتح لاہور سے فارغ ہوا تو جریدہ طور پر ملتان مین اولیاء اللہ کے مزارون کی زیارت کے لیے گیا اور بہت جلد وہان سے لوٹ کر دیبال پور مین آیا کچھ دنون وہان مقام کیا اور شیخ علی کے خیال سے لاہور اور دیبال پور وغیرہ عماد الملک کے سپرد کیا اور بیانہ کو عماد الملک سے نکال کر شمس الملک کے حوالہ کیا پھر وہان سے تنہا کوچ کرکے بہت جلد عید قربان کے دن دہلی مین داخل ہوا اور وزارت کا منصب سرور الملک کو تفویض کیا اور ملک کمال الملک کو بھی جو نائب لشکر تھا مہمات ملکی مین اوسکا شریک کیا مگر ان دونون مین باہم موافقت نہوئی اور سرور الملک کو دیبال پور نہ ملنے کا بہت رنج ہوا تھا اور اب اوس سے بالکل مایوس ہو گیا اسلیے مبارک شاہ سے بہت آزردہ ہو کر غدر کرنے کی فکر مین ہوا اور کانکوی اور کنجوی کھتریون کے بیٹون اور میران صدر نائب عرض جو باپ دادون کے زمانے سے مبارک شاہ کے خاندان سے پرورش پاتا چلا آتا تھا

طرف کی قتل ہوئی اور کچھ لوگ قید ہوگئے شیخ علی اور امیر مظفر تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ قصبہ شیور میں
پہنچے اور وہین تک عماد الملک کے لشکر نے تعاقب کیا اور امیر مظفر ایک قلعہ مین بند ہوگیا پھر شیخ علی
اپنی جان بچا کر کابل کو بھاگا اور بادشاہی لشکر بھی اوس علاقہ سے اوٹھکر دہلی کو آگیا پھر مبارک شاہ نے
ملتان عماد الملک سے نکال کر خیر الدین خانی کے حوالہ کی اس سبب سے بہت سے فتنے ملتان میں
پیدا ہوگئے جسرت نے پھر پہاڑون مین فساد برپا کیا تھا ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس مین ملک سکندر حاکم
لاہور اوسکی بندوبست کے لیے گیا جسرت نے سکندر کو غافل کرکے اوسکی فوج پر حملہ کیا چنانچہ
نواحی جالندھر مین سکندر گرفتار ہوگیا پھر جسرت نے سکندر کو ساتھ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا نجم الدین
نائب سکندر اور ملک خوشخبر غلام سکندر اوس سے لڑائیان لڑتے رہے استنے مین شیخ علی پھر
سامان درست کرکے حدود ملتان پر آپونہچا اور خوب لوٹ مار کی اور اکثر جیلم کے علاقے کے
رہنے والون کو قید کر لیا پھر طلنبہ کو لوٹا کھسوٹا اور سارے باشندے وہان کے قید کرکے
بہت کو قتل کر ڈالا باقی بچے ہوئے لڑکون کو پکڑ کے اپنے ملک کو لے گیا اتنے مین فولاد کہ کچھ
زور ہوئے رائے فیروز کے ملک پر ہلا کیا اور رائے فیروز اوسکے مقابلے مین مارا گیا فولاد نے سر اوسکا
کٹوا کر تبر ہندہ کو بھیجدیا اسی سال مبارک شاہ نے پھر لاہور اور ملتان کی طرف کوچ کیا جب
نواحی سامانہ مین پہنچا جسرت لاہور سے پہاڑون کی طرف اور شیخ علی اپنے ملک کو چلا گیا مبارک شاہ نے
لاہور اور جالندھر کو شمس الملک سے نکال کر نصرت خان گرگ انداز کے حوالہ کیا اور شمس الملک کی
ساری اہل و عیال کو لاہور سے دہلی مین بھیجدیا پھر خود بھی دہلی کو واپس آیا ۸۳۶ھ آٹھ سو چھتیس مین
مبارک شاہ نے پھر جسرت کے بندوبست کے لیے سامانہ کی طرف کوچ کیا تھا جب پانی پت مین پہونچا
تو اپنی والدہ مخدومہ جہان کے انتقال کی خبر سنی لشکر کو وہین چھوڑا اور خود تنہا دہلی کو واپس آیا دس روز تک
ماتم کی رسمین ادا کین بعد ازان لشکر مین جا ملا اور ملک یوسف سرور الملک کو تبر ہندہ کی طرف فولاد کی
گوشمالی کے لیے روانہ کیا اور لاہور اور جالندھر کو نصرت خان سے نکال کر ملک الہداد لودی کے
حوالہ کیا جب الہداد جالندھر کے قریب پہونچا جسرت نے بیاس ندی کو اوتر کر بجوارہ مین اوس سے
مقابلہ کیا اور ملک الہداد شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگا اسی سال مین مبارک شاہ نے
میوات مین جلال خان پر یورش کی اور وہان سے فوج گوالیار اور اٹاوہ کی طرف بھیجکر خود دہلی کو چلا آیا

[illegible] ... دسیری کے پاس شہر [illegible]

شہر مین سے بھی اکثر امیرون [illegible] لڑائی ہوتی رہی اس سال کے آخر مین

زیرک خان حاکم سامانہ نے [illegible] محمد خان پر مقرر ہوا محمد شاہ بادشاہ

اگرچہ بظاہر سرور الملک کا شریک تھا مگر دل سے مبارک شاہی امیرون سے ملا ہوا تھا سرور الملک بھی

اس امر سے مطلع ہو کر اوسکی فکر مین تھا چنانچہ آٹھوین محرم سنہ آٹھ سو اڑتیس مین سرور الملک

اور میران صدر کے بیٹے محمد شاہ کے قتل کے ارادے پر بادشاہی سراپردہ کے اندر گھس گئے

او بڑے بڑے عہدہ منصب حاصل کیے تھے اور کچھ اور حرام خور مسلمانون کو اپنا شریک کر کے بادشاہ کے
قتل کا ارادہ کیا ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس مین مبارک شاہ نے ایک شہر جمنا کے کنارے مبارک آباد کے
نام سے آباد کیا مگر حقیقت مین وہ نحوست آباد تھا اوسکی عمارتون کے اہتمام مین مصروف تھا کہ قلعہ سرہند
کے فتح ہو جانے کی نوید اور فولاد ترکبچہ کا سر حضور مین پونہچا بادشاہ اُسس خوشی مین پھولا نہ سمایا اور
جھٹ پٹ سرہندہ کو جا کر پھر مبارک آباد مین واپس آیا اسی سال مین خبر پونہچی کہ سلطان ابراہیم شرقی اور
الپ خان حاکم کالپی مین جسکا سلطان ہوشنگ خطاب تھا لڑائی ہو رہی ہے بادشاہ نے یہ سنکر
ہر طرف کو فرمان بھیجے کہ کالپی کے ارادے پر ہر جگہہ سے لشکر جمع ہو کر دہلی مین حاضر ہو ایک روز بادشاہ
اپنی عادت کے موافق دو چار آدمی ساتھ لیکر نئی عمارتون کے دیکھنے کو گیا اور نماز جمعہ کی تیاری مین تھا
استنے مین امیران صدر وغیرہ نمکحرام جو سرور الملک کے بہکانے سے ہمیشہ گھات مین رہتے تھے
کسی بہانے سے مبارک شاہ کے محل مین چلے آئے اور سدھپال کھوی کھتری کر پونے بادشاہ کو
شہید کیا یہ واقعہ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس مین واقع ہوا مبارک شاہ نے تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ روز حکومت کی

ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان کا

بعد شہادت مبارک شاہ کے اوسکا بھتیجا محمد شاہ جسکو مبارک شاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا
سنہ مذکور مین تخت سلطنت پر بیٹھا سرور الملک نے بھی بظاہر اوس سے بیعت کی مبارک شاہ نے
اوسکی ساری حرکتون سے چشم پوشی کر کے خان جہانی کا خطاب اور خلعت اوسکو عنایت کیا اور میران صدر
کو معین الملک کا خطاب دیا کمال الملک نے بھی جو سرور الملک کے ساتھ وزارت مین شریک تھا
محمد شاہ سے بیعت کی اور شہر سے باہر رہنا اختیار کیا مگر سرور الملک نمکحرام اپنے ارادون سے
باز نہ آیا اور جلوس کے دوسرے دن اوسنے بعضے مبارک شاہی غلامون کو کسی بہانے سے
پکڑ کر قتل کر ڈالا اور جاگیرین لوگون کو اپنی طرف سے تقسیم کرنا شروع کین چنانچہ بیانہ اور
امروہہ اور نارنول اور کہرام اور کئی پرگنے میان دواب کے سدھپال اور سدھارن
مبارک شاہ کے قاتلون کو دیے رانون سیہ غلام سدھپال کا بیانہ مین پونہچا اور اس فکر
مین تھا کہ قلعہ مین داخل ہو استنے مین یوسف خان اوحدی ہنڈون سے آپونہچا اور
رانون سیہ سے مقابلہ کر کے فتح پائی اور بہت سے اوسکے ساتھیون کو قتل کیا اور نہ

سنہ آٹھ سو پینتالیس مین محمد شاہ سامانہ کو گیا اور بہلول کو جسرت کے مقابلہ پر بھیجکر دہلی کو لوٹ آیا جسرت نے
بہلول سے سازش کر کے اوسکو یون بہکایا کہ تو دہلی کی سلطنت پر قبضہ کرے چنانچہ بہلول نے اسی خیال پر
آمادہ ہو کر اپنی برادری کے پٹھانون کو سب طرف سے بلا لیا اور کئی پرگنون پر زبردستی تصرف کیا اور بے
کسی سبب ظاہر کے محمد شاہ سے باغی ہو کر دہلی پر لشکرکشی کی اور مدت تک محاصرہ رکھا مگر نتیجہ کچھ نہوا اور بہلول
لوٹ گیا اس عرصہ مین محمد شاہ سخت بیمار ہوا اور دہلی سے بیس بیس کوس کے امیر بھی اطاعت سے
نکل گئے محمد شاہ نے اپنے بیٹے علاء الدین کو جو سکی جاگیر بداؤن مین تھی اور ان دنون مین پہاڑ کی طرف
شکار مین مشغول تھا بلا کر ولیعہد کیا بعد ازان سنہ آٹھ سو پینتالیس مین اس جہان فانی سے رحلت کی
اس بادشاہ نے چودہ برس اور چار مہینے سلطنت کی

ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اوسکی وصیت کے موجب علاء الدین اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور ملک بہلول نے
مع اور امیرون کے اوس سے بیعت کر لی لیکن چونکہ اوسکے باپ سے بھی زیادہ تغافل پایا سلطنت
کی خیال نے اوسکے جی مین پہلے سے بھی زیادہ جوش مارا سنہ آٹھ سو پچاس مین سلطان علاء الدین نے
بیانہ کا قصد کیا راستے مین کسی نے یہ خبر اوڑا دی کہ بادشاہ جونپور دہلی کے ارادہ پر آتا ہے علاء الدین نے
اس جھوٹی خبر کو تحقیق نکیا اور فوراً دہلی کو واپس آیا سنہ آٹھ سو اکاون مین بداؤن کو گیا اور اوسکی
سکونت کے لیے پسند کر کے ایک عمارت کی بنا ڈالی اور پھر دہلی کو آیا سنہ آٹھ سو باون مین ایک اپنے سالے کو
کوتوال اور دوسرے کو میر کوہ مقرر کر کے پھر بداؤن کو گیا ان دونون بھائیون نے بڑے فتنے
برپا کیے چنانچہ شہر والون نے اون دونون کو قتل کر ڈالا حسام خان عمدۃ الملک جو بادشاہ کے سامنے
حق بات بے تکلف کہدیا کرتا تھا اور اسی سبب سے بادشاہ کی نظرون سے گرا ہوا تھا بلکہ اپنے عہدہ سے
بھی معزول تھا اور حمید خان وزیر مملکت جو بادشاہ کی سیاست کے خوف سے بھاگ کر دہلی مین آیا تھا
ان دونون نے متفق ہو کر بہلول لودی کو بادشاہ بنایا اور اوسنے سرہند مین جا کر بادشاہی کا خطاب
اپنے لیے تجویز کر کے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور جمعیت کثیر اپنے ساتھ لیکر دہلی پر آ کر قابض ہوا اور وہان ایک
اپنا نائب چھوڑ کر دیبالپور کو گیا اور لشکر جمع کرنے کی فکر مین مصروف ہوا اور نفاق کے طور پر ایک عرضی
علاء الدین کو لکھی کہ مین آپکا فرمان بردار ایک غلام ہون اور آپ کی ہی خیر خواہی کے لیے مینے یہ سب کچھ کیا ہے

محمد شاہ نے فوراً کمال الملک کے پاس آدمی بھیجا مگر اوسکے خدمتگارون نے ہی سدھ الملک
اور پیران صدر کے بیٹون کو مار لیا اور باقی اور اونکے ساتھی اپنے اپنے گھرون مین بند ہوگئے
کمال الملک مع سب امیرون کے بعد اوس دروازے سے شہر کے اندر داخل ہوا سدھپال کمبخت جیسا
کہ ہندوون کا دستور ہے ساری اپنے گھر کی عورتون کو آگ مین جلا کر لڑائی مین مصروف ہوا آخر مارا گیا
اور سدھارن کانکو کو مع اور کھتریون کے پکڑ کر مبارک شاہ کے حظیرے کی قریب قتل کیا اور ملک ہشیار
اور مبارک کوتوال کو بھی اونھین کے ساتھ گردن مار دیا دوسرے دن کمال الملک وغیرہ سب امیرون نے
محمد شاہ سے از سرنو بیعت کی اور کمال الملک نے عہدہ وزارت اور ملک چمن بابلوانی نے غازی الملک کا
خطاب پایا اور بدایون کی قدیمی حکومت کے سوا امروہہ بھی اوسکی جاگیر مین اضافہ کیا گیا ملک الہداد نے
خود کوئی خطاب قبول نہین کیا مگر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلوایا اسکے بعد محمد شاہ کی سلطنت
مستقل ہوگئی اور کوئی خدشہ باقی نرہا سنہ ۸۴۰ آٹھسو چالیس مین محمد شاہ ملتان کا ارادہ کرکے چند روز
مبارکپور مین ٹھہرا رہا جب سب طرف کے امیر اوسکے پاس آکر جمع ہوگئے تو ملتان کو گیا اور وہان کے بزرگونکی
زیارت کرکے دہلی کو واپس آیا اسی سال مین سامانہ کی طرف کوچ کیا اور شیخا کھوکر کے مقابلہ پر فوج
متعین کی اور اوس ملک کو خراب کرکے دہلی کو لوٹا سنہ آٹھسو اکتالیس مین یہ خبر ملی کہ لنکاہ پٹھانون نے
ملتان مین سرکشی کی ہے اسی اثنا مین سلطان ابراہیم شرقی نے دہلی کے بعض پرگنات پر اپنا قبضہ کرلیا
گوالیار والے نے بھی زر مالگذاری ادا کرنا موقوف کیا محمد شاہ کی طرف سے سستی ہوئی ہر طرف فتنہ و
فساد قائم ہوگیا میوات کے خانزادون نے جو حسن خان میواتی کے باپ دادے تھے محمود خلجی کو
دہلی کی سلطنت کے لیے مالوہ سے بلایا سنہ آٹھسو چوالیس مین محمود دہلی پر پونہچا محمد شاہ نے
فوج آراستہ کرکے اوسکے مقابلہ کے لیے اپنے بیٹے سید علاء الدین کو شہر سے باہر بھیجا
اور ملک بہلول لودی کو اوس لشکر کے آگے آگے روانہ کیا محمود نے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین
اور مدان خان کو مقابلہ کے لیے بھیجا بڑی لڑائی ہوئی آخر کو صلح ہوگئی محمود نے اسکو غنیمت سمجھا
اور اوسنے ظاہر کیا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مالوے کی ملک پر تباہی آگئی ہے اسی بہانے سے
راتون رات مالوہ کی طرف کوچ کیا بہلول لودی نے اوسکا پیچھا کرکے بہت سامال و اسباب اوسکا
لوٹ لیا محمد شاہ نے اس فتح کے انعام مین بہلول لودی کو لاہور اور دیبالپور کا ملک جاگیر مین دیا

محمد شاہ شکست کھا کر قنوج کی طرف بھاگا بہلول اوسکے پیچھے پیچھے ہوا اسی سال [illegible] محمد شاہ کا بھائی
حسین خان تھا جو محمد شاہ کے امیروں کو [illegible] اور اوسکے [illegible]
علاقہ میں گنگا کے کنارے محمد شاہ کو قتل کیا بعد ازان سلطان حسین نے بہلول کے چچا قطب خان کو
جونپور سے بلاکر گھوڑا اور خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور اوس سے صلح کر لی اور
جونپور سے قنوج کی طرف کوچ کیا بہلول نے بھی اوسکے بھائی جلال خان کو جو قطب خان کے عوض میں رکھا
تھا بہت تعظیم و تکریم سے سلطان حسین کے پاس بھیجدیا کئی سال کے بعد پھر سلطان حسین نے چندوار کی
حد پر بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو یہ ٹھہرا کہ تین برس تک صلح رکھیں اور اوسکے بعد پھر لڑین گے اسی عرصہ میں
احمد خان جلوانی حاکم بیانہ نے سلطان حسین کے نام کا خطبہ پڑھا جب مدت صلح کی گذر چکی تو سلطان حسین
ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی ساتھ لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا بھتوارہ کی حد پر مقابلہ ہوا آخر کو پھر فریقین میں صلح
ہوگئی اور سلطان بہلول دہلی کو اور سلطان حسین جونپور کو چلے گئے سات منزل کے فاصلہ پر
ان دونون بادشاہوں کی حکومت تھی [illegible] تھوڑے فاصلہ سے خالی تھی اسی سال میں سلطان علاؤالدین [illegible]
جسکی بیٹی ملکہ جہان سلطان حسین کے نکاح میں تھی بدایون میں انتقال کر گیا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا [illegible]
اور سلطان حسین ملک پر قابض [illegible] بعد انتقال سلطان علاؤالدین کے سلطان [illegible]
اور اوس ملک کو بھی علاؤالدین کے بیٹوں کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف میں کر لیا [illegible]
اور تاتار خان وہان کے حاکم کو قید کر کے سلطان [illegible] بڑا بھاری لشکر بہت سے [illegible]
لیکر ماہ ذی الحجہ سنہ اٹھہتر [illegible] گنگا کے کنارے [illegible]
منزل کی سلطان بہلول [illegible] اور خان جہان سے
میرٹھ سے بلاکر سلطان حسین کے مقابلہ پر بھیجا اس مرتبہ بھی قطب خان [illegible]
پڑکر صلح اس طور پر ٹھہری کہ گنگا کے اس کنارے تک سلطان حسین اور اوس کنارے تک
سلطان بہلول کا قبضہ رہے جب اس صلح پر رضامند ہوکر سلطان حسین اپنے ملک کو لوٹا تو صلح کے
اعتماد پر بہت سا مال و اسباب منزل پر چھوڑ دیا مگر سلطان بہلول نے دغا دی اور وہ سارا مال اسباب
لوٹ لیا اور کچھ خزانہ بھی جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر لدا ہوا تھا سلطان بہلول کے ہاتھ لگا اور قاضی سماء الدین
مخاطب بہ قتلغ خان جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا اور اسی طرح کل چالیس امیر سلطان حسین کی طرف کے

[illegible] بادشاہی کا بھین

[illegible] سے آکر لڑائی

[illegible]

سلطان بہلول [illegible]

اتفاق سے [illegible]

دہلی پر قبضہ کر لیا تھا [illegible]

تھوڑے دنون کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible] سلطان [illegible]

مارا گیا آخر سلطان محمد [illegible]

اٹاوہ تک آیا آخر اس [illegible]

وہ سلطان بہلول [illegible]

شمس آباد [illegible]

بہلول کو حوالہ کر دیا [illegible]

برسات کے بعد بہلول نے شمس آباد [illegible]

[illegible] اور شمس آباد [illegible] بہلول سے لڑنے لگا

مگر اسی عرصہ مین اوسکا انتقال ہو گیا اور اوسکا بیٹا محمد شاہ جونپور کا بادشاہ ہوا اور وہی صلح پر جو پہلے [illegible]

راضی ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا مگر بہلول کا چچا قطب خان محمد شاہ کی قید مین پھنس گیا

اس سبب سے بہلول نے اپنے عہد سے منحرف ہو کر دوبارہ محمد شاہ پر لشکر کشی کی یہ سنکر محمد شاہ بھی چلا

اور شمس آباد کو ہندوون سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا راپری کی حد پر بہلول سے مقابلہ ہوا آخر

صلح و مدارا کی باتین بنائی ہے اسکے بعد سلطان بہلول نے اپنے بیٹے باربک شاہ کو اوسکی مدد کیواسطے
بھیجا اور خود بھی پیچھے سے جونپور کو روانہ ہوا سلطان حسین گھبرا کر بہار کو چلا گیا جب بہلول قصبہ بدایون
مین پہونچا تو قطب خان کے وفات کی خبر پہونچی بہلول اوسکی تعزیت کے مراسم ادا کرکے جونپور مین آیا
اور باربک اپنے بیٹے کو جونپور کے تخت پر بٹھا کر کالپی کو آیا اور اوس ملک کو اپنے بھتیجے اعظم ہمایون کے
جسکا نام اصلی خواجہ بایزید تھا حوالہ کیا اور خود دھولپور آیا وہان کے راجہ سے کئی لاکھ سونا پیشکش لیا
پھر باری مین ہوکر پانچ روز مقام کیا [illegible] اور اوس ملک کو غارت کرکے دہلی مین آیا تھوڑے
دنون کے بعد حصار فیروزہ کی طرف گیا [illegible] وہان مقام کرکے پھر دہلی مین آیا اسکے گوالیار کی طرف
کوچ کیا اور وہان کے حاکم راجہ مان سے اسی لاکھ تنکے جو اوسوقت مین رائج تھے پیشکش لیے اور وہ ملک
کی حکومت اوسی کو دیکے اتاوہ مین آیا اور وہان سے دہلی کا قصد کیا جب قصبہ سکیٹ مین پہونچا تو بیمار
ہو گیا اور سنہ آٹھ سو چورانوے ہجری مین وفات پائی اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور آٹھ دن
سلطنت کی قطعہ تاریخ

خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول	بہشتصد و نود و چار رفت ز عالم
چو تیغ ملک ستان بود لیک وقت اجل	نبود مجال بشمشیر و خنجر بے قول

ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول کا

جب سلطان بہلول کے بیٹے نظام خان کو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو فوراً دہلی سے کوچ کرکے
قصبہ جلالی مین لشکر سے آملا اور باپ کی نعش دہلی کو روانہ کی اور جمعہ کے دن سلطان فیروز کے کوشک
مین جو کالی ندی کے کنارے پر بنا ہوا ہے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا
مشہور ہے کہ دہلی سے چلتے وقت حضرت شیخ سماء الدین کنبو کی خدمت مین حاضر ہوا یہ حضرت شیخ جمالی کے
پیر تھے اور اس زمانہ مین بڑے عالمون اور بزرگون مین سے تھے شاہزادہ نے صرف ہوائی کے
سبق کے بہلانے سے اَسعَدَكَ اللّٰه کے معنی پوچھے جب اونھون نے فرمایا کہ نیکبخت کرے تجھکو اللہ
تعالی تو شاہزادے نے عرض کیا کہ تین مرتبہ یہی لفظ زبان مبارک سے فرمائیے جب شیخ ممدوح نے تین مرتبہ
اس لفظ کی تکرار کی تو شاہزادے نے اوٹھکر عرض کیا کہ میرا مطلب حاصل ہو گیا اور شیخ سے اپنے
حق مین دعا لیکر لشکر کی طرف متوجہ ہوا جب سلطان سکندر کی سلطنت مستقل ہو گئی تو دہلی سے
راپری اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور سات مہینے اوسی ملک مین رہکر اسمعیل خان نوخانی سے صلح کر لیے

بہلول کی قید مین پھنس گئے بہلول نے قتلغ خان کو طوق و زنجیر پہنا کر قطب خان کے حوالہ کیا اور خود
سلطان حسین کا تعاقب کرتا ہوا میان دو آب مین شمس آباد تک گیا شمس آباد پہلے سلطان حسین کے قبضہ مین تھا
اب اوسے پھر بہلول نے قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کیا یہ واقعہ سنہ آٹھ سو چوراسی ہجری مین ہوا اور [illegible] اس
سال کی تاریخ ہے جب سلطان حسین نے دیکھا کہ بہلول اوسکا پیچھا نہین چھوڑتا تو راپری کی حد پر مقابلہ پر آمادہ ہوا
پھر وہان صلح ہو گئی اور یہ ٹھہرا کہ فریقین اپنے اپنے قدیمی ملکون پر قابض ہو جاوین اس صلح کے بعد
سلطان حسین نے شمس آباد کے علاقہ مین پھر جمعیت اکھٹی کر کے سلطان بہلول پر حملہ کیا موضع
سونہار کے قریب بڑی لڑائی ہوئی لیکن سلطان حسین نے شکست کھائی اور بہت سا مال غنیمت لودیون کے
ہاتھ آیا اور اس فتح سے اونکی قوت بہت بڑھ گئی اسی عرصہ مین خان جہان کا دہلی مین انتقال ہو گیا اس سبب
تقریب سے سلطان بھی دھوپا مؤ سے دہلی مین آیا اور اوسکے بیٹے کو خان جہان کا خطاب دیکر پھر راپری مین آیا سلطان حسین نے پھر
اور پھر فتح پائی بھاگتے وقت سلطان حسین کے کچھ عیال و اطفال دریا مین ڈوب گئے سلطان حسین بھاگ کر گوالیار کی
طرف گیا اودھر قوم بھدوریہ کے مفسدون نے بھی اوسکی فوج کو خوب لوٹا راجہ کیرت سنگھ حاکم گوالیار نے اوسکی اطاعت
اختیار کی اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی و اونٹ اور گھوڑے اور ڈیرے بطور پیشکش کے دیے اور بہت سی فوج ساتھ کر کے
کالپی تک خود بھی ساتھ گیا سلطان بہلول بھی پیچھا کرتا ہوا وہین پہونچا کالپی کے حدود پر فریقین مین لڑائی ہوئی
بہت مدت تک مقابلہ رہا اس اثنا مین راے تلوک چند حاکم بکسر سلطان حسین کی خدمت مین آیا اور اوسکے
لشکر کو ایک مقام پر گنگا پایاب اوتروادی پھر سلطان حسین مقابلہ کی قوت نپا کر پٹنہ کو چلا گیا وہان کا راجہ
استقبال کو آیا اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی پیشکش دیکر اوسکو جونپور تک پہونچا دیا پھر بہلول نے جونپور
کی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان حسین جونپور کو چھوڑ کر بہرایچ کے راستہ سے قنوج مین آیا اور وہان رہب کے
کنارے سلطان بہلول سے مقابلہ کیا مگر پھر اپنی عادت کے بموجب شکست پائی اس مرتبہ سارا اوسکا
سلطنت کا سامان لودیون نے لوٹ لیا اور اوسکی حرم ملکہ جہان بی بی خونزا جو علاء الدین کی بیٹی تھی گرفتار
ہو گئی بہلول نے اوسکو بڑی تعظیم اور عفت کے ساتھ رکھا اور جب بہلول پھر جونپور کی طرف متوجہ ہوا
تو بی بی خونزا کسی حیلہ سے چھوٹ کر اپنے شوہر کے پاس پہونچی سلطان بہلول نے جونپور مین آکر اپنا
قبضہ کر لیا اور مبارک خان نوحانی کو سپرد کر کے بداون مین آیا اوسوقت سلطان حسین موقع پا کر پھر جونپور
مین داخل ہوا بہلول کے امیر جونپور کو چھوڑ کر مجھولی مین قطب خان کے پاس چلے گئے اور سلطان حسین کچھ

یہ خبر سلطان حسین شرقی کو [illegible] سلطان حسین [illegible] جمعیت فراہم کر کے ادھر کا قصد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نام بھی [illegible]

[illegible] سلطان [illegible]

اسکے بھائی باربک شاہ بادشاہ جونپور کے پاس بھیجا اور خود عیسی خان حاکم پتیالی پر یورش کی عیسی خان
مقابلہ مین زخمی ہوکر اطاعت قبول کرلی مگر اوسی زخم کے صدمہ سے انتقال کیا پتیالی کا راجہ گنیش بھی
جو باربک شاہ سے موافق تھا سکندر سے آملا چنانچہ سکندر نے پتیالی کی حکومت اوسی پر بحال رکھی باربک شاہ
جونپور سے قنوج مین آیا دونون فریقون مین لڑائی ہوئی اس لڑائی مین مبارک خان نوحانی باربک کا طرفدار اسیر گرفتار
ہوگیا باربک بھاگ کر بدایون کو گیا سکندر نے اوسکا بھی محاصرہ کرلیا باربک مجبور ہوکر حاضر ہوگیا سکندر اوسکے
ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا اور اوسکی تسلی کرکے اپنے ساتھ جونپور کو لے گیا اور بدستور سابق حکومت
شرقی اوسکے حوالہ کی لیکن اودھر کے سب پرگنے اپنے امیرون کو تقسیم کردیے اور ہر جگہ فوج اپنی متعین
کردی کالپی کو بھی اعظم خان ہمایون سے نکال لیا پھر چھترہ مین آیا اور وہان سے گوالیار مین پہنچا اور خواجہ محمد
فرملی کو مع خلعت خاص کے اپنا وکیل بناکر راجہ مان کے پاس بھیجا راجہ نے بھی اپنے بھتیجے کو بادشاہ کے پاس
بھیجا اور اطاعت اختیار کی اور اوسکا بھتیجا بیانہ تک بادشاہ کے ہمراہ گیا سلطان شرف حاکم بیانہ جو سلطان احمد
جلوانی کا بیٹا تھا حاضر ہوا اور اوسکا یہ ارادہ تھا کہ قلعہ کی کنجی بھی سکندر کے وکیلون کے سپرد کردیگا مگر پھر
اوسکی راے بدل گئی اور بیانہ مین جاکر قلعہ کو بند کرلیا پھر سلطان سکندر آگرہ کو گیا ہیبت خان جلوانی جو
سلطان اشرف کے متعلقون مین سے تھا آگرہ کے قلعہ مین بند ہوگیا سکندر نے چند امیر آگرہ مین چھوڑے
اور خود بیانہ کو چلا گیا سنہ آٹھ سو ستانوے مین سلطان اشرف نے مجبور ہوکر پناہ مانگ لی اور بیانہ کا
قلعہ سکندر کو حوالہ کیا سکندر نے وہ ملک خان جہان فرملی کو عطا کیا اسی سال مین جونپور مین بچگوتی
قوم نے قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے جمع ہوکر فساد برپا کیا بادشاہ یہ سنکر اوس طرف گیا باربک نے بھی
اوس طرف سے آکر ملاقات کی وہان سے اودھ مین جاکر کچھ دنون سیر و شکار مین مشغول رہا پھر جونپور کو
گیا اور چنار کے قلعہ پر پہنچا سلطان حسین شرقی کے امیر اوس قلعہ مین تھے اون سے مقابلہ ہوا
آخر سکندر نے اونکو شکست دی اور اوسکے محاصرے کا خیال نکرکے بارئیل مین جو الہ آباد کے قریب
ہے آیا اور اوس ملک کو بالکل خراب کرکے کڑہ اور مانکپور کے راستے سے دلمؤ کو گیا اور وہان سے
شمس آباد مین آیا اور چھ مہینے تک وہان رہا پھر سنبھل کو گیا اور وہان سے پھر شمس آباد کو لوٹ گیا
اور برسات کے بعد سنہ نوسو مین پٹنہ کو روانہ ہوا اور وہان کے مفسدون کی خوب گوشمالی کرکے جونپور
مین آیا اسی سفر مین گھوڑے اسقدر تلف ہوے کہ دس مین ایک زندہ رہا پٹنے وغیرہ کے زمیندارون

تمام پہاڑ بھی لرز گئے اور بڑی بڑی عمارتیں گر گئیں جا بجا [illegible] کی درخت اپنی اپنی جگہ سے اوکھڑ وہ [illegible]
لوگ اوس زلزلہ کو دیکھکر یہ سمجھتے تھے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور [illegible] پر [illegible] وغیرہ سے ایسا معلوم ہوتا کہ [illegible] زلزلہ
ہندوستان سے بھی خاص [illegible] [illegible] قیامت بھی [illegible] ہی تھا اتفاقی اس
حادثہ کی تاریخ سے قتل [illegible] [illegible] اگر [illegible] سلطا
یا [illegible] [illegible] [illegible] زلزلہ [illegible] [illegible] سلطان سکندر
نے قلعہ اونٹ گڈہ کا محاصرہ کیا [illegible] اوسکی طرف کے [illegible] [illegible] قلعہ کو
فتح کر کے چھوڑا [illegible] [illegible] [illegible] کے
خود جلد [illegible] تمام وہاں [illegible] [illegible] [illegible] طرف
توجہ کی راستے میں جلال خان لودی نے جو بہت [illegible] [illegible]
ملاحظہ کی سکندر نے یہ فوج جمع کرنا اوسکا ناگوار ہوا [illegible] [illegible]
قید کر کے قلعہ [illegible] [illegible] بھیجدیا مرور والوں نے [illegible] [illegible]
اور احاطہ قلعہ [illegible] [illegible] کے سبب ہوا [illegible] [illegible]
سکندر [illegible] سلطان سکندر نے [illegible]
[illegible] خانخانان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
میں سکندر لودی نے کوچ کر کے ہنکات میں آیا [illegible] [illegible] انا للہ
وانا الیہ راجعون [illegible] اس سال کی تاریخ [illegible] [illegible] سلطان ناصر الدین [illegible]
اپنے نانا سے خائف ہو کر سکندر کے پاس پناہ لایا چندیری [illegible] اسکی جاگیر میں [illegible] شہزادہ
جلال خان کو حکم ہوا کہ ہر طرح اوسکا [illegible] سے اسی سال میں آگرہ [illegible]
عمارتیں اور باغ تیار کرائی تا کہ اسکا رکھیل کر وہاں آرام لیا کرے اس [illegible] [illegible]
بھی اس سبب سے کہ اوسکی ساری توجہ سلطان سکندر سے [illegible] [illegible]
سلطان سکندر کے نام کا اپنے [illegible] میں جاری کیا [illegible] [illegible] کے
میں آگیا خانخانان فرملی کے بیٹے سلیمان کو اونٹ گڈہ کی مہم میں سلطان سکندر نے نوہر کی طرف
متعین کیا تھا اور اوسنے قبول نا کیا تھا اس جرم میں سکندر نے اس سال میں اوسکو خدمت سے

مطلع کر دیا چنانچہ سکندر نے اون سب امیرون کو حکمت عملی سے متفرق کر دیا ۹۰۵ھ مین سکندر
سنبھل کو آیا چار برس تک وہان مقام کیا اور اوقات اپنی عیش و عشرت اور سیر و شکار مین بسر کی
سنہ ۹۰۲ نو سو دو مین اصغر حاکم دہلی نے بغاوت کی سکندر نے سنبھل سے خواص خان حاکم
ماچھی وارہ کے نام فرمان بھیجا کہ اصغر کو گرفتار کر کے حضور مین بھیجا جائے مگر اصغر اس سے پہلے
خود ہی سنبھل مین آ حاضر ہو گیا اور خواص خان دہلی کا حاکم مقرر ہوا اسی سال مین خانخانان فرملی
حاکم بیانہ کی وفات ہوئی پھر یون وہان کی حکومت احمد اور سلطان اوسکے بیٹون کو ملی پھر وہ دونون
حضور مین بلائے گئے اور وہ قلعہ خواص خان کے حوالہ ہوا صفدر خان نے آگرہ مین ...
خواص خان نے عالم خان حاکم میوات اور خانخانان نوحانی کی مدد سے دھولپور پر یورش کی
وہان کے راجہ نے مقابلہ کیا اس لڑائی مین مسلمان بہت شہید ہوئے سکندر یہ سنکر جلد دھولپور
تک پہونچا تب مانکدیو راجہ دھولپور قلعہ چھوڑ کر گوالیار کو بھاگ گیا اور اوس ملک مین غارتگری ہر روز
کی سکندر ایک مہینہ تک وہان رہا پھر گوالیار کی طرف متوجہ ہوا آدم لودی کو وہان چھوڑ کر چنبل ندی کو
اوتر گیا اور ہیندی کے کنارے منزل کی وہان کی آب و ہوا خراب تھی اسلیے لشکر مین وبا پھیل گئی گوالیار کے
راجہ نے بھی صلح کر لی اور سعید خان اور بابو خان اور رائے گنیش وغیرہ امیرون کو جو بادشاہ سے خوف کر
بھاگ کر گوالیار مین پناہ لیے گئے تھے اپنے قلعہ سے نکالدیا اور اپنے بڑے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت
مین بھیجا چنانچہ بادشاہ نے گھوڑا اور خلعت دیکر اوسکو واپس کیا اور خود آگرہ کی طرف توجہ کی دھولپور
کی حکومت پھر راجے مانکدیو کو عطا کی برسات بھر آگرے مین رہا سنہ نو سو دس مین قلعہ مندرایل کی
طرف متوجہ ہوا راجہ مندرایل نے امن مانگ کر قلعہ خالی کر دیا سکندر نے قلعہ مین داخل ہو کر
وہان کے سارے بتخانے توڑے جب وہان سے لوٹا تو دھولپور کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا پھر آگرہ
مین آیا اور سب امیرون کو اپنی اپنی جاگیرون پر رخصت کیا اسی سال مین سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ
علیہ نے وفات پائی یہ بڑے ولی کامل تھے اور انہون نے امام مہدی ہونے کا بھی دعوی کیا تھا
سفر حج سے لوٹتے وقت شہر فرہ مین جان بحق تسلیم کی قاضی حسین زرگر قندھاری نے انکی یہ تاریخ لکھی ہے
ع گفتا کہ روز شیخ کن استغفار + اور شیخ مبارک نے لفظ مہدی مادہ تاریخ نکالا تاریخ
تیسری ماہ صفر سنہ نو سو گیارہ مین تمام ہندوستان مین ایسا زلزلہ آیا کہ جسکے صدمے سے

ملتان خراب ہوگئی تو یہ دونون ہندوستان مین تشریف لائے اوراس ملک مین علم معقول کو
ان دونون نے رواج دیا اس سے پہلے فقط شرح شمسیہ اور شرح صحائف کا منطق اور کلام مین
یہان رواج تھا استادون سے سنا ہے کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردان مین سے چالیس آدمیون سے
زیادہ عالم متبحر ہوگئے میان لادن اور جمال خان دہلوی اور میان شیخ گوالیاری اور میران سید جلال
بدایونی بھی اونھین مین سے تھے مشہور ہے کہ سلطان سکندر شیخ عبد اللہ کے درس کے وقت
آتا تھا اور چپکا ایک کونہ مین بیٹھ جاتا تھا تاکہ طالب علمون کے سبق کا حرج نہو جب وہ درس سے
فارغ ہوتے تھے اوسوقت سلام علیک کیا کرتا تھا اور پھر دونون اوسکی صحبت مین بیٹھا کرتا تھا
شیخ عزیز اللہ طلبنی بھی بڑے صاحب ارشاد و ہدایت تھے مشکل کتابین بے دیکھے ہوئے
پڑھاتے تھے اکثر لوگون نے امتحان کے طور پر مشکل سوال اون سے پوچھے ہین اور شیخ نے
فی البدیہہ حل کر دیے ہین انکے شاگردون مین سے ایک میان حاتم سنبھلی تھے جنھون نے سنا ہے
اپنی عمر مین بیس بار سے زیادہ شرح مفتاح اور چالیس بار مطول اول سے آخر تک پڑھائی تھی
دوسرے شیخ الہدیہ جونپوری تھے جنکی تصنیفات بہت مشہور ہین منجملہ اونکے ایک [illegible]
حاشیہ ہندی عبارت مین لکھا ہے اور کافیہ کی شرح کی بھی تعریف نہین ہوسکتی [illegible]
حواشی لکھے ہین وہ اب تک درس مین ہین سلطان سکندر نے سب عالمون کو جمع کرکے ایک طرف
شیخ عبد اللہ و شیخ عزیز اللہ اور دوسری طرف شیخ الہدیہ اور اونکے بیٹے بھکاری کو مناظرہ کے واسطے
مین مقابل کیا آخر معلوم ہوا کہ شیخ عبد اللہ اور شیخ عزیز اللہ تقریر مین اور شیخ الہدیہ اور اونکے
بیٹے تحریر مین لاجواب تھے شیخ عبد اللہ نے سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس مین وفات پائی اُولٰئِکَ لَہُمُ الدَّرَجَاتُ
الْعُلٰی اونکے انتقال کی تاریخ ہے اور اوس زمانے کے شاعرون مین سے ایک شیخ جمالی کنبوہ
دہلوی تھے اکثر سلطان سکندر اونکو اپنے شعر سنایا کرتا تھا اور شیخ جمالی بہمہ صفت موصوف تھے
سیر بھی جہان کی اونھون نے بہت کی تھی اور مولوی جامی صاحب کی خدمت مین بھی مدتون
رہے تھے اور اون سے اپنے شعرون مین اصلاح لی تھی یہ کلام اونکا ہے ؎ مارا ز خاک کویت پیراہنی ست بر تن

وانہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

ایضاً

عشق را طی لسانی ست کہ صد سالہ سخن
دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید

یہ غزل بھی اونکی ہندی طرز پر پڑھنے کی ہے ؎

منزل کیا [illegible] تیار کیا چنانچہ اوسنے وہین جاکر سکونت
قبول کی اور چونکہ سلطان [illegible] سلطنت مین سست آگیا اس سبب سے محبت خان مالوہ کا
[illegible] سلطان سکندر کے [illegible] خطبہ سلطان سکندر کے نام کا
پڑھا [illegible] سلطان سکندر سے محمد سلطان ناصر الدین
مالوی کے [illegible] کے حوالہ کیا
[illegible]
[illegible]
[illegible] شاہزادہ دولت خان
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور مخلص تھا
[illegible] وہان سے سیر کرتا ہوا
قصبہ [illegible] مین آیا اور وہان سے [illegible] کے دن [illegible] سنہ نوسو تیئیس
مین جہان فانی سے رحلت کی [illegible] اوسکی تاریخ ہوئی اس بادشاہ نے
اٹھائیس برس اور پانچ مہینے سلطنت کی یہ بادشاہ شاعرون سے بہت صحبت رکھتا تھا اور خود
گلرخی تخلص [illegible] پر لکھا تھا اسی سبب سے
شیخ جمالی سے اوسکو [illegible] بادشاہ کی تصنیفات مین سے [illegible]
[illegible]
گلرخ [illegible] + [illegible]
تا چاک [illegible] + [illegible]
مگر ساری [illegible] لکھا ہے
دل خون شدی [illegible] + اور اوس زمانے کے بڑے
عالمون مین سے شیخ عبداللہ طلنبی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلنبی سنبھل مین تھے جب

جلال خان کے نکالنے کے لیے بھیجی جلال خان مضطر ہو کر گوالیار کو بھاگا اس عرصہ مین سب سکندری
امیرون نے جو باعث تزلزل سلطنت کے ہوئے تھے سلطان ابراہیم کی اطاعت قبول کی مگر
ابراہیم کو میان بھوہ سے جو سکندر کے زمانہ کا بڑا نامی امیر اور اوسکا وزیر و مشیر تھا دلی رنج پیدا ہو گیا
چنانچہ اوسکو طوق و زنجیر پہنا کر ملک آدم کے حوالہ کیا اور اوسکے بیٹے کو باپ کا منصب عطا کیا
میان بھوہ کا قید مین ہی انتقال ہوا پھر سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون سروانی حاکم کڑہ کو تیس ہزار سوار
اور سو ہاتھی دیکر گوالیار کی تسخیر کے لیے بھیجا جلال خان وہان سے بھاگ کر مالوہ مین سلطان محمود مالوی کے
پاس گیا جب بادشاہی فوج گوالیار پہونچی تو راے مان سنگہ کا بیٹا راے بکرماجیت جو باپ کو قتل کر کے
گوالیار کا حاکم بن بیٹھا تھا مقابلہ کی قوت نلا سکا اور قلعہ کی حفاظت اچھی طرح نہ ہو سکی قلعہ بادل گڈہ جو
گوالیار کے قلعہ کے نیچے ایک بڑی عمارت تھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا وہان سے ایک کانسی کی
مورت تھا جسکی ہندو پرستش کیا کرتے تھے اعظم ہمایون نے اوسکو آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس
بھیجدیا اور سلطان ابراہیم نے اوسکو دہلی مین بھیجکر شہر کے دروازہ پر ڈالدیا اور اوس مورت کو
اس کتاب منتخب التواریخ کے جمع ہونے سے دس برس پہلے فتحپور مین اوٹھا لائے تھے مصنف
صاحب نے بھی اوسکو دیکھا تھا اور ناقوس اور گھنٹا وغیرہ اوس پر بجایا جاتا تھا اس زمانہ مین سلطان ابراہیم
کی امیرون سے بدظن ہو کر اکثر کو قید کر کے ادھر ادھر بھیجدیا جلال خان اور محمود مالوی مین بھی موافقت
نہ آئی تب جلال خان وہان سے بھاگ کر گڑھ کتنگہ کو چلا گیا اور وہان اوسکو گونڈون کی جماعت نے
پکڑ کر سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ ہانسی مین اور
شاہزادون کے ساتھ مقید رکھین مگر کسی نے راستے مین ہی اوسکو شہید کر دیا اعظم ہمایون گوالیار
قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ فتح ہو جاوے استے مین بادشاہ کا فرمان پہونچا اور وہ
حکم کے بموجب اوس قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر آگرہ مین آیا سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون اور اوسکے
بیٹے فتح خان کو قید کر لیا اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے اسلام خان کو سارا باپ کا مال ہاتھ آیا
اور اوسنے اوسکی قوت پر کڑہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے اکثر اودھر کے امیرون کو اپنا شریک
کر لیا اور احمد خان حاکم کڑہ سے مقابلہ کر کے اوسکو شکست دی سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون لودی
کے بھائی احمد خان کو ایک بڑے گروہ اور جتھے کا آدمی سمجھ کر اور بہت سے نامی سردار مثل خانخانان فرملی وغیرہ کے

طال شوقی ایے منازلکم ایھا النازلون عن نظری روز و شب مونس خیال شماست
فاسئلوا عن جنبیا کم خبری
شیخ جمالی نے ایک تذکرہ سیر العارفین نام ہند کے بزرگون کے
حال مین لکھا ہے مگر سقم اور تناقض سے خالی نہین شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے
ذکر سے شروع کیا ہے اور شیخ سماء الدین کنبوی دہلوی کے ذکر پر ختم کیا ہے اور سوای اسکے
اور بھی نظم و نثر مین اونکی کتابین ہین دیوان اونکا آٹھ نو ہزار شعرون کا مشہور ہے

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کا

بعد انتقال سلطان سکندر کے سلطان ابراہیم اوسکا بیٹا امیرون کے اتفاق سے سنہ نوسو تئیس
مین آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا شاہزادہ جلال خان بھی جسکو سلطان سکندر نے جونپور کا
حاکم مقرر کیا تھا سلطنت کے نام سے موسوم ہوا اسی عرصے مین خان جہان خان نوحانی حاکم
راپری آگرہ مین آیا اور اوسنے سب امیرون کو جلال خان کے سلطنت مین شریک کر دینے پر بڑی
ملامت کی اور سب پورب کے امیرون کے نام فرمان جاری ہوئے کہ جلال خان کو پکڑ کر درگاہ
مین حاضر کرین جلال خان جونپور سے کالپی مین آیا اور وہان بڑی جمعیت اکٹھی کر کے سکہ و
خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کیا اعظم ہمایون سروانی چندے
جلال خان کا شریک رہا بعد ازان سلطان ابراہیم کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان ابراہیم نے
اسمعیل خان اور حسین خان وغیرہ شاہزادون کو جو قید تھے قلعہ ہانسی مین بھیجدیا اور سب کے لیے
کھانا اور کپڑا اور دو دو خدمتگار مقرر کیے بعد ازان سلطان ابراہیم پورب کی طرف کوچ کر کے
بھون گانون تک پہونچا اور اوس ملک کو بالکل پاک صاف کر کے قنوج مین آیا اور بہت سے امیرون کو
جلال خان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جلال خان نے تیس ہزار سوار اور کئی حلقے ہاتھیون کے ساتھ لیکر
آگرہ کی طرف کوچ کیا ملک آدم کاکر سلطان ابراہیم کی طرف سے آگرہ کی حفاظت کے لیے آیا اور
کئی اور امیر بھی اوسکی مدد کے لیے پہونچے سب نے باتین بنا کر جلال خان سے یہ گفتگو کی کہ تو سامان
بادشاہی سلطان ابراہیم کے حوالہ کر دے تو ہم تیری تقصیرین معاف کرا کے کالپی کو جاگیر مین دلا دین
جلال خان نے یہ بات قبول کی اور فوراً چتر آفتاب گیر اور نقارہ وغیرہ ملک آدم کے سپرد کیا چنانچہ
اوسنے حدود اٹاوہ مین بادشاہ کے سامنے پیش کیا سلطان اوس صلح پر راضی نہوا اور فوج

اٹھوین رجب سنہ مذکور مین سلطان ابراہیم نے فوج کو درست کر کے میدان مین صف باندھی بابر شاہ نے بھی
بڑی شان و شوکت سے اپنی فوج کو ترتیب کیا اور یہ تجویز کی کہ داہنی طرف سے امیر قرا قوزچی اور امیر شیخ علی قوچین
اور بائین جانب سے ولی قزل اور بابا قشقہ تمام مغلون کی جماعت کو ساتھ لیکر دو ٹکڑے ہو کر مخالفون کے
پیچھے سے حملہ کرین اور باقی فوج میمنہ میسرہ کی اور لشکر امیر محمدی کوکلتاش اور امیر یونس علی اور امیر شاہ منصور
برلاس وغیرہ کا سامنے سے لڑین اور چونکہ پٹھانون کا داہنی طرف زیادہ ہجوم تھا امیر عبد العزیز بھی حسب الحکم
اوسی طرف گیا اور یکبارگی مخالفون کے لشکر پر تیرون کا مینہ برسایا بڑی سخت لڑائی ہوئی کشتون کے
پشتے لگ گئے خون کی ندیان بہنے لگین مصنف لکھتے ہین کہ اس [illegible] یہانتک کہ اوس لڑائی کو مدت ہوئی
گذری لیکن آج تک راتون کو اوس میدان سے مار مار کی آواز آتی ہے اور ایک دفعہ سنہ نو سو [illegible]
مین صبح کے وقت لاہور سے فتح پور کو جاتا تھا اوسی میدان سے گذرا چارون طرف سے یہی آواز سنی اور
جو لوگ ہمراہ تھے اونکو یہ شبہ ہوا کہ شاید کوئی غنیم آ پہنچا القصہ اس لڑائی مین سلطان ابراہیم کا بھی سر
کاٹ کے بابر شاہ کے سامنے پیش کیا [illegible] پانچ ہزار آدمیون کا اوسی جگہ
ڈھیر ہوا بابر شاہ بعد اس فتح کے اوسی دن دہلی مین داخل ہوا اور [illegible]
کو بہت سے امیرون کے ساتھ آگرہ کی طرف بھیجا اور سارا خزانہ سلطان ابراہیم کا جو حد سے زیادہ تھا
اپنے قبضے مین کر کے سپاہیون پر تقسیم کر دیا یہ واقعہ سنہ نو سو بتیس مین ہوا اور [illegible]
بدایونی نے لکھی ہے اب پٹھانون کی سلطنت تمام ہوئی اور [illegible] کی بادشاہت شروع ہوئی

سلطان ابراہیم نے نو برس سلطنت کی

ذکر سلطان ظہیر الدین محمد بابر کا

بعد ازان بابر بادشاہ نے تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے زینت بخشی اور بڑی سخاوت و کرم کو
کام فرمایا اور اس فتح کی شکر مین سمرقند اور کاشغر اور عراق اور خراسان کے لوگون کو انعام بھیجے اور مکہ
معظمہ اور مدینہ منورہ اور بزرگون کے مزارون پر نذرین روانہ کین اور سارے بدخشان اور کابل کے
باشندون کے لیے جدا جدا زر نقد ہندوستان کے خزانون کا روانہ کیا سارا ہندوستان اوسکے
لطف و کرم سے گلزار ہو گیا ہر چند بابر نے ہندوستانی امیرون کی بڑی تسلی کی مگر وہ اچھی طرح اطاعت قبول نہ
کرتے تھے اور قلعون مین پناہ لیتے پھرتے تھے چنانچہ قاسم سنبھلی سنبھل مین اور نظام خان بیانہ مین

پھر بابرشاہ غازی خان کا تعاقب کرکے کوہ سوالک کی طرف گیا اور نادون مین منزل کی وہان غازی خان ہاتھ نہ آیا تب وہان سے لوٹا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سہرند کے ضلع مین گھکر کے کنارے منزل کی وہان سی سامانہ اور سنام کی طرف گیا سلطان ابراہیم عالم خان کو شکست دیکر دہلی مین ہی پڑا رہا بابر نے امیر کتہ بیگ کو بھیجا تاکہ اوسکے لشکر کی کیفیت دیکھ آوے اسی منزل مین بین افغان باغی ہوکر پھر آملا حمید خان خاص خیل سلطان ابراہیم حصار فیروزہ سے جمعیت فراہم کرکے لڑائی کے ارادی پر آتا تھا بابر نے شاہزادہ محمد ہمایون میرزا کو خواجہ کلان وغیرہ امیر ساتھ کرکے اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا بڑی لڑائی کے بعد حمید خان کو شکست ہوئی اور بہت سے اوسکے ساتھی مارے گئے کچھ پکڑے گئے حصار فیروزہ شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا بابرشاہ نے کوچ کرکے شاہ آباد سے دو منزل پر جمنا کے کنارے منزل کی داؤد خان وغیرہ سلطان ابراہیم کے کئی امیر پانچ چھ ہزار سوار ساتھ لیکر جمنا اوتر گئے تھے بابر نے سید محمد مہدی اور خواجہ محمد سلطان میرزا اور سلطان جنید برلاس کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا چنانچہ انھون نے پٹھانون کی خوب گوشمالی کی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا جو بچے وہ سلطان ابراہیم کے لشکر سے جا ملے بابر نے وہان سے کوچ کرکے سامان لڑائی کا درست کیا اور سپاہ میمنہ اور میسرہ تیار ہوکر ملاحظہ سے گذری اوسی دن آٹھ سو گاڑیان ایک دن مین بنائی گئین اور استاد علی قلی آتشباز نے موافق حکم کے توپخانہ روم کی طرح سب گاڑیون کو زنجیرون اور تسمون سے باہم جکڑ دیا اور ہر جگہ دو دو گاڑیون کے بیچ مین چھ سات تودری خاک سے بھر کر قائم کیے تاکہ اوسکی پناہ مین سپاہی بندوقین چلاوین اور یہ ٹھہرا کہ یہان سے کوچ کرکے پانی پت کو لشکر کے پیچھے کرکے منزل کرین اور سب سوار و پیادی اون گاڑیون کی صف کے پیچھے رہین اور ادھر اودھر سے نکل کر مقابلہ کرین اور ضرورت کے وقت پھر اوسی پناہ مین آجاوین پنجشنبہ کے دن جمادی الآخر کی تیسوین تاریخ سنہ نو سو بتیس مین پانی پت کو قریب منزل ہوئی اور وہان سے سلطان ابراہیم کا لشکر چھ کوس پر تھا بابرشاہ کی طرف فقط ۱۰۰۰۰ ہزار سوار و پیادی اور ابراہیم کے ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی تھے ہر روز بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے لشکر پر ادھر اودھر سے حملہ کرکے بہت لوگون کے سر کاٹ کر لیجاتے تھے مگر سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ سی حرکت نکی آخر ایک رات مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا وغیرہ اور امیرون نے پانچ ہزار آدمیونکی جمعیت سے ابراہیم کے لشکر پر شبخون کیا اور بہت آدمیون کو قتل کرکے سلامت نکل گئے جمعہ کے دن

اوسکو بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح محمد زیتون افغان نے بھی دھولپور کا قلعہ بابری امیرون کے
حوالہ کیا اور خود حاضر ہوگیا رانا سانکا نے بیانہ مین دست اندازی شروع کی اور چند روز وہان توقف کرکے
فتحپور مین آیا بابر شاہ جسقدر فوج آگرہ مین موجود تھی ساتھ لیکر لڑائی پر مستعد ہوا اور ہمایون کے نام فرمان
پہونچا کہ جونپور کو کسی امیر کے سپرد کرکے جھٹ پٹ یہان پہونچے اور اس لڑائی مین شریک ہو شاہزادہ مذکور نے
ولایت حرند اور بہرلاس کو بھی نصیر خان لوحانی سے فتح کرلیا تھا امیر شاہ حسن اور امیر جنید برلاس کو جونپور کی
حکومت دیکر کالپی مین آیا اور عالم خان وہان کے حاکم کو صلح سے یا لڑائی سے غرض اپنی اطاعت مین
داخل کیا پھر جھٹ پٹ بادشاہ کی ملازمت مین پہنچکر نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا انھین دنون مین
خواجہ خاوند نقشبندی جو بڑے بزرگ صاحبکمال تھے کابل سے ہندوستان مین آئے چونکہ
لشکر رانا سانکا کا حد سے زیادہ تھا اسلیے بابری امیرون کی یہ راے ہوئی کہ آگرہ کے قلعہ مین اسباب
بھیج چھوڑکر بادشاہ خود پنجاب کی طرف چلا جاوے مگر بابر نے یہ قبول نکیا اور سب نے کمر باندھی سب
امیرون نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر [illegible] یہ لڑائی بہت
سخت ہوئی اور بابر کے امیرون نے بڑے بڑے جوانون کے جوہر دکھلائے آخر [illegible] حسن خان
میواتی کی پیشانی پر ایک تیر لگا جسکے صدمہ سے اوسکی جان نکل گئی لوگون نے اوسکی نعش [illegible]
مین ڈالدی باقی سب فوج بھاگ گئی مصنف لکھتے ہین کہ بعد فوت سلیم شاہ کے سنہ نوسو ساٹھ ہجری مین
ایک بڑے لمبے چوڑے میواتی نے دعوی کیا تھا کہ مین حسن خان ہون اور کچھ پوشیدہ علامتین
میواتیون کو بتلائی تھین بہتون کو یقین بھی آگیا تھا مصنف نے بھی سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین آگرہ مین
اوسکو دیکھا تھا مگر کچھ سرداری کے آثار اوسکے چہرہ پر نہین پائے جاتے تھے اور خان خانان بیرم خان
مرحوم بھی کہتے تھے کہ وہ حسن خان بڑے رعب داب کا آدمی تھا اور شاعر بھی تھا شعر اوسکے لوگون
مین مشہور ہین یہ تو کوئی گنوار بالکل معلوم ہوتا ہے ہرگز حسن خان نہین چند روز کے بعد میواتی خانزادون نے
غیرت کھاکر اوسکو قتل کردیا القصہ اس فتح سے چند روز کے بعد بابر شاہ کو بیماری عارض ہوئی اور
سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس مین اس عالم فانی سے کوچ کیا عمر اوسکی پچاس کی ہوئی بارہ برس کی عمر مین تخت پر
بیٹھا تھا اور کل مدت سلطنت ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور کاشغر اور ہندوستان کی اڑتیس برس
ہوئی اوسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے ۵ تاریخ وفات شاہ بابر ۞ در نہ صد و سی و ہفت بوده ۞ اور

اور حسن خان میواتی الور مین اور تتار خان سارنگ خانی گوالیار مین قلعہ بند ہو گئے اٹاوہ قطب خان کے پاس
اور کالپی عالم خان کے پاس تھی قنوج اور سارے پورب کے ملک پٹھانون کے قبضہ مین تھے اور انھون نے
بہار خان کے بیٹے کو سلطان محمد لقب دیکر بادشاہ بنایا تھا بہار تک اوسی کا قبضہ تھا اور نصیر خان لوحانی
اور معروف فرملی وغیرہ امیرون نے اوسکی اطاعت اختیار کی تھی اور مرغوب نامی ایک غلام سلطان ابراھیم کا
قصبہ مہابن پر متصرف تھا بابر شاہ نے ان سب ملکون پر لشکر روانہ کیے فیروز خان اور سارنگ خان اور
شیخ بایزید مصطفی فرملی کا بھائی اور کچھ پٹھان دائرہ اطاعت مین آئے اور انھون نے ملازمت مین حاضر ہو کر
جاگیرین پائین اور شیخ گھورن بھی میان دواب کی جمعیت کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا یہ شخص [illegible]
نامی امیر اور بڑا ظریف تھا فن موسیقی مین بھی لاثانی تھا سنبھل شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا تھا [illegible]
اوسنے قاسم سنبھلی کو گرفتار کر کے بابر کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح ایک لشکر نے جا کر بیانہ مین نظام خان کا
محاصرہ کیا اسی سال مین رانا سانگا نے نواحی رنتنبھور مین قلعہ کھندھار کو حسن ولد مکھن سے چھین کر
اپنے تصرف مین کر لیا اور بعض پٹھان قریب پچاس ہزار آدمیون کے قنوج سے آگے بڑھ آئے تھے
بابر نے شاہزادہ ہمایون کو مع جماعت امرا کے جو دھولپور کی طرف متعین تھے اونکے مقابلہ کے لیے بھیجا
اور سید مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا بھی جو اٹاوہ کی تسخیر کے لیے گئے تھے ہمایون کے ہمراہ ہو گئے
شاہزادے نے تمام پورب کے ملکون کو جونپور تک فتح کیا اسی اثنا مین رانا سانگا اور حسن خان میواتی نے
سلطان سکندر لودی کے بیٹون مین سے سلطان محمود کو بادشاہ بنایا اور بہت سا لشکر جمع کر کے
پیتاور کی راہ سے فتحپور سیکری تک آئے نظام خان حاکم بیانہ نے بہت سی عرضیان بابر شاہ کے
حضور مین بھیجین اور سید رفیع الدین صفوی کے وسیلہ سے خود بھی ملازمت مین حاضر ہوا یہ سید صفوی
بلخ کے سادات عظام مین سے تھے علم حدیث اونکو خوب آتا تھا سکندر لودی کے عہد مین ہندوستان مین
آئے تھے اور اونکو حضرت مقدس کا خطاب ملا تھا جب رانا سانگا نے قلعہ کھنڈھار پر قبضہ کیا تھا اور اوس طرف
ہندوون کا بڑا زور ہوا تھا تو تاتار خان سارنگ خانی نے کئی عرضیان بابر شاہ کے حضور مین بھیجی تھین کہ
قلعہ گوالیار مین حضور کے سپرد کرتا ہون جب خواجہ رحیم داد اور شیخ گھورن وغیرہ امیر قلعہ لینے کے لیے
پہونچے تو اوسکی رائے بدل گئی اور اپنے لکھنے سے پشیمان ہوا یہ امیر شیخ محمد غوث گوالیاری عامل کے
وسیلہ سے قلعہ مین داخل ہوئے اور بلو جا کر تاتار خان سے قلعہ لے لیا اور حکمت عملی سے

فارسی کے شعرون مین مشہور ہے اور اس بادشاہ نے نقد حنفی مین بھی ایک کتاب مبین نام بصیغہ باسی
مثناۃ تحتانی بصیغہ مفعول لکھی تھی اور شیخ زین نے اوسپر ایک شرح مبین نام بکسرہ یای تحتانی بصیغہ
فاعل لکھی ہے فن عروض مین بھی اس بادشاہ کے رسالے مشہور ہین

ذکر نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا

ہمایون باپ کے مرنے کی خبر سنکر جھٹ پٹ سنبھل سے کوچ کرکے وارد آگرہ ہوا [illegible] سنہ ١١٠ [illegible]
امیر خلیفہ کے مشورہ سے جو وکیل اور وزیر مطلق تھا ٩٣٧ھ نوسو سینتیس ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس
کیا شاعرون نے اوسکے جلوس کی تاریخ یہ لکھی تھی محمد ہمایون شہ نیکبخت [illegible]
چو بر مسند بادشاہی نشست ؛ شدش سال تاریخ خیر الملوک ؛ اور چونکہ اوسنے تخت جلوس
پر زر کشتیان انعام مین بانٹین اس مناسبت سے کشتی زر بھی تاریخ جلوس لکھی گئی ہے ہمایون نے
مہمات سلطنت سے فرصت پائی تو کالنجر کی طرف فوج کشی کی اور اوسکو [illegible] سلطان
[illegible] مین یہ کشتی کی تھی اوس فساد کو بھی مٹایا بعد ازان آگرہ کو مراجعت کی اور وہان پہنچکر بڑا اچھا جشن
کیا چنانچہ وہین بارہ ہزار آدمیون کو خلعت ملا اوسی زمانہ مین محمد زمان میرزا [illegible]
گرفتار ہوا ہمایون نے اوسکو بیانہ کے قلعہ مین بھیجکر اندھا کر دینے کا حکم دیا لیکن پتلیان اوسکی سلامت
رہین چند روز مین اوسنے قید سے بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی کے پاس پناہ لی مشہور ہے کہ جب محمد زمان میرزا
سلطان بہادر کے پاس گیا وہ اوس زمانہ مین چتور کا محاصرہ کر رہا تھا اور ہوا بڑی گرم تھی اتفاقاً محمد زمان میرزا کے
قلب مین درد پیدا ہوا طبیبون نے اوسکی علاج کے لیے فقط گلقند تجویز کیا محمد زمان میرزا نے سلطان بہادر
کے پاس سے ذرا سا گلقند منگایا سلطان بہادر نے شربت دار کو بلا کر پوچھا کہ کسقدر گلقند لشکر کے ساتھ
ہے اوسنے عرض کیا کہ بیس سے زیادہ چھکڑے گلقند کے بھرے ہوئے موجود ہین سلطان بہادر نے
فوراً وہ سب کے سب چھکڑے محمد زمان میرزا کے پاس بھیجدیے اور عذر کیا کہ یہان سفر مین لشکر کے
ساتھ فقط اسی قدر گلقند موجود تھا معاف کیجیے آخر کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان بہادر کے لیے گلقند کا
عرق کھنچتا تھا اسی سبب سے اسقدر گلقند ہمیشہ اوسکے ساتھ رہتا تھا اوسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا
اپنے دونون بیٹون الغ میرزا اور شاہ میرزا کے ساتھ قنوج مین جاکر فساد برپا کیا ہمایون نے
کئی مرتبہ محمد زمان میرزا کی طلب مین سلطان بہادر کو خط لکھے مگر اوسنے ہمیشہ نامناسب جواب بھیجے

نقد نا شدہ شوال بھی مادہ تاریخ ہے اور اوسکی ولادت کی تاریخ یہ ہے ؎ چون ورش محرم زاد آن شہ کرم
تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ٭ خواجہ کلان بیگ نے بابر کے مرثیہ مین یہ شعر لکھا تھا ؎
ای تو زمانہ و فلک بیوا جیت ٭ باشد زمانہ و تو نباشی بزا جیت ٭ بابر کے زمانے کی عمدہ فاضلون
مین سے ایک شیخ زین خان تھے جنھون نے تاریخ واقعات بابری کا جو بابر بادشاہ نے لکھی تھی بڑی
اچھی عبارت مین ترجمہ کیا ہے یہ شعر اونھین کی تصنیف مین ہے ؎ از سیدی بر قیبان و رسیدی از ما
ما چہ کردیم و چہ دیدی چہ شنیدی از ما ٭ بہر آبروی ما حاجت سرا نبود ٭ می سپر یم اگر ی طلبیدی از ما
ایضاً ؎ بسکہ گشتم تنگدل در آرزوی آن دہن ٭ تنگ شد بر جان من راہ برون رفتن ز تن
ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنوید ٭ جامع المعقول والمنقول مولانا حسن ایک فاضل اوس عہد کے
مولانا بقائی تھے اونھون نے ایک مثنوی مخزن کی بحر مین لکھی ہے ایک عالم اوس زمانہ کے
مولانا شہاب الدین معمائی تھے فن معما مین اونکی فضیلت ایسی مشہور ہوئی تھی کہ اور سب
کمالات چھپ گئے تھے جب زمانہ مین درمیش خان شاہ اسمعیل صفوی کی طرف سے خراسان کا
حاکم ہوا تھا ایک روز بہ جلال الدین محدث نے اپنے وعظ مین آیہ کریمہ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِی
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِی سِتَّۃِ اَیَّامٍ اور اوس حدیث صحیح کا جسکا مضمون یہ ہے
کہ پیدایش عالم کی سات دن مین ہوئی تناقض دو تقریرون سے دفع کیا تھا مولانا شہاب الدین نے
اون دونون تقریرون کو رد کرکے اور کئی عمدہ وجہین اونکی تطبیق مین لکھی تھین اور اوس رسالہ پر
اکثر علما نے تقریظین لکھی تھین اونمین سے مصنف نے بھی کچھ نظم و نثر لکھی تھی جسمین سے
ایک رباعی یہ ہے ؎ این نسخہ کہ آمد است چون سحر حلال ٭ نظم و نثرش پاک تر از آب زلال
نوریست ز انوار شہاب ثاقب ٭ کز منقبتش زبان فکرت شدہ لال ٭ یہ معما اسم کاشف کا مولانا شہاب الدین
مذکور کی تصنیف سے ہے ؎ از بہر فریب دل ما خستہ دلان ٭ ہر لحظہ زنانہ آن صنم غنچہ دہان
بر صفحہ گل کرد رقم آن سر زلف ٭ وانگہ رخ سر کرد ز یک گوشہ عیان ٭ جب ہمایون بادشاہ نے
سنہ ۹۴۲ نو سو بیالیس مین سفر گجرات سے مراجعت کی تھی اوسی عرصہ مین مولانا بقائی کا انتقال ہوا
اور میر اخوند مورخ نے شہاب الثاقب مادہ تاریخ نکالا بابر بادشاہ کی ایجادون مین سے ایک
خط بابری تھا چنانچہ قرآن اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا اور ایک دیوان بھی اوسکا ترکی اور

پھر بہادر نے سورت کے زمینداروں کے اتفاق سے جمعیت اکٹھی کر کے احمد آباد کا قصد کیا ہمایون بادشاہ
اون دنون مین احمد آباد میرزا عسکری کو حوالہ کر کے چانپانیر کو چلا گیا تھا اور میرزا عسکری نے امیر ہندو بیگ
قوچین کے اتفاق سے یہ ارادہ کیا تھا کہ خطبہ اپنے نام کا پڑھے مگر یہ نہوا اور بہادر خان کی فوج سے
کچھ جنگ کر کے جانپانیر کی طرف چلا گیا تردی بیگ وہان کا حاکم قلعہ مین بند ہو گیا اور عسکری میرزا کے ارادے
ہمایون کو بذریعہ عرضی کے اطلاع دی اور جب کہ ہمایون مندو سے آگرہ کی طرف جاتا تھا عسکری راستے مین ہی
ملازمت مین پہونچا سلطان بہادر نے تردی بیگ سے صلح کر کے جانپانیر پر اپنا قبضہ کر لیا اسی سال مین
جمالی کمبوہ دہلوی کا انتقال ہوا اور خسرو ہند بودہ اوسکے مرنے کی تاریخ ہوئی اسی سال مین شاہ طہماسپ
عراق سے سام میرزا کا بدلا لینے کے لیے قندھار پر آیا خواجہ کلان بیگ نے شہر کو خالی کر دیا اور دیوانخانہ
جو عمدہ عمدہ فروش اور آلات اور جمیع سامان مجلس سے آراستہ تھا اوسی طرح مقفل کر کے باہر ہو شاہ طہماسپ
اوسی دیوانخانہ مین اوترا اور جب اوس مکان کو بالکل تیار دیکھا تو خواجہ بیگ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ دا
ذی نوکر تو بہت اچھا رکھا ہے شاہ طہماسپ نے بداغ خان نامی ایک امیر کو قندھار حوالہ کی اور خود عراق کو
واپس گیا پھر مرزا کامران نے لاہور سے جا کر قندھار کو فتح کیا سلطان بہادر نے محمد زمان میرزا کو فتنہ و
فساد برپا کرنے کے لیے ہندوستان مین بھیجدیا تھا چنانچہ جب میرزا کامران نے لاہور سے کوچ کیا
محمد زمان میرزا نے لاہور کا محاصرہ کر لیا مگر جب بادشاہ کے لوٹنے کی خبر سنی تو پھر گجرات کو چلا گیا
اور چونکہ ہمایون نے ایک مدت تک آگرہ سے حرکت نکی اس سبب سے شیر خان افغان قوم سور کو
بڑی تقویت ہو گئی اور ملک گور اور بہار اور جونپور اور قلعہ چنار پر اپنا قبضہ کر لیا تب ہمایون بادشاہ اوسکے
دفع کے لیے متوجہ ہوا اور تاریخ چودھوین ماہ صفر سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس مین قلعہ چنار سے باہر منزل کی شیر شاہ کے
بیٹے جلال خان نے جسکا آخر مین اسلام شاہ خطاب ہو گیا ہے مقابلہ کیا مگر تھوڑی مدت مین رومی خان
آتشباز کی مدد سے وہ قلعہ فتح ہو گیا یہ وہی رومی خان ہے جسکے نام کا سلطان بہادر نے یہ معما
لکھکر بھیجا تھا ؎ حیف باشد نام آن سگ بر زبان + سیخ در جانش بنہ نامش بخوان ؛
جلال خان شکست کھا کر کشتی کی راہ سے چلا گیا اور شیر خان سے جو اون دنون مین نصیب شاہ
حاکم بنگالہ سے لڑ رہا تھا جا ملا حاکم بنگالہ شیر خان کے مقابلہ مین زخمی ہو کر ہمایون کی ملازمت مین
آگیا اور اوسکے لشکر کے ساتھ ہو لیا اسی اثنا مین ہمایون نے امیر الامرائی کا منصب اور جونپور کی حکومت

اب چاہا ... گجرات [illegible] کیا سلطان بہادر نے اوس زمانہ مین ... پر لشکر کشی کی اسکے
قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کیا [illegible] اوس سے ... کی طرف سے ... بیانہ سے ... قبضہ کر لیا اور آگرہ تک
دست اندازی [illegible] چتوڑ [illegible] خان ... ہزار آدمیون کی جمعیت سے میرزا ہندال پر حملہ کیا اور وہ
لڑائی مین تاتار خان مارا گیا اور جب [illegible] ہین کہ سلطان بہادر نے دوبارہ چتوڑ کا محاصرہ کیا تھا
اوسی زمانہ مین ہمایون نے آگرہ سے ... گجرات کا قصد کیا اوسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور سے
قندھار کی طرف یورش کی اور شاہ طہماسپ کے بھائی سام مرزا کو جسنے اون دنون مین خواجہ کلان بیگ کا
محاصرہ کیا تھا شکست دی یہ مصرع اوس فتح کی تاریخ مین ہے ع زد شہ کامران سام را [illegible]
مولانا بیکسی نے یہ تاریخ لکھی ہے ع آنام کہ تاج و کاسہ زر زر نظر نمود ؛ در بزم و رزم شکل صراحی و نقش جام
پرسیدم از خرد کہ چرا تاج زر فشان ؛ افگندہ ہمچو لالہ حمرا درین مقام ؛ گفتا سپہ ازپی تاریخ این مصاف
افگندہ تاج زر شکست سپاہ سام ؛ ہمایون نے یہ خیال کیا سلطان بہادر آج کل چتوڑ کا محاصرہ کر رہا ہے
ایسے وقت مین اوسپر فوج کشی کرنا [illegible] موقوف کر کے اپنی طرف متوجہ کر لینا جرأت [illegible]
کی بات ہے اسی لحاظ سے چند [illegible] توقف کیا سلطان بہادر نے جھٹ پٹ چتوڑ کے
قلعہ کو فتح کر کے ہمایون کے مقابلہ [illegible] کیا چنانچہ فوجی [illegible] مندسور [illegible] دو مہینے تک لڑائی رہی
اس عرصہ مین سلطان بہادر کی طرف [illegible] رسد بند ہو گئی اور آدمی اور جانور بھوک کے مرنے لگے مجبور ہو کر
سلطان بہادر پانچ امیر [illegible] ہمراہ لیکر سراپردہ کے پچھواڑے سے نکل کر مندسور کی طرف بھاگا اس
فتح کی تاریخ مین یہ قطعہ لکھا گیا ہے ع ہمایون شاہ غازی آنکہ از دست ؛ ہزاران بندہ چون جمشید در [illegible]
بفیروزی چو آمد سوے گجرات ؛ بہ فتح نشست مخبر آل تیمور ؛ بہادر چون ذلیل و خوار گردید
شدہ تاریخ آن ذل بہادر ؛ ہمایون نے اوسکا تعاقب کیا چنانچہ ایک روز مغلون نے اوسکو سوتا
جا پایا قریب تھا کہ گرفتار کر لین مگر سلطان بہادر فرقی کر کے پانچ چھ سوارون کے ساتھ گجرات کی طرف
بھاگا سلطان عالم لودی پکڑا گیا اور اوسکے پانون کی کونچین کاٹ ڈالین ہمایون نے سلطان بہادر کے
تعاقب مین احمد آباد کو خوب تاخت تاراج کیا سلطان بہادر احمد آباد سے بھاگ کر کھنبایت کو گیا
اور وہان سے بندر دیب مین پہنچا اوسی عرصہ مین قلعہ چاپانیر پر بھی ہمایون کا قبضہ ہو گیا اور وہان سے
بہت سا خزانہ ہاتھ آیا اس سال کی تاریخ یہ ہے ع تاریخ ظفر یافتن شاہ ہمایون ؛ ہیہات خرد یافت نہ شہر صفر بود

اسپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی بھی اجازت دی بعد ازان خود ہمایون نے اگرہ کا قصد کیا اور اوسی بے سامانی سے
چوسہ تک جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پہونچا وہان سب جونپور اور چنار کے امرا خدمت مین حاضر ہوئے
شیر خان کو ہمایون کے لشکر کی بے سامانی کا حال معلوم ہو گیا تھا اسلیے اوسنے بادشاہی فوج کا راستہ روکا
اور رہا یہ ندی جو گنگا سے ملی ہوئی ہے اور برسات کے پانی سے اون دنون مین خوب لبریز تھی ان دونو
لشکرون کے درمیان مین رہی تین مہینے تک مقابلہ رہا مشہور ہے کہ ایک دن ہمایون نے
ملا محمد عزیز کو جسکی شیر خان سے پہلے ملاقات تھی اوسکے پاس قاصد بنا کر بھیجا جب یہ پہونچا اوس وقت
ہوا بہت گرم تھی اور شیر خان آستینین چڑھائے ہوئے پھاوڑا ہاتھ مین لیکر خندق کھود رہا تھا
ملا محمد کو دیکھکر اوسنے ہاتھ دھوئے اور اوسکے لیے شامیانہ کھڑا کیا اور خود دھوپ کے کنارے زمین پر بیٹھ گیا
اور جب بادشاہ کا پیغام سن چکا تو [illegible]
گنگا پار [illegible] لشکر کو [illegible] شیر خان [illegible]
حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ [illegible] بادشاہ کے پاس
صلح کا التماس کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ [illegible] اور بنگالہ [illegible]
خطبہ اور سکہ بادشاہ کے نام کا [illegible] درمیان [illegible]
بادشاہ اوسکے قول کا یقین کرکے [illegible]
مطمئن ہو کر پل باندھنے کا حکم دیا [illegible] ہمایون کے لشکر پر
یکایک حملہ کیا یہ لوگ بالکل غافل تھے [illegible] سکین اور تھوڑی
لڑائی مین ہمایون کے لشکر کو شکست ہوئی [illegible] پل بھی توڑ دیا اور اوسکے توپچیون اور تیر اندازون نے
کشتیون مین بیٹھکر ہمایون کے لشکر پر گولی اور تیر کا مینہ برسا دیا محمد زمان میرزا بھی اسی معرکہ مین مارا گیا
ہمایون نے گھبرا کر دریا مین گھوڑا ڈال دیا اور گھوڑا [illegible] اس تھا جب ڈوبنے کا خوف ہوا تو ایک
سقے نے دوڑ کر مدد کی اور اوس دریا سے پار اتارا شیر خان نے اوس وقت مین یہ شعر کہا ہے

فریدے چسن را تو شاہی دہی ؛ سپاہ ہمایون بماہی دہی ؛ اگرچہ یہ دوسرا مصرع استاد کا ہے
یکی را برآری و شاہی دہی ؛ سپاہ ہمایون بماہی دہی ؛ یہ واقعہ سنہ ۹۴۶ نوسو چھیالیس مین
ہوا اور اوسکی تاریخ یہ ہے ؛ سلامت بود بادشاہ کے ؛ شیر خان اس فتح کے بعد

اور ایک آدمی کا بیٹا شاہ سپاہ بیگ فوج سمیت او سطرف بھیجا اور خود گڈھی کی راہ سے بنگالہ میں داخل ہوا یہ گڈھی بہار
اور بنگالہ کے بیچ میں ایک گھاٹی بہت تنگ ہے جسکی شیرخان کے بیٹے قطب خان اور شیرخان کے
غلام خواص خان نے بہت مضبوطی کی تھی القصہ جب بادشاہ بنگالہ میں پونہچا تو شیرخان جھارکھنڈ
کے راستے سے قلعہ رہتاس میں آیا اور وہان کے راجہ کو یہ پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی تمام اہل حرم
اس محفوظ اور مضبوط قلعہ مین چھوڑ دون راجہ رہتاس کو یہ طمع دامنگیر ہوئی کہ اسکی عورتین اور بہت سا
مال و اسباب مفت ہاتھ آویگا اس خیال سے اس بات پر راضی ہوگیا اور دروازہ قلعہ کا کھولدیا شیرشاہ
دو ہزار سپاہیون کو ڈولون مین بٹھا کر قلعہ کے اندر بھیجدیا جب وہ قلعہ مین داخل ہوگئے تو انھون نے
ڈولون میں سے نکل کر سارے اہل قلعہ کو تلوار سے قتل اور اخراج کر کے شیرشاہ رہتاس کے
قلعہ پر قابض ہوگیا ہمایون کو بنگالہ کی آب و ہوا بہت پسند آئی چنانچہ اوسنے شہر گور کا جنت آباد نام رکھا
اور وہان مہینے تک رہا ۔۔۔ کی مراجعت کی شیرشاہ نے اس فرصت مین پھر بہت سی جمعیت اکٹھی
کر کے بادشاہ ہمایون کو عرضی لکھی کہ یہ سارے پٹھان حضور کے فرمان بردار اور غلام ہین اور جاگیرون کی
آرزو رکھتے ہین اگر ۔۔۔ سے انکو جاگیرین عطا ہوگئین تو بہت مناسب ہے ورنہ کیا عجب ہے کہ بھوکے
ہو کر سرکشی کرنے لگین اسلیے مین انکو اپنی تدبیرون سے روک رہا ہون آیندہ حضور کی مرضی بادشاہ اس
مضمون کو ۔۔۔ اوسکا اصلی مطلب سمجھ گیا ان سفرون مین ہمایون کے لشکر کا ۔۔۔ حال خراب ہوگیا تھا
اکثر گھوڑے اور اونٹ مرگئے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی سب بہت لاغر اور ضعیف تھے ہمایون اوسکی درستی کی
فکر مین تھا ۔۔۔ محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا در شاہ میرزا جو بھاگ کر دہلی پونہچے تھے وہان انھون
نے فتنہ و فساد برپا کیا ہمایون نے میرزا ہندال کو جو مونگیر تک ہمایون کے ہم رکاب تھا اونکی گوشمالی کے لیے
متعین کیا تھا ۔۔۔ اس مہم کے بہانے سے رخصت ہو کر آگرہ کو چلا گیا سلطان بہادر کو فرنگیون نے
دہوکے سے سمندر مین غرق کر دیا اور اوسکے بعد محمد زمان میرزا سے جب کچھ نہو سکا تو ہمایون کے پاس
پناہ لایا ۔۔۔ نو سو پینتالیس ہجری مین میرزا ہندال نے شیخ بہلول شیخ محمد غوث گوالیاری کے بڑے بھائی کو
قتل کیا ۔۔۔ شیخ بڑا عامل تھا اور بادشاہ بھی اوسکا بڑا معتقد تھا فقد مات شہیداً اوسکی شہادت کی
تاریخ ہوئی ۔۔۔ اسی سال مین میرزا ہندال نے آگرہ مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا ہمایون نے پانچ ہزار سپاہی
انتخابی جہانگیر بیگ مغل کی مدد کے لیے چھوڑے اور بنگالہ کی حکومت اوسی کو سپرد کی اور ضرورت کے وقت

اور اسی سال کے آخر میں [illegible] سے
ساتھ لشکر [illegible] اور اکا کا [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور
ساتھ [illegible]
بہت سے ساتھیوں کے [illegible] آگرہ کو [illegible] اور [illegible]
ساتھ لیکر قنوج کا دریا [illegible] شیرخان کے مقابلہ میں آیا [illegible] شیر خان کی تمام فوج
پانچ ہزار سے [illegible] تھی ایسے وقت میں محمد سلطان [illegible] اور اوسکے بیٹے [illegible] کے پاس سے
بھاگ گئے اور [illegible] ان کی فوج کے جو لوگ باقی تھے [illegible] لاہور کو چلے گئے اور مغلوں کی فوج [illegible]
متفرق ہوگئی اور اوسوقت [illegible] بارش کی کثرت [illegible] کی [illegible]
یہ تجویز تھی کہ کسی بلند جگہ پر مقام کریں [illegible] حال [illegible] سے حملہ [illegible]
[illegible] واقع ہوا اور [illegible] کی تاب نہ [illegible] اکثر مغل [illegible] بھاگ گئے [illegible]
[illegible] مگر [illegible] قسمت میں تھی [illegible] بادشاہ سے [illegible]
اور [illegible] والوں کو بھاگتے [illegible]
گھوڑا ڈال دیا [illegible] گھوڑے سے جدا ہو گیا تھا [illegible]
مدد کر کے پار اوتارا پھر ہمایون آگرہ کو گیا مگر شیرخان کا لشکر بھی پیچھے چلا آتا تھا اس سبب سے [illegible]
ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً پنجاب کو چلا گیا اور لاہور میں پہنچکر ماہ [illegible] سنہ مذکور میں سب
سلاطین اور امراکو اکٹھا کر کے مشورہ کیا مگر اب بھی وہی نفاق موجود تھا محمد سلطان اور اوسکے بیٹے لاہور سے
ملتان کو بھاگ گئے میرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر نے بھکر اور ٹھٹھہ کی طرف جانے کی راے دی
اور میرزا کامران کا دلی منشا یہی تھا کہ سب یہ لوگ یہاں سے ٹلیں تو وہ کابل پوہنچے بڑی صلاح اون کا
بادشاہ نے میرزا حیدر کے ساتھ ایک جمعیت کر کے کشمیر کو روانہ کیا اور یہ تجویز کی کہ خواجہ کلان بیگ بھی
اوسکے متعاقب روانہ ہوا اور جب کشمیر فتح ہو جاوے تو خود بادشاہ بھی وہیں کو چلا جاوے میرزا حیدر نے
نوشہرہ میں پہنچکر اور بہت سے کشمیریوں کو اپنا متفق کر کے اوس ملک کو فتح کیا اور بائیسویں رجب
سنہ مذکور میں اوس ولایت پر قابض ہوگیا خواجہ کلان بیگ سیالکوٹ تک پونہچا تھا اتنے میں
بادشاہ نے یہ سنا کہ شیر خان سلطان پور کی ندی بھی اوتر آیا اور اب لاہور سے تیس کوس پر ہے

بنگالہ کو گیا اوسنے بعد اسکے کئی لڑائیان لڑا جہانگیر قلی بیگ کو مع اوسکی جماعت کے نیست نابود کر دیا اور
اوس ملک مین خطبہ اپنے نام کا پڑھکر شیر شاہ اپنا خطاب مقرر کیا دوسرے سال مین بڑی جماعت ساتھ
لیکر آگرہ کا قصد کیا کامران میرزا نے جو واقعہ جوسا اور غلبہ شیر خان اور مخالفت میرزا ہندال کی کیفیت سنی
تو قندھار سے لاہور مین آیا اور وہان سے سنہ نوسو چھیالیس مین آگرہ مین داخل ہوا میرزا ہندال اس سے
پہلے دہلی کو چلا گیا تھا اور وہان اوسنے میر فخر علی اور میرزا یادگار ناصر کا جو دہلی کے حصار مین بند ہو گئے تھے
محاصرہ کیا مگر کچھ ہو نسکا مجبور ہو کر وہ بھی میرزا کامران سے آملا چند روز کے بعد میر فخر علی بھی آگیا لیکن
میرزا یادگار ناصر دہلی کے قلعہ سے باہر نہ نکلا پھر میرزا ہندال بھی کامران سے جدا ہو کر الور کو چلا گیا بادشاہ کا
یہ خبرین سنکر روز بروز تردد بڑھتا جاتا تھا اسی ضمن مین وہ شکست کھائی ایک روز بادشاہ بیک ناگاہ آگرہ مین
پہنچکر کامران کے سراپردہ مین داخل ہوا کامران پہلے سے بالکل غافل تھا مگر جب دونون بھائی مقابل ہوئے
محبت قلبی نے دونون طرف جوشش مارا اور وہ دونون ملکر رونے لگے بعد ازان ہندال میرزا اور محمد سلطان میرزا
اور اوسکے دونون بیٹے بھی جو مدتون سے مخالفت کر رہے تھے حاضر ہو گئے اور سب کے گناہ عفو ہوئے
پھر بادشاہ نے شیر خان کی مہم مین سب سے مشورہ کیا مرزا کامران کی بظاہر یہ گفتگو تھی کہ پنجاب کا لشکر
جو میرے ساتھ ہے وہ بہت درست ہے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ مین شیر خان کے مقابلہ پر جاؤن
اور آپ دار الخلافت مین مقیم رہین مگر ہمایون نے اس بات کو قبول نکیا پھر کامران نے اپنے پنجاب
چلے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور بادشاہ سے ایسے ایسے امور کی درخواست کی جو بہت دشوار تھے ہمایون نے
سوائے اوسکے پنجاب جانے کے سارے التماس قبول کیے خواجہ کلان بیگ بھی کامران کے پنجاب کی طرف
چلے جانے مین سعی کرتا تھا چھ مہینے تک یہی گفتگو رہی اور کوئی امر طے نہوا اسی اثنا مین میرزا کامران کو
کئی مرض متضادہ عارض ہوئے طبیبون نے یہ تشخیص کیا کہ اصل مادہ مرض زہر ہے جو کسی نے
کھلا دیا ہے کامران لوگون کے لگانے بجھانے سے بادشاہ کی طرف سے بدگمان ہوا اور یہ سمجھا کہ مجھکو
ہمایون نے زہر دلایا ہے اوسی بیماری کے حال مین پنجاب کو چلا گیا حالانکہ پہلے یہ کہتا تھا کہ کل فوج اپنی
آگرہ مین بادشاہ کے پاس چھوڑ دونگا مگر اب اوس قول سے پھر گیا اور فقط دو ہزار آدمی سکندر کے
سرداری کو آگرہ مین چھوڑے باقی تمام فوج اپنے ساتھ لے گیا میرزا حیدر مغل کشمیری بھی آگرہ مین رہا
اور ہمایون نے اوسکے حال پر بڑی عنایت کی شیر خان یہ آپسکی نا اتفاقیان سنکر اور زیادہ دلیر ہو گیا

حسن خان نے اپنی جاگیر کے انتظام کے لیے اوسکو روانہ کیا شیر خان نے وہان پہنچ کر انصاف
[illegible] سے کام لیا اور رعیت کو [illegible]
[illegible] حالات پیش آئے کہ فرید خان باپ سے ناراض ہوا [illegible]
اور وہان سلطان ابراہیم کے ایک سردار دولت خان نامی کی نوکری [illegible] اپنے باپ و بھائیون کی شکایت
سلطان ابراہیم کے سامنے پیش کی مگر سلطان نے اس بات کو پسند نکیا اور کہا کہ یہ بہت برا آدمی ہے
کہ باپ اسکا اس سے ناراض ہے اور یہ بھی باپ کی شکایت کرتا ہے جب حسن خان مر گیا تو دولت خان نے
اوسکے پرگنے شیر خان کو جاگیر مین دلوا دیے ایک مدت تک وہان رہا مگر بھائیون کی مخالفت [illegible]
باقی رہی [illegible] سلطان ابراہیم [illegible]
[illegible] خطبہ [illegible] سلطان محمد [illegible]
[illegible]
[illegible] سلطان محمد [illegible] شیر خان [illegible]
[illegible] شیر خان [illegible]
[illegible] سلیمان [illegible]
ایک غلام شادی نامی کے ساتھ کر کے خواص پور کی طرف بھیجا وہان شیر خان کا غلام [illegible]
باپ مشہور تھا سلیمان سے مقابلہ کر کے مارا گیا باقی اوسکے آدمی بھاگ [illegible]
جو اپنے میں محمد خان کے مقابلہ کی طاقت نپائی تو اوس جاگیر کو چھوڑ کر سلطان جنید برلاس کے پاس جو
بابر بادشاہ کی طرف سے کڑہ اور مانکپور کا حاکم تھا چلا گیا اور اوسکے سامنے بہت سے تحفے پیش کیے اور
جنید برلاس سے مدد لیکر محمد خان سے مقابلہ کیا اور پرگنہ چوند وغیرہ بھی اوس سے چھینکر اپنے قبضہ مین
کر لیے محمد خان نے بھاگ کر قلعہ رہتاس مین پناہ لی شیر خان نے بھائیون سے اپنا بدلا لے کے
محمد خان سے اس گستاخی کا عذر کیا اور اوسکو اپنا چچا کہکر اوسکی جاگیر کے پرگنے پھر اوسکو حوالہ کیے بعد ازان
شیر خان اپنے بھائی نظام کو جاگیر کے انتظام کے لیے چھوڑ کر پھر سلطان جنید کے پاس چلا گیا
سلطان جنید اون دنون مین بابر شاہ کے حضور مین جاتا تھا شیر خان کو بھی ساتھ لیگیا تھا اور بابر شاہ سے
اوسکی تقریب کر کے بادشاہی دولتخواہون مین داخل کیا چنانچہ شیر خان چندیری کے سفر مین

پہنچتے ہی جنید [illegible] لاہور کی ندی کے پار اوتر گیا میرزا کامران [illegible] سے [illegible] ہوئے [illegible]
[illegible]
[illegible] مرزا عسکری قندھار سے جدا ہو کر [illegible]
[illegible] طرف متوجہ ہوا امیرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر بھی کہ منزل [illegible]
ہمایون سے جدا ہوگئے تو امیر ابو البقا نے سمجھا کر پھر لوٹایا دریاے سندہ کے کنارے ہمایون کے
لشکر مین ایسا قحط پڑا کہ ایک سیر غلہ ایک اشرفی کو بھی میسر نہ آتا تھا اور پانی بھی دور تک نہ ملا [illegible]
اکثر فوج والے ہلاک ہوگئے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ہمایون ولایت جیسلمیر اور مالدیو [illegible] پہنچا
اور وہان بھی طرح طرح کے حادثہ واقع ہوے آخر عراق کو گیا اور شاہ طہماسپ کی مدد سے
قندھار اور کابل کو فتح کیا اور وہان سے جمعیت فراہم کرکے دوبارہ ہندوستان کو فتح کیا
چنانچہ اسکا تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مذکور ہوگی

ذکر شیر شاہ بن حسن سور افغان

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] افغانستان سے ہندوستان مین آکر سلطان بہلول کا نوکر ہوا تھا اور مدت تک حصار فیروزہ
اور نارنول مین متعین رہا جب ابراہیم مرگیا تو اوسکے بیٹے حسن شیر شاہ کے باپ نے سلطان سکندر کے
امیرون مین سے جمال خان نامی ایک امیر کی ملازمت کی اور پرگنہ سہسرام اور خواص پور قلعہ
رہتاس کے توابعات سے جاگیر مین پایا پانسو سوار اوسکے ساتھ رہتے تھے فرید خان یعنی شیر خان
پسر حسن خان مذکور کے سات بھائی حقیقی اور سوتیلے تھے مگر فرید خان کے باپ اور بھائیون سے موافقت
نہوئی جمال خان کی نوکری چھوڑ کر مدت تک جونپور مین رہا وہان کچھ دنون طالب علمی کی اور کتاب کافیہ
مع اوسکے حواشی کے اور چند مختصر رسالے اور پڑھے اور فارسی کی کتابون مین گلستان اور بوستان اور
سکندر نامہ یاد کیا اکثر وہان کے مدرسون اور خانقاہون مین جاکر عالمون اور بزرگون کی صحبت کے
فیض سے تہذیب اخلاق مین مشغول رہتا تھا تھوڑے دنون مین پھر باپ سے صلح ہوگئی چنانچہ

شیر خان نے قبضہ کرلیا اور وہان سے بہت خزانے اور دفینے ہاتھ آئے اور اوسکی بی بی سے جو خوب صورت
اور بڑی مالدار تھی نکاح کرلیا ان اسباب سے بھی شیر خان کی شوکت بہت بڑھگئی اور سلطنت کے ارادہ
روز بروز اوسکے ترقیون پر تھے اسی اثنا مین سلطان محمود لودی جسکو حسن خان میواتی اور رانا سانگا نے
بادشاہ بناکر بابر شاہ کے مقابلہ مین لائے تھے وہ بابر شاہ کے مقابلہ سے شکست کھاکر ایک مدت تک
قلعہ چتوڑ مین رہا لودی امیرون نے اوسکو وہان سے بلاکر پٹنہ کی حکومت پر بٹھایا اب سلطان محمود نے بہار کو بھی
شیر خان سے چھینکر اپنے قبضہ مین کرلیا مجبور ہوکر شیر خان نے اوسکی اطاعت اختیار کی لیکن شیر خان
اوس سے رخصت ہوکر سہسرام مین آیا پھر چند روز کے بعد محمود سہسرام مین ہوکر گذرا اوسوقت اوسنے
ولایت بہار کا سند نامہ لکھکر شیر خان کے حوالہ کیا اور اپنی اور افغانیون کا امیدوار کرکے جونپور کی تسخیر کا
قصد کیا اور ہمایون کے سردارون سے اوس ملک کو فتح کرکے لکھنؤ تک اپنے قبضہ مین لیلیا اور
ہمایون کی امیر اپنے آپ مین مقابلہ کی قوت نہ دیکھکر نواحی کالنجر مین ہمایون بادشاہ سے جا ملے پھر ہمایون
سلطان محمود اور بایزید اوسکے ساتھی کے دفع کے لیے بذات خود متوجہ ہوا شیر خان محمود کے
لشکر سے چند روز الگ رہا بعد تھوڑے دنون کے پھر شامل ہوگیا جب دونون لشکرون کا مقابلہ
ہوا اوسوقت شیر خان نے ہندو بیگ ترجمین مغلون کے لشکر کے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ مین لڑائی کے وقت
طرح دیکر جدا ہوجاؤنگا سلطان محمود اور مین بایزید کا سردار ہونا مجھکو بہت ناگوار ہے چنانچہ اوسنے
یہی کیا اور سلطان محمود شکست کھاکر پھر پٹنہ کو چلا گیا اور بے نوا ہوکر سنہ نوسو انچاس مین اوڑیسہ کی سرحد مین
مرگیا ہمایون نے اس فتح کے بعد ہندو بیگ کو وکیل بناکر شیر خان کے پاس بھیجا اور قلعہ چنار اوس سے
طلب کیا شیر خان نے اوسکے جواب مین حیلے بہانے کردیے تب ہمایون نے کئی امیرون کو اوس
قلعہ کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے اونکے خود بھی اوس طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا
اتنے مین شیر خان کی ایک عرضی بڑی اطاعت اور خلوص کے مضمون کی پہونچی اور اوسمین بابر شاہ
کی خدمتون کا حال اور اپنے پچھلے حقوق خصوصا سلطان محمود سے طرح دیجانے کا ذکر لکھا اور یہ
عرضی شیر خان نے اپنے بیٹے قطب خان کے ہاتھ تھوڑی سی فوج اوسکے ساتھ کرکے بھیجی تھی اور عیسی خان
حجاب کو بھی جو وکیل اور وزیر تھا اوسکے ہمراہ کردیا تھا قطب خان گجرات سے بھاگ کر پھر شیر خان کے پاس
پہونچا اور جبتک ہمایون گجرات سے لوٹا اس عرصہ مین شیر خان نے بڑی قوت حاصل کرلی تھی چنانچہ ہمایون کو شکست دینا

بابر نہ ہوسکے ہمایون کا باپ تھا مگر وہ بسبب جوانی کے مہمات ملکی سے بڑا بے پروا پایا اور اہالی عملہ کی کیفیت
بھی ... ان مین انکار معاملات نالائق کے درہم برہم کر دیتے تھے ان باتون کو دیکھکر پیدا شیر خان سے کے
ذہن نشین ہو گیا کہ ... سے ملک چھین لینا سہل ہے پس شیر خان اسی قسم کی تدبیر و ...
مصروف ہوا ایک روز بابر شاہ نے کھانا کھانے وقت کوئی حرکت گستاخی کی شیر خان سے ملاحظہ کی
اوسوقت سب اہل مجلس نے موقع پاکر شیر خان کی خودسری کے خیالات اور اوسکے بغاوت کے آثار
بادشاہ کے سامنے عرض کیے شیر خان اس امر سے خائف ہو کر بادشاہی لشکر سے بھاگ کر اپنی جاگیر کے
پرگنون مین چلا گیا اور جنید برلاس کو یہ لکھ بھیجا کہ محمد خان کو جو مجھسے دلی عداوت تھی اوسنے میری مغلونکی
ملازمت کی تقریب پر سلطان محمد کو بہکا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ میری جاگیر پر وہ لشکر کشی کرے اس اضطراب مین
مجھکو بادشاہ سے اجازت لینے کی نوبت نہ آئی اور بے پوچھے اپنے پرگنہ مین چلا آیا مگر میری خیر خواہی مین
کسی قسم کا قصور نہین بعد ازان شیر خان سلطان محمد کا مقرب ہو کر انعامات لائقہ سے معزز ہوا اور پھر اوسکے
بیٹے جلال خان کا وکیل مقرر ہو کر سارے اوسکے کاروبار کا منتظم ہوا اور جب سلطان محمد کا انتقال ہو گیا
تو کل بندوبست سرکار بہار کا اوسی سے متعلق ہوا پھر شیر خان کی مخدوم عالم حاکم حاجی پور سے جو
والی بنگالہ کے امیرون مین سے تھا بڑی دوستی ہو گئی پھر کچھ ایسے واقعات ہوئے کہ والی بنگالہ نے
مخدوم عالم کے مقابلہ کے لیے قطب خان نامی ایک امیر کو روانہ کیا شیر خان نے مخدوم عالم کی
مدد کر کے قطب خان سے مقابلہ کیا اور قطب خان کو قتل کر کے سارا خزانہ اور ہاتھی اور مال و
اسباب اوسکا لوٹ لیا جلال خان وغیرہ لوحانیون نے بہار کو حاکم بنگالہ کے سپرد کر کے
اوسکی اطاعت قبول کر کے اور شیر خان کو بلا مین پھنسا کر خود سلامت بچ گئے پھر بنگالیون نے ابراہیم خان
ولد قطب خان کو اوسکے باپ کا انتقام لینے کے لیے شیر خان پر بھیجا شیر خان قلعہ کے اندر سے
ایک مدت تک اون سے لڑتا رہا بنگالیون کی اور مدد آگئی اور شیر خان کو بھاگنے کا موقع بھی نہ رہا مجبور ہو کر شیر خان
باہر آکر مقابلہ کیا اور بڑی کوشش کر کے فتح پائی ابراہیم بھی اس لڑائی مین مارا گیا اور سارا اوسکا اسباب
اور فیل خانہ اور توپخانہ شیر خان کے ہاتھ آیا اس فتح مین اوسکو بڑی قوت اور شوکت حاصل ہو گئی
اور ساری بہار کی مستقل حکومت حاصل کر کے سلطنت کی استعداد پیدا کی قلعہ چنار پر جلال خان
سارنگ خانی کے بیٹون کی طرف سے تاج خان نامی ایک امیر برسون سے قابض تھا اور سپر بھی

اور شیر خان نے اوسکو اپنی عنایتون سے سرفراز کر کے بہت انعام و اکرام عطا کیے اور اپنے خیمہ کے
نزدیک اوسکا خیمہ برپا کرایا اور ایک سو ایک گھوڑے اور باقی اور سامان تجمل اوسکو دینے کیے
چھانٹے مگر بلوچ خان اپنے دل مین شیر خان کی طرف سے ہراس کر کے غلامون کی طرح
رات کو خیمہ پھاڑ کر بھاگ گیا اور اوسکے باب مین شیر خان نے [illegible] پابا چہ [illegible] بلو [illegible]
تولیت مصطفیٰ [illegible] فی تجدید ✽ پھر شیر خان نے حاجی خان سلطانی کو مالوہ کی طرف [illegible] دل [illegible]
سرکار ستواس کی طرف متعین کیا ملو خان [illegible] دونون کے [illegible] مقابل [illegible]
حسن [illegible] خانان شروانی نے رنتھنبور کا قلعہ شیر خان کے حوالہ [illegible]
قصبہ بساور مین چلا آیا مشہور ہے کہ وہان اوسکو کسی نے [illegible] قبر اوسکی [illegible]
جگہ پر ہے اسی سال مین پورنمل مقدم [illegible]
اور دو ہزار عورتین ہندو و مسلمان اپنے حرم مین [illegible] شیر شاہ [illegible]
قلعہ پر لشکر کشی کی اور اوسکا محاصرہ [illegible]
چند روز کے بعد شیر شاہ [illegible] صلح کرلی [illegible]
[illegible] پیمان کر کے [illegible]
[illegible] خلعت [illegible] عطا کیا مگر [illegible]
[illegible]
پاؤن کے نیچے [illegible] اوسکے ساتھی [illegible]
[illegible] زن و مرد اونکے کچھ قتل ہوئے کچھ [illegible]
بعد چند روز کے شیر شاہ نے آگرہ سے راجہ مالدیو کے ملک کی طرف توجہ کی [illegible] نامی گرامی راجہ
ناگور اور جودھپور کا حاکم تھا اور ادھر کے مسلمانون پر غالب ہو رہا تھا شیر شاہ کا معمول تھا کہ خواہ
مخالف بہت ہون خواہ تھوڑے مگر اپنے لشکر کے گرد قلعہ اور خندق ضرور بنا لیتا تھا جب نواحی اجمیر
مین راجہ مالدیو پچاس ہزار سوار عمدہ ساتھ لیکر شیر شاہ کے مقابلہ مین آیا اوس میدان مین بالکل
ریتا تھا قلعہ اور خندق بننا ہرگز ممکن نہ تھا شیر خان نے سارے اپنے کارآزمودہ امیرون سے
اس باب مین مشورہ کیا سب حیران ہوگئے مگر شیر شاہ کا پوتا شاہ عالم جو ایک خرد سال بچہ تھا بول اوٹھا

جسکی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اب شیر شاہ نے تخت نشینی کے بعد قنوج قدیم کو اپنی جگہہ سے ویران کر کے گنگا کے کنارے آباد کیا اور اب وہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح شمس آباد کا قلعہ خراب کر کے دوسری جگہہ بنایا اور رسول پور اوسکا نام رکھا مگر اب وہ قدیم جگہہ پر آباد ہو گیا ہے اور پرانی دلی علاء الدین کی بسائی ہوئی کو اوجاڑ کے تین کوس لمبا ایک شہر فیروز آباد بسایا اور قلعہ کا دروازہ پتھر اور گچ کا بلند تعمیر کرایا پھر تعاقب کوچ کرتا ہوا سلطانپور مین پونہچا وہان ہمایون کے بھائی باہم مخالفت کر رہے تھے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا شیر شاہ نے وہان پہنچکے اون کو اوس ملک مین جمنے ندیا اسی سال مین شیر شاہ نے حکم عام دیا کہ بنگالہ سے رہتک تک چوچار مہینے کا راستہ ہے اور آگرہ سے مانڈو تک ہر کوس پر ایک سرائے اور مسجد اور پختہ کنوان بنوا دیا جاوے اور سب مسجدون مین ایک موذن اور ایک امام مسلمان اور سقاؤ پانی بھرنے کے لیے ایک ہندو مقرر کیا اور سڑک پر دو رویہ درخت لگوا دیے تاکہ مسافر اونکے سایہ مین آمد و رفت کرین چنانچہ اثر اونکا مصنف کے زمانہ تک جو شیر شاہ کے زمانہ سے باون برس بعد تھا باقی تھا اور انصاف اوسکا ایسا تھا کہ بڑھیا عورت سونے کا طباق جہان چاہے لیے پھرے اور جنگل مین بیابان میں رکھکر سو رہے کسیکی مجال نتھی جو اوس سے تعرض کرے مصنف صاحب اس مقام پر بڑا شکر ادا کرتے ہین کہ ہم ایسے منصف بادشاہ کے زمانہ مین تاریخ ہشتم ماہ ربیع الثانی سنہ نو سو چالیس مین پیدا ہوئے تھے بعد ازان شیر شاہ نے کوہ بالنات پر جا کر رہتاس کا قلعہ بنایا اور اپنے نزدیک گکھڑان کے لشکر روکنے کے لیے اوسکو ایک بڑی پناہ سمجھا بعد ازان خواص خان کو ہمایون کے تعاقب پر روانہ کر کے مراجعت کی راستہ مین سنا کہ خضر خان سرک نامی ایک سردار نے بنگالہ مین سرکشی کر کے سلطنت کے ڈھنگ ڈال دیے ہین یہ سنتے ہی شیر خان نے اوس طرف توجہ کی خضر خان مقابلہ مین پکڑا گیا شیر شاہ نے اوس ملک کو ضبط کر کے اپنے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم کر دیا اور اپنے لشکر کے قاضی کو جسکا نام قاضی فضیلت تھا مگر عوام نے اوسکا نام اسم بامسمی قاضی فضیحت رکھا تھا رہتاس شرقی کے قلعہ کا ناظم مقرر کیا بعد ازان شیر شاہ ۹۴۸ نو سو اڑتالیس مین آگرہ مین آیا اور ۹۴۹ نو سو انچاس مین مالوہ کی تسخیر کے ارادہ پر گوالیار کی طرف گیا ابو القاسم بیگ جو ہمایون کا ایک امیر اوس قلعہ مین تھا حاضر ہو گیا اور اوس نے کنجی قلعہ کی شیر شاہ کے حوالہ کی اور ملو خان حاکم مالوہ جو خلجی بادشاہون کا غلام اور اوس طرف بڑا ذی اقتدار تھا شیر خان کی ملازمت مین آیا

بیعت کی مگر باطن مین وہ عادل خان کا طرفدار تھا غرض وہان ایک بڑا جشن ترتیب دیکر از سر نو
سلیم شاہ نے اجلاس کیا پھر ایک مدت تک عادل خان اور سلیم شاہ مین خط کتابت رہی انجام کو عادل خان نے
اپنا آنا قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خانی اور جلال خان جلوانی چارون امیرون کی
راے پر جو اس سلطنت کے بڑے رکن تھے موقوف رکھا سلیم شاہ نے ان چارون سے عہد
و قول کرکے عادل خان کو سے آنے کے لیے بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ پہلی ہی ملاقات مین عادل خان کو
جاگیر پر رخصت کر دیا جاویگا اور اوسکو اختیار ہے کہ تمام ہندوستان مین جہان چاہے اپنے لیے
جاگیر تجویز کرے غرض عادل شاہ ان چارون امیرون کے ساتھ آگرہ سے سیکری مین آیا سلیم شاہ نے
بھی شکارپور تک استقبال کیا وہان دونون کی ملاقات ہوئی اول فریقین نے تعزیت کی رسمین ادا کین
بعدازان دونون آگرہ کو روانہ ہوئے سلیم شاہ کے دل مین فریب تھا اس سبب سے اوسنے یہ تجویز
کی تھی کہ عادل خان کے ساتھی دو تین آدمیون سے زیادہ قلعہ مین نہ داخل ہونے پاوین مگر یہ تدبیر
پیش نگئی اور اوسکے ساتھ ایک بڑی جماعت قلعہ مین داخل ہوئی تب مجبور ہوکر سلیم شاہ نے اپنی طرف سے
بدگمانی مٹانے کے لیے حد سے زیادہ عادل خان کی خوشامد اور چاپلوسی کی اور کہا کہ ان سرکش پٹھانون کو
مین نے بڑی مشکل سے آج تک روکا ہے اب یہ آپ کے حوالہ مین اور عادل خان کو تخت پر بٹھا کر خود فرمان بردارون
کی طرح نیچے کھڑا ہوا اور دنیاداری کے طور پر بڑی خصوصیت اور ملایمت کی باتین بناتا رہا عادل خان گرچہ
ایک نوجوان آدمی بڑا زور آور تھا اور اوسکے زور کی حکایتین بہت مشہور ہین مگر چست و چالاک نتھا اور سواے
اسکے سلیم شاہ کی فریبون سے بخوبی واقف تھا اسلیے اوسنے تخت سے اوترکر سلیم شاہ کو ہی تخت پر بٹھایا اور خود
نیچے کھڑا ہوکر بادشاہی کی مبارکباد دی اوس روز بہت سا چاندی سونا لوٹایا گیا سلیم شاہ نے بموجب
وعدہ کے بیانہ جاگیر مین دیکر اور عیسیٰ خان اور خواص خان کو ہمراہ کرکے عادل خان کو رخصت کیا اور دو مہینے
کے بعد غازی محلی کو جو محرم خاص تھا عادل خان کے قید کر لینے کے لیے بھیجا عادل خان یہ خبر سنکر
بیانہ سے بھاگا اور میوات مین خواص خان کے پاس چلا گیا خواص خان نے غازی محلی کو بلا کر اوسی سونے کی
زنجیر مین جو عادل خان کے لیے لایا تھا اوسکو قید کر دیا اور سب امیرون کو اپنا شریک کرکے ایک بڑا بھاری
لشکر لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا قطب خان اور عیسیٰ خان بھی جو بڑے نامی گرامی امیر تھے اور عادل خان کا
قول و قرار انھی کے اعتماد پر ہوا تھا سلیم شاہ کی بدعہدی سے ناراض ہو گئے اور اونھون نے عادل خان سے

بھی زیادہ جانفشانیان کر کے قلعہ والون پر ٹوٹ پڑے اور خنجر اور تلوار سے اون لوگون کا کام تمام کیا
مصنف لکھتے ہین کہ مین نے ایک بڑے معتبر آدمی سے سنا ہے کہ اوس روز ایک شخص سیاہ کپڑے اور
سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوئے لوگون کو لڑائی پہ بڑھاوے دے رہا تھا سب نے اوسکو دیکھا مگر کوئی
اوسکو پہچانتا نتھا اور وہ بھی سب کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا بعد فتح کے جو ڈھونڈھا تو اوسکا پتا نکلا اسی طرح
اور طرف کے مورچہ والون نے بھی بیان کیا کہ اسی لباس کے سوار لشکر کے آگے آگے جاتے تھے
جب سب لوگ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے تو وہ غائب ہو گئے یہ بات بہت مشہور ہے کہ اوس روز
مسلمانون کی مدد کے لیے غیب کے لوگ آئے تھے شیر شاہ اوسی بیقراری مین بار بار فتح کی خبر پوچھتا تھا
ہوا بھی اوس روز بڑی گرم تھی لوگون نے صندل اور گلاب اوسکے بدن پر لگایا مگر اوسکا صدمہ دمبدم بڑھتا جاتا تھا
اور فتح کی خبر سنتے ہی دم نکل گیا یہ قطعہ اوسکی تاریخ وفات مین لکھا ہے ؎ شیر شاہ آنکہ از مہابت او
شیر و بز آب را بہم مے خورد ✤ از جہان رفت و گفت پیر خرد ✤ سال تاریخ او ز آتش مُرد
اوسکے باپ دادون کا قبرستان سہسرام مین تھا اسلیے اوسکی نعش کو بھی وہین لیجا کر دفن کیا اس
بادشاہ نے پندرہ برس حکومت اور پانچ برس سلطنت کی مشہور ہے کہ جب آئینہ دیکھتا تھا
کہا کرتا تھا کہ افسوس شام کے وقت مجھکو بادشاہی ملی

ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ کا

جب شیر شاہ کا انتقال ہو گیا تو امیرون نے اوسکے بیٹے سلیم خان کو نواحی پٹنہ سے بلایا چنانچہ وہ
جلد جلد کوچ کر کے لشکر مین داخل ہوا اور پندرھوین ربیع الاول سنہ نوسو باون مین عیسیٰ خان حجاب
وغیرہ امیرون کے اتفاق سے سلیم شاہ اپنا خطاب مقرر کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا ملا احمد جنید نے
سنہ جلوس اس آیۂ کریمہ سے نکالا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ✤ بعد تخت نشینی کے سلیم شاہ نے اپنے بڑے بھائی عادل خان کو
جو رنتنبھور مین تھا اس مضمون کی عرضی لکھی کہ ہرچند ولیعہد تم تھے مگر چونکہ تم لشکر سے بہت دور تھے اور یہان
فتنہ اوٹھنے شروع ہوئے تھے اسلیے مین چند روز تمھارا نائب بنکر لشکر کی محافظت کرتا ہون اور جب آپ
تشریف لے آوینگے تو مین ہر طرح مطیع اور فرمان بردار ہون بعد ازان سلیم شاہ نے کالنجر سے آگرہ کی طرف
توجہ کی جب قصبہ کورہ گھاٹم پور مین پونہچا تو خواص خان نے اپنی جاگیر کے ملک سہرند سے آکر ظاہر سلیم شاہ سے

بعد ازان سلیم شاہ نے گوالیار کو تختگاہ مقرر کیا اور عادل خان کے طرفدارون کی نیست نابود کرنے پر کمر ضبط
باندھی ایک ایک کو شطرنج کے مہرون کی طرح چن چن اٹھانا شروع کیا قطب خان بھی خائف ہو کر [illegible] اور وہان سے
لاہور مین ہیبت خان نیازی کے پاس چلا گیا جسکو شیرشاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا ہیبت خان نے
حسب الطلب سلیم شاہ کے قطب خان کو باندھکر بھیجدیا سلیم شاہ نے قطب خان کو مع شہباز خان اور تیرہ
چودہ اور نامی امیرون اور امیرزادون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا آخر انکو باروت سے
اوڑادیے گئے انھین مین سے عادل خان کا بیٹا [illegible] شیرشاہ [illegible]
رہنے کا قلعہ بنانے کی تدبیر نکالی تھی اور شیرشاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد کیا تھا جیسا کہ پہلے اس قصہ کا ذکر
ہوچکا اسی سال مین سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کو لاہور سے طلب کیا تو اوسنے خود تو آنے مین عذر کیا
اور سعید خان اپنے بھائی کو جو بڑا بہادر اور عقلمند تھا سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا سلیم شاہ نے ظاہر مین
اوسپر بڑی عنایت کی اور اپنا مقرب بنایا مگر باطن مین اوسکے قید کرنے کی فکر مین تھا ایک روز اوسکو
تنہا محل کے اندر لے گیا اور [illegible] اوس سے
پوچھا کہ تو انکو پہچانتا ہے یہ کون ہین سعید خان نے جن جن کو پہچانتا تھا اوسکا نام لیا [illegible] پہلے
اون امیرون کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجکر باروت سے اوڑوا دیا تھا مگر کمال خان گکھڑ کی موت نہ آئی تھی اوسکے سلیم
جیتا بچ رہا اوسکا سبب اوسکے بچ جانے کا یہ مشہور ہے کہ کمال خان کو [illegible] سلیم شاہ نے نجات
کر لیا تھا جب اوسنے یہ سنا کہ رات کو قیدی باروت سے اوڑا دیے جاوینگے تو اوسنے [illegible]
اپنے بھائی کمال خان کو [illegible]
پاس بھیجدیا کمال خان نے غسل کے بہانہ سے اون لحافون کو خوب پانی مین بھگو دیا اور اونکو اوڑھکر سب
علیحدہ ایک کونے مین پڑرہا جب وہان آگ لگائی گئی تو سب قیدی تو جلکر خاک ہوگئے مگر کمال خان
لحافون کے اندر سلامت بچ رہا صبح کو سلیم شاہ قیدیون کا تماشا دیکھنے جو آیا اوسکو سلامت دیکھکر کہنے لگا
کہ تیرا اخلاص میرے ساتھ درست تھا اس سبب سے تو اس آگ سے بچ گیا پھر سلیم شاہ نے قسم کھائی
کہ اب تیرے ساتھ کبھی مخالفت نکرونگا اور اوسکو قید سے رہا کرکے حاکم پنجاب کے ساتھ نیازیون کی لڑائی پر
متعین کیا اور وہان اوسکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا غرض ان کیفیتون کے دیکھنے سے سعید خان کے
دل پر ہراس غالب ہوا اور گھوڑون کی ڈاک آگرہ سے لاہور تک بٹھا کر چند شبون مین لاہور پہنچا

کہلا بھیجا کہ شب برات کی صبح کو اول وقت آگرہ مین داخل ہونگا تم سب تب بیعت کر لین عادل خان
اور خواص خان شب برات کی اثنا مین سیکری مین آ گئے اور وہان حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کیخدمت مین رات بھر نوافل پڑھتے رہے اسی سبب سے آگرہ جانے مین توقف ہو گیا اور مقرری
وقت پر وہان نہ پہنچ سکے بلکہ تمام دوپہر کے نواحی آگرہ مین پہنچے سلیم شاہ نے گھبرا کر قطب خان وغیرہ
امیرون سے ملایت کی بنیاد ڈالی اور اون سب کو عادل خان کے پاس بھیجنے کی تجویز کی اور اس سے
اوسکی غرض یہ تھی کہ سب مخالف لوگ وہان سے چلے جاوین تو خود تنہا قلعہ چنار کی طرف چلدے اور
وہان کے خزانون اور دفینون کو اپنے قبضہ مین کر کے سامان لشکر کا درست کرے اور پھر عادل خان سے
آکر مقابل ہو مگر عیسی خان اس تدبیر کی بہت سی قباحتین سمجھا کر وہان کے جانے سے مانع ہوا تب سلیم شاہ
اپنے مقرب امیرون کو اور اون دو تین ہزار آدمیون کو جو اوسکے اعتمادی قدیمی نوکر تھے ساتھ لیکر
عادل خان کے مقابلہ کے لیے شہر سے باہر نکلا اور جن امیرون کو اول عادل خان کے پاس قاصد بنا کر
بھیج چکا تھا اون سے بھی یہ کہلا بھیجا کہ مجھکو ہرگز عادل خان کا اعتبار نہین خدا جانے تمھارے ساتھ
کیا معاملہ کرے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ تم سب واپس آؤ اب میرے اور اوسکے درمیان مین زبان تیغ
سے پیغام ادا ہوگا یہ سنکر وہ سب امیر واپس آئے اور سلیم شاہ کے لشکر مین داخل ہوئے غرض آگرہ کے
قریب بڑی لڑائی ہوئی آخر عادل خان نے شکست پائی اور تنہا پنہ کی طرف بھاگ گیا خواص خان او
عیسی خان نیازی نے میوات کا راستہ لیا ان دونون مین باہم موافقت بہت تھی سلیم شاہ کا کچھ لشکر بھی
انکے تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ قصبہ فیروزپور مین اون سے مقابلہ ہوا اس لڑائی مین خواص خان اور
عیسی خان غالب آ گئے مگر پھر سلیم شاہ کے خوف سے کمایون کے کوہون کے پاس چلے گئے سلیم شاہ نے
قطب خان کو اونکے مقابلہ کے لیے بھیجا چنانچہ وہ مدت تک پہاڑون مین لوٹ مار کرتا رہا پھر سلیم شاہ
چنار کو گیا اور وہان کے سارے خزانہ گوالیار کو روانہ کیے جب وہان سے لوٹ کر قصبہ کورہ گھاٹم پور مین آیا
تو وہان جلال خان جلوانی کو چوگان بازی کے بہانہ سے اپنے خیمہ مین لے آیا یہ جلال خان پٹھانون مین بڑے
جتھے اور گروہ کا آدمی تھا اور باطن مین عادل خان کا طرفدار تھا اسلیے سلیم شاہ ہمیشہ اوسکی فکر مین تھا اب
قابو پا کر اوسکو اور اوسکے بھائی اللہ داد نامی کو طوق و زنجیر پہنا کر ایک ایسے پٹھان کے حوالہ کیا جو اوسپر کسی خون کا
دعوی دار تھا آخر سلیم شاہ نے قصاص کے بہانہ سے جلال خان کو قتل کر دیا اور خود آگرہ مین آیا

لاہور سے تیس کوس پر کہین گیا تھا خواص خان مع اپنے سوارون کے لاہور کی تسخیر کے ارادہ سے
مرزا کامران کے باغ مین اوترا شہر کے لوگ قلعہ بند ہو گئے اور شمس خان کے آنے تک اوسکی
حفاظت کرتے رہے خواص خان نے اوس باغ مین سے بانس بندھا کر کاٹ کر زینہ بنانے کا ارادہ کیا
اتنے مین خبر آئی کہ راے حسین جلوانی وغیرہ سلیم شاہی امیر بیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوئے بہت
قریب آپونہچے خواص خان نے عیسی خان سے مشورہ کرکے لاہور سے قطع نظر کی اور پانچ چھ کوس
وہان سے لوٹکر سلیم شاہی امیرون سے مقابلہ کیا اور اوسکے سوار بلاے ناگہانی کی طرح
سلیم شاہی لشکر پر جا پڑے آخر راے حسین نے اپنے آدمیون سے کہا کہ راستہ چھوڑدو
اور اس آفت کو ٹالو خواص خان اوس فوج کو چیر کر نکل گیا اور پھر پیچھے سے حملہ کرکے پریشانی ڈالی
اس مرتبہ ایک زخم اوسکے زانو پر لگا اور اوسکے صدمہ سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اگر کسی کی یہ جرات
نہوئی کہ اوسوقت بھی اوسکو گرفتار کرے اوسکے آدمی اوسکو علانیہ چارپائی پر ڈال کر لے گئے راے حسین نے
اپنے آدمیون کو اونکا تعاقب کرنے سے منع کیا خواص خان اوس جگہ سے صحیح سلامت نگرکوٹ کی طرف
گیا اور وہان سے کوہ کماون کو چلا گیا اعظم ہمایون کے ساتھیون نے کشمیر کا ارادہ کیا اور کشمیریون کے
دھوکے مین آکر وہان کے پہاڑون کی گھاٹیون مین نیست نابود ہو گئے منزاول خان نے عثمان نام
ایک پٹھان کا کسی سبب سے ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اوسنے ایک روز موقع پاکر سنہ نوسو چورانوے مین
منزاول خان کے ایک تلوار کا ہاتھ مارا وہ زخمی ہوکر اپنے گھر پونہچا مگر اوسکے ذہن مین یہ آیا کہ سلیم شاہ کے
بہکانے سے اوسنے یہ حرکت کی ہے اس خیال سے اوسنے مالوہ کا راستہ لیا سلیم شاہ نے بانس والہ تک
اوسکا تعاقب کیا سرور کے زمیندارون مین منزاول خان ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نملا تب سلیم شاہ نے عیسی خان سور کو
بیس ہزار سوارون کے ساتھ اوجین مین چھوڑا اور خود گوالیار کو واپس آیا سلیم شاہ نے ابتداے سلطنت مین
یہ انتظام کیا تھا کہ پانچ پانچ ہزار سوار ساری ہندوستان کی بڑی بڑی سرکارون مین متعین کیے اور انمین سے
اعظم سور کے بیٹے باز بہادر کو جو سلیم شاہ کا چچازاد بھائی اور سالا بھی تھا اور اسی کا آخرین سلطان محمد
عدلی خطاب ہو گیا ہے نواحی بداون سرکار سنبھل مین بست ہزاری کرکے بھیجا تاکہ خواص خان وغیرہ کو جو
اوس طرف سرکشی کر رہے تھے دبا رکھے اور پایندہ خبر کی کو اوسکا نائب مقرر کیا اسی طرح شروع سلطنت مین یہ حکم جاری کیا
کہ شیر شاہ نے جو سرائین بنوائی تھین اونمین ہر جگہ دو دو سراؤن کے بیچ مین ایک ایک اور سرائے

پھر اعظم ہمایون نے بڑی قوت پیدا کرکے لاہور مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا سلیم شاہ نے ہر طرف سے
بلا کر آگرہ مین اپنا لشکر جمع کیا اور ایک جمعیت کثیر ہمراہ لیکر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اثناء راہ مین سزاول خان نے
مالوہ سے آکر ملازمت حاصل کی اور سلیم شاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی بعد ازان سزاول خان بعضی اپنی
مہمات کی ضرورت سے اجازت لیکر رخصت ہوا پھر سلیم شاہ نے دہلی مین پہنچکر چند روز توقف کیا اور تمام
لشکر کو اچھی طرح ترتیب دیکر لاہور کی طرف کوچ کیا خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی بھی کوچ کمایون سے
اعظم ہمایون کے پاس آگئے تھے چنانچہ وہ سب اپنے اپنے لشکر لیکر سلیم شاہ کے مقابلہ کے لیے
روانہ ہوئے اون دنون مین جاڑون کا موسم شروع تھا قصبۂ انبالہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا جس دن
صبح کو لڑائی ہوگی اوس روز شب مین اعظم ہمایون نے خواص خان سے پوچھا کہ بعد فتح کے تخت پر کون بیٹھیگا
اوسنے جواب دیا کہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا سلطنت کے قابل ہے نیازیون نے اس بات کو نہ مانا اور
کہا کہ جانفشانی تو ہم کرین پھر ملک غیر کو کیون دین سلطنت کچھ میراث نہین ہے بلکہ قوت بازو سے حاصل
ہوتی ہے خواص خان کو جو بجان و دل شیر شاہ اور اوسکی اولاد کا ہوا خواہ تھا یہ بات پسند نہ آئی اور صبح کو بہت سی
لڑائی بھڑائی کے بعد طرح دیکر عیسیٰ خان کے ساتھ کسی طرف کو چلدیا نیازیون نے اپنی دلاوری مین کمی
نہین کی مگر فتح قسمت مین نہ تھی آخر کو شکست کھائی اعظم ہمایون کے بھائی سعید خان نے اوس حالمین
ایسی صورت بنائی کہ کوئی اوسکو نہ پہچانے اور چند سوارون کے ساتھ سلیم شاہ کے لشکر مین آیا ہر کسی سے
یہ پوچھتا تھا بادشاہ کدھر ہے مین اوسکو فتح کی مبارکبادی دونگا اور دلی ارادہ یہ تھا کہ اس بہانہ سے سلیم شاہ تک
پہنچکر اوسکا کام تمام کردے سلیم شاہ نے ہاتھیون کے حلقہ کے بیچ مین اپنا مقام کیا تھا اتفاقاً اوسی
حلقہ کے کسی فیلبان نے سعید خان کی آواز پہچان لی اور ایک نیزہ اوسکے مارا مگر سعید خان اوس ازدحام سے
جان بچا کر سلامت نکل آیا ساری نیازیون کی فوج قصبۂ دھنکوٹ مین جو روہ کے قریب ہے بھاگ گئی جو
باقی رہی اونکو گنوارون نے لوٹ مار کرکے تباہ کردیا کچھ انبالہ کی ندی نالون مین ڈوب کر مر گئے سلیم شاہ نے
رہتاس تک خود تعاقب کیا اور وہان سے خواجہ ویس شروانی کو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ اونکے پیچھے
روانہ کرکے خود آگرہ کی طرف لوٹا اور وہان سے گوالیار کو چلا گیا عیسیٰ خان اور خواص خان جو معرکہ مین طرح دیکر
علیحدہ ہوگئے تھے اونمین سے عیسیٰ خان تو پہاڑ کی طرف چلا گیا اور خواص خان پانسو چھ سو سوارونکے ساتھ
بھاگ کر لاہور مین آیا شمس خان لوحانی جو سلیم شاہ کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے

[illegible] پڑائی ہوئی اس مرتبہ نیازیون نے شکست فاش پائی اور اونکی بعضی عورتین بھی قید ہوئین
سلیم شاہ نے اونکو بے عزت کر کے گوالیار کے قلعہ مین بھجدیا اور علم اور سراپردہ اور تمام اسباب
سلطنت نیازیون کا جو لوٹ مین آیا تھا وہ سلیم شاہ نے رنڈیون کو عنایت کیا اور اون رنڈیون مین سے
کسی کو اعظم ہمایون اور کسیکو سعید خان اور کسی کو شہباز خان خطاب دیا اونکے دروازون پر نوبت کے وقت
نقارے بجتے تھے اور دماغ اونکے آسمان پر تھے اور یہ سب شب جمعہ کو موافق دستور کے سلیم شاہ کے
سلام کے لیے جایا کرتی تھین تو نقیب آواز بلند سے کہتے تھے کہ بادشاہ سلامت نظر روبرو اعظم ہمایون خان
نیازی اور سعید خان نیازی اور شہباز خان نیازی دعا کرتا ہے مگر یہ بات پٹھانون کو بہت ناگوار ہوئی تھی
کیونکہ وہ سب ایک ہی برادری اور قبیلہ کے تھے بعضے کہتے ہین کہ یہ خطاب اور نام اور نشان سے رنڈیونکو
اول مرتبہ کی ہی فتح مین دیے گئے تھے اعظم ہمایون کی اس شکست کے بعد کمر ٹوٹ گئی اور پھر مقابلہ کی جرات
نہوئی اور تمام جمعیت نیازیون کی پراگندہ ہوگئی اول اونھون نے نواحی رہتاس مین گکھڑون کے پاس
پناہ لیکر کشمیر کے پہاڑون کو جا کے امن ٹھہرایا سلیم شاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اونکی قلع قمع کے
ارادہ پر کوچ کیا جب پنجاب مین پہونچا تو کوہستان شمالی مین مناسب مقامات تجویز کر کے مانکوٹ اور
رشید کوٹ وغیرہ پانچ قلعہ تھانہ مقرر کرنے کے لیے بنائے دو برس تک لشکر کے پٹھان چونا اور پتھر
ڈھوتے رہے اور چونکہ بادشاہ اس گروہ سے بڑا بدگمان ہوگیا تھا اسلیے اونکو بڑی ذلت اور خواری
مین رکھا اور اس مدت مین ایک حبہ تنخواہ کا بھی نہ دیا جنھون نے اس مصیبت سے خلاصی پائی تھی
اونکو گکھڑون کے مقابلہ پر حاضر کیا گکھڑ موافق اپنی عادت کے دن بھر پٹھانون سے لڑتے تھے اور رات
چورون کی طرح اونکے لشکر مین [illegible] تمام اونٹھا لیجاتے تھے
اور چند روز بڑی مصیبت کے [illegible] رکھکر کہین بھجدالتے تھے سارے پٹھان ان رسوائیون
اور ذلتون سے عاجز آگئے تھے پر سلیم شاہ کے سامنے کچھ عرض کرنے کی کسیکو مجال نتھی آخر ایک دن
شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیرون مین سے تھا اور اوسکے مزاج مین خوش طبعی اور ہزل اور گستاخی
بہت تھی سلیم شاہ سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیان اوترین ایک
مین سونا اور ایک مین کاغذ اور ایک مین خاک بھری ہوئی تھی زر دفتری ہندوون کے گھر گیا کاغذ بادشاہی
خزانہ مین رہا اور خاک سپاہیون کے سرون پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور حکم کیا کہ اب جو گوالیار

اور مسجد اور خانقاہ اور پانی کا سقایہ اوسی طرح بنالیا جاوے اور عام لنگر جاری رہے مسلمانون کو پختہ اور ہندوؤنکو
کچا کھانا ملا کرے اور جن جن لوگون کے روزینہ شیر شاہ کے وقت سے مقرر ہین وہ اوسی طرح رہین کچھ نہ کم ہون
نہ زیادہ اور شیر شاہ نے جو باغ اور سرائین وغیرہ بنائین ہین وہ بھی اوسی طرح قائم رہین اور جن جن امیرون کے
جو پرگنات کے اکھاڑے تھے جیساکہ ہندوستان مین مشہور ہے وہ سب اون سے لیلی گئین اسی طرح
سب ... تھی بھی لیلیے کم و ... تھا ہان جو فقط بارکشی کی لائق تھین چھوڑ دین اور یہ بھی حکم کیا
کہ سرشتہ امرا ... بادشاہ کے ... کسی کا نہ ہو اور تمام ولایت کو اپنا خالصہ مقرر کیا سپاہیون کی تنخواہ اوسی طرح نقد بر
جو شیر شاہ نے نکالا تھا تقسیم ہوتی تھی اور حکمنامے ہر سرکار مین بھیجے جسمین سب قوانین معاملات دینی و
دنیوی و جزئی و کلی و مالی و ملکی درج تھے اور جو جو معاملہ کہ سپاہی اور رعیت اور سوداگر اور ہر قسم کے لوگون کو
... پیش آتا تھا اوسکے بارے مین اور جن جن طریقون کی احکام کو عمل چاہیے وہ سب اون مین لکھے تھے خواہ شریعت کے
موافق ہون یا خلاف اور ونکو دیکھکر کچھ قاضی اور مفتی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہتی تھی اور سلیم شاہ نے
ایک کفش اور ترکش اپنے ہر سردار کو حوالہ کی تھی چنانچہ ہر جمعہ کو دن سب امیر ہفت ہزاری اور دہ ہزاری اور
پنج ہزاری خیمہ بلند ہشت سرے برپا کرتے تھے اور سلیم شاہ کی کفش اور ترکش کو ایک کرسی پر رکھتے تھے
سب سے پہلے لشکر کے سردار پھر منصف یعنی امین پھر اور سردار موافق ترتیب کے جھک جھک کر
ادب کے سلام کرتے تھے اور بڑے ادب کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر قرینہ سے بیٹھتے تھے پھر منشی
آکر اوس حکمنامہ کو جو کہ ہر ہفتہ اوسی ہفتہ کا تحریر ہوتا تھا اول سے آخر تک پڑھتا تھا ہر مسئلہ مشکل مع
جمیع شقوق کے اوسمین تفصیل مذکور ہوتا تھا اوسی کے موافق سب عملدرآمد کرتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی
امیر ایک امر بھی اوسکے خلاف کرتا تھا تو فوراً منشی سلیم شاہ کو اوسکی اطلاع دیتا تھا اور وہ امیر مع اپنے
قبیلہ و تبار کے سزا پاتا تھا سلیم شاہ کے آخر زمانہ تک یہی دستور رہا جناب مصنف مرحوم لکھتے ہین کہ مین
... مین ... اپنے نانا کے ہمراہ فرید تارن پنج ہزاری کے لشکر کے ساتھ
بجواڑہ مین جو توابعات بیانہ سے ہے گیا تھا تو یہ کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھی تھی اور اس سے پہلے
... مین ... خواجہ ویس شروانی نے جو اعظم ہمایون کی گوشمالی کو
متعین ہوا تھا ... کی حد پر ... اون کے مقابلہ مین شکست پائی اور اعظم ہمایون نے قوت پاکر
سرہند تک اوسکا تعاقب کیا سلیم شاہ نے دوبارہ ایک بڑا بھاری لشکر اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا

اور مرزا اون تکلفات اور تواضعات سے نہایت تنگ بلکہ اپنی زندگی سے بیزار تھا اور بھاگ جانے کا
موقع ڈھونڈھتا تھا پٹھان ہندی زبان مین اوسکو چھیڑا کرتے تھے اور جب وہ دربار مین آیا کرتا تھا تو کہتے تھے
کہ مور آتا ہے مرزا نے سلیم شاہ کے حضور مین ایک امیر سے پوچھا کہ مور کسکو کہتے ہین اوس نے
جواب دیا کہ مور مرد عظیم الشان کو کہتے ہین مرزا نے کہا تو سلیم شاہ بہت اچھا مور ہے اور شیر شاہ
اس سے بھی اچھا زیادہ مور تھا اوسوقت سلیم شاہ نے حکم دیا کہ اب آیندہ کوئی مرزا سے یہ لفظ نہ کہے اور
نہ اوس سے ہنسی کرے ایک روز سلیم شاہ نے مرزا سے کچھ شعر پڑھنے کی فرمایش کی مرزا نے
فی البدیہہ یہ مطلع پڑھا [illegible]
سلیم شاہ اوسکے کنایہ کو سمجھ گیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ساتھ چلدیا جب [illegible] بہت سے [illegible] پوچھا [illegible] سلطانپور
قریب بیاس کے [illegible] کوس پر واقع ہے [illegible] سلطان آدم حاکم سلطانپور [illegible] کہ ایک
مغل کی عورت فلانی جگہ تنہا ایک جلودار کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے صبح کو وہان سے چلدی [illegible]
کیفیت دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجے جب تحقیق [illegible]
مرزا نے سلطان آدم سے بڑی خوشامد کر کے [illegible]
سلطان آدم نے اس [illegible] کو قبول کر لیا [illegible]
مضمون کی عرضی لکھ بھیجی اور مرزا کی جان بخشی چاہی [illegible]
دو برس کے بعد مرزا [illegible]
واقعہ کی تاریخ ہوا یہ سارے قصے تاریخ اکبرنامہ اور تاریخ نظامی مین تفصیل سے مذکور ہین سلیم شاہ کے
زمانہ کے واقعات مین سے ایک شاہ محمد دہلوی کا واقعہ ہے جسکا مجملاً بیان یہ ہے کہ شاہ محمد شیر شاہ کے
زمانہ مین ولایت سے ہندوستان مین آیا اپنے آپ کو سید کہتا تھا مگر لوگون کو اوسکی سیادت مین

لوٹینگے تو محاسب حساب کر کے سپاہیون کی دو برس کی تنخواہ ادا کر دینگے مگر اس حکم کی
تعمیل نہونے پائی تھی کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوگیا نیازیون کا انجام یہ ہوا کہ اول اونکو کشمیریون نے
جو بڑے مکار اور غدار ہوتے ہین دھوکا دیکر بلایا اور راستہ بھٹکا کر پہاڑون کی گھاٹیون مین ڈالدیا
اور سلیم شاہ کے اشارہ سے اونکا راستہ روک کر لڑنا شروع کیا یہان تک نیازیون کی عورتین بھی
اپنی ننگ و ناموس کے خوف سے لڑ کر مر گئین چنانچہ اعظم ہمایون کی مان اور بی بی بھی مقابلہ کر کے پتھرون کے
نیچے دب مرین ایک بھی اونمین کا سلامت نرہا مشہور ہے کہ شیرشاہ کے زمانہ مین ان نیازیون نے عہد و پیمان
کر کے قوم سنبل کے پٹھانون کو بلایا تھا اور پھر اپنے عہد سے منحرف ہو کر شیرشاہ کے اشارہ سے اوس
قوم کے دو ہزار آدمیون کو مع زن و بچہ کے قتل کر ڈالا تھا سو وہی معاملہ اب اونکے آگے آیا غرض کشمیریون نے
اون تینون بھائیون کو قتل کر کے سر اونکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیے جس زمانہ مین سلیم شاہ نے
گکھرون وغیرہ کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی اور خود ہال گڈہ کا قلعہ بنوا رہا تھا اوسی زمانہ مین کامران مرزا
ہمایون سے شکست کھا کر کابل سے ہندوستان مین اس توقع سے آیا کہ سلیم شاہ سے مدد لیکر
پھر مقابلہ کرے سلیم شاہ نے اپنے سارے لشکرین سے ہیمو بقال کو چھانٹ کر پٹھانون کی ایک
جماعت ساتھ کر کے کامران کے استقبال کے لیے بھیجا یہ ہیمو بقال ابتدا مین بازار کا شحنہ تھا مگر لوگون کی
چغلیان اور مخبریان کر کے اب اعتبار کے مرتبہ پر پہنچ گیا تھا اگرچہ سلیم شاہ نے پٹھانون پر بے اعتمادی اور ہیمو پر
اعتماد ہونے کے سبب سے اس امر کو میرزا کے اعتبار کا سبب تصور کیا تھا مگر میرزا اسمین اپنی خفت
سمجھکر اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا باوجود اسکے بھی میرزا کا گمان یہ تھا کہ سلیم شاہ ملاقات کے وقت
کچھ تعظیم و تکریم سے پیش آویگا مگر سلیم شاہ دربار عام کے روز بڑے تکبر اور فرعونیت سے تخت پر بیٹھا اور
سرمست خان افغان داؤدزئی نے جو بارہ ہزاری منصب رکھتا تھا سب تعظیمات معمولی کے ادنی نوکرونکی طرح
مرزا کو تکلیف دی اور نا انسانیت کو کام فرما کر مرزا کی گردن کو بڑے زور سے دبایا اور کئی مرتبہ چلا کر کہا
کہ بادشاہ نظر دولت کہ کامران سعد مرزادہ کابل دعا کرتا ہے سلیم شاہ نے بڑی بے پروائی
مرزا کی طرف دیکھکر چھونٹ سونٹ کہا کہ خوش آمدی اور اپنے سراپردہ کے نزدیک ایک ڈیرہ اور شامیانہ
اوسکے واسطے کھڑا کرایا اور ایک خلعت اور ایک کنیز اور ایک خواجہ سرا مرزا کے احوال سے خبردار
رہنے کے لیے بھیجدیا کبھی کبھی مرزا کو بلا کر کچھ شعر و سخن سنا کرتا تھا مگر صحبت بڑی ناخوشی مین گذرتی تھی

رو

اور میاں جمال خان مفتی وغیرہ کے برہان پور سے بلوایا [illegible] اس مہدی کی تحقیقات [illegible]
بعد بہت سی قیل و قال کے قیاس و قرینہ سے یہی معلوم ہوا کہ شاہ [illegible]
مقرر کیا چنانچہ اونھوں نے اس کیفیت سے مظفر شاہ کو مطلع کیا شاہ [illegible]
پونہچا تھا اس کشاکش کا متحمل ہوا اور رجوع آنے سے پہلے ہی [illegible] اور وہ سپر [illegible]
بعضے کچھ اور بھی کہتے ہیں سب پر یہ بات کھل گئی [illegible] مہدی کی تحسین [illegible]
سنہ نو سو چھپن ہجری ۹۵۶ میں واقع ہوا [illegible] شیخ علائی مہدوی بیانہ کا حال سب [illegible] بالکل
سید محمد کے قصہ کے مطابق ہے جسکا ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے احوال میں لکھا
مجملاً بیان اس قصہ کا یہ ہے کہ شیخ علائی کا باپ حسن نامے بنگالہ کے مشائخون میں سے تھا [illegible]
اوسکا چھوٹا بھائی شیخ نصر اللہ [illegible] وہان سے [illegible]
ہندوستان میں آئے [illegible] اوس سال کی تاریخ [illegible]
[illegible] شیخ علائی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ علائی کے [illegible]
بھائی [illegible] شیخ کو [illegible] سب سے سب نے اوسکی اطاعت
[illegible] سب [illegible] تھے اسی اثنا میں میاں عبداللہ نیازی پٹھان جو حضرت
[illegible] کے خلیفون میں سے تھے اور آخر کو اون سے اجازت لیکر سفر حج کو گئے تھے
وہان اونھوں نے [illegible] رسم کے ذکر و شغل اور طریقون کا برتاؤ کیا اور میر سید محمد جونپوری کے جنھون نے
امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا معتقد ہونے اور مہدوی مذہب اختیار کرکے ہندوستان میں

کچھ کلام تھا اوسنے بھی دعوت اور ڈھنگ مشائخ کی سی بنائی تھی اور حقیقت مین بالکل مکر تھا مگر شیر شاہ اوسکی
ولایت کا قائل تھا سلیم شاہ بھی ایام شاہزادگی سے اوسکا بااعتقاد تھا اور اوسکی خدمت مین جایا کرتا حاضر ہوا کرتے تھے
سلطنت کے زمانہ مین بھی آیا کرتا تھا اور یہانتک ارادت رکھتا تھا کہ اوسکی جوتیان اوٹھاتا تھا مشہور ہے کہ ایک روز
ایک ٹوکرا انبہ پزون کا بھرا ہوا کوئی شخص شاہ محمد کے واسطے لایا تھا اتفاقاً اسی وقت سلیم شاہ بھی پہنچ گیا
شاہ محمد نے اوس سے کہا کہ اس ٹوکرے کو چتر بادشاہی اعتبار کرکے ہمنے تجھکو دیا اوٹھا سر پر رکھ اور چل
سلیم شاہ نے اوسکو بے تکلف اوٹھا لیا اور اپنے لیے نیک فال سمجھی مگر آخر مین اس قسم کی باتین اوسکو
ناگوار معلوم ہوتی تھین اور ہمیشہ اوس سے ناراض رہتا تھا اوسکے زمانہ مین اور دو سید عالی نسب ہندوستان
مین آئے یہ دونون بڑے عابد زاہد اور خوش خلق اور وجیہ تھے اونمین سے ایک جو خادم تھا اوسکا نام
سید ابو طالب تھا اور دوسرا اوسکا بھتیجا شمس الدین ناؤ مخدوم تھا یہ دونون ولایت عراق سے پنجاب آئے
سلیم شاہ کے لشکر مین پہنچے اور وہان سے دہلی مین آکر کسی محلہ مین ٹھہرے سب خاص و عام اونکی طرف
رجوع ہوئے میر ابو طالب فن طب مین ایسا کامل تھا کہ اکثر مریضون کو اوسکے علاج سے شفا ہوتی تھی اور
قطع نظر اور قسم کی فتوحات کے اسطور پر بہت سی نذر و نیاز اونکو حاصل ہوتی تھی اور یہ مشہور تھا کہ نگین حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ کا اونکے پاس ہے اور اوسکا یہ خاصہ تھا کہ جسکے دل مین شک ہوتا تھا اوسکو اوس
نگین کے سامنے اچھی طرح نظر نہین آتا واللہ اعلم محمد شاہ کی اون سے پہلے بھی جان پہچان تھی
اس سبب سے اوسنے یہ چاہا کہ اپنی بیٹی کا میر ابو طالب کے ساتھ نکاح کردے مگر میر ابو طالب نے
یہ امر قبول نکیا اس سبب سے لوگ شاہ محمد کے سید ہونے مین اور زیادہ بدگمان ہوگئے آخر شاہ محمد نے
اون دونون کو اپنی ہی حویلی مین بلاکر ایک محفوظ جگہ مین ٹھہرایا اور اونکی خدمت شروع کی ایک مدت تک
یہی کیفیت رہی بعد چند روز کے پچھلی رات کو چند آدمی مسلح شاہ محمد کے بالاخانہ سے اوترے اور اون
دونون کو جو اسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے شہید کیا صبح کو عام شہرت ہوئی اگر شاہ محمد سے حقیقت حال
دریافت کی اوسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین اس معاملہ سے محض ناواقف ہون خدا جانے اونکے
قاتل کون ہین اور اسی مضمون کا ایک محضر اکابر کی مہرون سے مرتب کرکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا
سلیم شاہ نے مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے
اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے دہلی مین بھیجا اور ہر طرف فرمان بھیجکر اوس زمانہ کے علما کو مثل میان حاتم سنبھلی

یہانتک کہ نمک اور آٹا بالکل پانی بھی اونکے پاس نہوتا تھا اور محض اللہ کی رزاقی پر بھروسا کر لیتے تھے صبح کو خدا جو کچھ
پہنچا دیتا تھا مگر باہمہ ہتھیار اور لڑائی کا سامان مخالفون کے دفع کرنے کے لیے ہر شخص کے پاس
موجود رہتا تھا اسی سبب سے جو غیر شخص اونکو دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ مالدار ہین قناع نہین یہ گوشہ نشین جس جگہ
شہر و بازار مین کوئی بات خلاف شرع دیکھتے تھے جبراً و قہراً اوس سے روکتے تھے اور کچھ حکام کا خیال نکرتے تھے
اور اکثر غالب ہی رہتے تھے شہر کے حاکم جو اونکے معتقد تھے وہ تو ہر طرح اونکی مدد و معاونت کرتے تھے
اور جو منکر تھے وہ ڈر کے مارے کچھ نہ کہتے تھے یہانتک نوبت پہنچی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو
اور جورو خاوند کو چھوڑ کر اوس [illegible] جماعت مین داخل ہوئے شیخ علائی کے [illegible]
میان عبد اللہ کی اوقات مین خلل ہونے لگا اور [illegible] اوس مجمع کے تحمل نہو سکے تو ایک مرتبہ اونہون نے
شیخ مذکور سے ملایمت اور نصیحت کے طور پر کہا کہ یہ باتین ہمیشہ نہین رہتین اور اس زمانہ کے لوگون کو
حق بات کڑوی معلوم ہوتی ہے تمکو اور لوگون کے روک ٹوک سے کیا غرض ہے یا تو [illegible]
ایک گوشے مین بیٹھ رہو یا سفر حج پر کمر باندھو تب شیخ علائی اپنی اوسی وضع اور حالت کے ساتھ چھ سو سات
آدمی اپنے ساتھ لیکر اس غرض سے گجرات کی طرف روانہ ہوئے کہ [illegible]
صحبت حاصل ہو جب وہ بیانہ سے کوچ کرکے قصبہ بساور مین پہنچے تو مصنف [illegible] صاحب لکھتے ہین
کہ میرے والد مرحوم مجھکو بھی اونکی خدمت مین لیگئے تھے اور چونکہ مین اوس زمانہ مین بہت بچہ تھا اسوجہ سے
اب مجھکو اونکی صورت کچھ وہم و خیال سی یاد ہے جب شیخ علائی جودھپور کے قریب خواص پور مین پہنچے
تو خواص خان جو اوس سرحد پر متعین تھا استقبال کے لیے آیا اور اونکے معتقدون مین داخل ہوا مگر چونکہ
خواص خان صوفیون کے جلسہ مین راگ سنا کرتا تھا اور کچھ سپاہیون کا حق غصب کرلیا کرتا تھا شیخ علائی
کل منہیات کے مانع تھے اسواسطے اوس سے موافقت نہوئی اور کچھ ایسے سبب واقع ہوئے کہ شیخ علائی
پھر بیانہ کو واپس آئے جب سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور شیخ کا قصہ اوسکے کانون تک بھی
پہنچا تو اوسنے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کے بہکانے سے میر سید رفیع الدین محدث اور
ابو الفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کرکے شیخ علائی کو بیانہ سے بلوایا چنانچہ وہ اپنے چند خاص مریدونکو ساتھ
جو ہر وقت زرہ پہنے اور ہتھیار باندھے رہتے تھے درگاہ مین آئے اور جو بادشاہون کے دربار مین آداب
طریقے مین کسی کے پابند نہوئے اور موافق طریقہ مسنونہ کے السلام علیکم کہا سلیم شاہ نے

تشریف لائے اور بیانہ مین آبادی سے دور ایک باغ کے گوشہ مین حوض کے کنارہ سکونت اختیار کی اور
پانی کے گھڑے بھر کر اپنے سر پر رکھکر لیجایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو جو لکڑہارے اور
کسان وغیرہ لوگ اودھر کو راستہ چلتے تھے سب کو اکٹھا کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور
جس کسی کو کچھ تامل ہوتا تھا اوسکو کچھ اپنے پاس سے دیکر جماعت کی ترغیب دیتے تھے غرض یہ ثواب
ہاتھ سے نہ کھوتے تھے شیخ علائی نے اونکا طریقہ بہت پسند کیا اور اپنے خادمون سے کہا کہ دین و ایمان
اسی کا نام ہے جو میان عبداللہ نیازی کا برتاؤ ہے اور جس رستہ مین ہم گرفتار ہین وہ محض بت پرستی اور
دنیاداری ہے اوسی وقت باپ دادون کا طریقہ چھوڑدیا اور دکان شیخت اور مقتدائی کی درہم برہم کردی اور وہ
سارا اپنا غرور و تکبر بالائے طاق کیا اور جو جو لوگ اونکی پچھلی عادتون سے ناراض ہوگئے تھے اون سب کو خوشامد
اور عاجزی کر کے راضی کیا اور سب لنگر اور خانقاہ وغیرہ چھوڑکر آزادی اختیار کی اور جسقدر اسباب دنیوی بھی تھا
یہانتک کہ کتابین بھی غرض سب کچھ محتاجون کو دیدیا اور بیبی سے کہا کہ اگر فقر و فاقہ تجھکو منظور ہو تو
بسم اللہ میرے ساتھ رہ ورنہ اپنا حصہ اس مال مین سے لیلے اور تو مختار ہے جہان چاہے وہان رہ مگر وہ
بھی فقر و فاقہ پر نہایت خوشی سے رضامند ہوگئی غرض شیخ مذکور نے میان عبداللہ کی خدمت مین جاکر
طریقہ پاس انفاس کا سیکھا اور جس ذکر کا اونکے خاندان مین برتاؤ تھا شغل کیا اور قرآن شریف کی معانی
اور اوسکے نکتے اور دقیقے بہت جلد اونپر کھل گئے سارے اونکے خادم جو بعضے گھربار کے آدمی اور بعضے مجرد تھے
محض توکل پر ثابت قدم ہوکر اونکی خدمت مین مصروف ہوئے اور طریقہ ذکر و شغل تعلیم پانے لگے
اونمین تین سو آدمی خانہ دار تھے اکثر یہ لوگ کوئی پیشہ یا تجارت نکرتے تھے اور جب کچھ کہین سے کسیکو ملجاتا تھا
سب برابر بانٹ کھاتے تھے اور اگر شاذ و نادر کوئی شخص کچھ کسب بھی کرتا تھا تو دسوان حصہ اوسکا ضرور خدا کی راہ
مین صرف کردیتا تھا بعد نماز فجر کے اور ایک اور وقت کسی نماز کے بعد ہر روز دو وقت سب چھوٹے بڑے
ایک دائرہ مین جمع ہوکر قرآن کی معانی سنا کرتے تھے شیخ علائی کی وعظ مین ایسا اثر تھا کہ جو کوئی ایک دفعہ بھی
سن لیتا تھا سارے گھربار اور بال بچون کو چھوڑکر اونکی خدمت مین آجاتا تھا اور پھر کسی کسب و کار کے گرد
نہ پھٹکتا تھا یہ سب لوگ ایسے متوکل تھے کہ اگر بھوک کے مارے دم بھی نکل جاتا تھا تو دم نہ مارتے تھے
جو شخص غیر بھی اونکی صحبت مین جا بیٹھتا تھا تو اگر زیادہ توفیق نہوتی تھی تو اپنے گناہون سے تو ضرور توبہ
کرلیتا تھا اکثر کو یہ دیکھا گیا کہ رات کو اپنے کھانے پانی اور استعمال کے برتن اولٹے کرکے رکھدیتے تھے

امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ مذکور ہے پڑھی اور یہ معنی اخذ کئے اجلی الجبہۃ یعنی جیم کے فتحہ اور لام کی تشدید سے
جو جلال سے مشتق جلیل کی تفضیل ہے پڑھا یہ سنکر شیخ علائی نے تمسخر کیا اور کہا کہ عوام الناس مین تو آپ کچھ
بڑا عالم مشہور ہے حال آنکہ عربی کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھ سکتا پھر حدیث کے نکتون اور دقیقون اور
اشارون کو کیا خاک سمجھے گا یہ لفظ صحیح اجلی الجبہۃ ہے جو جلی کی تفضیل ہے نہ تیرے نام جلال کی چنانچہ وہ ایسا
شرمندہ ہوا کہ پھر دم نمارا اور مشہور ہے کہ شیخ مبارک بھی اس مجلس مین موجود تھا اسی سبب سے اوسکو بھی مہدوی
مذہب کہنے لگے تھے سلیم شاہ شیخ علائی کی تقریر پر فریفتہ ہوگیا اور اوس سے کہا کہ تم ہمیشہ قرآن کا وعظ مجھکو سنایا کرو
مگر مہدوی مذہب کو چھوڑ دو اور آہستہ میرے کان مین اس سے انکار بیان کردو تو مین تمکو تمام اپنے ملک کا
محتسب مقرر کرون اور آج تک تم امر معروف اور نہی منکر بے میری اجازت کے کیا کرتے تھے لیکن آئندہ تو تم میری
اجازت سے کیا کرو ورنہ علماے تمہارے قتل کا فتوی دیا ہے مگر مین خاطر کرتا ہون وہ تنہا اونکی باتون پر مائل نہین
شیخ اس فضول دعوی مین جو حضور رہا تھا دین سے بھی تھا ایسا متعصب تھا کہ حضرت سلیم شاہ کا کہنا قبول نکیا اور
جواب دیا کہ تمہاری باتون مین آکر مین اپنا اعتقاد کیونکر بدل دون اسی اثنا مین ہر روز سلیم شاہ کو خبرین پہنچتی تھین
کہ آج فلانا سردار شیخ کا مرید ہوا اور آج فلانا امیر اونکے معتقدون مین داخل ہوا اور دنیا کے تعلقات ترک کردیے
اور ملا عبداللہ مصاحب سلیم شاہ کو شیخ علائی کے قتل پر ترغیب دیتا تھا آخر سلیم شاہ نے شیخ کو یہ حکم دیا کہ تم اس
ملک سے چلے جاؤ اور دکن مین سکونت اختیار کرو چونکہ ملک دکن مین مہدوی مذہب کا بہت رواج تھا
اور شیخ مدت سے وہان جانے کا شائق تھا یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور بے تکلف اوس ملک کی طرف
روانہ ہوا اور سرحد دکن پر ہندیہ مین پہونچا وہان کا حاکم بہار خان جسکا لقب اعظم ہمایون شروانی تھا اون کا
معتقد ہوکر اوسی طریقہ مین داخل ہوا اور ہر روز اونکا وعظ سنا کرتا تھا اور اوسکا آدھا لشکر بلکہ زیادہ شیخ کا
معتقد ہوگیا مخبرون نے سلیم شاہ کو یہ خبرین پہونچائین اوسکو یہ بات بہت ناگوار ہوئی مخدوم الملک کو تو شیخ علائی
سے دلی عداوت ہمیشہ سے تھی اوسنے اور بہت سی جھوٹی باتین ملاکر سلیم شاہ کو بہت بھڑکایا چنانچہ سلیم شاہ نے
شیخ علائی کے بلانے کا فرمان صادر کیا اسی اثنا مین سلیم شاہ آگرہ سے پنجاب کو نیازیون کا فتنہ دفع کرنے کے لیے گیا
جب بیانہ کے محاذی سرحد مین پہونچا تو مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے کہا کہ شیخ علائی کا تو ایک ادنی فتنہ تھا
اوس سے تو نجات ملی ہے مگر بڑا فتنہ شیخ عبداللہ نیازی کا جو شیخ کا مرشد اور سارے نیازیون کا پیر ہے اور
ہمیشہ تین سو چار سو آدمیون کے ساتھ مسلح بیانہ کے پہاڑون مین فساد کرتا پھرتا ہے ابھی اوسی طرح قائم ہے

بڑی ناگواری [illegible] سے جواب دیا اور یہ حرکت شیخ کی سلیم شاہ کو اور سارے امیرون کو ناگوار ہوئی مخدوم الملک نے
ان سے پہلے [illegible] کو یون بہکایا تھا کہ شیخ علائی مہدویت کا دعوی کرتا ہے اور امام مہدی تمام جہان کے
بادشاہ [illegible] گئے تھے ضرور ہے کہ اسکا ارادہ بھی خروج و بغاوت کا ہوگا اسلیے یہ شخص واجب القتل ہے
علاوہ [illegible] حجاب نے جو بڑا ایک مقرب امیر تھا شیخ علائی کو شکستہ حال پھٹے ہوئے کپڑے ٹوٹی ہوئی جوتیان
پہنے دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ شخص اس حال اور ہیئت سے ہمسے بادشاہی لینا چاہتا ہے کیا ہم پٹھان مر گئے ہین
غرض شیخ علائی نے گفتگو شروع ہونے سے پہلے اپنی عادت کے موافق قرآن کی چند آیتون کا ایسی
اچھی تقریر سے وعظ کہا اور اوسمین دنیا کی مذمت اور احوال قیامت اور اپنے زمانہ کے علماے دنیادار
کے عمل کی اہانت بیان کی کہ سلیم شاہ و اوسکے مقربون کے دلون پر باوجود سنگدلی اور قساوت قلبی کے
ایسا اثر ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے پھر سلیم شاہ اوٹھکر اندر محلسرا کے چلا گیا اور وہان سے شیخ علائی
اور اونکے ساتھیون کے لیے کھانا بھیجا مگر شیخ علائی نے نہ وہ کھانا کھایا نہ جب سلیم شاہ آیا تو اوسکی
تعظیم کی اور اپنے یارون سے کہدیا کہ جس کسی کا جی چاہے یہ کھانا کھاے جب سلیم شاہ نے اوس سے پوچھا
کہ تمنے کھانا کیون نہ کھایا تو اونھون نے جواب دیا کہ تمنے جو اپنے حق سے زیادہ خزانہ کا روپیہ خلاف شرع
اپنے تصرف مین کیا ہے وہ حقیقت مین سب مسلمانون کا حق ہے تمھاری ملکیت نہین اور کھانا بھی تمھارا
اسی قسم کا ہے سلیم شاہ یہ سنکر بھی غصہ کو دبا گیا بعد ازان علماے نے شیخ علائی سے مہدویت کے مسئلہ مین
گفتگو شروع کی مگر شیخ علائی اپنی قوت تقریر سے سب پر غالب رہے میر سید رفیع الدین صفوی نے جنکا انتقال
سنہ ۹۵۴ نوسو چون مین ہوا ہے وہ حدیثین بیان کین جنمین حضرت امام مہدی موعود کی علامتین مذکور ہین شیخ نے
جواب مین کہا کہ تم شافعی مذہب ہو اور ہم حنفی مذہب ہین ہمارے تمھارے اصول مین بڑا فرق ہے اور
تمھاری توجیہین اور تاویلین ہمکو تسلیم نہین پھر کیونکر تمھاری استدلال کو ہم قبول کرین اور ملا عبداللہ کچھ
بات بھی نہین کہہ سکتا تھا اور شیخ نے اوس سے کہا کہ تو دنیادار فاسق ہے اور عدالت کے دائرہ سے خارج ہے
علانیہ تیرے گھر سے باجون کی آوازین لوگ سنتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو مکھی نجاستون پر بیٹھتی ہے
وہ بدرجہا اوس عالم سے بہتر ہے جو بادشاہون اور امیرون کی خوشامدون مین مصروف ہو اور اسی قسم کی
بہت سی باتین بےعمل عالمون کی بیان کین اور آیتون اور حدیثون سے اوسکو ثابت کیا یہان تک کہ ملا عبداللہ کو
دم مارنے کی مجال نرہی اتفاقاً ایک روز اسی بحث مین ملا جلال بھیم دانشمند ساکن آگرہ نے وہ حدیث جسمین

بطور معاش کے مقرر کر دی تھی شیخ مذکور نے نوے برس کی عمر پاکر سنہ ۹۵۵ ہجری میں انتقال کیا اور جب سلیم شاہ نیازیوں پر فتح پاکر آگرہ میں واپس آیا تو پھر ملا عبد اللہ نے شیخ علائی کی طرف سے بادشاہ کو بھڑکایا اور کہا کہ شیخ علائی کی نسبت اس ملک سے نکل جانیکا حکم ہوا تھا مگر وہ ہندیہ میں موجود ہے اور بہار خان اوسکا مرید و معتقد ہے اور سارا لشکر وسکا شیخ علائی کا فرمانبردار ہے کیا عجب ہے کہ کوئی فساد پیدا کرے تب سلیم شاہ نے پھر شیخ علائی کو بلوایا [illegible] توجہ کی [illegible] ملا عبد اللہ کو تو اہل غرض سمجھا گیا تھا [illegible] بحث کے قابل تھا [illegible]

[illegible]

[illegible] بہت سا اختلاف ہے سو بسبب شیخ علائی کے کفر یا فسق کا حکم نہیں ہوسکتا تھا [illegible] ہنا چاہئے یہاں لکھنا کمیاب ہے اور وہاں کے عالموں کے تصنیفات میں بہت سی کتابیں ہونگی جنمیں اس مسئلہ کی تحقیق [illegible]

یہ سنکر سلیم شاہ کے دل مین جو نیازیون کے خون کا پیاسا تھا آگ لگ گئی اور اوسیوقت میان بہوہ حاکم بیانہ کو حکم بھیجا کہ شیخ عبداللہ کو فوراً حضوری مین روانہ کرو میان بہوہ شیخ عبداللہ کے بڑے معتقدون مین سے تھا اوسنے جاکر شیخ سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اس ملک سے کسی طرف کو نکل جاوین تو شاید بادشاہ پھر تمہارا خیال بھول جاوے گا اور مین بھی [illegible] لکھ بھیجونگا مگر شیخ عبداللہ نے یہ بات قبول نکی اور کہا کہ [illegible] سے خیال کرتا [illegible] اور مخدوم الملک ہمیشہ موقع کا منتظر رہتا ہے پھر اگر کسی دور جگہ سے بادشاہ مجھکو [illegible] بہتر یہی ہے کہ اب جو بادشاہ یہان [illegible] غرض یہ کہ شیخ عبداللہ روانہ ہوگیا [illegible] شیخ عبداللہ نے سلام علیک کی میان [illegible] سلام کیا کرتے تھے شیخ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کیا کرتے تھے وہی طریقہ ہے جو مین نے کیا [illegible] ملا عبداللہ جو مخدوم [illegible] کہا کہ [illegible] اوس بیچارے کو ستاسی لات اور مکون اور [illegible] کیا کہتا ہے ملا عبداللہ [illegible] زیادہ [illegible] سلیم شاہ [illegible] بیان لیا کہ اونکا [illegible] تب چھوڑ [illegible] سے اونکو تیر سے بنا لپیٹ کر ایک رات دن تک [illegible] بعد ازان شیخ عبداللہ بیانہ کو چھوڑ کر [illegible] تک پٹن مین بجوارہ کی سرحد پر [illegible] کہا کرتے تھے کہ اہل قیل و قال کی صحبت کا یہ ثمرہ ہوا آخر ہندمین آکر [illegible] سارے مہدوی زیب والون کو اس عقیدے سے باز رکھا اور جس زمانہ مین [illegible] کی طرف جاتا تھا اوسنے شیخ مذکور کو سرہند مین طلب کیا اور اونکے بیٹون کے نام [illegible]

ممکن نہوئی تو [illegible] سلیم شاہ کی طرف سے قول و قسم کا فرمان خواص خان کے پاس بھیجا تو [illegible] بوسیدہ [illegible]
مسلمان تھا اوس قول و قسم پر اعتماد کر کے تاج خان کے پاس آگیا تاج خان نے فوراً اوسکو قتل کر کے سر اوسکا
سلیم شاہ کے پاس قصبہ بن مین بھیجدیا لوگون نے اول اوسکے جسم کو قصبہ سرستی مین جو توابعات سنبھل سے ہے
دفن کر کے پھر دہلی مین لا کر دفن کیا یہ حادثہ سنہ ۹۵۹ نو سو اونسٹھ مین واقع ہوا اور مصیبت بعالم شد اوسکی تاریخ ہے
خواص خان کی عالی ہمتی کا ایک قصہ یہ ہے کہ جب شیر شاہ کے ساتھ وہ کالپی مین پہنچا تو اوسنے دو لاکھ روپیہ
وہان کے حلوائیون کو دیے تاکہ ہمیشہ شیرینی مصری شکر بنتے رہین اور اسی طرح بیان ہے جتنے آمون کے
باغ تھے [illegible] کا روپیہ اوسکے مالکون کو دیدیا اور یہ حکم دیا کہ تا [illegible] وہ آم امیرون اور غریبون کے گھر بطور تحفہ
جایا کرین [illegible] شیر شاہ کی نقل ہو گیا اور سلیم شاہ نے [illegible] زر روپیہ اسی [illegible] کا باقی تھا اسکے
خواص خان سے [illegible] شیخ جمالی کنبوہ دہلوی کے بھتیجے
شیخ عبد الحی [illegible] اور سلیم شاہ کے خاص [illegible] مصاحب تھے [illegible]
[illegible]
ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا یہ ہے کہ جس [illegible] سلیم [illegible] مین بیٹھا تھا [illegible] مقرب
[illegible] اپنی عادت کے موافق تنہا کسی سواری مین بیٹھا ہوا [illegible] گھر کی سیر کو جو وہان سے پانچ چھ کوس تھا
جاتا تھا [illegible] کے بہانہ سے قریب آگیا [illegible] اور تلوار [illegible] بغل مین چھپی ہوئی تھی
فوراً سلیم شاہ کے ایک ہاتھ لگایا سلیم شاہ نے پھرتی سے اوسکو [illegible] سے پرے کا چاہتا [illegible] اوسکا کٹ گیا
اور سلیم شاہ کے کچھ زخم بھی آیا وہ دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ سلیم شاہ چالاکی سے کود کر اوسکو لپٹ گیا اور
تلوار اوسکی چھین نے لگا اتنے مین سزاول خان کا بیٹا دولت خان جو سلیم شاہ کا بڑا پیارا معشوق تھا
آ پہونچا اور فوراً اوس شخص کے تلوار ماری پھر اور بہت لوگ جمع ہو گئے اور اوسکو پکڑ لیا لوگ اوس سے
پوچھنے لگے کہ تجھکو یہ حرکت کسنے تعلیم کی تھی سلیم شاہ نے اوس دریافت کرنے سے منع کیا اور کہا کہ خدا جانے
یہ مردک کتنون کے گھر ویران کریگا اور فوراً اوسکو قتل کر دیا مگر اوسکی تلوار کو جو دیکھا تو وہی تلوار تھی جو سلیم شاہ نے
اقبال خان کو دی تھی یہ اقبال خان ایک شخص کمینہ تھا مدت تک شیر شاہ کی خدمت مین رہا اور چونکہ بہت
بدصورت اور بیوقوف اور نالائق تھا اس سبب سے اکثر لوگ اوسکو رحمۃ الٰہی کہتے تھے جو کنایہ جولاہے سے ہے
سلیم شاہ نے خدمتگاری سے اوسکو [illegible]

تحقیق کرنا چاہیے مگر شیخ بدہ کے بیٹون نے سمجھایا کہ ملا عبد اللہ مخدوم الملک صدر الصدور ہے آپ
کی تہمت لگائیگا ... بادشاہ اس صورت مین آپ کو طلب کریگا اور اس ضعیفی مین یہ سفر عظیم دشوار ہوگا
... بھیجنا ہو تو ... اور انھون نے شیخ بدہ سے پوشیدہ اونکی طرف سے سلیم شاہ کو ملا عبد اللہ
... کا حال لکھ بھیجا اور اوسمین یہ لکھا کہ آج ملا عبد اللہ مخدوم الملک بڑا عالم محقق ہے جو وہ فتوی دے وہی
... اوس زمانہ مین سلیم شاہ پنجاب مین تھا مقام بن مین پھر شیخ علائی اوسکے پاس پہونچے اور وہ خط بھی
پہونچا سلیم شاہ نے اوس خط کو پڑھکر شیخ علائی کو پاس بلاکر کہا کہ مہدویت کے دعوی سے توبہ میری کان مین
... جہان چاہو وہان رہو مگر شیخ علائی نے نمانا تب سلیم شاہ نے ملا عبد اللہ سے کہا کہ اب تمکو اختیار ہے
یہ کہکر ... سامنے شیخ علائی کے کوڑے مارنیکا حکم کیا اتفاقاً شیخ علائی کی گردن مین طاعون کا پھوڑا تھا پانچ چھ دن مین
ایک بڑی بتی ... جاتی تھی اور اون دنون مین یہ وبا عام تھی اور سواے اسکے مشقت سفر سے بھی بہت مضمحل
ہو گئے تھے غرض تیسرے کوڑے مین اونکی جان نکل گئی بعد ازان اونکی نعش کو ہاتھی کے پانون مین
باندھ کر پھرانا اور دفن کرنے کی ممانعت کی اتفاقاً اوسی وقت آندھی اس زور کی چلی کہ لوگون کو قیامت
آجانیکا گمان ہوا تمام لشکر مین اونکے ماتم کا شور ہوا اور لوگون کو یقین ہو گیا کہ اب سلیم شاہ کی دولت کو
زوال آیا اور اسقدر اونکے جنازہ پر لوگون نے پھول ڈالے کہ اونکا بدن اوسکے نیچے چھپ گیا گویا
پھولون کی قبر بن گئی اور اسکے بعد سلیم شاہ کا زمانہ دو برس بھی قائم نرہا اور یہ قصہ بعینہ مثل قصہ جلال الدین
فیروز شاہ خلجی کے ہو گیا کہ سیدی مولہ کے قتل کی اوسنے بھی بہت جلد سزا پائی تھی بلکہ سلیم شاہ کو اوس سے بھی
جلدی سزا مل گئی یہ سارا فساد ملا عبد اللہ کا تھا اور وہ واقع مین فقیرون سے بڑی عداوت رکھتا تھا یہ حادثہ
۹۵۷ھ نوسو ستاون مین ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اوس زمانہ مین دس برس کی عمر تھی
اور اوسی عمر مین مین نے یہ دو تاریخین کہ اونکی شہادت کی لکھی تھین اول **ذاکر اللہ** اور **دوسری**
سقٰہم ربہم شراباً اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا خواص خان کا قتل ہونا ہے مجملاً اوس قصہ کا
بیان یہ ہے کہ جب خواص خان لڑائی مین نیازیون کے ساتھ سے بھاگ کر پہاڑون کی طرف چلا گیا
تو سلیم شاہ نے تاج خان کرانی کو جو سلیمان کرانی کا بھائی تھا اور پٹھانون مین بڑا عالم و فاضل تھا
اوس طرف متعین کیا اور مقام بن سے اوسکو یہ لکھ بھیجا کہ اگر اور طرح ممکن نہو تو دھوکا دیکر اور قول و
قسم کرکے خواص خان کو بلاؤ اور قتل کردو چنانچہ تاج خان سے جب اور کوئی تدبیر اوس طرف کی انتظام کی

اُسے سلیم شاہ کے حوالی منصب [illegible]

[illegible]

پہنچ جاتا تھا کہ [illegible] نعوذ باللہ من ذٰلک [illegible]

رہے دولت خان اسکے پاس [illegible] بٹھا کے رکھتا تھا اور اوسکی صورت دیکھا کرتا تھا
اور بخش سے جسوقت آنکھ کھل جاتی تھی یہی کہتا تھا کہ دولتخان کہان ہے اور اگرچہ ضعف سے کیفیت تھی
کہ کروٹ نہین لیجاتی تھی لیکن اگر دولتخان دوسری طرف آبیٹھتا تو اوسکو یہ گوارا نہوتا تھا کہ دولت خان کو
اپنے سامنے آنے کی تکلیف دے بلکہ لوگون سے کہتا تھا کہ میرا منہ اوسکی طرف کو پھیر دو ایک روز
دولت خان [illegible] خبر تھا سلیم شاہ نے پوچھا کہ وہ کہان [illegible]

[illegible]

ایک [illegible] تنگ [illegible] تک بے پوچھے دولتخان [illegible]
اجازت لیا کرو غرض دمبدم مرض سلیم شاہ کا بڑھتا گیا اور طبیب معالجہ سے عاجز ہوگئے یہانتک کہ بادشاہ
داغ حسرت کے دل مین ساتھ لیکر ملک بقا کو راہی ہوا سنہ ۹۶۱ نو سو ساٹھ مین اس بادشاہ نے نو برس
سلطنت کی اور نعش اوسکی سہسرام مین لیجاکر شیر شاہ کی قبر کے برابر دفن کیا اور حسن اتفاق سے اسی سال
سلطان محمود گجراتی کو جو بڑا عادل اور خداپرست بادشاہ تھا برہان نامے خدمتگار نے شہید کیا اور نظام الملک
بحری بادشاہ دکن نے بھی اسی سنہ مین وفات پائی میر سید نعمت اللہ شوقی تخلص نے جو ایک نامی
فاضل اور بڑا مصاحب سلیم شاہ کا تھا یہ تاریخ اون تینون کی لکھی ہے ع سہ خسرو راز زوال آمد یکبار

گشت از خلل ستان دار الامان تہی یکی محمود شاہنشاہ گجرات کہ تا پنجاہ [illegible] دولت خود جوان بود
دوم اسلیم شاہ آن کان احسان کہ [illegible] خسروان بود سوم آن نظام الملک بحری
کہ در ملک دکن خسرو نشان بود زمن تاریخ فوت این سہ خسرو چہ پرسی زوال خسروان بود

سلیم شاہ اگرچہ بے لکھا پڑھا آدمی تھا مگر اوسکو ہر قسم کے اشعار بہت یاد تھے اور اچھی سمجھ کا آدمی تھا
اکثر میر نعمت اللہ شوقی سے شعر و سخن کی بحث رکھتا تھا اور خود بھی لطیفہ بہت بولتا تھا اور دوسرون کے

[illegible] کو چھپا دیا [illegible] وقت [illegible] مرتبہ [illegible]

پھر جب [illegible]

بھاگے شرم آتی ہے سلیم شاہ کو پٹھانوں سے بدگمانی تو پہلے ہی سے تھا اب [illegible] تب پٹھانوں کو
نیست نابود کر دینے پر بیڑا اٹھایا بعد ان واقعات کے سلیم شاہ نے اپنی تختگاہ یعنی گوالیار کی طرف توجہ کی جب
دہلی میں پہونچا تو خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ پر اٹک کے کنارے آپہونچا سلیم شاہ نے
جسوقت یہ خبر سنی اسوقت جونکیں گلے پر لگائی تھیں [illegible] اور ایسی جلدی کی کہ نہایا بھی نہیں اور گھوڑے پر
فوراً سوار ہوگیا اور ہمایون کے مقابلہ کے ارادہ پر پیچھے کو لوٹ کر شہر سے تین کوس پر منزل کی سارے
لشکر کے [illegible] شکستہ حال [illegible] نے عرض کی کہ ہم تو
مقابلہ پر [illegible]
تو بہت مناسب ہے [illegible]
اسلیے بہتر ہے [illegible]
اوسی بیابانی میں روانہ ہوئے [illegible] کھینچے گئے
چھوڑ دیے ہیں اب کیا کیا جاوے [illegible] جو مفت تنخواہیں
پاتے ہیں غرض پیادوں سے بیل اور گھوڑوں کی طرح توپوں کی گاڑیاں کھچوائیں بعضی توپیں ایسی بھاری تھیں
کہ ایک ایک کو ہزار ہزار بلکہ دو دو ہزار آدمی کھینچتے تھے اور پھر اتنی جلدی کہ سات روز کے عرصہ میں پنجاب میں پہونچے
اور ہمایون بادشاہ اس مرتبہ خود ہی کسی مصلحت سے کشمیر کی حد پر [illegible] تک آیا اور پھر وہان سے کابل کو
لوٹ گیا چنانچہ اسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا سلیم شاہ بھی یہ خبر سنکر گوالیار کو واپس آیا اسی اثنا میں
قصبہ انبیری میں شکار کو گیا تھا وہان کچھ بدمعاشوں نے بعضے امیروں کے بہکانے سے فساد کے ارادہ پر راستہ روکا
جب سلیم شاہ کو یہ خبر پہونچی تو اوس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے شہر میں داخل ہوا اور بہاء الدین اور محمود
اور [illegible] وغیرہ مفسدوں کے سرغنہ لوگوں کو قتل کیا اور جن جن لوگوں سے بدگمان تھا [illegible] سے کچھ کو قتل
کروا دیا اور کچھ کو قید کر لیا پھر خزانہ کا دروازہ کھول کر حکم کیا کہ دو برس کی تنخواہیں سب سپاہیوں کو دیدیں
ابھی [illegible] پنجہزاری اور دو ہزاری امیروں کو ہر طرف لکھے اور تھوڑے سے آدمیوں نے
تنخواہ پائی تھی کہ بادشاہ مرض الموت میں گرفتار ہوا اور اکثر لوگ تنخواہ سے محروم رہ گئے مشہور ہے کہ

سکندر اوسی کے قدم پر قدم رکھا اور ابتداے سلطنت مین خزانہ کا دروازہ کھولکر خوب روپیے اشرفیان
لٹانا شروع کین اور اپنی عارضی سخاوت سے سب [illegible] تمام کو رضامند کر لیا مگر یہ کیفیت اوسکی فقط چند روز
رہی اسنے وزارت اور وکالت کا عہدہ شمشیر خان [illegible] خان [illegible] اوس
نومسلم کو جسے لوحانیون نے پالا تھا عنایت کیا اور [illegible] کہ
جسے سلیم شاہ نے بازار کی کوتوالی سے بڑے [illegible] پہونچایا تھا [illegible]
کر کے جمیع مہمات مالی او ملکی مین دخیل کیا اور [illegible] اشتیاق تھا
اس سبب سے سپاہی گری سے اوسکو مناسبت تھی [illegible] کے قتل [illegible] سے سب کو
رنج ہوا سارے نامی گرامی پٹھان امرا اطاعت سے باہر ہو گئے [illegible]
بغاوت قائم ہو گئی اور امرا خود مختار حاکم بن بیٹھے [illegible]
محمد جادا گوالیار کے قلعہ مین بیٹھا [illegible]
تخت کر کے سرمست خان کے حوالہ [illegible] شاہ محمد [illegible]
[illegible] گفتگو کرنے لگا شاہ محمد [illegible]
[illegible] شاہ نے [illegible]
احسان کر کے تیری سفارش کی اور [illegible]
اور [illegible] قباحت کو نہین سمجھتا اور [illegible]
کہ ہماری جاگیر پر متصرف ہو سرمست خان [illegible]
اور اوسکے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا [illegible]
سمجھ گیا اور ایسا خنجر کا زخم اوسکے شانہ پر [illegible]
قتل کیا یہ بات مشہور ہے کہ جب سے خنجر [illegible]
ایسا کام نہین لیا جیسا کہ سکندر نے لیا اس [illegible] قتل شور مچا عدلی بھاگ کر محل [illegible] اور دروازے
کواڑ بند کر لیے سکندر نے کچھ امیرون کو قتل اور کچھ کو زخمی کر کے عدلی کا ارادہ کیا اور اوسکے اوپر ایک
تلوار کا ہاتھ چھوڑا مگر عدلی نے محلسرا کے کواڑ جھٹ پٹ بند کر لیے اور وہ تلوار کواڑ کے تختون پر پڑی جتنے
امراے عدلی تھے اول تو سب تلوارین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے مگر آخر سب نے جمع ہو کر اون دونون

سلیم شاہ [illegible] معتقد تھا مشہور ہے کہ جب وہ پنجاب کو جاتے ہوئے
اور [illegible] سلطان [illegible] کو آتے دیکھا اپنے مقربون سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ تم جانتے ہو [illegible] نے جواب دیا کہ حضور ہی بتلاوین سلیم شاہ نے کہا کہ بابر بادشاہ کے
پانچ بیٹے تھے [illegible] ہندوستان سے نکل گئے مگر پانچوان یہ باقی ہے سرمست خان نے کہا
کہ پھر ایسے شخص کو آپ نے کیون [illegible] سلیم شاہ نے جواب دیا کہ کیا کرون اس سے بہتر اور کوئی
شخص مجھکو نظر نہین آتا اور جب [illegible] نے تو اوسکو اپنے تخت پر بٹھایا اور تسبیح مروارید کی بیس ہزار روپیہ
قیمت کی جو [illegible] وقت کہین سے بطور پیشکش کے آئی تھی [illegible] سلیم شاہ کی کبھی جماعت کی نماز فوت
نہوتی تھی [illegible] کسی نشے کے پاس بھی نہ پھٹکتا تھا

ذکر فیروز شاہ بن سلیم شاہ کا

[illegible] سلیم شاہ [illegible] فیروز خان [illegible] دس برس کی عمر میں فیروز شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے
[illegible] مبارز خان [illegible] نظام خان [illegible] تیسرے دن اوسے
قتل کیا [illegible] بی بی بائی [illegible] خان کی بہن اوسکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی
کہ بھائی [illegible] کے واسطے [illegible] بچے کی جان [illegible] اب کبھی بادشاہی کا نام بھی نہ لیگا اور مین اسکو
کہین ایسی جگہ چلی جاؤنگی [illegible] ایک نہ سنی اور محلسرا کے اندر جا
مان کے سامنے اوس بچہ کا [illegible] اور جس طرح اوسنے سلیم شاہ کی نسل منقطع کردی اوسکی نسل بھی آگے کو
چلی مشہور ہے کہ سلیم شاہ نے کئی مرتبہ مبارز خان کے قتل کا ارادہ کرکے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو اپنے
بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو بھائی کے خیال سے درگذر اور اگر بھائی ہی تجھکو عزیز ہے تو اس بچہ کے جینے سے
ہاتھ دھو بیٹھ تو اوسنے اپنے بھائی کی سفارش کرکے یہی جواب دیا کہ میرا بھائی لہو ولعب اور لغویات مین مصروف رہتا ہے
بادشاہی سے اوسکو کیا علاقہ پھر ایسے کا عدم وجود برابر ہے اور سلیم شاہ کی یہ کیفیت تھی کہ جسوقت مبارز خان کو
دیکھتا تھا بی بی سے کہتا تھا کہ دیکھ انجام کو تو بڑی پشیمان ہوگی اور کچھ فائدہ نہوگا چنانچہ آخر کو وہی ہوا

ذکر سلطان محمد عادل عرف عدلی کا

مبارز خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب [illegible] کرکے امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا مگر عوام اوسکو
عدلی کہنے لگے بلکہ لوگ اوسکو بھی بگاڑ کر اندھلی کہدیا کرتے تھے اس بادشاہ نے سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ کا

بنا دی آگرہ مین کی اور ابراہیم خان کی داہنی طرف کی فوج نے سکندر کی فوج کے بائین طرف والون کو بھگا دیا
اور قصبہ ہودل اور پلول تک اونکا پیچھا کیا حاجی خان لڑائی کے وقت اپنے ارادہ کی طرف جو کہ الور تھا
کہ غارتگرون نے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے فوراً تالی کر چلدیا اور سیدھا الور کو روانہ ہوا تاتار خان
کچھ دیر لڑتا رہا اوسکے ہاتھ مین زخم آیا ایک دو انگلی بھی قلم ہوگئی بعد ازان وہ بھی سنبھل کو چلدیا اور
وہین جا کر دم لیا ابراہیم خان پانچ چار آدمیون کے ساتھ اوسی شب مین ریت کے تودے پر سکندر کے مقابلہ مین
کھڑا تھا گولیان اوسکے اوپر برسنے لگی تھین جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ اوسکے مقابلہ کی فوج مین سکندر بذات خود
موجود ہے ناچار بھاگ پھر کر اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور چتر اور سارا اسباب سلطنت اوسکا برباد ہوگیا سکندر
اوسکے تعاقب مین اٹاوہ تک گیا وہان یہ سنا کہ ہمایون ہندوستان کے ارادہ سے پنجاب مین آ پہونچا ہے تو
اوس طرف کو روانہ ہوا اور سرہند مین جا کر مقابلہ کیا آخر شکست پائی ابراہیم وہان سے سنبھل مین آیا اور
ادہر تو وہان کچھ جمعیت اکٹھی کر کے ایک چتر مرصع اپنے لیے بنایا اور ایک مہینے کے بعد اسوار ساتھ لیکے
کیستی کے راستہ سے عدلی سے مقابلہ کرنے کے لیے کالپی کی طرف روانہ ہوا اوسی زمانہ مین عدلی نے
ہیمو بقال کو جو اوسکا وزیر اور وکیل مطلق تھا بہت سے اسباب ساتھ کر کے اور پانسو ہاتھی وہ بھی اوسکے
حوالہ کر کے آگرہ اور دہلی کی طرف روانہ کیا ہیمو نے جا کر ابراہیم کا مقابلہ کیا ابراہیم نے اس لڑائی مین
ایسی بہادری کی کہ شاید رستم بھی اوس سے زیادہ نکرتا مگر فتح تقدیر مین تھی ابراہیم مین جتنی صفتین
بادشاہون کو چاہیین سب موجود تھین خوبصورت خوش تقدیر صاحب تواضع خلیق بہادر سخی مگر فتح
نصیبی تقدیر سے متعلق ہے اور اپنی کوشش کو اوسمین کچھ دخل نہین ابراہیم خان نے دو برس کے
عرصہ مین سولہ سترہ لڑائیان لڑا لیکن ہر مرتبہ اول غالب ہوا آخر مین مغلوب ہوگیا القصہ ابراہیم خان
وہان شکست کھا کر بیانہ کی جانب روانہ ہوا ہیمو بھی اوسکے پیچھے پیچھے وہین جا پہونچا ابراہیم نے وہان سے
پٹھانون اور زمیندارون کو جمع کر کے پھر مقابلہ کیا مگر اپنی عادت کے موافق پھر شکست پائی ناچار بیانہ کے
قلعہ مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے پناہ ہوگیا اور قلعہ کے اندر سامان بہت تھا وہین سے لڑنا شروع
کیا غازی خان ابراہیم خان کا باپ اون پہاڑون کے راستہ سے جو بیانہ سے قبلہ کی جانب ہین
ہنڈون سے رسد پہونچاتا تھا ہیمو تین مہینے تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا اور تمام بیانہ کی اطراف و جوانب
کو لوٹ مار کے تباہ کر دیا مصنف صاحب کے والد مرحوم کی کتابین بھی قصبہ بساور مین لٹ

تا مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ بعضے سنئے امیرون نے یہ کہا کہ آخر سکندر سے بھی پھر ایک دن
لڑائی ہوگی اس سے بہتر یہی ہے کہ ابھی نبٹ لین اور اسوقت صلح کر لینے مین ہماری کمزوری پائی جاتی ہے
اور دشمنون کے دل بڑھین گے عادل بھی مقابلہ کو مستعد ہوگا غرض ان گفتگویون مین صلح درہم برہم ہوگئی
ابراہیم خان نے میان یحیی تارن حاکم سنبھل کے آنے تک لڑائی موقوف رکھی یحیی ایک بڑا بہادر اور عقلمند
امیر تھا ۹۶۱ نوسو اکسٹھ مین اسنے عادل کے بیس امیرون سے جو سنبھل پر آتے تھے بدایون کے
میدان مین مقابلہ کیا اور فتح پائی پھر راجہ متر سین کٹھیریہ سے جو پہلے سنبھل پر بھی قابض تھا اور اب پھر
اوسکو بڑی قوت ہوگئی تھی قصبہ کندرکھی کے میدان مین لڑا اور راجہ کو شکست دی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین اوس زمانہ مین بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ سنبھل مین تحصیل علم کے لیے گیا تھا
تو مین نے یہ تاریخ پائی اور چونکہ مین اوسکو اپنے حافظہ مین رکھتا تھا اسلیے میان حاتم سنبھلی سے بھی یہ قصہ
سُن چکے تھے جب مین دوسری دفعہ اپنا سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو اونھون نے فرمایا کہ
فتحہا آسمانی شد تاریخ کی البدیہہ تاریخ کہی ہے حساب کر کے دیکھو کتنے عدد نکلتے ہین جب مین نے
حساب کیا تو او سمین نوسو ساٹھ عدد نکلتے تھے مین نے عرض کیا کہ اسمین ایک عدد کی کمی ہے تو اونھون نے
فرمایا کہ ہمزہ اضافت موافق املاے قدما کے ظاہر ہو سکتا ہے اور فتحہاے آسمانی تاریخ پوری ہو گئی بعد ازان
اونھون نے دعاے خیر کرکے یہ سبق شروع کرایا اور چند ورق کتاب ارشاد قاضی کے اپنے ہاتھ سے
لکھے ہوئے مجھکو بطور یادگار کے عنایت کیے اور یہ سبق میان شیخ ابو الفتح الہدیہ خیر آبادی سے
جو اس کتاب منتخب التواریخ کے تصنیف کے وقت اپنے باپ کے سجادہ نشین تھے متعلق کر دیا
جب میان یحیی نے ولایت کانت و گولہ کو فتح کر لیا اور بدایون کے راستہ سے گذر کر قصبہ آہار مین
گنگا کا پل باندھا تو مین بھی اپنے باپ کے ساتھ امروہہ تک جا کر لشکر سے جدا ہو گیا اور میر سید محمد میر عدل
کی خدمت مین جا کر پڑھنا شروع کیا الغرض جس روز میان یحیی ابراہیم خان کے پاس پہونچا اوسکی صبح کو
ابراہیم خان نے اپنا لشکر ترتیب دیا اور میان یحیی کو سامنے اور حاجی خان کو داہنی طرف اور راے حسین جلوانی کو
مع غلزیون کے بائین طرف کرکے قلب مین اپنے لیے جگہ تجویز کی اوس طرف سے سکندر نے بھی
صفین باندھین سکندر کی فوج کے داہنی طرف والون نے جو پیچ بھیے تھے ابراہیم کے بائین کے فوج پر حملہ
کر کے غلبہ پایا اور اونکو آگرہ تک بھگا یا بعد ازان آگرہ مین داخل ہو کر خوب شہر کو لوٹا اور سکندر کے نام کی

اسی اثنا میں ہیمو کو یہ خبر پہنچی کہ محمد خان سور حاکم بنگال نے سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کرکے او

بہت سا لشکر ساتھ لیکر جونپور تک [illegible]

فرمان ہیمو کی طلبی میں آیا کہ [illegible]

قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر اس طرف [illegible]

ابراہیم نے قلعہ کے اندر سے نکل [illegible] شکست کھا کر [illegible] کو چلا گیا

تاکہ حاجی خان سے مدد لیکر پھر کچھ سامان درست کرے ہیمو نے تھوڑا سا [illegible] بھیجکر کچھ فوج کو

اوسکے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ وہ دو منزل تک ابراہیم خان کا پیچھا کرکے پیچھے ہیمو کے لشکر سے جا ملا

ابراہیم خان جب الور میں پہونچا تو حاجی خان اوسکے آنے سے پیشتر [illegible] اور اوسکو [illegible]

[illegible]

نہ سمجھکر اوڑیسہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں سے [illegible] پہنچا [illegible]

وہاں سے [illegible]

یہ حادثہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری میں ہوا جب ہیمو رات دن کوچ کرتا ہوا عادلی کے پاس پہنچا تو اوس وقت میں

اس سال میں تمام پورب او آگرہ اور دہلی اور بیانہ میں ایسا قحط عظیم پڑا کہ جسکا حد و حساب نہیں اکثر دنیا دار آدمی روٹی کے دروازہ بند کر کے اندر پڑے رہے اور ایک ایک گھر میں بیس بلکہ زیادہ زیادہ مر کر رہ گئے نہ گور نہ کفن لوگ ببول کے پیڑوں کے بیج اور ڈھور وان کے چمڑے جو امیر آدمی ذبح کرنے کے بعد پھینچ ڈالتے تھے کھا کھا کر جیتے تھے اور اوسکے کھانے سے چند روز میں ہاتھ پانوں پر ورم آجاتا تھا اور مر جاتے تھے منتخب التواریخ اس سال کی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آدمی آدمی کا گوشت کھانے لگے تھے اور اون لوگوں کی صورتیں ایسی مہیب تھیں کہ اونکی طرف دیکھا نہیں جاتا تھا وہ تمام ملک ... کے سبب سے اور دو برس تک اوس کشاکش کے سبب سے بالکل تباہ اور ویران ہوگیا نہ کسان رہے نہ رعایا ہمنوں نے ادھر اودھر سے آ کر مسلمانوں کو لوٹ کھسوٹ جاتے تھے ایک عجیب حادثہ جو سنہ نوسو باسٹھ میں واقع ہوا یہ تھا کہ آگرہ کے قلعہ میں آگ لگ گئی تھی تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب عدلی نے گوالیار سے آگرہ کا قلعہ خالی ہوگیا تو غازی خان سور کے امیروں نے چاول غلہ اور سامان اور ہتھیار وغیرہ کا اوس قلعہ میں جمع کردیں اور اسی اہتمام میں جا جا کر اوسکی کوٹھڑیاں کو دیکھتے بھالتے تھے اتفاقا ایک روز چراغ لیے اوسکی کوٹھریوں کو دیکھ رہے تھے ایک کوٹھری میں بارود بھری ہوئی تھی چراغ کی گل سے اوسمیں آگ لگ گئی اور ... اسکے شعلے آسمان تک پہونچے اوسکے صدمہ سے زلزلہ عظیم واقع ہوا شہر والے یہ سمجھے گویا قیامت آگئی پتھروں کے ٹکڑے اور ستون اوس قلعہ کے کئی کئی کوس تک اڑ اڑ کر جا گرے تھے ہزار ہا آدمی اوس بلا سے ناگہانی میں تلف ہوگئی اور آدمیوں اور جانوروں کے ہاتھ پانوں بھی کئی کئی کوس تک اڑ اڑ کر جا پڑتے تھے چونکہ اس قلعہ کا اصل میں بادلگڈھ نام تھا اسی سبب سے ... اس کی تاریخ ہوئی جس زمانہ میں کہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کو گھیرے ہوئے تھا افغان بہت ... تھے کہ ... وہان ... تھے ہیمو کے پاس پانسو ہاتھی تھے چاول اور گھی شکر وغیرہ راتب میں پاتے تھے اور ہیمو ایک وقت سارے پٹھان امیروں کو اپنے دسترخوان پر بلا کر کھانا کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ بڑا بڑا نقمہ کھاؤ اور اگر کسی کو دیکھتا تھا کہ کچھ سستی سے کھاتا ہے تو اوسکو گالیاں دیکر کہتا تھا کہ اے فلانی تو آج ایسے سست نوالے کھاتا ہے کل کو اپنے ہنوائی مغلوں سے کیا خاک لڑیگا مگر پٹھان لوگ سب کچھ سنتے تھے اور دم نہ مارتے تھے اور ساری اپنی آن بان بالائے طاق رکھ دی تھی

یہ لڑکا اسقدر نازک تھا کہ ایک مرتبہ ایام جوانی کے ابتدا میں چوگان بازی کے شغل میں منہ کے بل گرا جب زمین سے
لوٹا تو غازی خان سور کے ڈیرہ میں جو ہمراہ تھا آیا اور نہا کر جلو بھر کی خواہش سے نماز کی نیت سے ...
جب کھانا سامنے آیا تو قاب کی بو سونگھتے ہی اوسکو غشیان شروع ہوا اوسی طرح اوسکا رنگ چہرہ زرد ہوا اوسکے لئے میں
کافور کا اسقدر استعمال ہوتا تھا کہ بھنگی دو تین سیر کافور ہر روز چن لیا کرتے تھے جب پاخانہ کی حاجت سے فارغ
ہوتا تھا تو رنگ اوسکا سرخ اور زرد اور سبز ہوجاتا تھا اور حالت بدل جاتی تھی مگر باوجود اس نزاکت اور آسودگی کے
کبھی روزہ و نماز اوسکی قضا نہوتا تھا اور کسی نشہ کی چیز بھی نکھاتا تھا مگر فلک کی نیرنگیان دیکھیے کہ جسدن وہ مرا اوسکو
کپڑا کفن کو میسر نہ آیا یہ بھی معلوم نہوا کہ جسم اوسکا کہان گیا ان واقعات کے بعد سلطنت پٹھانون کے خاندان سے
منتقل ہوکر مغلون کے خاندان مین آئی

ہمایون کا ہندوستان سے جانا اور پھر دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا

جب ہندوستان کا ملک ہمایون کے ہاتھ سے نکل گیا اور اوسکے بھائیون کی نااتفاقیان حد سے زیادہ ہوئین
چنانچہ کچھ اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہمایون نے پنجاب کو چھوڑ کر بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور قصبہ سوہری مین منزل کی ...
سند کو اوتر کر قصبہ پاتر مین جو بکر سے پچاس کوس ہے اس سبب سے کہ وہان غلہ سستا تھا چلا گیا ہمایون نے
مرزا شاہ حسین ارغون حاکم تتہ کو گھوڑا اور خلعت بھیجکر پیغام بھیجا کہ بعضی ضرورتون سے ہمارا اس طرف آنیکا اتفاق
ہوا اور گجرات کی فتح کا مصمم ارادہ ہے مگر یہ امر فقط تمہارے مشورہ اور اعانت پر موقوف ہے مرزا شاہ حسین نے
پانچ مہینہ یون ہی باتون مین ٹال دیے اور بادشاہ کو حیلے بہانون سے بکر سے تتہ مین بلا لیا تاکہ بعد اسکے
جو کچھ مصلحت ہو وہ کیا جاوے یہ معاملہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس مین ہوا تھا ہمایون نے اوسی سال مین
حمیدہ بانو بیگم کے ساتھ نکاح کیا پھر پاتر کو چلا گیا اور وہان سے پھر سوہری کو واپس آیا مرزا ہندال کو قراچہ بیگ
حاکم قندھار نے بلایا چنانچہ وہ وہان کو چلا گیا یادگار ناصر مرزا نے بھی جو ہمایون کے لشکر سے ...
قندھار جانے کا ارادہ کیا ہمایون نے میر ابوالبقا کو جو بڑا عالم تھا اوسکے پاس بھیجا اور اس ارادہ سے منع کیا
جب وہ میرزا کشتی مین بیٹھا ایک جماعت نے بکر کے قلعہ مین سے نکل کر تیر مارنے شروع کیے چنانچہ وہ میرزا
اور بہت آدمی جو اوس کشتی مین سوار تھے شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۴۸ھ نو سو اڑتالیس مین ہوا اور میر ... کا غرق
اوسکی تاریخ ہے مرزا یادگار نے بھی قندھار کا جانا موقوف رکھا پھر ہمایون نے تتہ کے جانیکا قصد کیا اور
بہت سے آدمی ہمایون کے لشکر سے جدا ہو کر مرزا کے لشکر سے ملگئے چونکہ آمدنی محصول کی زیادہ تھی

عدلی اور محمد خان گوریہ دونون موضع چھپر گھٹہ مین جو کالپی سے پندرہ کوس ہے جمنا کو بیچ مین کرکے باہم مقابل ہو رہے تھے اور چونکہ محمد خان کا سامان اور لشکر بہت تھا اسلیے اوسوقت تک اوسی کا پلہ غالب تھا اور وہ اسی خیال مین تھا کہ اب کوئی امر مین فتح ہوجاویگی مگر ہیمو کے پہنچ جانے سے معاملہ دگرگون ہوگیا چنانچہ ہیمو نے رات کے وقت جمنا کو پایاب اوترکر محمد خان کے لشکر پر جو اوس امر سے غافل تھے شبخون کیا وہ سب کے سب یکایک اس بلاے ناگہانی کے آجانے سے گھبرا گئے اور ہوش وحواس جاتے رہے اس معرکہ مین محمد خان کے طرفدار امرا اکثر قتل ہوئے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے اور محمد خان خدا جانے کس طرف کو چلدیا کہ پھر اوسکا پتا نملا اور وہ سارا سامان سلطنت اوسکا ہیمو کے ہاتھ آیا اس فتح کے بعد عدلی چنار کو گیا اور ہیمو کو بہت سا سامان اور خزانہ اور ہاتھی اور لشکر دیکے مغلون کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو آگرہ اور اٹاوہ تک قابض ومتصرف ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالے آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین محمد خان گوریہ کے بیٹے خضر خان نے باپ کے قائم مقام ہوکر سلطان محمد بہادر اپنا خطاب مقرر کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور باپ کا بدلا لینے کے لیے ایک بڑا بھاری لشکر عدلی کے مقابلہ پر بھیجا عدلی نے اوس مقابلہ مین ایسی بہادری کی جسکی اوس سے توقع نتھی اور بڑی سخت لڑائی لڑکے مارا گیا یہ حادثہ ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ مین ہوا اور گوریہ بکشت اوسکی تاریخ ہے عدلی گانے بجانے اور ناچنے کے فن مین بڑا کامل تھا یہان تک میان تانسین کلانوت جو ہندوستان مین اس فن کا اوستاد مشہور ہے اوسکی شاگردی کا اقرار کیا کرتا تھا اور باز بہادر بن سزاول خان بھی جو اس فن مین اپنا نظیر نرکھتا تھا فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین نے یہ فن عدلی سے سیکھا ہے ایک روز دکن کا ایک سازندہ ایک پکھاوج اتنی بڑی لایا جو آدمی کے قد کے برابر تھی کسی کے ہاتھ اوسکے دونون طرف نہ پہونچتے تھے اسی سبب سے سب اوسکے بجانے سے عاجز تھے مگر جب وہ پکھاوج عدلی کی مجلس مین آئی تو وہ اوسکی ترکیب کو سمجھگیا اور تکیہ لگاکر ایک طرف ہاتون سے اور دوسری طرف پانون سے بجانے لگا سب مجلس والے حیران ہوگئے عدلی اپنے امیری کے زمانہ مین جب بست ہزاری جاگیر رکھتا تھا تو ایک بھگتیے کے لڑکے کی جو بڑا خوبصورت اور ذہین تھا اور اپنے فن مین لاثانی تھا بدایون کے علاقہ کے کسی گانون سے آکر عدلی کی مجلس مین تماشا کیا عدلی نے اوسکی صورت وسیرت پر فریفتہ ہوکر اوسکو اپنے ہی پاس نوکر رکھا اور [illegible] خان اوسکا خطاب مقرر کیا جب عدلی بادشاہ ہوگیا تو اوسکو دہ ہزاری کا منصب دیا

اسی عرصہ مین ناگور شیر شاہ کے تصرف مین آگئی تھی اور مالدیو نے ہمایون کی مدد دینے پر مالدیو کو بہت تہدید
کی تھی اس سبب سے مالدیو ہمایون کے بلانے سے بہت پشیمان ہوا اور چند روز اتکہ خان کو حیلہ
بہانہ کرکے روکا اور پھر ہمایون کے استقبال کے بہانہ سے ایک فوج حقیقت مین وسکے گرفتار
کرنے کے لیے روانہ کی اتکہ خان اوسکے دلی مطلب کو پا گیا اور بے اجازت وہان سے کوچ کرکے
ہمایون کو اس مضمون سے مطلع کیا ہمایون اوسی وقت وہان سے امرکوٹ کی طرف چلدیا اور راہ مین
دو جاسوس مالدیو کے آگئے تھے ہمایون نے اون دونون کے قتل کا حکم دیا جب وہ اپنی زندگی سے
مایوس ہوگئے تو ایک اونمین کا چھری اور دوسرا خنجر لیکر ہمایون کے لشکر مین پھیل پڑے اور مرد عورت
گھوڑا ٹٹو جو کوئی سامنے آیا اوسکو قتل کرنا شروع کیا اسی طرح بہتون کو مار ڈالا اوسی معرکہ مین ہمایون کا گھوڑا بھی
مارا گیا اوسوقت ہمایون نے تردی بیگ سے دو تین گھوڑے اور اونٹ مانگے مگر اوسنے اوسوقت بڑی
نخست کی اور نہ دیے مجبور ہو کر بادشاہ ایک اونٹ پر سوار ہوا تب ندیم کوکہ نے وہ گھوڑا جسپر اوسکی مان سوار تھی
اور خود اوس گرم میدان مین جو آگ کا تنور تھا پیادہ چلتا تھا ہمایون کو دیا اور اپنی مان کو اوسکے اونٹ پر چڑھا دیا
غرض وہ منزل جو بڑی کٹھن تھی اور ہر دم مالدیو کی آمد کا [illegible] ہیبت سے طے ہوئی رات کو ایک [illegible]
جگہ تجویز کرکے ٹھہرے رات بھر مالدیو کے آدمی دستہ دستہ [illegible] پھرتے رہے جب صبح ہوئی جب
ہمایون نے کوچ کیا تو حسب اتفاق خود [illegible]
[illegible] لشکر سے جدا ہو [illegible]
پا ہاتھی [illegible] حملہ [illegible] ہندوون کے [illegible]
اوس لشکر کے مارے گئے اس فتح کی بدولت [illegible] حاصل ہوئی اور بہت
اونٹ غنیمت مین ملے اوس منزل سے [illegible] کوچ کیا تیسرے دن ایک مقام پر پہنچے
جہان پانی اتنا گہرا تھا کہ کوسے پر ڈھول بجاتے تھے تب [illegible] کھینچنے والے بیلون تک آواز پہنچتی تھی
ہمایون کے لشکر کو تین منزل تک پانی نہ ملا تھا اور پیاس کے مارے برا حال تھا وہان جو پانی ملا تو
آدمیون اور گھوڑون اور اونٹون نے حرص کے مارے اتنا پانی پی لیا کہ بے انتہا ہلاک ہوگئے
اور چونکہ اوس بیابان کی کچھ انتہا نہ تھی ناچار اوٹکر امرکوٹ کا جو ٹھٹھ سے سو کوس ہے ارادہ کیا وہاں کا
راجہ رانا نام مع اپنے بیٹون کے استقبال کے لیے آیا اور حتی المقدور ہمایون کی بڑی تواضع اور

اسوجہ سے مرزا کی اوقات فراغت سے گذرنے لگی اور روز بروز قوت بڑھتی گئی ہمایون نے دریا کو اوترکر قلعۂ سیہوان کا محاصرہ کیا مرزا حسین قلعہ والون کو رسد پونہچاتا تھا اور خود بھی کشتی مین سوار ہوکر ہمایون کے لشکر کا سد راہ ہوا ہمایون سات مہینے تک اوس قلعہ کو گھیرے رہا آخر فتح نہوا اون دنون مین قحط کی بھی بڑی شدت تھی ... ہمایون کو غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا جانورون کو ذبح کر کر کے کھاتے تھے آخر وہ بھی تمام ہوگئے ... تب ہمایون نے مرزا یادگار ناصر کو بکر سے بلایا تاکہ اوسکی مدد سے مرزا شاہ حسین کو دفع کرکے قلعہ کو فتح کرے مگر وہ خود نہ آیا اور تھوڑی سی مدد بھیجدی جس سے کچھ کام نچلا مرزا شاہ حسین نے یادگار ناصر سے بادشاہ بنا دینے اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام کا جاری کردینے کا وعدہ کیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کردینے کا بھی اقرار کیا غرض مرزا اوسکی باتون مین آکر ہمایون کا کھلم کھلا مخالف ہوگیا اور سب بادشاہی کشتیون پر اپنا قبضہ کرلیا بادشاہ مجبور ہوکر اوس قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر پھر بھکر کو لوٹا کئی روز تک کشتیان نہ ملین آخر دو زمینداروں کے وسیلہ سے اون کشتیون کو جو مرزا نے ڈبو دی تھین پھر نکالا اور بھکر مین آیا یادگار ناصر نے ہمایون کے ملنے سے پہلے اپنی شرمندگی مٹانیکے لیے مرزا شاہ حسین پر حملہ کیا اور اوسکے بہت سے لوگون کو قتل کرکے خوار اور شرمندہ ہمایون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت سے مخالفون کے سر پیش کیے ہمایون نے اوسکی پچھلی تقصیرین معاف کردین مگر پھر کچھ ایسے سبب واقع ہوئے کہ یادگار ناصر نے شاہ حسین سے ملکر پھر ہمایون سے مخالفت کا ارادہ کیا اور منعم خان بھی جسنے آخر مین خانخانان کا خطاب پایا ہے بھاگ گئے اوس فکر مین تھا مگر یہ دونون اپنے ارادون سے باز رہے اسی اثنا مین مالدیو راجہ مارواڑ نے جو سارے راجپوتون مین قوت اور شوکت زیادہ رکھتا تھا کئی عرضیان ہمایون کی طلب مین بھیجین ہمایون نے بھکر دو مہینے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور جیسلمیر کے راستہ سے مارواڑ کو چلدیا راجہ جیسلمیر نے راستہ روکا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد شکست پائی اوس جنگل مین دور تک پانی نہ ملا اس سبب سے سارے اہل لشکر نے بڑی مصیبت اوٹھائی اگر کسی کنوے پر پہنچ جاتے تھے تو پانی کے اوپر لوگ ایسے لڑتے تھے کہ خونریزی کی نوبت پہونچتی تھی اور اتنے آدمی پیاس کی بیتابی سے کنوے کے اندر کود پڑتے تھے کہ کنوا پٹ جاتا تھا اوسی حال مین ہمایون نے یہ مطلع پڑھا

چنان زد چاک گردون لباس دردمندان را
کہ نی دست آستین می یابد و نی سر گریبان را

بعد ازان ہمایون جیسلمیر سے گذرکے مارواڑ کے قریب پونہچا تو اتکہ خان کو راجہ مالدیو کے پاس بھیجا اور خود اوسکے لوٹنے کی انتظار مین جودھپور مین ٹھہر رہا

پانی بھی کم ملنے لگا گویا ان تھا اسلیے شاہزادہ کو آتکہ خان کے سپرد کر کے لشکر میں بھیجدیا [illegible] اور خود مع چند ہمراہ
لیکیا جب ہمایون [illegible] کو روانہ ہوا تو مرزا عسکری نے ہمایون کے لشکر میں [illegible] مال اسباب
لوٹ لیا اور تیری برس کی عمر کی [illegible] گرفتار کر لیا اور شاہزادہ اکبر کو بھی [illegible] سلطان بیگم
اپنی بی بی کو سپرد کیا اس سفر میں بھی ہمایون کو عجیب عجیب ملاقاتیں پیش آئے [illegible]
واقع ہوا القصہ ہمایون سیستان سے گذر کر خراسان میں آیا اور وہان شاہ طہماسپ کے بھتیجے
سلطان محمد میرزا سے ملاقات کی اور سب سامان سلطنت و ضروریات سفر وہان سے پیش کش مقدس لیا
ہر منزل مین شاہ طہماسپ کے حکم سے وہان کے حکام استقبال کو آتے تھے اور منزل بمنزل دعوت کا
سامان مہیا کرتے تھے ہمایون نے بیرام خان کو اول طہماسپ کی خدمت مین بھیجا اور اوسکے ہاتھ
شاہ طہماسپ نے ہمایون کے نام ایک خط تشریف آوری کی تہنیت مین لکھکر بھیجا میلاق سورلیق مین
دونون بادشاہون کی بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی اثنائے گفتگو مین طہماسپ نے باعث شکست
پوچھا ہمایون نے جواب دیا کہ اصل سبب اسکا بھائیون کی مخالفت ہے شاہ طہماسپ کا بھائی بہرام میرزا
اس بات کو سنکر آزردہ ہوا اور اوسی وقت سے ہمایون کی عداوت اوسکے دل مین جمی ہوئی اوسنے طہماسپ سے
کہا کہ یہ اوسی باپ کا بیٹا ہے کہ کئی ہزار ایرانی قزلباشون کو اپنے ساتھ مدد کے لیے لیجا کر اوزبکون کے
مقابلہ مین تباہ کرادیے اور یہ مراد اوسکی اوس قصہ سے تھی کہ بابر بادشاہ نے شاہ اسمعیل نجم ثانی
سترہ ہزار سوار قزلباش اوزبکون سے مقابلہ کے لیے بطور مدد کے لیے تھے اور جب نخشب کے
قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو عرف کشن نے یہ شعر تیر پر لکھکر قلعہ کے اندر بھیجا تھا ع [illegible] شاہ
گر گناہی کردہ بودم پاک کردم راہ را ۔ دوسرے روز جب لڑائی ہوئی تو بابر تو شکست ہوگیا اور قزلباشون کی
بڑی تباہی آئی یہ قصہ بہت مشہور ہے مگر شاہ طہماسپ کی بہن نے جسکو امام مہدی کی نذر کے لیے
رکھا تھا اور ایسی عقلمند تھی کہ سارا سلطنت کا انتظام اوسکی راے پر ہوتا تھا ہمایون کی سفارش کی
ہمایون نے ایک رباعی شاہ طہماسپ کے پاس لکھکر بھیجی جسکا آخر شعر یہ تھا ع شاہان ہمہ سایۂ ہما میجویند
بنگر کہ ہما آمدہ در سایۂ تو ۔ اور یہ شعر قطعہ سلمان کا تضمین کر کے بھیجا ع از خدا امیدوارم شاہ بابا آن کند
آنچہ با سلمان علی در دشت ارزن کردہ است ۔ یہ شعر شاہ طہماسپ کو بہت پسند آیا مدت تک جشن اور سیر
وشکار کے جلسے رہے پھر شاہ طہماسپ نے بہت سامان جلوس ہمایون کے لیے مرتب کر کے

تنظیم کی ہمایون نے جو کچھ خزانہ مین موجود تھا سب لوگون کو تقسیم کر دیا اور جو لوگ رہ گئے اونکو تردی بیگ سے
قرض لیکر دیا اور بہت سا زر نقد اور پٹکے اور خنجر رانا کے بیٹون کو انعام مین دیے چونکہ رانا کے باپ
مرزا شاہ حسین ارغون نے قتل کر ڈالا تھا اسلیے رانا نے بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے ہمایون کو اوسکی تسخیر
کرنے کی ترغیب دی چنانچہ ہمایون نے سارا اپنا اسباب اور سامان بیگم بادشاہ کی بھائی خواجہ معظم کے
سپرد کر کے امرکوٹ مین چھوڑا اور خود بھکر کی طرف کوچ کیا یکشنبہ کے دن تاریخ پانچوین رجب سنہ ۹۴۹ کو
شاہزادہ اکبر امرکوٹ مین پیدا ہوا تردی بیگ نے اوسی منزل مین جاکر ہمایون کو یہ خوشخبری سنائی ہمایون نے
خوش ہوکر اکبر اوسکا نام رکھا بعد ازان جب ہمایون جول مین پونہچا تو بیٹے کو بلا کر اوسکی دیدار سے اپنی آنکھ
ٹھنڈا کیا ہمایون کے لشکر کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک کر کے بھاگنا شروع ہوئی یہان تک کہ منعم خان
بھاگ گیا انہین دنون مین بیرام خان نے گجرات سے آکر ملازمت حاصل کی پھر ہمایون نے اس ملک مین
ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور قندھار کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کیا میرزا شاہ حسین سے کچھ کشتیان ا
اونٹ طلب کیے اوسنے ہمایون کے ٹل جانے کو بہت غنیمت سمجھکر فوراً تیس کشتیان اور تین سو اونٹ
بھیجدیے ہمایون سندھ کے پار اوتر گیا اون دنون مین قندھار مرزا کامران نے مرزا ہندال سے لیکر
مرزا عسکری کو حوالہ کر دی اور مرزا ہندال کو غزنین کی حکومت دی تھی اور اوس تمام ملک مین خطبہ اپنے نا
پڑھا تھا اور چند روز کے بعد مرزا ہندال کو وہان سے بھی علیحدہ کر دیا تھا اور مرزا ہندال نے سلطنت
ترک کر کے کابل مین آکر فقیری اختیار کر لی تھی مرزا شاہ حسین نے کامران کو لکھا کہ ہمایون اوس ملک میں
جس طرح ممکن ہو گرفتار کرنا چاہیے چنانچہ جب ہمایون شال مستانگ مین پونہچا تو مرزا عسکری نے راہ
روکنے کیلیے اوس طرف سے کوچ کیا اور چولی بہادر ازبک کو خبرگیری کے لیے بھیجا چولی بہادر نے
آدھی رات کے وقت ہمایون کے لشکر مین آکر بیرام خان کو اس حال سے مطلع کیا بیرام خان نے اوسیوقت ہمایون
سراپردہ کے پیچھے جاکر یہ ساری کیفیت عرض کی ہمایون نے اوسی وقت سے کابل اور قندھار
ارادہ کو فسخ کر کے فقط بائیس آدمیون کے ساتھ کہ بیرام خان اور خواجہ معظم بھی اونہین مین سے تھے
ارادہ کیا اور بیرام خان اور خواجہ معظم کو بیگم بادشاہ اور شاہزادہ اکبر کے لے آنے کے لیے متعین
تردی بیگ سے دو چار گھوڑے طلب کیے اوسنے پھر گھوڑون کے دینے مین خست کی بلکہ ساتھ
چھوڑ دیا جو شاہزادہ کی عمر اوس زمانہ مین ایک برس کی تھی اور اون دنون مین ہوا بہت گرم تھی

حوالہ کر دی اور قلعہ بھی اون کے قبضہ مین دیدیا مرزا مراد کی خدمت مین بداغ خان وغیرہ فقط دو تین امیر رہے
باقی سب عراق کو چلے گئے چونکہ سردی کا موسم آگیا تھا اسلیے ہمایون نے ایک امن کی جگہہ شہر کے اندر اپنے
لشکر کے قیام کے لیے بداغ خان سے مانگی مگر اوس نالائق نے اوسکے جواب مین کچھ نامناسب باتین
کہین اسی سبب سے سارے چغتیہ امیرون نے بھاگنا شروع کیا چنانچہ عسکری بھی بھاگا تھا مگر وہ
راستہ مین سے پکڑا آیا اور پھر ہمایون نے اوسکو قید کر دیا اسی اثنا مین کئی سبب ایسے واقع ہوے کہ قندھار
قزلباشون کے قبضہ سے نکل گئی اول یہ کہ سارے چغتیہ امیرون نے ہمایون کو یہ رائے دی کہ سردی کا
موسم بسر کرنے کے لیے فی الحال قندھار قزلباشون سے لیلو اور کابل اور بدخشان کی فتح کے بعد
اوسکا عوض بہت زیادہ دیدیجیو دوسرے یہ کہ میرزا مراد جو شیرخوار بچہ تھا مر گیا تیسرے یہ کہ قزلباشون نے
شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کیے اور چغتیہ امیرون کو قلعہ کے اندر آنے سے بالکل منع کر دیا چوتھے یہ کہ
ایک رافضی نے ایک روز اپنی عادت اور مذہب کے موافق یادگار ناصر مرزا کے قریب جو ہندال مرزا کو چھوڑ کر
لیکن کامران کے پاس سے بھاگ آیا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت تبرا کیا مرزا یادگار ناصر کو ضبط نہوا اور ایک تیر
اوسکے ایسا مارا کہ سینہ کے پار نکل گیا اور جان اوسکی نکل گئی پھر حاجی محمد خان نے اپنے دو نوکر بہت سے
رسد کے اونٹون کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا اور [illegible] ہمایون نے قتل کرنا شروع کیا پھر اور تھوڑا
بہت سے چغتیہ امیر پہنچ گئے میرزا الغ بیگ اور بیرام خان بھی آ پہنچے [illegible] سارے قزلباش [illegible]
گھبرا گئے کہ [illegible] اور [illegible] ہمایون [illegible] قلعہ کے اندر [illegible]
بداغ خان کو جو بہت مضطرب تھا عراق کی طرف رخصت کیا [illegible] شہر
کوچون مین مار ڈالے پھر ہمایون نے قندھار کی حکومت بیرام خان کو سپرد کی اور خود کابل کی طرف کوچ کیا
کامران سے کچھ دنون لڑائی رہی ہر روز ایک دو امیر کامران کی طرف سے ٹوٹ کر ہمایون سے آملتے تھے
مجبور ہو کر کامران نے بہت سے بزرگون اور عالمون کو بیچ مین ڈال کر اپنے گناہون کی معافی چاہی
ہمایون نے اوسکے حاضر ہوجانے کی شرط پر ساری تقصیرین معاف کردین کامران چونکہ ڈرتا بہت تھا اسلیے
خود حاضر نہوا اور کابل کے قلعہ مین بند ہو گیا اور وہان سے راتون رات غزنین کی طرف بھاگا مرزا ہندال
اوسکے تعاقب مین روانہ ہوا ہمایون کابل مین داخل ہوا اور اپنے پیارے بیٹے شاہزادہ اکبر کو دیکھنے کی
کلیجہ کو ٹھنڈا کیا یہ فتح دسوین رمضان ۹۵۲ھ نو سو باون کو ہوئی اور یہ مصرع اوسکی تاریخ ہے

مذہب شیعہ قبول کرنے کی درخواست کی اس باب مین بہت سی رد و کد ہوئی آخر ہمایون نے کہا کہ مسئلے
اپنے عقیدے ایک کاغذ پر لکھو جب وہ لکھ لائے تو اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ نقل کفر کفر نباشد بطور نقل کے
پڑھ دیا اور دوازدہ اماموں کے نام شیعوں کے طریقہ پر خطبہ مین پڑھے پھر شاہ طہماسپ نے اپنے بیٹے
شاہ مراد کو دس ہزار سوار دیکر ہمایون کی مدد کے لیے مقرر کیا شاہ مراد شیر خوار لڑکا تھا بداغ خان قزلباش
اوسکا اتالیق مقرر ہوا اور یہ ٹھہرا کہ قزلباش دوسرے راستہ سے اور ہمایون دوسرے راستہ سے
جاوین اور قندھار کو فتح کر کے شاہ مراد کے قبضہ مین چھوڑ دین غرض ہمایون طہماسپ سے رخصت ہوکر
تنہا اردبیل اور تبریز کی سیر کرتا ہوا مشہد مین گیا ایک مرتبہ رات کے وقت اکیلا اوس روضہ کی سیر
کر رہا تھا ایک شخص نے دوسرے شخص سے آہستہ کہا کہ ہمایون بادشاہ یہی ہے دوسرے نے کہا
ہان تب اوسنے آہستہ ہمایون کے کان مین آکر کہا کہ اب بھی خدائی کا دعوی کریگا اور اس سے اشارہ
اوس قصہ کی طرف تھا جو ہمایون نے بنگالہ مین یہ معمول کیا تھا کہ نقاب چہرہ پر ڈال لیتا تھا اور جب اوٹھاتا تھا تو لوگ
کہتے تھے تجلی ہوگئی اور تلوار کو دریا مین دھوتا تھا اور کہتا تھا کہ اب کسپر تلوار باندھین گے اور طریقہ تعظیم کا
یہ نکالا تھا کہ لوگ زمین بوس کیا کرین مگر امیر ابو البقا و سواے اونکے اور امیرون نے اس حرکت سے باز رکھا تھا
غرض قزلباشون نے گرمسیر مین جاکر اپنا تصرف کر لیا اور وہان سے چلکر قندھار کے قریب منزل کی ہمایون بھی
پانچ روز کے بعد اون سے جا ملا مرزا عسکری سے تین مہینے تک لڑائی رہی فریقین سے بہت سے لوگ
قتل ہوے پھر ہمایون نے کابل مین مرزا سلیمان بدخشی اور یادگار ناصر کے پاس جو بھاگ کر پریشان حال ہوکر
کابل مین آگیا تھا بیرم خان کو قاصد بناکر بھیجا قزلباش دل مین سمجھے تھے کہ ہمارے جاتے ہی جتنے امیر ہین آجاوین گے
اور اطاعت قبول کرلین گے جب اونھون نے دیکھا کہ اتنی مدت تک فتح نہوئی اور بہت لوگ مارے گئے اور مرزا عسکری کی مدد کو مرزا
کامران کے آنے کی بھی خبر پہنچی اس سبب سے قزلباشون نے مایوس ہوکر لوٹنے کا ارادہ کیا قضارا اسی اثنا مین
محمد سلطان مرزا اور الغ مرزا اور مرزا حسین خان وغیرہ امرا کامران سے باغی ہوکر ہمایون کی ملازمت مین آگئے اور مویدبیگ بھی جو قندھار کے
قلعہ مین تھا حاضر ہوگیا اور ہمایون فوراً اوسپر بڑی مہربانی کی مرزا عسکری نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مضطر ہوگیا اور [illegible] حاضر ہوا ہمایون نے
اوسکی تقصیرین معاف کر دین اور اپنی عنایتون سے مالامال کر دیا اور قزلباشون سے کہا کہ تین روز تک
شہر والون سے کچھ تعرض نکرو تاکہ شہر سے باہر جاکر کہین اپنے ٹھکانے ڈھونڈھ لین بعد ازان باوجودیکہ
کوئی ملک اوسوقت تک ہمایون کے قبضہ مین نتھا مگر اپنے عہد کے بموجب قندھار بداغ خان اور مرزا مراد کے

پھر عہد شکنی کرکے مخالفت کی اور شکست کھاکر سلیم شاہ کے پاس ہندوستان مین مدد لینے آیا آخر سہان سے پابوس پھرا اور پھر آدم گھکڑ کے وسیلہ سے گرفتار ہوا اور ہمایون نے پھر بھی اوسکی جان بخشی کی مگر اندھا کردیا چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا ہے بعد ازان کامران مکہ کو ہجرت کرگیا اور وہان چار حج کیے آخر وہین انتقال ہوا مولانا قاسم کاہی نے اوسکے وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی ع کامران آنکہ بادشاہے را

کس ندیدست ہیچ او در خورد
شد ز کابل بہ کعبہ و آنجا
جان بحق داد و تن بخاک سپرد

گفت تاریخ او چنین کاہی
بادشہ کامران بہ کعبہ بمرد

اور ویسی شاعر نے یہ تاریخ لکھی تھی

شہ کامران خسرو نامدار
کہ در سلطنت سر بکیوان رساند
حج ادا شد اندر حرم چار سال

بکلی دل از قید عالم رہاند
ز بعد وقوف حج چار مین
باحرام حج جان بجانان فشاند

چو در خواب ویسی در آمد شبے
عنایت نمود و سوی خویش خواند
بگفت از پے سنۂ فوت ما

بگو شاہ مرحوم در مکہ ماند

مرزا کامران بڑا بہادر اور عالی ہمت اور سخی اور خوش طبع اور خوش اعتقاد تھا ہمیشہ عالمون فاضلون کی صحبت مین بیٹھتا تھا شاعر بھی تھا شعر اوسکے مشہور ہین ایک زمانہ مین ایسا متقی ہوگیا تھا کہ اپنے ملک مین انگور کے پیڑ بونے کی بھی ممانعت کردی پھر چند روز کے بعد خود بھی بہت شراب پینے لگا مگر آخر کو تائب اور پارسا ہوکر مرا یہ واقعہ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس مین ہوا کابل کی اخیر لڑائی مین قراچہ خان مارا گیا اور مرزا عسکری گرفتار ہوگیا خواجہ جلال محمود دیوان نے اوسکو بدخشان مین لیجاکر مرزا سلیمان کے سپرد کیا چند روز وہان قید رہا پھر چھوٹ گیا بعد ازان مرزا سلیمان نے بلخ کی طرف بھیجا اور وہ وہین سے کعبہ کی طرف چلدیا اور اوس جنگل مین جو شام اور مکہ کے بیچ مین واقع ہے مرگیا اور اوسکے سنہ وفات کا مادہ عسکری بادشاہ دریا دل + اور انجام مرزا ہندال کا یہ ہوا کہ جب کامران نے آخر مرتبہ شکست کھاکر پٹھانون کے پاس پناہ لی اور اوسی عرصہ مین حاجی محمد خان کو ہمایون نے قتل کیا تھا ایک مرتبہ کامران نے ہندال کے لشکر پر شبخون کیا ہندال اوسی معرکہ مین مارا گیا یہ واقعہ سنہ ۹۵۸ نوسو اٹھاون مین ہوا اور شبخون اوسکی تاریخ ہے

شبخون چون قضا انگیخت از دہر
کہ از خون شد شفق گون اوج گردون
ز عالم رفت ہندال جہانگیر

جہان بگذاشت بادشاہ ہمایون
شبستان فلک را بود چون شمع
نہال قامت آن نخل موزون

خرد تاریخ فوتش جست گفتم
دریغا مرد شمعی از شبیخون

اور مرزا مانی نے یہ تاریخ لکھی تھی ع

شاہ ہندال سرو گلشن ناز
چون ازین بوستان محنت رفت
گفت تاریخ قمری نالان

بی جنگ گرفت ملک کابل از وے چو کامران خبر مین بھی نہ ٹھہر سکا اور فوراً بھکر کو روانہ ہوا مرزا شاہ حسین
جسنے اپنی بیٹی کا بھی نکاح کامران کے ساتھ کر دیا تھا اوسکی مدد کی مرزا یادگار ناصر بھی بھاگنے کا ارادہ رکھتا تھا
اسلیے ہمایون نے اوسکو قتل کر ڈالا پھر ہمایون نے بدخشان کی تسخیر کے لیے کوچ کیا سلیمان مرزا نے
کچھ مدت مقابلہ کیا آخر شکست کھائی اس عرصہ مین کامران نے کابل کو خالی پاکر اپنا قبضہ کر لیا اور ہمایون کی
بیگمات اور شاہزادہ اکبر کو بھی قید کر لیا پھر ہمایون نے بدخشان کی حکومت مرزا سندال سے لیکر مرزا سلیمان
کو حوالہ کی اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا کامران شکست کھا کر قلعہ کے اندر بند ہو گیا اور جب اوسپر
بہت تنگی ہوئی تو بڑی بے مہری کو کام فرما کر شاہزادہ اکبر کو قلعہ کے کنگرہ پر جو بندوقون اور توپون کا
نشانہ تھا بٹھا دیا مگر فضل الٰہی اوسکا نگاہبان رہا فریقین کے اُمرا باہمی نفاق کی وجہ سے کبھی ادھر اودھر
ہو جاتے تھے اور دونوں طرف کے لوگ بہت مارے گئے آخر کامران قلعہ کو توڑکر اور اپنا لباس ہیئت
بدل کر باہر نکلا حاجی محمد خان اوسکے تعاقب کے لیے متعین ہوا جب حاجی محمد خان اوسکے قریب پونہچا
تو کامران نے اوس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے باپ بابا قشقہ کو کیا مین نے ہی قتل کیا ہے حاجی محمد خان
پرانا آدمی تجربہ کار تھا اس بات کو سنکر ٹال گیا اور لوٹ آیا اور ہمایون نے اپنے بیٹے اکبر کو صحیح و
سلامت پا لیا پھر کامران نے پیر محمد حاکم بلخ کے پاس پناہ لی اور اوس سے مدد لیکر بدخشان کے بعضے
ملکون پر بے لڑے بھڑے سلیمان مرزا اور اوسکے بیٹے ابراہیم مرزا سے چھین کر قابض ہو گیا اگرچہ بیگناہ نے
جو بڑے بڑے کام کیے تو بعضے بیوقوف امیرون سے متفق ہو کر ہمایون سے کچھ ایسی درخواستین کین
جنکا پورا ہونا ممکن نتھا اور جب وہ مطلب اوسکے نہ بر آئے تو مع اون امیرون کے بدخشان کو چلا گیا
چونکہ اوس زمانہ مین مدت تک قلعہ مین تزلزل اور تذبذب رہا اسلیے ایک ظریف نے اوسکی نسبت شعر لکھا تھا
س قلعہ کابل کہ در رفعت زکیوان برترست ٭ چون غلیواژی کہ شش ماہ ماده و شش ماہ نرست ٭ کامران نے
کئی مرتبہ مخالفت کی اور پھر حاضر ہو کر عفو تقصیر چاہی مگر ہمایون نے اپنی ذاتی مروت سے ہر مرتبہ اوسکے
قصور معاف کر دیے اور اوسکی طرف سے صاف ہو گیا پھر کامران نے مکہ معظمہ کو چلے جانے کی اجازت
چاہی ہمایون نے یہ قبول نکیا اور بدخشان کی حکومت اوسکو دی اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان
پیر محمد اور عبد اللہ خان بادشاہ اوزبک کے بیٹے عبد العزیز خان کو شکست دی اور چونکہ باہم امیرون مین
نفاق تھا اور کامران کی طرف سے بھی اطمینان نتھا اس سبب سے پھر کابل کو واپس آیا کامران نے

تحفہ لینے کی نہ تھی بہت انکار کیا آخر بیرام خان کی اصرار کے سبب بکمال کراہیت اور ناراضامندی سے
قبول فرمایا اور اوس سے زیادہ قیمت کی کمانین اپنے ہاتھ کی بنی ہوئین ہمایون کے پاس بھیجین کیونکہ
تحفہ جانبین سے چاہیے ایک روز بیرام خان ایک شال کشمیری نہایت عمدہ اونکے لیے تحفہ لے گیا آپ نے
اوسکو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ بہت نفیس ہے بیرام خان نے کہا کہ یہ کپڑا درویشانہ ہے اسلیے آپ کے واسطے
لایا ہون مولانا نے اپنی دونون اونگلیون سے اشارہ کرکے فرمایا کہ ہمکو اپنی یہی چادر کافی ہے یہ کسی ایسے
شخص کو جو مجھسے زیادہ مستحق ہو دینا چاہیے مولانا ممدوح کی کرامتین بھی بہت مشہور ہین مولانا عین واعظ کے
پوتے شیخ معین نے جو اکبر کے زمانہ مین چندروز لاہور مین قاضی رہا ہے ایک رسالہ مین اونکی کرامتین جمع
کی ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ جب ہمایون کے سپاہی تیراندازی کی مشق کرتے تھے تو وہ بھی اپنی عادت کے
خلاف وہان آجاتے تھے اور سپاہیون کو تیراندازی کے سیکھنے پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے
کہ ایک دن یہ کام آویگا آخر ماچھی وارہ کی لڑائی پر جو اول ہی شکست پٹھانون کو نصیب ہوئی اوس روز
تیراندازی کے ہی وسیلہ سے فتح ہوئی تھی اغلب ہے کہ مولانا کا اشارہ اسی دن کی طرف تھا ایک اونمین سے
یہ ہے کہ جب بیرام خان قندھار کو علی قلی خان سیستانی کے سپرد کرکے کابل مین آیا تو اوسنے اپنی طرف سے
ایک گماشتہ بڑا ظالم مقرر کیا تھا ہر روز اوسکے ظلم کی خبرین مولانا کی مجلس مین پہونچتی تھین اتفاقاً وہ بیمار ہوا
تو چند روز کے لیے لوگون کو اوسکے ہاتھ سے نجات ملی ایک روز کسی نے آپ کی مجلس مین کہا کہ اب وہ بیماری سے
پھر اوٹھا مولانا نے اوسکی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر تندی سے فرمایا کہ شاید قیامت ہی کے دن اوٹھیگا
چنانچہ دو چار روز کے بعد وہ مرگیا الغرض ہمایون نے لوٹتے وقت یہ ارادہ کیا کہ قندھار کو بیرام خان سے
نکالکر منعم خان کے حوالہ کردے مگر منعم خان نے عرض کیا کہ اب آپ ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین
ایسے وقت مین یہ تغیر وتبدل باعث رنج اور بیدلی لشکر کا ہوگا ہندوستان کی فتح کے بعد مضائقہ نہین
چنانچہ ہمایون نے قندھار بیرام خان کے پاس اور داور بہادر خان کے پاس پھر بحال رکھی اور لشکر کا
سامان درست کرکے ماہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ نو سو اکسٹھ مین کابل سے ہندوستان کی طرف سوار ہوا اور
یہ قطعہ اوسکی تاریخ مین لکھا گیا جسمین صوری اور معنوی دونون تاریخین نکلتی ہین ؎ خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ آنکہ
گوی سبقت برد از شاہان پیشین بیشکی ۔ بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد و شد ۔ سال تاریخ توجہ نہصد و شصت و یکی ۹۶۱
پشاور کی منزل مین بیرام خان نے بھی قندھار سے آکر ملازمت حاصل کی غرض ہر روز کوچ کرتے

سروی از بوستان دولت رفت + اور مولانا حسن علی قراس نے یہ تاریخ لکھی ہے

ہندال محمد شہ فرخندہ لقب ناگہ زقضا شہید شد در دل شب
شبخون الشہادتش چوگردید سبب تاریخ شہادتش زشبخون بطلب

ہمایون نے مرزا ہندال کا سارا اسباب اور مال شاہزادہ اکبر کو عنایت کیا اور ملک غزنین بھی مع توابعات کے اوسکی جاگیر مین دیا ہمایون نے جب سنا کہ سلیم شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان مین بڑا فتنہ و فساد برپا ہے اور ہر طرف ملوک طوائف قائم ہو گئے ہین تو پھر ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ مصمم کیا اسی اثنا مین لوگون نے چغلیان کھا کر بیرام خان کی طرف سے ہمایون کے مزاج کو منحرف کر دیا چنانچہ ہمایون نے قندھار کی طرف یورش کی بیرام خان استقبال کو آیا اور اوسکی خیرخواہی ظاہر ہو گئی اہل غرض نے جو اوسکی طرف سے باتین بنائی تھین سب جھوٹی ٹھہرین اس مرتبہ ہمایون نے مولانا زین الدین محمود کمانگر بہدائی رحمۃ اللہ علیہ سے بیرام خان کی معرفت ملاقات کی مولانا ممدوح خراسان کے توابعات مین سے موضع بہدا کے رہنے والے تھے اور اکثر بزرگون سے اونکی ملاقات ہوئی تھی چنانچہ مولوی جامی اور مولوی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت کا بھی اتفاق ہوا تھا اور مولانا مذکور نے نقاشی کے کام مین اپنے کمالات کو چھپایا تھا بیرام خان اونکا شاگرد تھا اور ہمیشہ اونکے درس مین جایا کرتا تھا کبھی کبھی بیرام خان کچھ یوسف زلیخا مین دخل کرتا تھا تو مولانا فرماتے تھے کہ بیرام خان کیا تو نے اپنے لیے جہان مین کوئی اور یوسف زلیخا پیدا کی ہے ایک روز ہمایون نے کھانا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے لیے پکوایا اور مولانا کی دعوت کی ہاتھ دھولانے کے وقت آفتابہ خود ہمایون نے اپنے ہاتھ مین اور طشت بیرام خان نے لیا مولانا نے سید جمال الدین محدث کے پوتے میر حبیب اللہ کی طرف اشارہ کر کے ہمایون سے کہا کہ اسکو بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہے ہمایون ناچار اونکے سامنے بھی آفتابہ لے گیا میر موصوف نے گھبرا کر کچھ تھوڑا سا پانی جھٹ پٹ اپنے ہاتون پر ڈال لیا بعد ازان مولانا نے اچھی طرح اطمینان سے ہاتھ دھوئے اسی وقت ہمایون نے پوچھا کہ کسقدر پانی سے ہاتھ دھونا مسنون ہے مولانا نے فرمایا کہ جسقدر پانی سے ہاتھ اچھی طرح ڈھل جاوین باقی کچھ اہل مجلس کے ہاتھ بیرام خان نے اور کچھ کے حسین خان مرحوم قاسم خان کے داماد نے دھلوائے اوسکے بعد سب نے کھانا کھایا ہمایون مولانا کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور بہت فائدہ اوٹھایا بعد ازان کچھ زر نقد بیرام خان کے ہاتھ بطور نذر کے بھیجا مولانا کی عادت کسی سے

[illegible] سے [illegible] اپنے بیٹے شاہزادہ اکبر کو
اپنی مدد کے سبب بلایا ہمایون یہ سنتے ہی جھٹ پٹ سرہند مین داخل ہوا ایک مدت تک مابین [illegible] لڑائی ہوتی رہی
آخر جس روز شاہزادہ اکبر کی سرداری کا نمبر تھا اوس روز بہت بڑا معرکہ ہوا ایک طرف سے شاہزادہ اور ایک طرف سے
بیرام خان اور سکندر خان اور عبد اللہ خان اوزبک اور شاہ ابو المعالی اور علی قلیخان اور بہادر خان نے حملہ کیا
اور بہادری اور مردانگی کمال کو پہونچادی پٹھانون نے بھی اپنے حوصلہ سے بڑھ کر لڑائی کی مگر فتح نصیب
نہوئی آخر بھاگ نکلے مغلون نے اونکا پیچھا کیا تمام راستہ مین کشتون کے ڈھیر ہوگئے اور گھوڑے
اور ہاتھی اور ہر قسم کا اسباب بے انتہا غنیمت مین ہاتھ آیا اور اسقدر پٹھانون کے سر جمع ہوگئے کہ اونسے
منارے چنوائے اسی وجہ سے بیرام خان نے اوس مقام کا نام سرمنزل رکھا تھا جو آج تک موجود ہے
شعر ہمایون اس فتح کی تاریخ ہے ۔ منشی خرد طالع ہمیون طلبید ✽ انشای سخن ز طبع موزون طلبید
تحریر چو کرد فتح ہندوستان را ✽ تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید ✽ سکندر اس لڑائی مین شکست کھا کر کوہ
سوالک کی طرف بھاگ گیا سکندر خان اوزبک بہت سا لشکر ساتھ لیکر سامانہ کے راستہ سے دلی مین آیا
جو پٹھان دلی مین باقی رہ گئے سب متفرق ہوگئے ہمایون نے شاہ ابو المعالی کو سکندر کے تعاقب مین
روانہ کیا اور ماہ رمضان ۹۶۲ نو سو باسٹھ مین خود بھی دلی مین داخل ہوا اور اکثر ہندوستان مین دوبارہ
خطبہ اور سکہ اوسکے نام کا جاری ہوا یہ بات اور بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ شکست
ہوکر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی ہو اس سال مین ہمایون نے اکثر ملک امیرون کو جاگیرون مین تقسیم کیے
اور پرگنہ مصطفی آباد جسکا محصول تیس چالیس تنکہ ہر سال تھا تصدق روح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر
مقرر کیا اور حصار فیروزہ اکبر کی جاگیر مین دیا بابر نے بھی ابتداے فتح سے یہی جاگیر ہمایون کو دی تھی اور تمام پنجاب کا
مالک شاہ ابو المعالی کو دیکر سکندر کے مقابلہ پر نامزد کیا سکندر نے بھاگ کر شمالی پہاڑون مین پناہ لی ابو المعالی کی
مدد کے لیے جو اور امیر مقرر کیے گئے تھے اونکی جاگیرون پر بلکہ سرکاری خزانہ اور خالصہ کے پرگنون پر بھی
سکندر نے دست اندازی شروع کی اس وجہ سے وہ سب امیر بیدل ہوگئے اور سکندر نے پھر قوت پیدا کرلی
تب ہمایون نے بیرام خان کو شاہزادہ اکبر کا اتالیق مقرر کرکے سکندر کے مقابلہ پر بھیجا اور شاہ ابو المعالی کو
حصار فیروزہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکے وہان جانے سے پہلے ہی قبا خان گنگ کو آگرہ پر اور علی قلی خان کو
میرٹھ اور سنبھل پر اور قنبر دیوانہ کو بدایون پر اور حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ پر نامزد کیا حیدر محمد خان نے

ستلج کی ندی اوترآئے بیرام خان اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اوزبک فوج کے
ہراول بنکر آگے آگے آتے تھے تاتار خان کاسی رہتاس کا حاکم قلعہ کو خالی چھوڑکر چلدیا آدم گھکر بھی اس مہم مین
حاضر ہوا جب لاہور مین پہنچے تو وہان کے پٹھان بھی مقابلہ کی قوت نہ پاکر بھاگ گئے اور امراے سنکلاہی لاہور سے
اور تھانیسر اور جلندھر اور سرہند کی طرف کو چلدیے شہباز خان اور نصیر خان افغان نے دیبال پور کے قریب
شاہ ابوالمعالی اور علی قلی شیبانی سے مقابلہ کرکے شکست پائی مغلون کا رُعب ایسا غالب تھا کہ کئی کئی ہزار
پٹھان اگر اپنے مقابلہ مین دس سوار بھی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوئے دیکھلیتے تھے گو وہ لاہور ہی کے ہون
تو ایسے بھاگتے تھے کہ پیچھا پھر کر دیکھتے بھی نہ تھے جن دنون مین بادشاہ سندھ اوترا تھا سکندر سور نے ابراہیم سور پر
غلبہ پاکر عدلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اتنے مین خبر پہنچی کہ ہمایون بادشاہ سندھ بھی اوترآیا پٹھانون کی
یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص اپنی اور اہل وعیال کی جان بچانے کی فکر مین تھا اور سب کو یقین تھا کہ یہ
اسلیم شاہ ہی کا کام تھا جو مغلون سے وریچا تا تھا اب کوئی اونکے مقابلہ کے قابل نہین سکندر نے
باوجود ان سب امور کے اپنے ارادون کو فسخ کرکے مغلون کے مقابلہ کا ارادہ کیا کچھ فوج ہمایون کی
حدود جلندھر مین جمع ہوگئی تھی سکندر نے اوسکے مقابلہ کے لیے حبیب خان اور نصیب خان
طغوچی اور تاتار خان کاسی کو نامزد کیا اور خود بھی پیچھے سے آگیا یہ سنکر چغتائی امیر ستلج کے پار اوتر گئے
پٹھانون نے اونکا پیچھا کیا شام کے وقت دونون فوجون کا آمنا سامنا ہوا بڑی لڑائی ہوئی مغلون نے
تیر مارنے شروع کیے پٹھانون کی ضرب اون تک کم پہونچتے تھے آخر پٹھانون نے ایک ویران گاؤن کے
مین اگر پناہ لی پھر پٹھانون نے بہت سی آگ جلائی تاکہ مغلون کا لشکر نظر آنے لگے مگر اس سے
معاملہ اور اولٹا ہوگیا یعنی پٹھان روشنی مین ہوگئے اور مغلون پر اندھیرا ہی رہا اور اونھون نے
تاک تاک کر خوب پٹھانون پر تیر مارنے شروع کیے آخر پٹھان شکست کھاکر بھاگ گئے یہ فتح مغلون کو
بڑی آسانی سے حاصل ہوگئی اور اونکی طرف کے آدمی اس لڑائی مین بہت کم ضائع ہوئے
اور بہت سا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی غنیمت مین ہاتھ آئے یہ خبر ہمایون کو لاہور مین پہونچی
پھر تمام پنجاب اور سرہند اور حصار فیروزہ تک سارا ملک مغلون کے قبضہ مین آگیا ہمایون جلد جلد
کوچ کرکے دہلی کے قریب پہونچا پھر سکندر نے ادھر اودھر سے بھاگے ہوئے پٹھانون کو جمع کرکے
اسی ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ ساتھ لیکر سرہند پر حملہ کیا اور شیر شاہ کی طرح

مل گیا تھا وہین سے یہ سرنگ کھودی گئی تھی علی قلی خان بھی قنبر کی اس دانائی سے حیران رہگیا پھر سارے شہر والون نے
اتفاق کرکے علی قلی خان سے کہلا بھیجا کہ فلانی رات مین فلانے برج پر حملہ کیجیے ہم قلعہ کے اوپر سے کمندین اور سیڑھیان لٹکا دینگے
چنانچہ یہی ہوا اور علی قلی خان کے سپاہیونکو شیخ حبیب بدایونی نے اون شیخ زادونکے برج کیطرف سے جو شیخ سلیم چشتی کے
رشتہ دارون مین سے تھے اوپر چڑھا لیا چنانچہ اونھون نے شہر مین داخل ہوکر آگ لگا دی قنبر دیوانہ ایک کالا کمل اوڑھکر شہر سے
باہر بھاگ گیا مگر لوگ اوسکو پکڑکر علی قلی خان کے سامنے لائے علی قلی خان نے اوس سے بہت ملائمت کی گفتگو کی اور کہا کہ تو اطاعت
قبول کر تو تیری جان بخشی کرون مگر وہ دیوانہ بڑی سخت گفتگو کرتا رہا اور کسی طرح نمانا تب علی قلی خان نے
اوسکو قتل کروایا قبر اوسکی بدایون مین مشہور ہے قنبر کی عادت تھی کہ بہت سا کھانا پکاکر لوگون کی دعوت
کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ کھانا و مال خدا کا ہے اور جان خدا کی ہے او قنبر دیوانہ بکاول خدا کا ہے جب
اوسکا سر علی قلی خان نے اپنی عرضی کے ساتھ ہمایون کے پاس بھیجا تو ہمایون کو بہت رنج ہوا [illegible]
ایک روز ہمایون قلعہ دین پناہ مین کتابخانہ کی چھت پر چڑھا تھا اوترتے وقت اذان کی آواز آئی ہمایون اذان کی
تعظیم کے لیے وہین بیٹھ گیا اوٹھتے وقت عصا پھسلا [illegible] سبب ہمایون کئی زینون کی سیڑھیون پر سے لڑھکتا
زمین تک پہونچا جب کچھ آرام ہوا تو شیخ جولی کی پیشکش کے واسطے شاہزادہ اکبر کے پاس پنجاب بھیج [illegible]
حقیقت حال سے مطلع کیا آخر پندرھوین ماہ مذکور کو اس عالم فانی سے انتقال کیا [illegible]
چو گشت از رحمت حق ساکن اندر روضہ رضوان ✤ بہشت آمد مقام ... ✤ ... تاریخ ...
ہمایون بادشاہ ملک معنی ✤ ندارد کس چو او ... یاد ✤ زبام قصر خود ...
وزان عمر عزیزش رفت برباد ✤ پی تاریخ او کاتب ... ✤ ہمایون بادشاہ از بام افتاد
اور ایک تاریخ یہ ہے ھ ہمایون کجا رفت و اقبال او ✤ مشو غافل از سال فوتش ببین ✤
اور ایک تاریخ یہ ہے ھ ای آہ بادشاہ من از بام اوفتاد ✤ اس بادشاہ کی عمر اکاون برس کی
ہوئی پچیس برس سے کچھ زیادہ سلطنت کی اس بادشاہ کے کمالات ظاہری اور باطنی حد سے زیادہ تھے
نجوم اور ہیئت اور تمام شریف علمون مین بے نظیر تھا اور عالمون فاضلون اور بزرگون اور شاعرون کی
بڑی قدر کرتا تھا اور خود بھی شعر خوب کہتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام کبھی بے وضو نہ لیتا تھا اور اگر کسی ایسے نام کے جو لفظ عبد اور اللہ کے کسی نام سے مرکب
ہوتا تھا زبان پر لانے کی ضرورت ہوتی تو فقط عبد پر اکتفا کرتا تھا مثلاً عبدالحی کو فقط عبدل کہتا تھا اور

و ابراہیم سور کے باپ غازی محمد خان کو بیانہ کے قلعہ مین محصور کیا ہرچند لوگون نے غازی خان کو محاصرہ سے
پہلے بھی اور بعد بھی سمجھایا کہ بیانہ سے رنتنبھور کو اور وہان سے گجرات کو چلا جاوے مگر اوسنے ہرگز نمانا اور آخر مچھلی کی طرح
جال مین پھنس گیا بیانہ کے زمیندار امن مانگ کر حاضر ہوگئے حیدر محمد خان نے عہد و پیمان کر کے غازی خان کو
مع اوسکے اہل و عیال کے بلا لیا اور ایک مخفوظ مکان اوسکے رہنے کے لیے مقرر کیا دوسرے دن وہان کے
خزانون اور دفینون کی تحقیقات کر کے عہد سے منحرف ہوگیا اور غازی خان کو مع اوسکے تمام اہل و
عیال کے یہان تک کہ شیرخوار بچون کو بھی قتل کر ڈالا اور سر اونکے ہمایون کے پاس بھیجدیے مگر ہمایون نے
یہ حرکت پسند نہ کی اور میر شہاب الدین نیشاپوری بخشی کو جسکا شہاب الدین احمد خان خطاب تھا غازی خان کے
مال و اسباب کی تحقیقات کے لیے بیانہ کو روانہ کیا حیدر محمد خان نے جواہرات وغیرہ نفیس اسباب کو چھپا ڈالا
اور کم قیمت اسباب ظاہر کر دیا قنبر دیوانہ نے نواحی سنبھل مین بہت سی جمعیت فراہم کر لی اور جب علی قلی تو وہ جاگیر
مین ملا تو کہتا تھا کہ یہ وہی مثل ہے کہ پیر کسی کے اور گانون کسی کا اور علی قلی خان کے سنبھل جانے سے
پہلے ہی قنبر بدایون کو چلا گیا اور وہان سے کانٹ اور گولہ مین جا کر رکن خان پٹھان سے مقابلہ کیا اور
فتح پائی اور ملانوہ تک اپنا قبضہ کر لیا مگر پھر پٹھانون کے مقابلہ مین شکست کھائی اور وہان کے قلعہ مین بہت سیا
کشت و خون کر کے بدایون مین آیا اور وہان بھی ظلم و تعدی حد سے زیادہ شروع کی ہرچند علی قلی خان نے
اوسکو اپنے پاس بلایا مگر اوسنے نمانا اور کہا کہ بہ نسبت تیرے مین بادشاہ کا زیادہ مقرب ہون اور یہ سر اسی
بادشاہی کے تاج سے ملا ہوا ہے تب علی قلی خان نے اوسپر فوج کشی کی اور بدایون کا محاصرہ کر لیا وہ دیوانہ
اوس وقت مین بھی شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کرتا تھا اور کسی کی جورو کسی کی بیٹی کسی کا مال و اسباب بزور
چھین لیتا تھا اور کسی پر اوسکو اعتماد نتھا اونکو بذات خود مورچون پر گشت کرتا تھا اور باوجود دیوانگی کے
ایسا اڑتا تھا کہ ایک روز قلعہ کے ایک خالی گھر مین آدھی رات کے وقت گیا اور ایک مقام پر ذرا کھڑا ہوا
پھر دو چار قدم آگے بڑھ کے کچھ غور کیا پھر یکبار گی پہلی جگہ پر آ کر بیلدارون کو اوسی وقت بلا کر اوس زمین کو
کھودنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہان سے کچھ آواز میرے کان مین آتی ہے جب اوسکو کھودا تو معلوم ہوا کہ
علی قلی خان نے قلعہ کے باہر سے سرنگ لگائی تھی جن لوگون نے اوس سرنگ کو دیکھا تھا وہ بیان
کرتے تھے کہ ابتدا مین قلعہ کی جس طرف سرنگ کھودنا شروع کی تو معلوم ہوا کہ بنیاد قلعہ کی پانی تک ہے
اور لوہے کے سیخچے اور رسال کے لٹھے اوسمین مضبوطی کے لیے رکھے تھے مگر خاص ایک موقع خالی

اب تو غنچہ زلبین مت تو فتنہ وران ہے اور گراوسکے درمیانی فقرون کو دوسری طرف سے بوٹ کر پڑھین تو یہ مطلع
دوسری ردیف وقافیہ کا پیدا ہوتا ہے جیسے بجھون نہین چھپاجاتا بت خطا تو سبزہ وریحان ہے تو لالہ نسرین
قد تو فتنہ وران اب تو غنچہ نمکین ہے اور جو اس میں چھ نیافی کے بعد سیاہی کے لفظ باقی رہتے ہیں وہ بھی ایک مطلع ہے
اور اس مطلع مین اور بھی بہت سی صنعتین ہیں اور اس قصیدہ کے اور چار شعرون کے اور بعضے کلمات کو سرخی سے
لکھین تو یہ قطعہ تاریخ فتح بدخشان کا حاصل ہوتا ہے تو لی شاہ شاہان و ان شہر بہ تیرا کا فتح و ظفر
گرفتی بدخشان و تاریخ شد محمد ہمایون شہ بحر و بر اور یہ قطعہ معمہ بھی ہوتا ہے اور اس رباعی سے جو اس قصیدہ کے
آیندہ شعرون سے نکلتی ہے [illegible] گشت [illegible] غم و غصہ خود افتاد جدا
جان [illegible] گو [illegible]
[illegible] شیخ [illegible] تھا بادشاہ نے [illegible]
[illegible]
[illegible] بادشاہ کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ [illegible] حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے [illegible] گئے [illegible]
وہان یہ حضرت شیخ کی [illegible] الہدایا [illegible] تنہا خوشتہ [illegible] انھون نے یہ قطعہ لکھا تھا [illegible]

آن گدا صحن کہ گوید الہدایا ست کہ | گوی تنہا خوشتہ کہ ز نسان گفتی پیش پیش | مشتہ کہ ساز میگوئی کہ تنہا خوشتہ

اور یہ قطعہ بھی انھین کی تصنیف ہے

ای گریبانم ز شوقت پارہ دامن چاک چاک | غم گریبان گیر شد [illegible] گریبان چون کشم
ای تو با دامن [illegible] گریبان چون کشم | شوق دامنگیر آمد با بیابان چون کشم

شیخ زین نے ہندوستان کے حالات اور اوسکی فتح کے بیان مین ایک تاریخ بھی لکھی ہے اور [illegible] تمام کردیا ہے شیخ مذکور نے حدود
چھ سو [illegible] نو سو چالیس مین انتقال کیا اور ایک مدرسہ جو انھون نے بنایا تھا اوسمین دفن ہوئے
ایک شاعر اوس زمانہ کے مولانا نادری سمرقندی ہین جو اوس زمانہ کے بڑے فاضل اور جامع کمالات تھے اور ایک
خوبصورت شخص نظام نامے پر عاشق تھے اور یہ اظہار مضمر اوسکے لیے لکھا تھا

وغیرہ کی پیشانی پر بجاے لفظ ہو کے گیارہ کا ہندسہ جو لفظ ہو کے عدد ہین لکھدیتا تھا اور ہر طرح کے
ادب ہمیشہ خیال رکھتا تھا تمام تمام رات صحبتون مین بسر کرتا تھا اور سستی نہ کرتا تھا اور سخاوت اوسکی
ایسی تھی کہ تمام ہندوستان کا خراج بھی وفا نہ کرتا تھا اور اسی وجہ سے وکلا اوسکے سامنے روپیہ پیش
نکرتے تھے کبھی گالی کا لفظ اوسکی زبان پر نہ آتا تھا جب بہت ہی غصہ آتا تھا تو فقط اسقدر کہ ہی سفیہ
اور گھر مین اور مجلس مین کبھی بھولے سے بھی بانیان پاؤن پہلے نرکھتا تھا بلکہ اوسکی مجلس مین کوئی وقت
کوئی اور شخص بھی اولٹا پاؤن پہلے نرکھتا تھا اور اگر کوئی یہ حرکت کرتا تو اوسکو پھر پیچھے سے لوٹاتا تھا اور حیا
ایسی تھی کہ کبھی قہقہہ سے نہ ہنستا تھا اور کسی کی طرف تیزی سے نہ دیکھتا تھا مشہور ہے کہ جب اوسنے دوبارہ
تسخیر ہندوستان کا ارادہ کیا تو شیخ حمید سنبھلی مفسر کابل تک اوسکے استقبال کو گیا ہمایون اوسکا بڑا معتقد
تھا ایک روز شیخ نے ہمایون سے کہا کہ مین آپ کے سارے لشکر کو رافضی پاتا ہون ہمایون نے پوچھا
کیسے اونھون نے جواب دیا کہ اکثر مرتبہ آپ کے سارے سپاہیون کے نام یار علی اور کفش علی اور
حیدر علی وغیرہ ہین اور کسی خلیفہ کے نام پر کسی کا نام بھی نہین ہمایون کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ قلم
ہاتھ مین سے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ میرے دادا کا نام خود عمر شیخ تھا یہ کہکر مجلس مین اوٹھکر چلا گیا اور
پھر اگر بڑی ملایمت کے ساتھ شیخ کو اپنے اچھے عقیدون سے مطلع کیا اگر سارے فضایل اوسکے
لکھے جاوین تو ایک دفتر علحدہ چاہیے اور چونکہ یہ بادشاہ قدردان بڑا تھا اسلیے اسکے زمانہ مین شاعر بھی
بہت ہوئے منجملہ اون کے ایک مولانا جنوبی بدخشی معمائی بدخشان مین تھے اور اوسنے ہمایون کی [illegible]
کے زمانہ مین ایک قصیدہ اوسکی تعریف مین اٹھتیس شعرون کا لکھا تھا اور اوسمین ایسا کمال تھا کہ خاقانی
شروانی کے قصیدہ سے جو اوسنے خواجہ رشید قدر کی تعریف مین لکھا تھا اور سلمان ساوجی کے قصیدہ سے
جو اوسنے خواجہ غیاث کی تعریف مین لکھا تھا جو مشکل صنعتین رہ گئی تھین وہ مولانا جنوبی نے اپنے
اوس قصیدہ مین ختم کردین جیسے معما اور اظہار مضمر اور تاریخ وغیرہ حقیقت مین وہ قصیدہ لاجواب لکھا ہے ؎
شہنشاہا رخ تو لالہ و نسرین لب تو جان ٭ ہمی بینم لب تو غنچہ رنگین شدہ خندان ٭ ہمی گویم خط تو سبزہ و ریحان خط تو گل
شد و ظاہر قد تو فتنۂ دوران دم جولان ٭ اگر اس قصیدہ کے ہر مصرع کے اول سے ایک ایک حرف لیا جاوے
تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے ؎ شہنشاہ دین بادشاہ زمان ٭ ز بخت ہمایون شدہ کامران ٭ اور اگر پہلی دو شعرون کے
درمیانی لفظون کو سرخی سے لکھین تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے ؎ رخ تو لالہ و نسرین خط تو سبزہ و ریحان

آن نادری که داد سخن داد در جهان | گفتا [illegible] که رفت کی باد سخنوران | جستم برسم تعمیه تاریخ فوت او

ایک شاعر اوس زمانہ کے شیخ ابو الواحد فارغی تھے انکی درویشانہ وضع تھی اور شیرین زبانی مین مشہور تھے یہ انکا کلام ہے

از بسکہ آن جفا جو از سینما ید | اندک ترحم او بسیار سے نماید | اوریہ چند شعر [illegible] کے

مضمون مین لکھے ہین ؎ | بحمد اللہ کہ در ستم زعشق ست بد گمانی | کنون افتادہ چون شیشہ دل زسنگ [illegible]

چو ساغر از برای جرعہ لب بر لب [illegible] | داغم و بہ ساغر [illegible] | اور چند شعر [illegible] کے [illegible] ؎

عمری کہ دل بوصل تو ام بہرہ مند بود | تمہو [illegible] کہ تو آن [illegible] چند بود | القصہ [illegible] بہ شاہ [illegible]

سرمایہ وصال کہ [illegible] کہ چند بود | [illegible] نوبہ [illegible] | [illegible] آتش ہجران [illegible]

[illegible] جمعیت ای یا الہ [illegible] | در پریشانی [illegible] | [illegible]

[illegible] ہم جا [illegible] | شیخ مذکور [illegible]

[illegible] خانقاہ مین دفن ہوئے اور اون دونون [illegible] بہت تھا اور اتفاقات [illegible]

سال مین دونون کا انتقال ہوا مشہور ہے کہ جب [illegible] ہندوستان کی طرف توجہ کی [illegible]

کہ بجز ایک کہنہ پوستین کے اور کچھ اون کے پاس [illegible] شیخ ابو احمد [illegible]

کابل کی بازار مین اس شرط پر لیے جاتا ہون [illegible] کو کام [illegible]

شیخ زین اوس پوستین کو بازار مین بیچنے [illegible] قیمت [illegible]

پانچ شاہرخی دیتا تھا شیخ زین زیادہ مانگتے تھے [illegible] صاحب [illegible]

بہت تھا حیص بیص کے بعد کہنے لگے کہ [illegible]

تو فقط بیسواور چوبین ہین غرض اس گفتگو سے معاملہ درہم برہم ہوگیا اور شیخ زین بہت خفا ہوکر کہنے لگے

کہ ہم تو ایک روٹی کے محتاج ہین تم اسوقت مین بھی ہنسی سے نہین چوکتے ایک شاعر اوس زمانہ کا جاجی محمد

بخاری تھا جس زمانہ مین ہمایون کابل سے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا وہ انہین دنون مین جا جا

ملازمت مین آیا اور جب ہمایون نے شاہ محمد خان شاہپور کو کابل مین بطور صوبہ اولی کے مقرر کیا اوسنے اور

عوام کی طرح ملا جاجی کو بھی بہت ایذا دی ملا نے ایک ترکیب بند شاہپور کی ہجو مین لکھا چونکہ ایک بیٹی شاہپور کی

ہمایون کے نکاح مین تھی اسلیے اوس سے تو کچھ تعرض نکیا اور اوسکے سارے خاندان کی نسبت بری فحش باتین

لکھین اور کسی مرد وعورت کو خالی نچھوڑا چونکہ بادشاہ کو بھی شاہپور سے کچھ رنج تھا اسلیے اوس ہجو کو دربار عام مین

من دل شکسته گویم صفت نظام نامی
بی لعل لبت حریف دردم همه دم
گوشواره صفت سنبل شاهد گویم
بنده شوم آن قد و رفتار را
سوی خرابات گذر نادری
بیهده خود کجا آسودم آنجا
بهانی محرمم و من مانده محروم
گوئی بانهوش گهی خوش بودم آنجا

که ندارشت بی وصالش دل ناتوان نظامی
زین عمر ملولم من مسکین و غریب
یہ کلام اونکی نتائج طبع سے ہے
یار سوی ما بترحم ندید
در سر می کن سر و دستار را
بقصد سجده بهر جا سر نهادم
همه مقبول و من مردودم آنجا

نه مجروحم و درد دل از تو دارم صد غم
خواهم شود آرام گهم کوی عدم
وہ چہ خرامست قد یار را
داشت نگر جانب اغیار را
سرکویت که عمری بودم آنجا
تو بودی کعبه مقصودم آنجا
چه پرسی نادری چونی در آن کوی

اور یہ قصیدہ اونھون نے ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا

المنة لله که بجمعیت خاطر
در حضرت گل بلبل غائب شده حاضر
یکجاست گل و یاسمن و سنبل و ریحان
بر شاخ درختان چو خطیبان منابر
از دانش او دانش ارباب بصیرت
اقبال نماید بمراعات اوامر
زیر علم فتح بمیدان سعادت
قائم بدم تیغ تو اعراض و جواهر
جبریل اگر بار دگر وحی بیارد
مشهور جهان شد چو حدیث متواتر
کس دانش بسیار ترا چون کند انکار
کاندر همه فنها شده کامل و ماهر
جود تو و جمعیت که در ساعت بخشش
مصحف آیه جود آن خط آیت جور و جفا ست

با عیش نشستند حریفان سماعر
عریان ز خزان بود مگر شاهد بستان
سلطان بهار آمده با خیل و عساکر
خاقان سلیمان حشمت جم قدر همایون
در بینش او بینش ارباب بصائر
جمع آمده بهر ظفر لشکر اسلام
بادش کرم لم یزلی حافظ و ناصر
در روز ازل بود خداوند جهان را
در شان تو ظاهر شود آیات ظواهر
مبنی ست که شرح کتب فن ریاضی ست
انکار بدیهی نکند غیر مکابر
با عقل حکیمانه و اقبال تو دارد
ناخواسته دانی همه حاجات ضمائر
عارض آن گلستان بی بهره از خیال فنا

گلزار تماشاگه خلق ست که آنجا
گر خرقه صد پاره گل دوخته ساتر
مرغان صفت شاه فلک مرتبه خوانا
کشتی ست قوی دست ولی انعم قادر
منهی چه حرامست در احکام شریعت
آحاد سپاهش ز دلیران عساکر
ای با کف جود تو قوام همه اشیا
مقصود وجود تو درین چنبر دائر
هر نکته حکمت که لب لعل تو فرمود
تصنیف متین تو ز ایجاز دوائر
احصای کمالات تو کردن نتوانم
نفس ملکی نسبت اجناس بشائر
اور یہ معما اونے اسم کبار کا لکھا تھا
مولانا مذکور نے سنہ ۹۶۶ نو سو چھیاسٹھ مین

انتقال کیا اور مرزا امانی کابلی نے یہ تاریخ اوسکے وفات کی لکھی ہے
واحسرتا که نادری نکته دان برفت

گر نیم خون بیاد لب تشنہ حسین ؛
مہرویان ز اخیل و سپاہت گویند
ولہ لا چون غمش مہربانی ندارے
نازش بجان کشم چہ کنم ناز پرورست

رباعی

تو لائق آنی کہ بدین حسن و جمال
بنجر دوش آرام جانی نداری
با غنچہ نسبت دہن یار چہ ان کنم

آنی کہ ز رشک مہ و ماہت گویند
شاہان زمانہ بادشاہت گویند
ولہ ہر لحظہ نازنین مرا نازو دیگر ست
تنگست غنچہ لیک سخن جای دیگر ست

حیدر رتوی کا بیٹا نہایت حیز اور بیدل تھا چنانچہ ۹۸۵ھ نو سو پچاسی مین بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور جو اثنا ے راہ مین اوسکو پیش آئی تھی مصیبتین اور تکلیفین بیان کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ شاید تم حج کے جانے سے بہت پشیمان ہوئے ہوگے اور وہی کیفیت جو قدسی شاعر نے لوگون ز شمات (رنج رہ بادیہ خار مغیلان بہ ازین کعبہ پشیمان شدہ باز) اوسنے فوراً جواب دیا کہ فی الحقیقت یہی تھا بادشاہ نے کہا کہ کعبہ جانے سے پشیمانی کیون ہوئی البتہ کشتی مین بیٹھنے سے پشیمانی ہوئی ہوگی اتنے مین حسین خان نقال نے بادشاہ کے اشارہ سے ایسی صورت بنائی کہ باؤلے کتے نے کاٹا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا ہوا اوسکے اوپر دوڑا اوسکی یہ کیفیت ہوئی کہ پگڑی کہین بھاگا اور جوتیان کہین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا آخر گر پڑا سب اہل مجلس کا ہنستے ہنستے برا حال ہوا جب اوسکو اسکی اصلیت معلوم ہوئی تو بہت شرمندہ ہوا اور پھر بادشاہ نے جب تسلی کی کہ وہ ہندوستان مین رہا کیا شاہ طاہر اوس زمانہ کا طاہر خواندی دکنی چھوٹا بھائی شاہ جعفر کا ہے پچھلے علما و امرا نے خواندیون کے نسب مین بہت کلام کیا ہے اور پہلے ایک محضر بھی اس باب مین مرتب کیا گیا چنانچہ کتاب قول التتمیح بن شیخ جرہمی اور لب التواریخ قاضی یحیی قزوینی مین مسطور ہے چونکہ طاہر مذکور اپنے آپ کو شاہ اسماعیل کے نزدیکون مین سے سمجھتا تھا اسلیے رافضی مشہور تھا اور اسی سبب سے میرزا جلال الدین محمد مستوفی نے اوسکو بہت تنگ کیا پس مجبوراً وہ دکن کو چلا گیا نظام شاہ وہان کے حاکم سے بڑی موافقت آئی اور شاہ طاہر نے مرتبہ عالی پر ترقی پائی یہان تک کہ جملۃ الملکی کے منصب پر پہونچا اور اوسی کے سبب سے شیعہ مذہب کا اوس ملک مین رواج ہوا اتفاقاً نظام شاہ کسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا شاہ جعفر نے اوسکے لیے کوئی عمل پڑھا چنانچہ اوسکو صحت ہوگئی یہ بات شاہ جعفر کی بڑی کرامت سمجھی گئی اور شاہ جعفر کے بہکانے سے نظام شاہ نے سنیہ مذہب جو مہدیہ کے طریقہ پر رکھتا تھا چھوڑ کر شیعہ مذہب اختیار کیا اور ان دونون کی وجہ سے اوس ملک کے بزرگون کو بڑی ایذائین پہونچین چنانچہ انجام کو سنی لوگ اکثر وہان سے چلے آئے اور شیعون کی بڑی کثرت ہوئی الغرض شاہ طاہر نے ایک قصیدہ انوری کے قصیدہ پر ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

شاہ پور کے سامنے اوسکی زبان سے سُنا اور بہت ہنسکر صلہ معقول شاہ پور کو دلوایا مصنف صاحب
بسبب فحش کے اوس ہجو کے فقط اس ایک بند پر اکتفا کیا ہے [illegible]

میرزا قلی کوکب شاعر [illegible]
پارہ کاغذ اگر از زبان گشتہ [illegible]
عزت و حرمت این طائفہ ارزندگیہ

[illegible] شعر [illegible]
سوی ہجوش اگر اندیشہ [illegible]
وای اگر کس کہ بتخیل شعر الستیزد

[illegible]
[illegible] کہ این [illegible]
ہر کہ با ما بستیزد و ببلا بستیزد

ہمایون نے اس مصرع مین دخل دیکر کہا کہ یون ہی کیون نہین کہتے کہ ہر کہ با ما بستیزد و بخدا بستیزد
یہ کلام اوسکا ہے ع تا بودہ ایم عاشق و بدنام بودہ ایم * ما از عاشقان بدنام بودہ ایم ایضاً

خوبرویان ہمہ بی مہر و وفا باید شما
راست گویند کہ این طور چرا باید شما
چند پرسید کہ مقصود تو در عالم چیست
کہ بلائی زبلاہای خدا باید شما
[illegible] آئینہ [illegible] را اخبار
باتو راست بند بہ ناقہ لیلی [illegible]
زان کمان حلقہ آورده [illegible]
ملا جامی سے یہ شعر
استنباط کیا ہے
ایک رباعی ملا جامی کی یہ ہے

با اسیران زلف [illegible] شما
[illegible] شما [illegible]
[illegible] شما [illegible] شما
ایضاً
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] چین [illegible] فلک
از برای [illegible] انجم کمان آوردہ اند
خط گرد رخت باعث حیرانی ماست

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آباد [illegible] کے اس [illegible]
بر سر سلطنت نشستہ شاہ زنگبار
زلفت سبب بی سر و سامانی ماست

آن کاکل مشکین بلی و یرانی ماست
اینہا ہمہ اسباب پریشانی ماست ایضاً بیا کہ بہر تو بازی تو ساخت فلک
زآفتاب کہ دو میں زر از ہلال کجک
بیرام خان ذہبی قافیہ میں بحر بدل کر ایک قصیدہ لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے
حقہ کعبک ربود خدنگ تو از کجک
کرد از ہلال صورت پروین شہاب حلک
ان دونون مطلع کا ماخذ [illegible]

کو قصیدہ کا مطلع ہے ملا جامی کو [illegible] نے زہر کھلا کر مار ڈالا ایک شاعر اوس
زمانہ کا ہے۔ تو یہ ہی ہے یہ ایک بڑا لائق آدمی تھا موسیقی کے فن مین بی نظیر تھا اکثر اوقات اوسکی
ہندوستان مین گذری یہ ایک مطلع اوسکا اکثر مرثیون کی مجالس مین پڑھا کرتے ہین ماہ محرم مدو شد گریہ غرض عین

اوسکی صحبت کا طالب تھا چنانچہ ایک اپنے خاندان کی بیگم کے ساتھ خواجہ کا نکاح بھی کر دیا تھا مگر خواجہ کی وہ وضع نہ
چھوٹی بلکہ اوسکے نتیجہ اور زیادہ خراب ہوئے ایک روز ہمایون کی مجلس مین خواجہ سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی
کہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہمایون نے پھر بھی کچھ خیال نکیا فقط اسی قدر پوچھا کہ اے خواجہ یہ کیا حرکت تھی پھر خواجہ نے
سفر مکہ معظمہ کا قصد کیا اور سارا سامان درست کر کے سب سے رخصت ہو کر جب کشتی مین بیٹھا تو رفیقون سے پوچھا
کہ مکہ جانیکا فائدہ کیا ہوگا اونھون نے جواب دیا کہ گناہ پاک ہو جاینگے یہ سنکر خواجہ نے کہا تو پھر ہم گناہ کر کے
حج کرینگے تاکہ سب گناہون سے پاک ہو جاوین پس اوس ارادہ کو فسخ کر دیا اور علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہوا
سلطان بہادر گجراتی نے ایک اشرفی ہر روز اوسکے خرچ کے لیے مقرر کر دی تھی ایک روز سلطان بہادر سوار ہو کر چند نما
کی بازار مین ہو کر گذرا خواجہ کو ترپولیہ کی مسجد مین بیٹھا دیکھ لیا اوسی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اب تو آپ کی اوقات
اچھی طرح گذرتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے روزینہ مقرر کر دیا ہے وہ صرف ایک حصہ کے خرچ کو بھی
کافی نہین ہوتا اگرچہ خواجہ نے ایسا سخت جواب دیا مگر سلطان بہادر نے کچھ اسکا خیال نکر کے اوسی روز سے
اوسکے روزینہ کو دوچند کر دیا اور کچھ دنون مین شاہ طاہر دکنی نظام شاہ کی طرف سے سفیر ہو کر بڑے جلوس اور
سامان سے گجرات مین آیا اور چونکہ اوسنے خواجہ کی تعریف سنی تھی [illegible] خواجہ سے [illegible]
[illegible] کیفیت [illegible] سالہا [illegible] شاہ طاہر خواجہ کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور اپنے شعر بھی
پڑھے اوسکے بھی سنے دوسرے روز شاہ طاہر نے خواجہ کی اپنے گھر دعوت کی اور خلعت اور گھوڑا اور کچھ زر نقد وغیرہ
اوسکے دینے کے لیے تیار کیا اوس روز کی صحبت مین کچھ مذہب کی گفتگو شروع ہوئی خواجہ نے شاہ طاہر سے
پوچھا کہ شیعہ صحابہ کو کیون برا کہتے ہین [illegible] شاہ طاہر نے جواب دیا کہ ہمارے
مجتہدون نے صحابہ [illegible] ایمان ٹھہرایا ہے خواجہ نے کہا کہ جس ایمان کا جزو لعن ہو اوس ایمان پر
لعنت ہے شاہ طاہر کو بہت ناگوار ہوا اور وہ صحبت درہم برہم ہو گئی اور وہ جو کچھ اوسنے خواجہ کی خدمت کا ارادہ
کیا تھا سب ملتوی رکھا پھر چند روز کے بعد خواجہ دکن کو گیا اور وہان نظام شاہ سے ملاقات کی اوسنے بھی
بہت خاطر کی اور سارا ضروری اور تجمل کا اسباب مناسب خواجہ کے لیے بھیجدیا مگر خواجہ اپنی کج خلقیون کی
وجہ سے وہان بھی نہ ٹھہر سکا اور چند روز کے بعد رہگرای عالم باقی ہوا

ذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا

ہمایون کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بیرام خان خانخانان کے مشورہ سے جمعہ کے روز

محمل مہ چو آید بشبستان حمل
لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل
شود پیدا ز ناصیه اش ابر بهاری صندل

ایک مطلع اوسکا یہ مشہور ہے

کوه از درد سر بهمن و دی رست کنون
در غم آباد جهان عیش ز دل شاد رفت
نجیه بغم ندیم چنانی که عیش ز یاد رفت

ایضاً

ما بجرم عشق بدنامیم و زاهد از ریا
هر دو بدنامیم اما ما کجا و او کجا

وله

بیرون میا که شهرهٔ ایام میشوی
با کشته تیشه چه تو بدنام میشوی

ایک قصیدہ اوسنے بہت اچھا لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے

بر انگیس نپکامه گیتی منهد دل
بنزدیک اہل خرد نیست عاقل

شاہ طاہر ملک دکن مین سنہ ۹۵۲ نو سو باون مین مرا اور تابع الطبیعت اوسکی تاریخ ہے ایک شاعر اوس زمانہ کا خواجہ ایوب ابن خواجہ ابو البرکات ہے ہر چند کہ یہ بزرگون کی اولاد مین تھے اور دونون باپ بیٹے علم و فضل مین بھی یکتا تھے مگر یہ دونون بیقیدی مین بھی نہایت مشہور تھے ایک مرتبہ خواجہ ابو البرکات نے یہ مطلع اپنا اوس زمانہ کے فاضلون کو سنایا

خشک شد کشت امید و تازه شد قحط و فنا ÷ آتش دل یاد ابر چشم با باران نماند ÷

لوگون نے یہ اعتراض کیا کہ لفظ یا دوسرے مصرع مین محض بےمعنی ہے یہان لفظ تا کا مناسب تھا خواجہ نے فی الفور یہ قطعہ اوسکی عذرخواہی مین لکھا

هر چه آید به پیش اهل نظر ÷ بگمان خطاش خط نکنند ÷ نقطها گر فتند زیر و زبر ÷ عقل را پیره نقط نکنند ÷ یا بخوانند و نیک فکر کنند ÷ یا نخوانند تا غلط نکنند ÷

اور ایک قصیدہ اوسنے سلمان ساوجی کی زمین مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے

شب غم دارم و درد سر هجران بسر
آمده جان بلب و نامده جانان بر سر
تا گرفت آتش دل در تن من چون فانوس
دو غم چاک شده چاک گریبان بر سر

اور یہ دو تین شعر اون کے اوس قصیدہ سے ہین جو اوسنے قاضی نیشاپوری کی ہجو مین لکھا تھا

خلاف شرع پیمبر نوشت قصه دگر
که هیچ زان نبود در کتاب ها مسطور
عسل حرام نوشت و شراب کرد حلال
که این عصارهٔ تاک ست و آن قی زنبور
زنیکه شکوه شوهر به پیش قاضی برد
که حظ نفس من از وی نمی رسد بظهور
جواب داد که گر او قوی ضعیف شد ست
روا بود که در آرد بجای خود مزدور

خواجہ ایوب کبھی ایوب اور کبھی فراقی اپنا تخلص کرتا تھا اور یہ غزل اوسکی ہے

ای شاخ گل که همچو سهی قد کشیدهٔ
بر گرد لب خطی ز زمرد کشیدهٔ
قدرت بر آمده چو الف مد ظله
وز ابروان فراز الف مد کشیدهٔ
بر حرف دیگران زدهٔ قرعهٔ قبول
بر حرف عاشقان قلم رد کشیدهٔ
تشویش سرکشی مکش ای نقشبند چین
ناید چو چشم و زلفش اگر صد کشیدهٔ
از دوستان وصال فراقی طمع مبر
جور و جفای یار چو بیحد کشیدهٔ

اگرچہ خواجہ ایوب کی وضع بہت بری تھی مگر پھر بھی ہمایون کی اوسکے حال پر بڑی توجہ تھی اور دل و جان سے

اور اوسکو قید کر کے لاہور کو بھیجدیا ابو المعالی وہان قید سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس چلا گیا
اون دنون مین ملک کمال خان گکھر کے چچا آدم گکھر کے قبضہ مین تھا اوسنے ابو المعالی کی بڑی تعظیم کی اور
بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا سنہ ۹۶۶ھ نوشہرہ مین پہنچے غازی خان چک حاکم کشمیر سے
مقابلہ ہوا آخر ابو المعالی نے شکست پائی پھر کمال خان بھی اوس سے جدا ہو گیا پھر ابو المعالی نے ہیئت
بدل کر دیبالپور مین جا کر توولک نامے بہادر خان کے ایک نوکر کے پاس پناہ لی توولک نے اوسکو اپنے
گھر مین چھپا لیا ایک روز توولک سے اور اوسکی بی بی سے لڑائی ہوئی اوسنے فوراً بہادر خان کو جا کر اطلاع کی
کہ توولک نے ابو المعالی کو اپنے گھر مین چھپایا ہے اور دونون متفق ہو کر غدر کا ارادہ رکھتے ہین بہادر خان
اوسی وقت سوار ہوا اور ابو المعالی کو قید کر کے بیرام خان کے پاس بھیجدیا اور توولک کو قتل کر دیا بیرم خان نے
ابو المعالی کو ولی بیگ ترکمان کے سپرد کر کے بھکر کو روانہ کیا ولی بیگ نے اوسکو راستے مین بڑی ایذا دی
اور گجرات کی طرف بھیجدیا تاکہ وہین سے مکہ کو چلا جاوے ابو المعالی نے وہان بھی ایک خون کیا اور وہان سے
بھاگ کر علی قلی خان کے پاس چلا گیا بیرام خان نے یہ سنکر علی قلی خان کو فرمان بھیجا کہ ابو المعالی کو قید
کر کے آگرہ مین بھیجدے چنانچہ جب وہ حسب الحکم آگرہ مین آیا اوسی عرصہ مین بیرام خان کے کچھ جھگڑے
واقع ہوئے جنکی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی اور بیرام خان نے بادشاہ کی بدگمانی مٹانے کے لیے چند روز
اوسکو بیانہ کے قلعہ مین قید رکھا اور جب خروج کا ارادہ کیا تو اوسکو بھی ساتھ لے لیا تھوڑے دنون کے بعد
ابو المعالی اوس سے بھی جدا ہو کر اکبر کی ملازمت مین آیا اور نہایت غرور کے سبب سے سواری مین سے ہی
ملاقات کی اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ابو المعالی کو دوبارہ قید کر دیا باقی قصہ اوسکا انشاء اللہ تعالی آئندہ
مذکور ہوگا جس روز وہ لاہور مین قید سے بھاگا تھا پہلوان گل گز نے جو اوسکا محافظ تھا بادشاہ کے
خوف سے اپنی جان کو ہلاک کیا الغرض جب اکبر کی سلطنت مستقل ہو گئی تو پہاڑون کی طرف سکندر کے
مقابلہ مین فوج بھیجی سکندر تین مہینہ تک لڑتا رہا آخر مغلوب ہو گیا اونہی دنون مین راجہ رامچند نگر کوٹ سے
اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا پھر اکبر نے برسات کا موسم بسر کرنے کے لیے جالندھر کی طرف کوچ کیا اور پانچ
مہینہ تک وہین رہا ہمایون کی وفات اور اکبر کی جلوس کی خبر سنتے ہی تردی بیگ خان حاکم دہلی نے
میرزا ابو القاسم کامران کے بیٹے کو مع کارخانجات شاہی اور عمدہ عمدہ ہاتھیون کے ہمراہ خواجہ سلطان علی
وزیر خان اور میر منشی اشرف خان کے اکبر کے حضور مین بھیجدیا اسی سال مین مرزا سلیمان نے

تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ مین باغ کلانور مین تخت سلطنت پر بیٹھا تسلی اور دلاسے کے
فرمان سرحد کے امیرون کو لکھ بھیجے دہلی مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور ؎ از ہمہ شاہزادہا اشرف ٭ تاریخ
جلوس ہوئی اور ایک تاریخ یہ ہے ؎ جلال الدین محمد اکبر آن شہزادہ دوران ٭ بتاریخ پدری گفت شاہنشاہ دوران
اور کام بخش بھی مادہ تاریخ ہے جلوس سے پہلے بیرام خان نے پیر محمد خان شروانی کو جو اپنی فوج کے ساتھ
سکندر کے تعاقب مین متعین تھا اور کوہ سوالک مین موضع دھمیری تک پہنچ گیا تھا حیلہ بہانہ کرکے اس غرض سے
بلوا لیا کہ ہمایون کے مرنے کی ابھی خبر مشہور نہو شاہ ابو المعالی کاشغر کا سیدزادہ بہت خوبصورت اور بہادر تھا
ہمایون کو اوس سے نہایت محبت تھی یہان تک کہ اوسکو اپنا بیٹا کیا تھا چنانچہ بیرام خان نے ایک قصیدہ
صنعت توشیح مین لکھا تھا جسکا قافیہ عظیم اور قدیم وغیرہ تھا اوسکے چوبیس شعر تھے اور ہر شعر کے اول مصرع کا
اگر ایک ایک حرف لیا جاتا تو اوسمین حضرت محمد ہمایون بادشاہ نکلتا تھا اور اگر ہر شعر کے دوسرے مصرع کے
اول کا حرف لین تو اوسمین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر اور ہر شعر کے اول مصرع کے آخر کا حرف لین تو
میرزا شاہ ابو المعالی نکلتا تھا اور اگر اوسکے قافیہ کے سبھیون کو جمع کرین تو سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ تاریخ
نظم قصیدہ کی نکلتی تھی اور معتبر سنا ہے کہ جب ہمایون دوبارہ قندھار مین آیا تو ابو المعالی نے شراب پیکر
نشہ کی حالت مین ایک مرتبہ ایک رافضی تبرائی کو تعصب کے سبب سے قتل کر ڈالا مقتول کے وارثون نے
دعوی کیا ہمایون نے ابو المعالی کو طلب کیا ابو المعالی سیاہ مخمل کے کپڑے پہنے ہوئے جسکا استر
سرخ زرد تھا اور وہی تلوار جس سے قتل کیا تھا اوس کے نیچے چھپائے ہوئے اوسی مستی کے عالم مین
بڑے کروفر سے مجلس مین آیا اور اس جرم سے بالکل انکار کیا بیرام خان نے اوسوقت یہ شعر پڑھا ؎
نشان شیروان دارد سر تیغ پیشانش ٭ دلیل روشن ست اینکہ چراغ زیر دامانش ٭ ہمایون کو یہ شعر بہت پسند آیا اور
خون اوس بیچارہ کا مفت ضائع گیا کسی پر ثابت نہوا الغرض جب امیرون نے ابو المعالی کو اکبر کے
جلوس کے وقت بلوایا تو اوسنے کہلا بھیجا کہ مجھکو کچھ عذر ہے اس سبب سے نہین آسکتا دوبارہ کہلا بھیجا
کہ خاص ایک مشورہ تمہاری راے پر موقوف ہے پھر اوسنے کچھ عذر کیا اور کچھ اپنی ایسی درخواستین ظاہر
کین جنکا پورا ہونا بہت مشکل تھا بیرام خان نے مصلحت وقت سمجھکر وہ ساری آرزوئین اوسکی قبول کرلین
اور جب وہ آیا تو تولک خان قورچی نے جو بڑا پہلوان تھا بیرام خان کے اشارہ سے پیچھے سے جاکر
گلا گھونٹ لیا اور اوسکو مارے ڈالتا تھا مگر اکبر نے کہا کہ اول ہی دن کسی بیگناہ کی خونریزی کرنا مصلحت نہین

کچھ پہلا رنج تھا مگر بظاہر اوسکو طوقان یعنی بڑا بھائی کہا کرتا تھا اب اوسنے موقع پاکر اکبر کو یہ سمجھایا کہ باعث اس
شکست کا تردی بیگ خان ہے اور خان زمان وغیرہ اور امراسے اپنے مدعا پر گواہی دلوائی غرض طوغا کرہا
اوسکے قتل کی اجازت لی پھر سیر کرتا ہوا تردی بیگ خان کے ڈیرے مین آیا اور اوسکو اپنے خیمہ مین لے آیا
مغرب کی نماز کے وقت خود تو طہارت کے بہانہ سے اوٹھگیا اور اپنے آدمیون کو جنہیں پہلے سے ہی اسکام
کو لیے آمادہ کر رکھا تھا اشارہ کیا چنانچہ اونہون نے اگر تردی بیگ خان کو قتل کر ڈالا خانخانان دوسرے دن
دربار مین بھی نہ آیا تردی بیگ خان کے داماد خنجر بیگ اور خواجہ سلطان علی میر منشی کو بھی اسی تہمت مین قید کر دیا
مگر یہ چند روز کے بعد چھوٹ گئے ہیمو نے دلی مین بڑی قوت پیدا کر کے راجہ بکرماجیت اپنا خطاب مقرر کیا
اور اسلام کے احکام بالکل بدل دیے جب اوسنے اکبر کے متوجہ ہونے کی خبر سنی تو ایک بڑا بھاری لشکر ہاتھی
اور بہت سا خزانہ اور بے انتہا لشکر ساتھ لیکر [illegible] تک آیا اور پہنچنے سے پہلے اوس [illegible]
توپخانہ وہان پہنچا دیا تھا اکبری طرف [illegible] اسکے [illegible]
آگے [illegible] سمجھے اونھون [illegible]
[illegible] ہیمو [illegible] طرف کے پٹھان [illegible]
[illegible] امید وار کر کے خزانہ کا [illegible] انعام [illegible]
اور دلاسا دیا مگر پٹھانون کا ہیمو کے [illegible] اور اوسکے [illegible]
غرض ہیمو ہوائی نام ایک ہاتھی پر سوار ہو کر [illegible] کے پانی پت [illegible]
پہونچا اور صبح کے وقت جمعہ کے روز دوسری محرم سنہ [illegible] خان زمان اور سکندر خان وغیرہ
اون امیرون سے جنہون نے اوسکا توپخانہ چھین لیا تھا لڑائی شروع ہوئی اکبر بھی اوس جگہ سے تین کوس پر
آگیا تھا اور اپنے امیرون کو مدد بھیج رہا تھا چونکہ ہیمو کی طرف کے سارے امیر بدل تھے اسلیے اوسکو فقط
ہاتھیون کی لڑائی پر بڑا بھروسا تھا چنانچہ اوسنے ایک ہاتھیون کا حلقہ ساتھ لیکر اکبری فوج پر حملہ کیا اور بڑا تزلزل
اور انقلاب ڈال دیا مگر پھر اودھر والون نے بھی ہوش و حواس درست کر کے تیرون کا مینہ برسایا اور اوسے
بلا کو اپنے اوپر سے ٹالا پھر ہیمو نے خاص اوس طرف جہان خان زمان تھا اپنے ہاتھی چھوڑے اودھر سے بھی
تیرون کی بوچھار ہوئی ہیمو اوسوقت ننگے سر باولے کتے کی طرح چلا رہا تھا کبھی مارو مارو کا غل مچاتا تھا
کبھی کچھ منتر پڑھتا تھا اسی حال مین اوسکے ایک تیر آکر لگا جسکے صدمہ سے بیہوش ہوگیا جو لوگ اوسکے ساتھ تھے

ابراہیم میرزا کو ساتھ لیکر کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا منعم خان نے وہان کے قلعہ مین بند ہو کر اکبر کی حضور مین
اس مضمون سے مطلع کرنے کے لیے عرضیان بھیجین اکبر نے فوراً محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور
خضر خان ہزارہ کو بیگم بادشاہ اور ساری بیگمون کے لے آنے کے لیے کابل کو بھیجا اس گروہ کے پہونچنے سے
پہلے ہی مرزا سلیمان نے قاضی نظام بدخشی کو جو بڑا عالم تھا اور آخر مین اوسکا خطاب قاضی خان ہوگیا تھا
منعم خان کے پاس اپنا وکیل بناکر بھیجا اور صلح کی گفتگو کی اور یہ شرط کی کہ منعم خان فقط ایک مرتبہ اوسکا نام بھی
خطبہ مین پڑھ دے چنانچہ منعم خان نے مصلحت سمجھکر اس امر کو قبول کر لیا اور مرزا سلیمان اتنی ہی بات پر
خوش ہو کر بدخشان کو چلا گیا سال اول جلوس مین علی قلی خان نے خان زمان خطاب پایا اور سنبھل کی طرف
شادی خان پٹھان پر جو عدلی کے امیرون مین سے تھا فوج کشی کی رہب کے کنارہ بڑی لڑائی ہوئی آخر
خان زمان نے شکست پائی ابھی وہ دوبارہ لڑائی کے سامان مین تھا کہ اتنے مین دہلی اور اٹاوہ اور
آگرہ سے خط پہونچے کہ عدلی کی طرف سے ہیمو بقال نے بڑے سامان سے لشکر کشی کر کے اکثر ملک فتح
کر لیے اور دہلی کے قریب تک پہنچ گیا چنانچہ سکندر خان اوزبک آگرہ سے اور قیا خان گنگ اٹاوہ سے
اور عبداللہ خان اوزبک کالپی سے اور حیدر محمد خان بیانہ سے اور باقی اور امیر اپنے اپنے ملکون سے آکر
دہلی مین تردی بیگ خان کے پاس جمع ہوگئے خان زمان جمنا کے پرلے ہی کنارہ رہا اون تک
نہ پہنچ سکا تغلق آباد کے قریب بڑی لڑائی ہوئی عبداللہ خان اوزبک اور لعل خان بدخشی نے جو داہنی طرف کی
فوج مین تھے حملہ کر کے ہیمو کی فوج کو بھگا کر قصبہ ہوڈل اور پلول تک اونکا تعاقب کیا اور غنیمت کا مال بھی بہت
ہاتھ آیا ہیمو بہت سے ہاتھیون کے اپنے لشکر سے جدا ہوگیا اوسنے اوسوقت غل مچایا کہ حاجی خان الور سے
آپہونچا اور تردی بیگ خان پر جسکے پاس اوسوقت تھوڑی سی جمعیت تھی حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین ہیمو نے تردی بیگ خان کو
بھگا کر فتح پائی اور اس خیال سے کہ شاید مغل دھوکا دیکر پھر نہ لوٹین اونکا تعاقب نکیا جو امیر کہ ہیمو کی بھاگی ہوئے
لشکر کے تعاقب مین گئے تھے جب شام کو لوٹے تو اونھون نے اپنی جگہہ پر ہیمو کو دیکھا ناچار آہستہ آہستہ
دہلی سے نکل کر بھاگ نکلے ہیمو نے اپنے آدمیون کو اونکے تعاقب سے منع کیا خان زمان بھی میرٹھ کے راستے سے
سرہند مین ان لوگون سے آملا اکبر نے جب یہ خبر سُنی تو خضر خان خواجہ کو جسکے نکاح مین گلبدن بیگم اکبر کی پھوپھی تھی
سکندر کے مقابلہ مین متعین کر کے خود ہیمو کا فساد مٹانے کے لیے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرہند مین منزل ہوئی
جو امیر کہ ہیمو کے مقابلہ سے بھاگ کر گئے تھے اوسی منزل مین ملازمت مین پہونچے خانخانان کو تردی بیگ خان نے

کردیتے تھے خصوصاً محمد حسین خان داماد مہدی قاسم خان نے ان معرکون مین بڑی دلیریان کین اور اوسکا بھائی حسن بیگ مارا بھی گیا حسین خان کی ان جانفشانیون کی اکبر نے بڑی قدر کی اور روز بروز اوسکے مرتبہ کو بڑھایا اور عمدہ عمدہ جاگیرین اوسکے لیے مقرر کین یہان تک کہ آخر مین حکومت لاہور کی اوسکو عطا ہوئی القصہ جب محاصرہ کو بہت مدت گذری اور اہل قلعہ مین غلہ کی کمی ہوئی تو سکندر کے امیہ ٹوٹنا شروع ہوئی سید محمود بارہہ وغیرہ سکندر سے جدا ہوکر اکبر سے آملے سکندر نے مجبور ہوکر صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور اپنے بیٹے عبد الرحمن کو غازی خان سور کے ساتھ کرکے اتکہ خان اور پیر محمد خان کے وسیلہ سے اکبر کی حضور مین بھیجا چنانچہ وہ ستائیسوین رمضان ۹۶۳ھ نوسو چونسٹھ کو ملازمت مین حاضر ہوا اور کئی ہاتھی پیشکش کیے اور قلعہ بھی حوالہ کردیا اکبر نے اس مضمون کا فرمان لکھوایا کہ بالفعل جونپور سکندر کی جاگیر مین مقرر ہو اور جب وہ اگلے ملکون کو فتح کرے تو خان زمان اوسکا قائم مقام ہو چنانچہ سکندر پہاڑون کے راستہ سے جونپور مین پونہچا اور جب خان زمان نے جونپور پر قبضہ کرلیا تو سکندر کا یہ ارادہ تھا کہ فرمان کے بموجب ولایت گور پر تصرف کرے مگر وہان طرح طرح کے حادثے پیش آئے اور چند روز کے بعد سکندر نے اس عالم فانی سے کوچ کیا جن دنون مین اکبر نے قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کیا تھا اوسی عرصہ مین محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور سوا ان دونون کے اور کئی امیر مریم بادشاہ بیگم وغیرہ شاہی عورتون کو کابل سے لیکے لشکر مین لے آئے دوسری شوال ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ کو اکبر نے لاہور کی طرف کوچ کیا اس سفر مین خانخانان کو اتکہ خان سے کچھ بدگمانی ہوگئی اور سبب اوسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ بادشاہی ہاتھی خانخانان کے سراپردہ کے قریب دوڑتا ہوا گذر گیا خانخانان یہ سمجھا کہ یہ حرکت عمداً اتکہ خان نے کی جب لاہور مین پہنچے تو اتکہ خان مع اپنے سب بیٹون کے خانخانان کے ڈیرہ مین آیا اور اس حرکت سے اپنی برأت پر کلام مجید کی قسم کھائی تب وہ شبہ رفع ہوگیا اسی سال مین سلطان آدم گکھڑ ملا عبد اللہ سلطانپوری کے وسیلہ سے لاہور مین اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا خانخانان سے اوسکا بڑا ربط ضبط اور بھائی چارہ ہوگیا اور سلطان آدم اور اوسکے بھتیجے کمال خان مین جو کچھ جھگڑا اتفاق بھی اکبر نے فیصل کردیا سلطان آدم بڑی عزت اور احترام سے اپنے وطن کو واپس گیا جب برسات کا موسم گذر گیا تو اکبر نے دہلی کا قصد کیا جالندھر مین خانخانان کا نکاح سلیمہ سلطان بیگم ہمایون کی بھانجی میرزا نورالدین محمد کی بیٹی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوا اس تقریب مین ایک بڑا جشن ترتیب دیا اور دونون طرف سے بہت سا روپیہ لٹایا گیا جمعہ ۲۵ جمادی الاولی ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ مطابق ۱۵۵۸ء

یہ حال دیکھکر متفرق ہو گئے ادھر والون نے تعاقب کرکے پشتہ خون کیا شادی خان مسوانی بھی اس معرکہ مین مارا گیا شاہ قلی خان محرم ہیمو کے ہاتھی پر پہونچا فیلبان نے کہا کہ مجھکو کیون مارتے ہو ہیمو بھی تو اسی ہاتھی پر سوار ہے چنانچہ اوسی حال مین ہیمو کو اوٹھا کر اکبر کے روبرو لائے شیخ گدائی کمبوہ وغیرہ کئی امیرون نے عرض کیا کہ چونکہ یہ پہلا ہی جہاد ہے اسلیے حضور بھی اس کافر پر اپنی تلوار آزماوین مگر اکبر نے جواب دیا کہ یہ مردہ سا پڑا ہے اگر کچھ اسمین حس و حرکت ہوتی تو البتہ مین تیغ آزمائی کرتا آخر سب سے پہلے خانخانان نے تلوار ماری پھر شیخ گدائی نے پھر اورون نے ہاتھ صاف کیے اور اوسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اس فتح کی یہ تاریخ ہے ؎ زروی مکر و تزویر بود خاکر حضرت دہلی ✤ بدست افتاد ناگہ از قضا ہیمون ہندو را ✤ جلال الدین محمد اکبر آن شاہ فلک رفعت ✤ بعون لطف حق بگرفت ہندوی سیہ رو را ✤ دبیر صنع بر لوح بقا با خامۂ قدرت ✤ رقم زد بہر سال فتح آن بگرفت ہیمو را ✤ ایک ہزار پانسو ہاتھی اور بے انتہا خزانہ اور اسباب غنیمت مین ہاتھ آیا پیر محمد خان اور حسین خان داماد مہدی قاسم خان وغیرہ مغلون نے بھاگے ہوون کا تعاقب کیا ہیمو کی بی بی بہت سا خزانہ ہاتھیون پر لادے ہوئے لیے جاتی تھی الور کے پرگنہ کی طرف یہ لوگ اوسکے قریب پونہچے رانی خزانہ کو وہین چھوڑ کر کوا اور بجوارہ کے پہاڑون مین بھاگ گئی وہ خزانہ کچھ گنوارون نے لوٹا جو باقی رہا وہ مغلون کے ہاتھ آیا اور وہ بھی اسقدر تھا کہ ڈھالون مین بھر بھر کر سب نے تقسیم کیا جس راستہ سے رانی گذری تھی وہان اسقدر اشرفیان اور سونے کی اینٹین زمین مین گر پڑی تھین کہ مدت تک راہگیرون نے پائین اور یہ خزانہ کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ اور عدلی نے برسون مین جمع کیا تھا وہ یون برباد گیا الغرض جب اکبر فتح کے دوسرے دن پانی پت مین آیا تو وہان ایک پھولون کا منارہ چنوایا اور فوراً وہان سے کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا اور از سر نو منبر کو اپنے خطبہ سے زینت دی مہینہ بھر تک وہان رہا اور آگرہ اور سنبھل کی طرف امیرون کو روانہ کیا پھر یہ خبر آئی کہ موضع چمیاری مین جو لاہور سے بیس کوس ایک گانون ہے خضر خان سکندر کے مقابلہ مین شکست کھا کر لاہور مین بھاگ آیا یہ سنکر اکبر نے پھر اوس طرف توجہ کی جب وہ جالندھر تک پونہچا سکندر پھر کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر اوسکے تعاقب مین دیسوہہ اور دھمیڑی تک گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس مقام سے یہ قصد کیا ہے کہ آیندہ جزئی واقعات کو حذف کرکے اون بڑے بڑے حادثون کو جو اکبر کی سلطنت کے چالیس برس مین واقع ہوئے ہین مجمل طور پر لکھدون الغرض اس سال مین سکندر قلعۂ مانکوٹ مین بند ہو گیا مغل ہر روز لڑکر اوسکی جان عذاب مین

وہ اتفاقاً اوسوقت ایک برج پر بیٹھا تھا برج علی نے خان زمان کا پیغام ادا کیا اور شاید باتون باتون مین کچھ گفتگو
سخت درمیان مین آگئی پیر محمد خان نے برج علی کو اوس برج کے اوپر سے نیچے ڈالدیا اور اوسکے صدمہ سے
اوسکا بدن چور چور ہو گیا پیر محمد خان سنگدل اوسپر ٹھٹھا لگا کر کہنے لگا کہ برج علی نے خوب اپنے نام کا اثر ظاہر کیا
خان زمان نے جب یہ خبر سنی تو چار و ناچار شاہم بیگ کی مفارقت پر کمر باندھی اور مصلحت سمجھ کر اوسکو گنہ سرور
مین جو جونپور سے اٹھارہ کوس عبدالرحمن بیگ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا چند روز شاہم بیگ وہان عبدالرحمن بیگ کے
ساتھ جلسہ کرتا رہا ایک روز شراب کا دور چل رہا تھا مستی کی حالت مین شاہم بیگ نے عبدالرحمن بیگ سے آرام جان
کو طلب کیا اوسنے یہ عذر کیا کہ وہ عورت میرے نکاح مین ہے اسوجہ سے اوسکا حاضر ہونا ممکن نہین شاہم بیگ
یہ سنکر بہت آزردہ ہوا غرض اون دونون مین محبت کے بدلے عداوت پیدا ہوگئی اور شاہم بیگ کے کہنے سے
لوگون نے عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا اور آرام جان کو اوسکے گھر سے نکال لائے عبدالرحمن بیگ کے چھوٹے
بھائی مؤید بیگ نے اپنی ننگ و ناموس کی غیرت سے کسیقدر جمعیت ساتھ لیکر اوس بالاخانہ پر جہان شاہم بیگ
آرام جان کو لیے بیٹھا تھا حملہ کیا شاہم بیگ بھی مقابلہ مین آیا تھوڑی لڑائی ہوئی آخر شاہم بیگ کے تیر لگا
اوسکے صدمہ سے وہ مرگیا یہ مصرع اوسکے قتل کی تاریخ ہے وبرداشت آہ و گفت کہ شاہم شہید شد عبدالرحمن بیگ
قید سے چھوٹا اور شاہی دربار مین حاضر ہوا اور اوسکی بڑی پرورش کی خان زمان نے [illegible] تعاقب کرکے
گنگا کے کنارہ تک عبدالرحمن بیگ کا پیچھا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا مجبور ہو کر لوٹ گیا خان زمان نے ان کئی سالون مین
پٹھانون کے مقابلہ مین بڑی بڑی فتحین حاصل کین اونکی بیان زمانہ مین ہمیشہ یادگار رہینگی چنانچہ اون مین سے
ایک لکھنؤ کی لڑائی ہے جو حسن خان بچکوتی بیس ہزار آدمی لیکر چڑھ آیا تھا اور خان زمان کے پاس صرف
تین چار ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھے جبتک غنیم کرشی نامی گاوں تک بہادر خان سے مقابلہ کرتا رہا خان زمان کھانا
کھانے مین مشغول رہا جب خبر آئی کہ غنیم بہت قریب آپہنچا تو خان زمان نے بڑی اطمینان سے شطرنج
کھیلنا شروع کیا آخر جب لوگون نے اوس سے یہ آکر کہا کہ مخالفون کی فوج نے ہمارے آدمیون کو جگہ سے
ہٹا دیا اوسوقت ہتھیار طلب کیے اور جب یہ نوبت پہونچی کہ اوسکی چھاونی کے ڈیرون کو پٹھان لوٹ چکے
اور ساری فوج اوسکی پریشان ہوگئی اوسوقت لڑائی کے لیے نکلا اور بہادر خان کو رخصت کرکے تھوڑے سے
آدمی ساتھ لیکر ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ مخالف پسپا ہو گئے آٹھ سات کوس تک اونکا تعاقب کیا اور کشتون کے
پشتے لگا دیے اسی طرح جب کورچی نے جسنے سلطان بہادر اپنا لقب مقرر کرکے بنگالہ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری

اِن دنون مین خانخانان ہر ہفتہ مین دوبارہ دیوانخانہ مین اکثر سب امیرون کے اتفاق سے مقدمات فیصل کیا کرتا تھا
اکبر کے زمانہ کے مشہور واقعون مین سے خان زمان کا شاہم بیگ کے ساتھ عشقبازی کا قصہ ہے تفصیل
اوسکی یہ ہے کہ دو خوش رو اور خوش خلق لڑکے ہمایون کے توپچیون مین نوکر تھے ایک کا نام خوشحال بیگ اور دوسرے کا
نام شاہم بیگ تھا شاہم بیگ شاہ طہماسپ کے ایک ساربان کا لڑکا خوبصورتی اور حسن خُلق اور بہادری مین یکتا تھا
خان زمان کو سنبھل مین متعین ہونے کے پہلے سے ہی اوس سے دلی محبت تھی جب ہمایون کی وفات کے بعد خانزمان
اکبر کی ملازمت کے لیے دہلی مین آیا تو شاہم بیگ سے قول و قسم اپنے پاس آجانے کا لیا اور خفیہ اپنے آدمی لکھنؤ سے
دہلی مین اوسکے بلانے کے لیے بھیجے چنانچہ شاہم بیگ دہلی سے بھاگ کر خان زمان کے پاس چلا گیا خان زمان کو
اوسکے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی بادشاہم کہکے اوسکو پکارا کرتا تھا شب و روز بدل و جان اوسکی خدمت مین مصروف
رہتا تھا اکثر خدمتگارون کی طرح رکاب پکڑ کر اوسکی سواری کے ساتھ دوڑتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے
میر ابو الغیث بخاری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جس زمانہ مین کہ شاہم بیگ دہلی سے جونپور کو گیا تھا اون دنون
مین اوسکے مزاج مین تقویٰ اور پرہیزگاری بہت تھی نماز جماعت کا پابند تھا اور تلاوت کلام مجید اور درود شریف اور
ورد و وظائف کا ہمیشہ شغل رکھتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خلاف شرع کوئی بات نکرتا تھا شاہم بیگ کی خاطر سے
خان زمان نے بھی تقویٰ اختیار کیا تھا اور اپنے لشکر مین محتسب مقرر کیے تھے پھر خان زمان نے میر سید محمد مکی کو
جو سات قرائتون سے کلام مجید پڑھتے تھے اور مصنف صاحب نے بھی سنبھل مین کسی قدر قرآن شریف اون سے
پڑھا تھا شاہم بیگ کی تعلیم کے لیے مقرر کیا اور کسی طرح اوسکی خاطرداری مین قصور نکرتا تھا چونکہ لڑکون کے زہد
و تقویٰ کا اعتبار نہین ہوتا اور اون کے مزاج مستقل نہین ہوتے چند روز مین بالکل اوسکی کیفیت بدل گئی اور
فسق و فجور مین مبتلا ہوگیا آرام جان نامے ایک رنڈی پر طبیعت آگئی وہ رنڈی بھی اوسپر دل و جان سے فدا
تھی باوجودیکہ وہ عورت پہلے سے خان زمان کے نکاح مین تھی مگر اوسنے اسکا کچھ خیال نکرکے شاہم بیگ کو حوالہ کردی
شاہم بیگ نے کچھ دنون اوسکے ساتھ خوب مزے اوڑائے بعد ازان وہ عورت عبد الرحمن بیگ ایک اپنے دلی دوست کے
حوالہ کردی جب یہ ساری خبرین بادشاہ نے سنین تو شاہم بیگ کی طلب مین خان زمان کے نام جونپور مین فرمان
صادر ہوا اور دوسرا فرمان اوس ضلع کے جاگیردارون کے نام آیا کہ اگر خان زمان شاہم بیگ کے بھیجنے مین
کچھ توقف کرے تو سب جمع ہوکر اوسکی گوشمالی کرین خان زمان نے برج علی نامے ایک اپنے معتمد کو اس غرض سے
دربار مین بھیجا کہ ان حکمون کے ٹلنے کی کوئی تدبیر نکلے برج علی سب سے پہلے خانخانان کے نائب پیر محمد خان کے پاس گیا

وہان سے ایک رسالہ برہان تمام مین جو آیہ کریمہ لقد کان فی یوسف و اخوتہ آیات للسائلین سے مستنبط ہے او
مشکلات میں اوسکی بحث مشہور ہے خانخانان کے نام لکھکر بھیجا اور تحفہ میں تفسیر بھیجی اور بہت کچھ مہر تر ہوا بعد
چند روز کے خانخانان نے پیر محمد خان کو بیانہ سے گجرات کی طرف چلے جانے کی اجازت دی چنانچہ وہ گجرات
تک پہنچا تھا کہ خانخانان کی بغاوت کا جھگڑا شروع ہوا پیر محمد خان پھر واپس ہوا اکبر کی ملازمت مین
حاضر ہوا اکبر نے اوسکو ناصر الملک خطاب دیکر خانخانان کے تعاقب مین متعین کیا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی
آیندہ مذکور ہوگا پیر محمد خان کے بعد حاجی محمد خان سیستانی خانخانان کا نائب مقرر ہوا اور شیخ گدائی کنبوہ پسر
جمال کنبوہ دہلوی کی خانخانان سے راہ و رسم بہت بڑھ گئی تھی اس سبب سے خانخانان نے سب امرائے
اوسکو مرتبہ مین غالب کردیا اور صدر الصدوری کا منصب عنایت کیا اوسنے اپنے کو شیخ کہلانا سیکھا اور گوشہ نشینی
صوفیانہ وضع اختیار کی تھی اور اکثر خانخانان بلکہ کبھی کبھی خود اکبر بھی اوسکے مکان پر جاکر اوسکی مجلس مین شریک ہوتے تھے
لوگون کو شیخ گدائی کے غلو سے مین بھی کلام تھا اور سب امیرون کو اوسکے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہوتا تھا کہ انکے
گھر ماتم برپا تھا شیخ گدائی کی یہ کیفیت ہوئی کہ اوسنے سب بزرگون اور پیرزادون کی جاگیرین ضبط کرلین اور جو
کوئی اوسکے دربار مین جانے کی ذلت گوارا کرتا تھا اوسی کو جاگیر دیتا تھا میر سید نعمت نے ایک شعر اوسکی ہجو مین
لکھکر بہت مشہور کیا تھا چنانچہ کسی نے یہ شعر شیخ گدائی کی مسجد مین بھی لکھدیا تھا شیخ گدائی نے اوسکو دیکھکر چھوڑ دیا
وہ شعر یہ ہے ع نام گدائی مبر زان گدائی مخور مانند گدائی بدست رو کی گدائی رسید وہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ مین
میر عبد اللطیف عراق سے ہندوستان مین آئے تھے اس سال مین اکبر نے اون سے دیوان حافظ پڑھنا
شروع کیا ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین گوالیار کا قلعہ فتح ہوا اور بہیل خان ناسی غلام سلیم شاہ نے جو قلعہ پر تعینات
تھا امن مانگکر حاضر ہوگیا اور اوسنے کنجی قلعہ کی بادشاہی آدمیون کے حوالہ کردی اور فتح باب قلعہ گوالیار اوسکی
تاریخ ہوئی اسی سال مین سنگرام خان نامے عدلی کے غلام نے رنتنبھور کا قلعہ رائے سرجن کے حوالہ کردیا
تفصیل اوسکی یہ ہے کہ اکبر نے آگرہ مین آنے سے پہلے حبیب علی بیگ وغیرہ کئی سردارون کو رنتنبھور کے قلعہ پر متعین کیا تھا
اونھون نے سنگرام خان حاکم قلعہ سے مدت تک مقابلہ کیا اور اوس قلعہ کے گرد و نواح کو خوب لوٹا مگر وہ قلعہ
فتح نہوا سبب اوسکا یہ تھا کہ حبیب علی خان کے اور سرداروں اور دوسرے بھون چغتائی خان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو اکبر نے
حبیب علی خان کو سردار اور باقی اور امرا کو اوسکے ماتحت مقرر کرکے رنتنبھور پر روانہ کیا اونھون نے سال بھر تک قلعہ
کا محاصرہ رکھا آخر یہان قلعہ والے تنگ آگئے تو سنگرام نے جو قلعہ میں تھا مجبور ہوکر صلح کی اور حبیب علی خان وغیرہ کو

کیا تھا ... چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر جونپور پر حملہ کیا اور یہان تک نوبت پوہنچی کہ خان زمان کی تمام چھاونی اور اوسکا سارا مال و اسباب لوٹ لیا خان زمان بے تکلف کھانا کھانے مین مشغول رہا اور جسوقت دسترخوان سے اوٹھا غنیم اوسکے ڈیرے سے اندر داخل ہوئے اور دسترخوان اوٹھانے کی بھی نوبت نہ پوہنچی آخر خان زمان نے تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر حملہ کیا اور پٹھانون کو شکست دی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ اوسکی ساری فوج مستغنی ہوگئی غرض خان زمان اور اوسکے بھائی نے پورب کے ملکون مین ایسے ایسے کام نمایان کیے کہ سب پر غلبہ لے گئے مگر اونکی سرکشی نے وہ ساری کوشش اونکی خاک مین ملادی باقی احوال اونکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی سال مین خانخانان نے مصاحب بیگ پسر خواجہ ... بیگ کو جو بڑا شریر اور فتنہ انگیز تھا قتل کرڈالا اسی مہینہ محرم ۹۶۸ نو سو اٹھسٹھ ہجری موافق سال ... کے اکبر آگرہ مین داخل ہوا اور اسی سال مین پیر محمد خان کے مرتبہ کی ترقی اور تنزل واقع ہوئی بیان اوسکا یہ ہے کہ پیر محمد خان جو ایک ملا تھا خانخانان کے نیابت کی بدولت اوس مرتبہ پر پوہنچا کہ سب ارکان دولت اوسکے گھر جاتے تھی اور اکثر سے ملاقات نہوتی تھی اور اوسکے سامان کی یہ کثرت کہ جب دہلی سے آگرہ کو جاتے تھے تو ایک روز خانخانان پیر محمد خان کے ساتھ شکار مین مشغول تھا اتفاقاً خانخانان کو بھوک کی خواہش ہوئی اور پیر محمد خان کے باورچیخانہ سے کھانا آیا تو تین سو کاسہ شربت کے اور سات سو رکابیان نقرئی اوسکے رکابخانہ مین تھین خانخانان یہ سامان دیکھکر حیران ہوگیا اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا مگر باطن مین اوسی وقت سے اوسکی قلم مین ہوا جب آگرہ مین پوہنچے تو چندروز طبیعت پیر محمد خان کی کچھ علیل ہوگئی ایک روز خانخانان عیادت کے لیے آیا دربان نے روکا اور کہا کہ اجازت کے بعد اندر جانا ہوگا خانخانان کو یہ بات نہایت ہی ناگوار ہوئی جب پیر محمد خان کو اطلاع ہوئی تو باوجود ضعف اور بیماری کے خود دروازہ تک دوڑکر آیا اور عذر کیا کہ دربان نے آپ کو پہچانا نتھا اس سبب سے یہ قصور ہوا غرض خانخانان ایک ساعت بیٹھکر چلا گیا اور دو تین روز کے بعد خواجہ امینا اور میر عبداللہ بخشی وغیرہ کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ہمنے طالب علمی کی وضع سے تجھکو اس مرتبہ پر پوہنچایا لیکن چونکہ تیرا ظرف اس رتبہ کے لائق نہین اور اب تیری وضع سے فتنہ و فساد کا احتمال ہی لہذا ہم چندروز کے لیے پھر سباسباب غرور تجھسے واپس کرتے ہین تاکہ پھر تیرے مزاج کی اصلاح ہوجاوے مناسب کہ علم و نقارہ فوراً ہمارے آدمیون کو حوالہ کردے پیر محمد خان نے فوراً سارا اسباب اپنا خانخانان کے آدمیون کے حوالہ کردیا اور پھر وہی ملا پیر محمد بلکہ اوس سے بھی بدتر بنگیا خانخانان نے اوسکو قید کرکے بیانہ کے قلعہ مین بھیجدیا پیر محمد خان نے

بادشاہ کو اپنے قبضہ مین کرلو زیادہ فرصت نہ دو مگر خانخانان نے اس تجویز کو پسند نکیا اور کہا کہ [illegible] میری طرف
منحرف ہوگیا ہے اس سبب سے اب میری اوسکی صحبت راست ہنوگی قطع نظر اسکے تمام عمر میری خیرخواہی مین
گذری ہے اب بڑھاپے مین نمکحرامی کا داغ لگانا بڑی بدنامی کی بات ہے ناچار خانخانان سفر حج کا ارادہ
کرکے بیانہ کی طرف متوجہ ہوا اور سب سرداروں کو اس ارادہ سے مطلع کرکے دہلی کی طرف رخصت کیا اور بہادر خان
کو بھی مالوہ [illegible] لوگوں کے ساتھ کردیا [illegible] بیانہ کی قید سے چھوڑ دیا [illegible] امرا نے [illegible]
[illegible] خانخانان [illegible] پنجاب کا ارادہ [illegible] خانخانان [illegible]
[illegible]
[illegible] اپنی جاگیر کے سے تجویز [illegible] پاس
بھیجا کرین گے خانخانان کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
سرنا اور ناگور سے سب سامان جلوس اور نقارہ و علم وغیرہ [illegible]
بیکانیر مین پہنچ گیا [illegible] جدا ہوگیا اکبر نے دہلی سے پنجاب کا [illegible] منزل تھی [illegible]
[illegible] سامان کے [illegible] منزل مین [illegible]
[illegible] اکبر [illegible]
منزل مین پیر محمد خان شیروانی خانخانان کے [illegible]
خدمت مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو ناصر الملک خطاب اور سرداری کا سب سامان عنایت کرکے خانخانان کے
تعاقب مین متعین کیا تاکہ فی الفور ملکو روانہ کردے ہندوستان مین توقف کی فرصت نہ دے پیر محمد خان
فی الفور روانہ ہوا مگر ناگور کے قریب جاکر ٹھہر گیا اور ایک دو منزل سے یہ شعر قطعہ مین لکھکر خانخانان کے پاس بھیجدیا
آمدہ در دل اساس عشق محکم ساختن ۞ باغمت جان را فرسودہ ہمدم ساختن ۞ خانخانان نے اوسکے جواب مین
لکھ بھیجا کہ آمدن مردانہ اما نزدیک رسیدہ توقف کردن نامردانہ جب اکبر نے پھر دہلی کو مراجعت کی تو وکالت کا عہدہ
منعم خان کو کابل سے بلایا خانخانان کو پیر محمد خان کے تعاقب سے بہت رنج ہوا اور مالدیو راجہ جودھپور کے
خوف سے جو بڑی جمعیت کے ساتھ گجرات کا راستہ گھیرے ہوئے تھا ناگور سے بیکانیر مین چلا آیا

کہ خانخانان نے اوسکو آگرہ مین بلالیا اس عرصہ مین سب ارکین سلطنت خانخانان سے رنج رکھتے تھے اور واقعی
اکبر بھی اوسکی باتون سے تنگ تھا کیونکہ اوسکی سلطنت برائے نام تھی اور اختیار کلی خانخانان کے قبضہ مین تھا اکثر ایسا
ہوتا تھا کہ بعضے ضروری خرچون سے بھی اوسکا ہاتھ بندھا رہتا تھا خزانہ بالکل خالی تھا جتنے بادشاہی نوکر تھے سب
بڑی پریشانی مین تھے اور اونکی جاگیرین بھی بڑی خراب تھین اور جتنے خانخانان کے نوکر تھے سب خوش و خرم تھے
اور اونکا سامان سب درست تھا غرض ان سببون سے سب سردار خانخانان کے زوال دولت کی آرزو رکھتے تھے اور
موقع کی گھات مین تھے اتفاقاً بیسوین جمادی الثانی سنہ ۹۶۷ نوسو سرسٹھ کو اکبر جمنا پار شکار کھیلنے کو گیا وہان ادہم خان
جو ماہم انکہ کی فرزندی کے سبب سے بڑا مقرب تھا اور صادق محمد خان وغیرہ نے فرصت پاکر خانخانان کی برائیان
خوب اکبر کے گوش زد کین جب اکبر سکندرہ راؤ مین پہونچا تو وہان ماہم انکہ نے اطلاع دی کہ بیگم بادشاہ دہلی مین
آجکل بہت بیمار ہین اور حضرت بادشاہ کو بار بار یاد کرتی ہین یہ سنکر اکبر نے دہلی کا قصد کیا شہاب الدین احمد خان
حاکم دہلی استقبال کے لیے آیا اور سب نے ملکر خانخانان کی طرف سے اکبر کو لگانا بجھانا شروع کیا اور یہان تک
نوبت پہونچی کہ سب نے متفق ہوکر اکبر سے عرض کیا کہ حضور کے دہلی مین تشریف لانے کا باعث خانخانان
ہم لوگون کو سمجھیگا اور بیشک اوسکا غصہ ہمپر نکالیگا چونکہ ہم مین اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین اسلیے بہتر ہے
کہ حضور ہمکو مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دین چونکہ اکبر کو ماہم انکہ کی مفارقت گوارا نتھی اسلیے اون سب کی
تسلی کی اور خانخانان کو پیغام بھیجا کہ ہم جو بے تمہاری اجازت کے دہلی تک چلے آئے تمام ہمارے خادم
تمہاری طرف سے وہم رکھتے ہین تمکو چاہیے کہ ان سب کی تسلی کردو تاکہ ان سب کی خاطر جمع ہو خانخانان نے
خواجہ امینا اور حاجی محمد خان سیستانی اور رسون محمد خان کو اکبر کی حضور مین بھیجا چنانچہ اونھون نے
خانخانان کی طرف سے بڑی عذر خواہی کی اور اوسکے اخلاص اور خیر خواہی کو اچھی طرح بیان کیا مگر اکبر نے اون
باتون پر کچھ دھیان نکیا اور ان لوگون کو بھی اجازت لوٹنے کی ندی سارے مہمات ملکی شہاب الدین احمد خان
اور ماہم انکہ کے اہتمام سے ہونے لگے اور انھون نے اس بات کو بہت مشہور کردیا کہ بادشاہ کا مزاج خانخانان
کیطرف سے متغیر ہوگیا ہے اور سب امیر ایک ایک کرکے آگرہ سے دہلی مین چلے آئے سب سے پہلے
قیام خان گنگ آیا جو میر آتش تھا شہاب الدین احمد خان وغیرہ اوسکے منصب کا اضافہ کردیتے تھے اور ان
لوگون نے دور اندیشی کرکے قلعہ کی مضبوطی کا بھی بخوبی انتظام کرلیا خانخانان سنکے آگرہ مین اپنے
مصاحبون کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ کیا شیخ گدائی وغیرہ کی یہ راے ہوئی کہ فی الفور دہلی مین جاکر

تھوڑی سی معاش پر قناعت کرکے زہد و عبادت کا طریقہ شروع کیا [illegible] خانخانان کے نام پر لکھا تھا [illegible] انعام عطا کیے [illegible] پرکار خانش [illegible] خانخانان ایسا [illegible] اکو [illegible] کیطرف متعین ہوا اوسی سال کے [illegible] خانخانان کا خطاب [illegible] دہلی کا حاکم مقرر کیا اور حسین قلی خان کو اس سبب سے [illegible] خانخانان [illegible] ساتھ تھا آصف خان [illegible] کے سپرد کرکے [illegible] ساتھ کابل سے [illegible] خانخانان کا خطاب [illegible] عنایت [illegible] کے وکالت کے منصب [illegible] خانخانان کے بھاگ جانے کی خبر پہونچی [illegible] دہلی ملک جو بہت [illegible] [illegible] خانخانان سے [illegible] سے بھی [illegible] راجہ گوبند [illegible] سلطان [illegible] جو ایک جوان بہت خوبصورت [illegible] سے گئے اور [illegible] ایسی زندگی پر لعنت ہے [illegible] خانخانان کی تقویت کی مگر [illegible] اپنے ایک غلام کی عزت اپنی تقصیرون کا عذر کیا ادھر سے ملا عبد اللہ سلطانپوری [illegible] خانخانان کی تسلی کے لیے گیا اور ابھی معرکہ لڑائی کا اوسی طرح قائم تھا اور وکیلون کی آمد و رفت جاری تھی کہ منعم خان تھوڑے سے آدمی لیکر خانخانان کے پاس گیا اور اوسکو اپنے ساتھ لے آیا سب امیر اوسکے استقبال کو گئے اور بدستور سابق تسلیمات بجا لائے اکبر نے سب اوسکی تقصیرین معاف کرکے خلعت اور گھوڑا عنایت کیا بعد ازان منعم خان اوسکو اپنی منزل مین لے گیا اور سب سامان اوسکے لیے مہیا کیا بعد دو روز کے خانخانان نے خرچ مناسب راہ کے ساتھ لیکر مکہ معظمہ کا قصد کیا سب امیرون نے اپنے اپنے حوصلے کے موافق

اوسنے آدمیون کے بہکانے سے پنجاب کا ارادہ کیا اور اپنے سارے اہل وعیال کو مع مرزا عبدالرحیم اپنے بیٹے کے
جو ننھا بچہ سا تھا تبرہندہ کے قلعہ مین جو شیر محمد خان دیوانہ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا شیر محمد خان مذکور کو خانخانان
نے بیٹا کیا تھا اور اسی اعتماد پر اپنے اہل وعیال کے لیے وہ جگہہ تجویز کی تھی مگر شیر محمد خان نے کچھ لحاظ نکیا اور
تمام مال واسباب اوسکا لوٹ لیا اور طرح طرح کی اہانت کی خانخانان نے دیبالپور مین جب یہ خبر سنی تو خواجہ
مظفر علی دیوان اور درویش محمد اوزبک کو شیر محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اوسکو فہمایش کرکے ان حرکتون سے
باز رکھین مگر شیر محمد خان نے بگڑ کر نانا ملکہ خواجہ مظفر علی کو باندھ کر اکبر کے حضور مین بھیجدیا سب سے زیادہ خانخانان کو
یہ صدمہ پہونچا بعد ازان خانخانان نے جالندھر کی طرف توجہ کی شمس الدین اتکہ خان اور اوسکے بیٹے
یوسف محمد خان اور حسین خان اور شہاب خان وغیرہ بہت سے پنجاب کے امیرون نے اکبر کے اشارہ سے
راستہ روکا سو مقابلہ کو پھلور پرگنہ [illegible] مین مقابلہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی خانخانان کی طرف سے حسین خان
داماد مہدی قاسم خان بڑی مردانگیون کے بعد زخمی ہوکر گرفتار ہوا چنانچہ اوسکو ولی بیگ اور اوسکے بیٹے
اسمعیل قلی خان وغیرہ کے ساتھ حضور مین بھیجدیا خانخانان شکست کھاکر بھاگ گیا اس لڑائی مین اوسکا مال
واسباب بہت لٹ گیا چنانچہ اوسکے [illegible] علم مرصع تھا [illegible] اور جواہر جڑے ہوئے تھے اور ایک
کروڑ کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کو
بھیجنے کے لیے تیار کرایا تھا قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم اوسکی تاریخ نکالی تھی اتکہ خان نے مع اور
غنیمتون کے اوسکو بھی حضور مین بھیجدیا حسب اتفاق اسی سال مین خانخانان نے ہاشمی قندھاری کی
ایک غزل اپنے نام سے مشہور کی اور اوسکی عوض مین ساٹھ ہزار تنگہ نقد اوسکو بھیجدیے اوسنے جواب مین
لکھا کہ شصت کم ست تب خانخانان نے چالیس ہزار اور بھیجکر لاکھ پورے کردیے اور وہ غزل یہ ہے

من گسستم عنان دل از دست داده — ور دست دل براه غم از پا فتاده
بی اختیار سر به بیابان نهاده — گاهی چو شمع ز آتش دل در گرفته
دیوانه وار در بدر کو گشته ام — گه چون فتیله با دل آتش فتاده
سیرم ز فکر اندک و بسیار خار غم — هرگز نگفته ایم که می باز یاده

اور ایک مطلع ہاشمی کا یہ ہے

لبت خندان بود از چشم گریانی که من دارم — دلت جست از حال پریشانی که من دارم

اسی طرح خانخانان نے باوجود
تنگی خزانہ کے رام داس کلاونت کو جو سلیم شاہی گویون مین سے تھا ایک لاکھ کی قیمت کا نقد اور جنس عنایت
کیا اسی طرح حجاز خان بدایونی کو جو پٹھانون کے زمانہ مین امیر صاحب علم ونقارہ تھا اور اب آخر عمر مین بیچارہ رہ گیا

حکم دیا کہ دوبارہ گرادو اعظم خان کا اوس سے ایک روز بعد [illegible] تاریخ ہے [illegible]
ایک عدد زیادہ ہے اور دوسری تاریخ بطرز تعمیہ کے یہ ہے [illegible] اور ایک تاریخ
یہ ہے [illegible] خان اعظم سپاہ اعظم خان [illegible] شربت
روزہ وار شہید [illegible] سال [illegible] شہید شد [illegible] سال [illegible] پہلے [illegible]
ماہم انکہ اعظم خان [illegible] بیٹے کے [illegible] سال [illegible] عقب
صاحب [illegible] تاریخ [illegible]
وفات کی [illegible] صاحب [illegible] ملوک [illegible] علم [illegible]
کمال فضل [illegible] سال فوت [illegible] فضل [illegible]
اسی سال [illegible] سال کی تاریخ یہ ہے
کمال الحق [illegible] نام [illegible]
اور ایک [illegible] خوف سے
کہ ادہم خان [illegible]
بیٹھے [illegible] شام کے وقت
[illegible]
[illegible]
ہوئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خان اکبر [illegible]
خان کلان تھا بہت سا لشکر ساتھ لیکر کمال خان گھکر کی مدد کے لیے گھکروں کے ملک مین گیا
اور وہان مقابلہ کر کے کمال خان کے چچا سلطان آدم کو گرفتار کیا اور اوسکا بیٹا لشکری نام کشمیر کو
بھاگ گیا چند روز کے بعد وہ دونون باپ بیٹے اپنی موت مر گئے پیر محمد خان اوس تمام ملک کو کمال خان کے
سپرد کر کے پھر آگرہ کو واپس آیا ایک روز اکبر نے ایک بڑا جشن عالی ترتیب دیا تھا خان کلان نے اوس

شہرت تر تھا جب نکلا اوس وقت سارے مال و اسباب میں آگ لگا کر اور شیخ عبدالنبی کے مقابل ہو کر بہت سے آدمی قتل کیے آخر خود
بھی مارا گیا اور سو آدمی اوس کے ساتھ مارے گئے آخر قلعہ شادی آباد [illegible] خان اوس کے بیٹے عبدالمطلب خان وغیرہ امرا کے اتفاق سے
فتح ہو گیا اور ہم خان کو دربار میں چلا آیا پیر محمد خان سے جو قبضہ ہوا تو [illegible] بہت سا لشکر جمع کر کے برہانپور اور بیجاگڑھ
قلعوں کو فتح کیا اسی طرح نربدہ پار اتر گیا اور وہاں تمام ملکوں کو قتل عام کر کے گویا آدمیوں سے خالی کر دیا اتفاقاً ایک تیر
پیر محمد خان اپنی فوج سے جدا ہو گیا تھا باز بہادر جو اوس ملک کے [illegible] حاکموں کے ساتھ اوس طرف بھاگا پھرتا تھا
موقع پا کر اوس کے سر پہونچا پیر محمد خان گھبرا کر ہندو کی طرح [illegible] اور [illegible] میں [illegible] اپنے ساتھیوں کے پایاب گھوڑے
ڈال دیے اتفاقاً اوس وقت کچھ اونٹ بھی دریا اوترتے تھے اونمیں سے ایک اونٹ اوس کے گھوڑے پر گر گیا پیر محمد خان
اوس صدمہ سے دار الجزا کو کوچ کیا مالوہ کے سردار [illegible] وہان توقف مناسب نہ سمجھکر بھاگ کر اکبر کی حضور میں
آئے چند روز قید رہے آخر چھوٹ گئے باز بہادر نے مالوہ پر قبضہ کر لیا عبداللہ خان اوزبک نے [illegible]
فرنخودی وغیرہ کے اتفاق سے پھر [illegible] ملک [illegible]
کی پناہ میں [illegible] چند روز [illegible] آخر دربار میں حاضر ہو کر اکبر کے دولتخواہوں میں داخل [illegible]
قید رہا خلاصی پائی لیکن [illegible] عبداللہ خان اوزبک مانڈو میں [illegible] مددگار امیر
اپنی اپنی جاگیروں کو چلے گئے [illegible] دربار میں چلا آیا اسی سال میں خواجہ [illegible]
پہونچا [illegible] صدارت [illegible] انعامات [illegible]
[illegible]
[illegible] تعظیم و تکریم [illegible]
[illegible] بہت [illegible]
تخت ساتھ لیکر وہ ہندوستان [illegible] گیا [illegible] اکبر نے [illegible]
پنجاب [illegible] مقرر [illegible]
منعم خان [illegible] شہاب الدین احمد خان [illegible] کے بہکانے سے اوسکو [illegible] طرح شمشیر برہنہ
ہاتھ میں لیے [illegible] سر اوس کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا جب اکبر تلوار لیے ہوئے گھر میں سے نکلا تو اوس سے
پوچھا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی تو اوس نے کہا کہ ایک نادہندہ تنخواہ کو سزا دی اوس وقت اکبر نے حکم دیا کہ اسکو
باندھ کر دولتخانہ کی چھت پر سے گرا دو چنانچہ [illegible] اوسکو گرایا مگر کچھ جان اوسمیں باقی رہی اسلیے اکبر نے

قابض و متصرف ہوئے اور ان دونون نے عمدہ عمدہ جاگیرین اپنے لیے تجویز کر لین [illegible]
چھوڑا آخر شاہ ولی اتکہ نے علی محمد اسپ کے ساتھ اتفاق کرکے ایک شب بیگم کے اشارہ سے
مستی مین ابو الفتح بیگ کو قتل کر ڈالا اوسکا باپ سارا اپنا سامان لیکر کابل سے ہزارہ کی طرف چلدیا
بیگم کے نوکرون نے تعاقب کرکے راستہ مین اوسکو بھی قتل کر ڈالا شاہ ولی بیگ نے بیگم سے
اتفاق سے عادل شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے سارا انتظام اپنے اختیار مین لیا تب اکبر نے منعم خان کو
شاہزادہ مرزا محمد حکیم کا اتالیق اور کابل کا ناظم مقرر کرکے اوس طرف روانہ کیا اور اور بھی کئی امیر اوسکے ساتھ کیے
بیگم بھی مقابلہ کے ارادہ پر مرزا کو ساتھ لیکر مع تمام اپنے لشکر کے کابل سے جلال آباد مین آگئی منعم خان نے
پہلے ہی حملہ مین مع اپنے مددگار امیرون کے جیسے محمد قلی خان برلاس اور حسن خان برادر شہاب خان وغیرہ تھے
شکست [illegible] سے جاون سے بھاگ کر [illegible]
[illegible]
اتفاقاً مرزا شرف الدین حسین [illegible] سے باغی ہو کر بھاگ گیا تھا اور حسین قلی خان اور [illegible]
اوسکے تعاقب مین متعین ہوئے تھے مرزا شرف الدین مذکور کے بھاگنے سے شاہ ابو المعالی نے بھی
نواحی پنجاب مین تاخت و تاراج شروع کی [illegible] قلیچ خان اور احمد بیگ اوسکے تعاقب مین متعین ہوئے آخر
شاہ ابو المعالی نے قلعہ [illegible] کے خزانہ کو لوٹ کر اپنی فوج پر تقسیم کر دیا بعد ازان ابو المعالی کے
بھائی [illegible] محمد صادق خان اور اسمعیل قلی خان سے
[illegible] بھاگا اور پنجاب مین جاکر [illegible] اسکندر بیگ
اور احمد بیگ دونون [illegible] ہو گئے تھے اوسکے نوکرون سے متفق ہوکر
قتل کر ڈالا بعد ازان اوسنے [illegible] اور اپنا خلوص اور اعتقاد ہمایون کے ساتھ
بہت سا ظاہر کیا اور عرضی کے عنوان پر شعر لکھا ع ما بدین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم ٭ از بد حادثہ اینجا بپناہ
آمدہ ایم ٭ بیگم نے اوسکے جواب مین [illegible] کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ٭ اور بیگم نے اپنی بیٹی کے
ساتھ اوسکا نکاح بھی کر دیا [illegible] شاہ ابو المعالی کے ہاتھ مین آگیا بعد ازان اوسنے شوکرین پسر
قراچہ خان وغیرہ کے بہکانے سے [illegible] اور حیدر قاسم کوہ بر کو بھی جو بعد شاہ ولی بیگ کے
وکیل مطلق مقرر ہوا تھا شہید کیا اور اوسکے بھائی محمد قاسم کوہ بر کو قید کر لیا پھر بہت سی جماعت نے

مجلس مین بہت سے شاعرون اور فاضلون اور امیرون کے سامنے ایک قصیدہ جو اپنے گمان مین نہایت
عمدہ لکھا تھا پڑھنا شروع کیا پہلا ہی مصرع اوسکے مطلع کا یہ تھا ؎ بحمد اللہ کہ دیگر آمدم فتح کھکر کردہ ٭ اکبر بھی متوجہ
ہوکر اوس قصیدہ کو سن رہا تھا اور خان کلان کو بہت بڑے صلہ کی امید تھی ایسے حال مین جبھی پہلا مصرع
خان کلان نے پڑھا اوسکا داماد عبد الملک خان چلا اوٹھا کہ اے خان دیگر آمدم کی جگہہ دیگر آمدیم پڑھو کیونکہ
اس مہم مین بعضے نامراد بھی آپ کے شریک تھے تمام اہل مجلس ہنستے ہنستے لوٹ گئے خان کلان نے اپنی پگڑی
زمین پر پٹکدی اور اکبر سے کہنے لگا کہ اس مردک کے ہاتھ سے حضور ہی میری داد دلائین گے جسنے میری ساری
محنت ضائع کردی طرفہ یہ ہے کہ عبد الملک خان نے اپنے نام کا سجع یہ تجویز کیا تھا ؎ عبدا چون با ملک افزون
پس الف لامی درو اندرون کنی ٭ ملا شیری نے ایک قصیدہ اوسکی تعریف مین لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎
اگر گوا ربیا یہ مقابل تو گریز ٭ تو صاحبی و مقابل نمیشوی بگوار ٭ اسی سال مین مولانا علاء الدین لاری جنہون نے
شرح عقائد نسفی پر حاشیہ لکھا ہے خان زمان کے پاس سے آگرہ مین آئے اور وہان اونہون نے
چھپر ڈالکر ایک مکان مدرسہ کے لیے بنایا مدرسۂ خمس اوسکی تاریخ ہوئی بعد ازان مولانا ممدوح حج کو تشریف
لے گئے اور وہین اون کا انتقال ہوگیا اس سال مین کابل مین طرح طرح کے خلل پیدا ہوئے اور تھوڑے
تھوڑے دنون حاکمون کا تغیر و تبدل واقع ہوا تھا تاآنکہ منعم خان حیدر محمد خان آختہ بیگی کو کابل مین اپنا نائب
مقرر کر آیا تھا لیکن چونکہ وہ سخت لوگون کے ساتھ بدسلوکی کرتا اسوجہ سے نکالا گیا ... معزول کرکے
اپنے بیٹے غنی خان کو وہان کا نائب مقرر کیا مگر اوس سے بھی کئی حرکتین ناشایستہ واقع ہوئین چنانچہ
اوسنے توکل خان قوچین کو جو بڑے نامی گرامی امیرون مین سے تھا باندھ لیا آخر قابو پاکر توکل خان نے
اوسکو قید کرلیا انجام کو بڑی مشکل سے غنی خان نے عہد و پیمان کرکے اوس قید سے نجات پائی اور بد عہدی کرکے
توکل خان پر حملہ کیا توکل خان بے لڑے بھڑے ہندوستان کو چلا آیا ماہ جوجک بیگم ہمایون بادشاہ کی بی بی
اور شاہزادہ میرزا محمد حکیم کی مان نے جو اوس زمانہ مین دس برس کا تھا شاہ ولی بیگ اتکہ اور فضائل بیگ کو جو
منعم خان کے بھائی جسکو مرزا کامران نے اندھا کردیا تھا اور اوسکے بیٹے ابو الفتح بیگ سے اتفاق کرکے
غنی خان کو اندر نہ آنے دیا اور قلعہ کابل کا دروازہ بند کرلیا مجبور ہوکر غنی خان ہندوستان کو چلا آیا اور چونکہ اوسکا
باپ منعم خان اوس سے بہت ناخوش تھا اسوجہ سے دربار مین دخل نہ پایا چند روز جونپور وغیرہ مین آوارہ
پھر آخر مرگیا فضائل بیگ بیگم کی طرف سے اور ابو الفتح بیگ اپنے باپ کی طرف سے نائب مقرر ہوکر کابل پہ

یہ سارا قصہ شیخ بدہ اور بعہدہ امراے آگرہ کے اغوا سے ہوا آخر ایک عورت پر اکبر مائل ہوا اوسکے شوہر عبدالواسع سے
اوسکی خواہش کی چنانچہ عبدالواسع نے اپنی بی بی کو طلاق دی اور وہ حرم سراے بادشاہی مین داخل ہوئی
عبدالواسع ندامت کے سبب سے دہلی کو چھوڑ کر دکن مین شہر بیدر کو چلا گیا اسی عرصہ مین ایک روز اکبر کہ تنہا
مدرسہ بیگم کی طرف کو گذرا فولاد نامے ایک لڑکے نے جو مرزا شرف الدین حسین کا غلام تھا مدرسہ کی چھت پر سے
ایک تیر مارا اکبر کے بدن پر [illegible] ہوا لگا [illegible] ہوگئی ہر چند امیرون کی یہ راے ہوئی کہ مقدمہ کی تحقیقات تک اوس لڑکے کو
قید رکھیں تاکہ اون سب لوگون کا حال معلوم ہوجاوے جو جو اوسکے اغوا مین شریک ہین مگر اکبر اس امر پر راضی نہوا
اوسی وقت اوسکو قتل کر ڈالا اکبر وہان سے سوار ہوکر قلعہ دین پناہ مین آیا طبیب معالجہ مین مشغول ہوئے
چند روز مین وہ زخم اچھا ہوگیا پھر اکبر نے آگرہ کا قصد کیا اور پندرھوین جمادی الثانی سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین
وہان پہونچ گیا اسی سال مین شاہ ابو المعالی کا جھگڑا تمام ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ محمد قاسم کوہ بری کی تحریر سے
مرزا سلیمان نے کابل پہونچ کر لی ادھر سے ابو المعالی بھی مرزا محمد حکیم کو ساتھ لیکر مقابل ہوا غوربند کے کنارہ
لڑائی ہوئی شاہ ابو المعالی کی ایک طرف کی فوج کو شکست ہوئی تو ابو المعالی مرزا محمد حکیم کو سلیمان مرزا سے کے
مقابلہ مین چھوڑ کر [illegible] روانہ ہوا مرزا محمد حکیم نے اپنے خاص آدمیون کے ساتھ دریا اوتر کر سلیمان مرزا
پاس پہنچا ابو المعالی [illegible] مقابلہ سے بھاگا کچھ [illegible] نے اوسکا تعاقب کیا آخر چاکرون سے
اوسکا [illegible] گرفتار کر کے کابل مین سلیمان مرزا کے پاس لے گئے مرزا نے اوسکو [illegible] طرح پا بزنجیر
مرزا محمد حکیم کے پاس بھیجا مرزا محمد حکیم نے فورًا اوسکو پھانسی دیکر مار ڈالا یہ واقعہ سترھوین شب کو ماہ رمضان
سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین ہوا [illegible] مرزا سلیمان نے اپنی بیٹی کے ساتھ مرزا محمد حکیم کا نکاح کردیا امید علی
ایک اپنے معتمد نوکر کو اوسکا [illegible] مقرر کر کے خود بدخشان چلا گیا اسی سال مین جمال خان نام عدلی کے
نوکر نے چنار کا قلعہ فتو نامے ایک دوسرے غلام کو حوالہ کیا اور اوسنے اپنی عرضی اکبر کے پاس بھیجی چنانچہ
شیخ محمد غوث جنکا فتو مرید تھا اور آصف خان جسکا نام خواجہ عبد المجید ہروی تھا اکبر کی طرف سے گئے اور فتو
صلح کر کے وہ قلعہ لے لیا اور حسن خان ترکمان کے حوالہ کردیا اور فتو کو اکبر کے دربار مین لے آئے یہان
اوسنے بڑی عزت پائی اسی عرصہ مین شیخ محمد غوث کا انتقال ہوگیا اور ملا اسمٰعیل عطائی معمائی نے بندۂ خدا شد
اونکی وفات کی تاریخ نکالی اسی سال کی بیسوین رمضان کو مخدوم اشرف مصنف صاحب کے نانا نے
انتقال کیا فاضل جہان اونکی وفات کی تاریخ ہے سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر مین خواجہ مظفر علی تربتی نے خان کا

متفق ہوکر بیگم کے انتقام پر کمر باندھی قلعہ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر ابوالمعالی نے سب کو پسپا کر دیا محمد قاسم
قید سے چھوٹ کر بدخشان کو گیا اور وہان سے میرزا سلیمان کو شاہ ابوالمعالی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی
اور میرزا محمد حکیم نے بھی اوسکے پاس آدمی بھیجا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا اسی سال مین
میرزا شرف الدین حسین جو چار واسطون سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز کی اولاد مین تھا
جب اوسکا باپ خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند بن خواجہ یحیی بن حضرت خواجہ احرار سفر حج سے واپس آیا
اور عزت و آبرو بہت پائی تو میرزا شرف الدین مذکور اوسی زمانہ مین ناگور سے آگرہ مین آیا اور بعضے بدنیت آدمیون کے
بہکانے سے اکبر کی طرف سے کچھ وہم اوسکے دل مین پیدا ہوا چنانچہ اوسنے آگرہ سے بھاگ کر پھر ناگور کا راستہ لیا
اکبر نے صادق محمد خان اور حسین قلی خان کو اوسکے پیچھے نامزد کیا اور حکم دیا کہ اوّلا اوسکی تسلی اور دلاسا کیجاوے
اور جب نمانے تو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے میرزا مذکور اجمیر کے قلعہ کو ترخان دیوانہ کے سپرد کر کے ناگور کو چلدیا
دیوانہ قلعہ کو خالی چھوڑ کر اوسکے پیچھے ہو لیا میرزا شرف الدین حسین کی جالور مین شاہ ابوالمعالی سے ملاقات ہوئی
جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور ان دونون مین یہ قرار پایا کہ شاہ ابوالمعالی حسین قلیخان کے آدمیون پر جو حاجی پور
مین تھے حملہ کرے اور اوسی راستہ سے کابل کو چلا جاوے اور وہان سے شاہزادہ میرزا محمد حکیم کو ساتھ لاوے
اور اوسکے آنے تک میرزا یہان ہاتھ پاؤن مارتا رہے چنانچہ ابوالمعالی نے جب سنا کہ صادق محمد خان اور حسین قلی
اور بہت فوج لائے ہین اسلیے اوس قرار داد سے عدول کر کے نارنول کو چلا گیا اور وہان کے حاکم پر جبر کر کے
باندھ کر کچھ روپیہ وصول کیا اور وہان سے کابل کو چلدیا احمد بیگ اور سکندر بیگ عمادی محمد خان اسمعیل قلی
لشکر سے جدا ہو کر اوسکے پیچھے ہو لیے اور میرزا شرف الدین حسین کے چند آدمیون کو ان دو سردارون نے پکڑ کر
رکھا تھا اور پھر اعتماد کر لیا تھا ان آدمیون نے زبانی ... کے ایک مفسد کی بابت شاہ ابوالمعالی کو پیغام
بھیجا کہ اپنی جگہ توقف کرو جسوقت یہ دونون سردار وہان پہنچین گے ہم انکا کام تمام کر دینگے چنانچہ جب
یہ دونون سردار وہان پہنچے تو اودھر سے تو شاہ ابوالمعالی یکایک گھات مین سے نکلا اور ادھر سے ان ظالمون نے
اون دونون کو قتل کر ڈالا اوسکے قدیمی نوکر یہ حال دیکھکر ادھر اودھر متفرق ہو گئے جب یہ قصہ مفصل اکبر کے
گوش زد ہوا تو اوسنے اس فتنہ کے انتظام کے لیے دہلی کی طرف توجہ کی وہان ایک اور جھگڑا پیدا ہوا اور وجہ
یہ ہے کہ اکبر نے قصد کیا کہ دہلی کے امیرون اور شریفون کی بیٹیون کے ساتھ اپنے نکاح کرے عورتین اور
خواجہ سرا لڑکیون کے پسند کرنے کے لیے لوگون کے گھرون مین جانے لگین تمام شہر مین ہول پڑ گئی

سلطان محمود کے وہان کا حاکم ہو گیا تھا اکبر کے لوگ گجرات کی حمایت عبد اللہ خان کے پیچھے گئے اور اوسکے
اہل حرم اور ہاتھیون وغیرہ کو پکڑ لائے جو باقی رہے وہ خود انہون کے ہاتھ لگے مشہور ہے کہ چنگیز خان کے زمانہ مین
گجرات ایسی آباد تھی کہ پہلے کبھی نہ تھی اور علم و فضل کا بھی اوسکے زمانہ مین حد سے زیادہ رواج تھا جس غریب سپاہی نے
اوسکی نوکری کر لی پھر اوسکو کسی سے احتیاج نہوتی تھی ہر روز چنگیز خان پانچ چھ جوڑے کپڑے اپنے پہننے کے لوگون کو
دیتا تھا اور ہر جوڑا پچاس یا ساٹھ یا اسی اشرفی سے کم قیمت کا نہ ہوتا تھا ایک اوسکی ادنی سخاوت تھی کہ ایک روز
اپنے ملازمون کے ساتھ سیر کرتا تھا [illegible] اتفاقا اوسی وقت دو تین کشتیان نعمت اور
اسباب کی بھری ہوئی [illegible] وسکی [illegible] سب [illegible] کے حوالہ [illegible] اسکی سخاوتون سے
ایک یہ ہے کہ شاہ عارف صفوی [illegible] مشہور ہے [illegible] لاہور مین [illegible]
اوسکی یہ عادت تھی کہ لوگون کو [illegible]
بھی چنگیز خان کا سکہ ہوتا تھا [illegible] عرصہ [illegible] میران مبارک شاہ [illegible]
اکبر کی طرف سے اعتماد خان [illegible]
[illegible]

خطاب اور منصب وزارت کل پایا اور نظام الدین اوسکے تقرر کی تاریخ ہوئی لیکن راجہ ٹوڈرمل سے اور اوس سے
موافقت ہوئی اور امورات پر ہر روز باہم جھگڑا ہوتا تھا کسی ظریف نے اس بیت قدیم کو کہ سگ کاشی بہ از صفاہانی ٭
گرچہ صد بار سگ ز کاشی بہ ٭ اس طور پر تضمین کیا کہ سگ راجہ بہ از مظفر خان ٭ گرچہ صد بار سگ ز راجہ بہ ٭ امیرون نے
راجہ کی شکایت اکبر سے کی اور اوسکے تغیر کا التماس کیا اکبر نے جواب دیا کہ تم سب اپنی اپنی سرکارون مین ہندوون کو نوکر
رکھتے ہو ہماری سرکار کا ہندو ہے پھر اس سے کیون رنج کرتے ہو ایک شخص نے راجہ کی مہر کا سجع یہ تجویز کیا تھا کہ
آنکہ شد کار ہند ازو مختل ٭ راجہ راجہاست ٹوڈرمل ٭ اسی سال مین اکبر نے قاضی لال کو جو ایک بڑا ظریف تھا قصبہ برن سے
طلب کر کے کسی جرم مین قتل کیا قاضی لال اوسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین غازی خان سور جو عدلی کے بڑے امیرون مین سے تھا
اور کئی بار اکبر کے دربار مین حاضر ہوا تھا اور پھر بھاگ گیا تھا نواحی گڑھہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے آصف خان سے
مقابل ہوا آخر لڑائی مین مارا گیا اس فتح سے آصف خان کو بڑی قوت حاصل ہوئی چنانچہ اسکے بعد اوسنے گڑھہ کٹنگہ
[illegible] اسکے اور قلعہ چوراگڈھ اوسکا دار الریاست تھا حملہ کیا وہان کی حاکم رانی
درگاوتی جو بڑی خوبصورت ایک عورت تھی بیس ہزار سوار اور پیادہ اور سات سو جنگی ہاتھی ساتھ لیکر مقابل ہوئی
اس لڑائی مین فریقین نے بڑی کوشش کی آخر رانی کے ایک تیر لگا جس سے وہ قریب ہلاکت ہوئی
اور اسیر ہونے کے ننگ و ناموس کے خوف سے اپنے فیلبان کو اشارہ کیا چنانچہ اوسنے ایک خنجر لگا کر بالکل اوسکا
کام تمام کر دیا مگر ایک کمبخت بد معاش پھر بھی نہ چوکا اور اوس مردہ سے بھی زندہ کا کام لیا بعد ازان آصف خان
چوراگڈھ کو گیا اور [illegible] رانی کا بیٹا بھی کچھ لڑائی کے بعد مارا گیا اس فتح مین اسقدر خزانہ آصف خان اور اوسکے
لشکریون کے [illegible] حد شمار سے باہر تھا چنانچہ آصف خان کو اوس مال کے غرور مین بڑی نخوت پیدا ہوئی
آخر خاک مین ملگیا اسی سال کی بارھوین ذی قعدہ کو عین موسم برسات مین اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے
نرور کی طرف کوچ کیا اور نئے نئے طریقہ ہاتھیون کے شکار کے نکالے پھر سارنگپور کے راستہ سے
ولایت منڈو مین پہونچا عبد اللہ خان اوزبک کچھ پہلے اپنے قصورون کے خوف سے منڈو سے بھاگ کر
گجرات کو چلدیا چند مقیم خان نے جسکا اس یورش مین شجاعت خان خطاب ہو گیا تھا جا کر اوسکی تسلی کی
اور ہر طرح سمجھایا مگر اوسنے نمانا اکبر کی ہراول فوج سے کچھ عبد اللہ خان کی لڑائی بھی ہوئی آخر جب اکبر قریب پہونچا
تو عبد اللہ خان اپنے سارے مال و اسباب اور اہل و عیال کو وہین چھوڑ کر کچھ ضروری آدمی ساتھ لیکر
گجرات مین چنگیز خان کے پاس پناہ لے گیا چنگیز خان سلطان محمود گجراتی کا ایک غلام تھا او بعد

سارے امراے پنجاب کے مرزا محمد حکیم کی معاونت کے لیے جمع ہوئے اور جلال آباد مین قنبر کو جو تین ہزار سوارون سے
قتل کر ڈالا مرزا سلیمان یہ خبر سنکر بدخشان کو بھاگ گیا اور مرزا محمد حکیم بخاطر جمع کابل مین داخل ہوا خان کلان مرزا محمد حکیم کی
اتالیقی کے لیے کابل مین رہا باقی سب امرا اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوئے تھوڑے دنون کے بعد مرزا محمد حکیم نے
اپنی بیوہ ہمشیرہ کا جو شاہ ابو المعالی کی بیوی تھی بے مشورہ خان کلان کے خواجہ حسن نقشبندی کے ساتھ نکاح کر دیا اور
خواجہ حسن کو وکیل مستقل مقرر کر کے سارا انتظام اوسکے اختیار مین دیا کسی ظریف نے اوسکی نسبت یہ شعر تصنیف کیا تھا
گر خواجہ ما خواجہ حسن خواہد بود ۔ مارا نہ جوال و نی رسن خواہد بود ۔ خان کلان جو بالکل بیکار تھا مجبور ہو کر بے رخصت
مرزا محمد حکیم کے لاہور مین چلا آیا اور ساری کیفیت سے اکبر کو مطلع کیا اسی سال مین شیخ الاسلام فتحپوری نے ایک
خانقاہ جدید بنائی جو خوبی عمارت مین بے نظیر اور بے مثال تھی شیخ مذکور سنہ ۹۷۱ نو سو اکہتر مین سفر حج سے
واپس آیا تھا اوسکی تہنیت مین مصنف صاحب نے ایک خط عربی مین لکھا تھا اور اوس مین اوسکے آنے کی
یہ تاریخ لکھی تھی ع شیخ الاسلام مقتدائے انام ۔ رفع اللہ قدرہ السامی ۔ از مدینہ چو سوی ہند آمد ۔ آن ہدایت پناہ حامی
ہند از مقدم ہمایونش ۔ یافت از سر خجستہ فرجامی ۔ گیر حرفی و ترک کن حرفی ۔ بہر سال شیخ اسلامی ۔ دوسری تاریخ اسی طور پر
یہ تھی ع شیخ اسلام ولی کامل ۔ آن مسیحا نفس و خضر قدم ۔ لاح من جبہتہ انوار جلال ۔ طالع من جبہتہ نور قدم ۔ از مدینہ چو سوی
ہند شتافت ۔ آن مسیحا نفس و خضر قدم ۔ بشمر حرفی و بشمر حرفی ۔ بہر تاریخ خیر مقدم ۔ اسی سال مین آگرہ مین محل بنگالی
عمارت تمام ہوئی اور ایک اور قصر عالی اکبر نے بنوایا قاسم ارسلان نے اوسکی تاریخ یہ لکھی تھی ع چون بنای عشرت شہ
فرمود بنا دو خانہ فیض اثر ۔ تاریخ یکی ز عشرت آمد بیرون ۔ شد خانہ بادشاہ تاریخ دگر ۔ [illegible] سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی کو
اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے نرور اور گوالیار کی طرف کوچ کیا اور لوگون کو وہان [illegible] کے لیے
متعین کر کے خود گوالیار مین آیا چند روز وہان بسبب گرمی ہوا کے شکار [illegible] آگرہ کو واپس آیا
اس سال سے پہلے آگرہ کا قلعہ اینٹون سے بنا ہوا تھا [illegible] اس سال مین [illegible]
اور اوسکے صرف کے لیے فی جریب تین سیر غلہ تمام ملک سے [illegible]
سر دیوار اوسکی پتھر کی بنی ہوئی دس گز چوڑی اور چالیس گز اونچی تیار ہوئی اور اوسکے گرد ایک خندق بنوایا
چوبیس گز چوڑا اور دس گز گہرا تھا اور جمنا کا پانی اوسمین چھوڑ دیا [illegible] ان مین
اوسکے مثل دوسرا نہین فیضی نے اوسکے دروازہ کی تاریخ بنا [illegible]
اوس قلعہ کی تعمیر مین صرف ہوا اور چونکہ خزانہ تمام ہندوستان کا [illegible]

درین سال خجستہ فال بعد از معاودت از سفر مالوہ کہ اولیای دولت منصورہ و اعدای ملک مقہور شدہ بودند پیش دید ہمت
والا نہمت و اقتضای رای جہان آرای چنان افتاد کہ موضع گہراولی را کہ بیک فرسنگی آگرہ واقع شدہ و باعتبار
لطافت آب و نظافت ہوا بر خیلی امکنہ رجحانی و مزیتی تمام داشتہ معسکر حشم ہمایون و مخیم دولت ابد پیوند گردانیدہ
و از بدایع مداخل و مخارج شہر خاطر قدسی مآثر را فراغتی حاصل گشتہ اوقات فرخندہ سمات را گاہی بچوگان بازی
و گاہی بدوانیدن سگان تازی و پرانیدن جانوران گوناگون مصروف سازند و بنای آن معمورہ بلند
اساس را بشگون استحکام مبانی قصر سلطنت بی زوال و تفاول از دیاد جاہ و جلال گرفتہ فرمان نافذ بران گونہ
عز اصدار یافت کہ باریافتگان قرب منزلت و منظوران نظر عاطفت ہر کدام از برای خود دران مکان مرفہ
عمارات عالی و مناظر رفیع بنیاد نہند و در اندک مدت سواد آن بقعہ لطیف از پرتو توجہ حضرت ظل الٰہی خال رخ
عروس عالم شد و نگر چین کہ عبارتست از امن آباد نام یافت ؎ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آمد آخر ز پس پردۂ
تقدیر پدید ۞ طرفہ یہ ہے کہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب اوس عمارت کا کچھ اثر بھی باقی نہین رہا اسی سال مین
یا سال گذشتہ مین اکبر نے شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ عبد النبی محدث کو قصبہ اندری کرنال
طلب کر کے صدر الصدور مقرر کیا اور یہ اجازت دی کہ مظفر خان کے اتفاق سے لوگون کی مدد معاش مقرر
کیا کرے بعد چند روز کے وہ مستقل ہو گیا ابتدا مین اوسنے اسقدر انعامات اور روزینہ لوگون کو عطا کیے
کہ اگر سب بخششین اگلے بادشاہون کی جمع کیجاوین تو اوسکے برابر نہون لیکن آخر کو بالکل اسکے برخلاف ہو گیا چنانچہ
انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین اکبر کے خالو خواجہ معظم سے بعضے امور ناشایستہ سرزد ہوئے تھے
[illegible] اوسکے سمجھانے اور ایسی حرکتون سے منع کرنے کے لیے اوسکے گھر گیا تھا مگر اوسکے دل مین اکبر
کے آنے کی خبر سنکر بدگمانی پیدا ہوئی اور اوسی وقت اوسنے اپنی بی بی کو قتل کر دیا اکبر نے اس حرکت پر اوسکی
بیہودگی کی گوشمالی کی بعد ازان قید کر کے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مر گیا اس سال مین مرزا سلیمان
اور مرزا محمد حکیم مین بعضے معاملون پر نوبت بجنگ و جدال پہنچی اور مرزا سلیمان بڑا بھاری لشکر لیکر مقابلہ کو آیا
مرزا محمد حکیم عاجز ہو کر جلال آباد کو بھاگ آیا مرزا سلیمان نے تعاقب کیا آخر محمد حکیم جلال آباد سے بھی کوچ کر کے
ہندوستان کے حدود مین داخل ہوا اور ایک عرضی باستدعاے امداد اکبر کو بھیجی مرزا سلیمان قنبر نامے
ایک اپنے نوکر کو جلال آباد مین چھوڑ کر پشاور کے راستہ سے کابل کو چلا گیا اسی اثنا مین اکبر کے حکم کے بموجب
محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان تمامی اپنی قوم کے اور مہدی قاسم خان اور کمال خان گھکر وغیرہ

نرہن کے گھاٹ پر خان زمان کے مقابلہ مین متعین کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو رسالت کے طور پر سلیمان خان
کروانی حاکم بنگالہ کے پاس بھیجا تا کہ اوسکو سمجھا کر خان زمان کی مدد سے باز رکھے جب حاجی محمد خان رہتاس کے
قلعہ مین پہونچا وہان کے پٹھان خان زمان کے شریک تھے فوراً انھون نے حاجی محمد خان کو گرفتار کر کے
خان زمان کے پاس بھیجدیا چونکہ حاجی محمد خان اور خان زمان مین باہم قدیم سے ربط ضبط تھا اوسکے سبب سے
حاجی محمد خان کی خان زمان نے بہت تعظیم کی اور یہ ٹھہرایا کہ اپنی والدہ کو حاجی محمد خان کے ساتھ اکبر کے حضور
مین شفاعت کے لیے بھیجے اور اپنی تقصیرین معاف کرائے اسی عرصہ مین اکبر نے حسن خان خزانچی اور
مہاپاتر بھاٹ کی معرفت جو شیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریون مین سے تھا وہ ہندی شعر کہنے مین اور فن
موسیقی مین بڑا کامل تھا راجہ اوڑیسہ کے پاس جو بڑا نامی گرامی راجہ تھا یہ پیام بھیجا کہ خان زمان کی ہرگز مدد نکرے
اور اپنے ملک مین پناہ نہ دے اور یہ بھی اوسکو حکم دیا کہ سلیمان کو بھی یہ امر سمجھا دین چنانچہ سلیمان نے جا بجا
اسکو قبول کیا اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور کچھ اور نفیس تحفہ بطور ہدیہ کے بھیجے اور یہ دونون وکیل ان دونون کامون سے
فارغ ہو کر آگرہ مین ملازمت مین حاضر ہوئے اسی عرصہ مین بعضے ہمرہیون نے آصف خان سے مخالفت شروع کی
اور چوراگڈہ کے اسباب کا مطالبہ کیا آصف خان نرہن کے گھاٹ خان زمان کے مقابلہ مین متعین تھا آخر نکلا آدھی رات کو وہ
وزیر خان اپنے بھائی کے ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر مانکپور کو چلا گیا اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو منعم خان خانخانان کو لشکر کا سردار
مقرر کیا اور شجاعت خان کو آصف خان کے تعاقب مین نامزد کیا شجاعت خان کشتیون مین بیٹھکر گنگا اوترا تھا آصف خان کو جو
یہ خبر پہونچی فوراً گنگا کے کنارہ پر آکر ہر طرف نظر کی الغرض شجاعت خان کشتیون کو گنگا نہ اوتر سکے مجبور ہو کر شجاعت خان رات کے وقت
پھر اسی طرف واپس آیا پھر آصف خان بہت سی جمعیت ساتھ لیکر اپنی جاگیر کو چلدیا اب شجاعت خان نے
میدان خالی پاکر اوس راستہ کو چھوڑ کر کڑہ کے قریب گنگا اوترا پیچھے اور آصف خان کا تعاقب کیا اگرچہ
وہ بہت دور نکل گیا تھا اس سبب سے [illegible] پھر آگیا انھین دنون مین حسن خان اپنے [illegible]
فتح خان حاکم قلعہ رہتاس کی طرف سے آیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کر کے یہ پیغام دیا کہ حضور کسی امیر کو
بھیجدین تا کہ وہ قلعہ اوسکے سپرد کر دیا جاوے چنانچہ اکبر نے قلیچ خان کو اوسکے ہمراہ کیا مگر فتح خان کی
اسکے بعد نیت بدل گئی اور اپنے بھائی کے [illegible] کہ یہان [illegible]
بہت جمع ہو گیا ہے جسطرح ممکن ہو تو میرے پاس چلا آ چنانچہ اوسنے قلیچ خان کو چند روز حیلہ حوالون سے
ٹالنا شروع کیا اگرچہ ظاہر مین اطاعت بہت کرتا تھا مگر قلیچ خان اوسکے نفاق کو سمجھ گیا [illegible]

شد بناے قلعہ بھر زر بھی اوسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین خان زمان اور ابراہیم خان اور اسکندر خان اوزبک سے
بغاوت کی تفصیل اوسکی یہ ہے کہ عبداللہ خان اوزبک کی سرکشی کے بعد اکبر کو سب اوزبکون سے بدگمانی پیدا ہوئی
چنانچہ اوسنے اشرف خان میر منشی کو ضرور سے بلا کر سکندر خان اوزبک کے بلانے کے لیے اودہ کو جو اوسکی
جاگیر تھی بھیجا سکندر خان اشرف خان کو بلطایف الحیل اپنے ساتھ لیکر ابراہیم خان اوزبک کے پاس جو
[illegible] قوم مین بڑا تھا سرہرپور مین جہان اوسکی جاگیر تھی گیا اور وہان سے سب اکٹھے ہوکر خان زمان کے
پاس جونپور مین گئے سب کی راے مخالفت پر قرار پائی چنانچہ اشرف خان کو مجرمون کی طرح قید کر لیا اور سکندر خان
اور ابراہیم خان نے لکھنؤ مین اور خان زمان اور بہادر خان نے کڑہ مانکپور مین سرکشی شروع کی شاہم خان
جلایر اور شاہ بداغ خان وغیرہ خان زمان کے مقابلہ مین شکست کھا کر نیم کھار کے قلعہ مین بند ہو گئے
محمد امین دیوانہ کو خان زمان نے اوس معرکہ مین گرفتار کر لیا اور مجنون خان قاقشال شکست کھا کر
مانکپور کے قلعہ مین بند ہو گیا یہ خبر سنکر آصف خان والی کڑہ کتنکہ مین اپنا نائب چھوڑ کر جو بہت سا
خزانہ اور لشکر ساتھ لیکر مجنون خان کی مدد کو پہنچا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر بے انتہا روپیہ تمام فوج کو
تقسیم کیا اور مجنون خان کو بھی بہت سا خزانہ [illegible] دیا دونون نے خان زمان کے مقابلہ پر
قائم ہو کر [illegible] لکھا ہے اور یہ شعر پڑھا [illegible] ای شہسوار معرکہ آرائی [illegible]
[illegible] جب اکبر نے [illegible] اوٹھنے وقت یہ خبر سنی فوراً [illegible]
[illegible] گنگا کو قنوج کے گھاٹ [illegible] خان زمان [illegible] اور اوسکے پیچھے [illegible]
[illegible] اوس طرف روانہ ہوا جب قنوج مین پہنچا تو [illegible] خان گنگا [illegible]
[illegible] حاضر ہوا اور خانخانان کی سفارش سے اوسکی تقصیر معاف [illegible]
[illegible] کر لکھنؤ مین پہنچا سکندر خان [illegible] خان زمان اور بہادر خان [illegible]
چلا آیا [illegible] سب نے آصف خان اور مجنون خان کا مقابلہ چھوڑ کر جونپور کا راستہ لیا اور [illegible]
اپنے [illegible] ندی کے پرے پار مقام کیا اکبر نے یوسف محمد خان ولد آنکہ خان کو [illegible]
تمام [illegible] ہوکر جونپور پہنچا آصف خان اور مجنون خان نے پانچ ہزار
سوار [illegible] مین حاضر ہوکر بہت تحفہ پیشکش کیے وہ سب قبول ہو گئے جمع کے [illegible]
[illegible]

ایک روز بہادر خان انکے لشکر کے قریب تنہا چلا آیا اور معز الملک کو مع چند امیرون کے بلا کر صلح کی گفتگو شروع کی اور کہا کہ خان زمان اپنی والدہ اور ابراہیم خان کو دربار میں بھیجنا چاہتا ہے بلکہ بھیجدیا ہوگا اور امید ہے کہ اونکے وسیلہ سے ہمارے گناہ معاف ہوجاوینگے جب تک وہان کا جواب آوے تب تک لڑائی موقوف رکھو معز الملک کا دماغ آسمان پر تھا ہرگز نمانا ٹوڈرمل بھی بہت تیز ہوا آخر گفتگو بہت سخت ہوئی بحث بہ ہو کر بہادر خان اور سکندر خان [illegible] صفین آراستہ کین اور میر محمد امین دیوانہ کوت[illegible] عبدالله [illegible] خان اور کاکر علی خان وغیرہ کے قلب سپاہ مین ٹھہرا اور باقی امیرون کو میمنہ و میسرہ [illegible] اور دوسری طرف بھی سکندر خان اور اوسکے داماد محمد یار اور بہادر خان نے فوج [illegible] شروع ہوئی اور دونون فوجین دو پہاڑون کی طرح ٹکرائے اثنا مین محمد یار اس معرکہ مین قتل ہوا اور سکندر خان گھبرا کر کالی ندی میں جا اوسکی فوج کے پیچھے بھاگ پڑا اور خود تو پار اتر گیا مگر اوسکے ساتھی بہت سے دریا مین ڈوب گئے [illegible] معز الملک کی تمام [illegible] مصروف ہوئی معز الملک تھوڑے سے سردارون کے ساتھ [illegible] خان بھی [illegible] حملہ آور ہوا معز الملک مقابلہ سے بھاگا اور شاہ بداغ اوس کشمکش مین گھوڑے پر سے گر پڑا اوسکے بیٹے عبد المطلب خان نے ہرچند چاہا کہ باپ کو لے بھاگے مگر ممکن نہوا آخر بیٹا اپنی جان بچا کر نکل گیا اور باپ گرفتار ہوگیا راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان شام تک لڑتے رہے پھر متفرق ہوگئے دوسرے دن سب اکٹھے ہو کر شیر گڑھ میں آئے اور اکبر کو حقیقت حال سے مطلع کیا یہ قصہ تمام ہوا الغرض جب خانخانان والدہ خان زمان خان اور ابراہیم خان کو مع میر ہادی صدر اور نظام آغا کے جو خان زمان کے معتمد علیہ تھے درگاہ مین لایا اور ہاتھی نظر سے گذرانے ابراہیم خان سر برہنہ تلوار اور کفن گردن مین ڈالے ہوئے زبان حال سے یون کہنے لگا کہ قتل کریا درگذر کر بندہ فرمان ہیں ہم خانخانان نے بھی سفارش کی اور خان زمان کی پچھلی خدمتین یاد دلائین اکبر نے اونکے گناہ معاف کیے اور جاگیرین بحال رکھین اور حکم دیا کہ اونکے وکیل آگرہ مین جاکر فرمان درست کرالین اور موافق فرمانون کے عملدرآمد کرین خان زمان نے وہان یہ خبر اپنے بیٹون کو بھیجی بہادر خان اور سکندر خان نے بھی کوہ پارہ اور صف شکن ہاتھی جنپر جھگڑا تھا درگاہ کو روانہ کیے اسی اثنا میں راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان کی عرضی پہونچی اور لڑائی کا حال اور شکست کی

سطلب کے واپس آیا یہ رہتاس کا قلعہ بہار کے توابعات سے ہے طول اوسکا چودہ کوس ہے اور عرض تین کوس اور
بلندی پانچ کوس قلعہ کے اندر کھیتی ہوتی ہے اور پانی کی اوسکے اندر یہ کثرت ہے کہ جہان میخ گاڑ دو وہین پانی
نکل آتا ہے جب سے کہ وہ قلعہ شیر شاہ نے لیا تھا تب سے پٹھانون کے قبضہ مین تھا چنانچہ اسی طرح
فتح خان تک پہونچا اس عرصہ مین نرہن کے گھاٹ منعم خان خان زمان کے مقابلہ مین تھا خان زمان نے
بہادر خان کو سردار مقرر کرکے سکندر خان کے ساتھ میان دواب کے ملک کو روانہ کیا [illegible]
اپنے قبضہ مین کرلے یہ سنکر اکبر نے شاہ بداغ خان اور اوسکے بیٹے عبد المطلب خان اور رقا خان اور
سعید خان اور محمد معصوم خان فرنخودی وغیرہ کو میر معز الملک مشہدی کے ساتھ اونکے مقابلہ کے لیے
متعین کیا مگر معز الملک اس سرداری کے قابل نتھا منعم خان اور خان زمان مین باہم [illegible] ملاقات
تھی اسی سبب سے وہ پانچ چار مہینہ تک باہم صلح کی گفتگو مین ایام گزاری کرتا رہا آخر اکبر نے خواجہ جہان
اور دربار خان کو جونپور سے بھیجا تاکہ صلح یا لڑائی کا کچھ انجام معلوم کرے تب ایک [illegible] خان زمان
تین چار آدمیون کے ساتھ اور اسطرف سے خانخانان اور دربار خان بھی دو تین آدمیون کے ساتھ کشتی
مین بیٹھکر روانہ ہوئے دریا مین دونون کی ملاقات ہوئی آخر بہت سی گفتگو ہونے کے بعد یہ بات ٹھہری
ہوئی کہ خان زمان اپنی والدہ اور اپنے چچا ابراہیم خان ازبک کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ دربار مین
بھیجے اور اپنی تقصیرون کا عفو چاہے جب اوسکی تقصیرین معاف ہو جاوین تو سکندر خان اور بہادر خان
بھی حاضر ہو جاوین بعد ازان دربار خان رخصت ہوکر دربار مین آیا اور یہ خبر اکبر سے بیان کی دوسرے روز
خان زمان کی والدہ اور ابراہیم خان کو خانخانان اور خواجہ جہان مع ہاتھیون کے اپنے ہمراہ لائے اور
انھون نے عفو جرائم کی گفتگو شروع کی ابھی یہ بحث ناتمام تھی کہ یکایک خبر پہونچی کہ میر معز الملک نے مقابلہ
مین شکست پائی یہ خبر سنکر اکبر بہت آزردہ ہوا اور وہ صلح سب درہم برہم ہوگئی تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب میر معز الملک
فوج سکندر خان اور بہادر خان کے مقابلہ مین پہونچی تو سکندر خان وغیرہ جہان تک آگئے تھے وہین
ٹھہر گئے اور میر معز الملک کو یہ پیغام بھیجا کہ اکبر کے حضور مین ہمارے گناہونکا شفیع بنے اور یہ درخواست
کرے کہ اگر اجازت ہو تو جسقدر ہاتھی وغیرہ ہمارے پاس ہین سب پیشکش کرین اور جب ہماری خطا معاف
ہو جاوے تو ہم بھی حاضر ہو جاوین معز الملک نے کج خلقی شروع کی اور لڑائی پر آمادہ ہوا اسی اثنا مین لشکر خان
میر بخشی اور راجہ تو ڈرمل دربار سے پہونچے تاکہ لڑائی یا صلح جو کچھ قرار پاوے اوسکو فیصل کردین آخر

اندھیری رات مین چھوڑا کرتے تھے اسی عرصہ مین محمد یوسف خان بسبب کثرت شراب کے بیمار ہو کر مر گیا اسی سال خان زمان نے
بہادر قاسم کوہ حسین خان اوسکے داماد اور خالدی خان وغیرہ امیرون کے تین چار ہزار آدمیون کی
جمعیت کے ساتھ ولایت کڑہ و کٹنکہ کی طرف آصف خان کے مقابلہ کے لیے نامزد کیا آصف خان نے
یہ سنکر قلعہ چوراگڈہ کو چھوڑ دیا اور ایک عرضی اپنے عفو تقصیرات کی امید مین روانہ کی مگر اکبر نے منظور نکیا
تب آصف خان نے خان زمان کو خط لکھا بعد ازان خود بھی اپنے بھائی وزیر خان کو ساتھ لیکر جونپور مین
خان زمان کے پاس گیا مگر خان زمان نے پہلی ہی ملاقات مین اوس سے ایسی بے پروائی کی کہ آصف خان
اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا مہدی قاسم خان نے ملک کڑہ کو ضبط کر کے تمام جاگیردارون پر
تقسیم کر دیا اور آصف خان کا تعاقب چھوڑ کر ہنڈیہ کے راستہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا حسین خان قلعہ
ستواس تک جو ملک دکن کے قریب ہے اوسکو پہونچانے گیا اسی اثنا مین ایک نیا حادثہ پیش ہوا
اور وہ یہ ہے کہ شاہزادہ سلطان محمد میرزا کو جسکا سلسلہ باپ کی طرف سے امیر تیمور سے اور مان کی طرف سے
سلطان حسین میرزا سے ملتا تھا اور اوس زمانہ مین بہت بوڑھا ہو گیا تھا بادشاہ کی طرف سے پرگنہ اعظم پور
اوسکی جاگیر مین تھا اِن دنون اوسکے بیٹون ابراہیم حسین میرزا اور شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا نے ولایت سنبھل مین
سرکشی شروع کی اوس زمانہ مین اکبر نے میرزا محمد حکیم کا فتنہ رفع کرنے کے لیے پنجاب کی طرف توجہ کی تھی خانخانان
منعم خان نے انکا مقابلہ کیا چنانچہ یہ اوسکے مقابلہ سے بھاگ کر میان دواب مین گئے اور وہان سے
دہلی پہونچے پھر وہان سے مالوہ کے ملک مین جا کر بغاوت کی بنیاد ڈالی پھر وہان سے شاہ میرزا اور
محمد حسین میرزا ہنڈیہ مین گئے اور ابراہیم حسین میرزا نے ستواس پر فوج کشی کی حسین خان اور مقرب خان
وغیرہ امراے دکن نے ستواس کے قلعہ مین بند ہو کر لڑنا شروع کیا مگر چونکہ ذخیرہ قلعہ مین نتھا اس سبب سے
چندروز مین یہ نوبت پہونچی کہ لشکر کے گھوڑون اور اونٹون اور بیلون کو کھانے لگے اور کسی طرف سے
کچھ مدد نہ آئی مگر اس حال پر بھی ہر چند ابراہیم حسین میرزا نے صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی لیکن اہل قلعہ ہرگز
راضی نہوئے اور لڑائی مین تقصیر نکی میرزا ابراہیم حسین نے مقرب خان کے بھائی برقدم خان کو ہنڈیہ مین قتل
کیا تھا اور اوسکے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا تھا آخر ایک روز اوسنے برقدم خان کا سر نیزہ پر رکھکر مقرب خان
کو دکھلایا اور اوسکی مان کو بھی جو قید مین تھی اوسکے سامنے کر کے کہنے لگا کہ ہنڈیہ فتح ہو گیا اور سارے
تیرے اہل و عیال قید مین اب تو کس اعتماد پر لڑنے مین کوشش کرتا ہے یہ معاملہ دیکھکر مقرب خان کے

کیفیت اور امیرون کا نفاق معلوم ہوا اکبر نے کہا کہ ہم خانخانان کی خاطر سے خان زمان کے گناہ معاف کرتے ہیں
اب سب امیر درگاہ مین چلے آوین مگر پھر معز الملک اور راجہ ٹوڈرمل پر عتاب ہوا اور جن جن امیرون نے لڑائی
کیوقت طرح دی تھی وہ بھی ایک مدت تک سلام سے محروم رہے مگر بعد کو اون سب کی تقصیرین معاف
ہوئین پھر اکبر قلعہ چنار کی سیر کرتا ہوا اور ہاتھیون کا شکار اوسی کے جنگل مین کھیلتا ہوا لشکر مین آملا جس زمانہ
مین کہ چنار مین اکبر کا لشکر تھا خان زمان گنگا اوتر کر اپنے عہد سے منحرف ہوگیا اور محمد آباد مین جو قصبہ ہے
کی توابعات مین سے ہے داخل ہوا اور اپنے گماشتے غازی پور اور جونپور پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے
اکبر کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور اشرف خان میر منشی کو جونپور مین بھیجا تا کہ خان زمان کی ماں کو قلعہ مین نظر بند
رکھے اور جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ آوے اوسکو گرفتار کر لیوے اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو اپنا
نائب چھوڑکر خود اکبر نے خان زمان پر فوج کشی کی آخر خان زمان کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ سنکر
اوسکا تعاقب موقوف کیا اسی اثنا مین بہادر خان کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر جونپور مین پہونچا اور کمندین ڈال کر
قلعہ مین داخل ہوا اور اپنی ماں کو وہان سے نکال کر اشرف خان کو بھی قید کر لیا اور نرہن کے گھاٹ گنگا اوتر کر
چلدیا پانچوین رجب سنہ نو سو چوہتر کو پرگنہ نظام آباد توابع جونپور مین اکبر کی سالگرہ ہوئی یہ معمول تھا کہ ہر سال
دو بار بحساب تاریخ شمسی اور قمری کے اکبر سونے اور چاندی سے اپنا وزن کیا کرتا تھا اور اوسکو برہمنون پر تقسیم کر دیا
کرتا تھا اکثر شاعر اس تہنیت مین قصیدہ لکھا کرتے تھے پھر وہان سے کوچ کر کے اکبر قلعہ جونپور مین داخل ہوا
خان زمان نے جب یہ خبر سنی تو میرزا میرک کو خانخانان کے پاس اپنے گناہون کی عذر خواہی مین بھیجا اور
اوس سے دوبارہ شفاعت کی درخواست کی میرک خان زمان کی والدہ کو بھی اپنے ساتھ لایا خانخانان نے
میر جلال الدین قزوینی اور ملا عبد اللہ مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر کو ساتھ لیکر دوبارہ خان زمان کی
سفارش کی اکبر نے پھر اوسکی تقصیرین معاف کین اور میر مرتضی شریفی کو جو میر سید شریف کی اولاد مین سے تھے
اور مخدوم الملک کو خان زمان سے توبہ کرانے کے لیے بھیجا خان زمان انکے استقبال کے لیے آیا
اور موافق انکی درخواست کے عہد و پیمان لیے پھر خان زمان نے سب اپنے عزیزون کو بڑی تعظیم اور
تکریم سے [illegible] رخصت کیا آخر سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر مین اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور [illegible] دن ساتوین
رمضان سنہ مذکور [illegible] مین داخل ہوا پھر وہان سے نگرچین کو جسے نیا آباد کیا تھا گیا اور وہان جانورون کے
اوڑانے اور چوگان [illegible] اور سگ تازی وغیرہ مین مشغول ہوا اور ایک گولہ نئی طرح کا ایجاد کیا جسکو

چلا آیا مرزا سلیمان نے موقع پاکر اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو ساتھ لیکر چوتھی بار پھر کابل پر حملہ کیا محمد حکیم محمد معصوم کوکا کو
کابل مین چھوڑکر خود مع خواجہ حسن نقشبندی کے غوربند کو چلا گیا جب مرزا سلیمان زور سے کابل کو نلے سکا تو اوسنے
اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو قراباغ مین جو کابل سے دس کوس غوربند کی سرحد پر ہے بھیجدیا چنانچہ اوسنے حیلہ بکرکے
صلح کی گفتگو شروع کی اور قسمین سخت کھائین چنانچہ مرزا تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر اوس سے ملنے کو گیا
خواجہ حسن بھی اس صلاح مین شریک تھا مگر اور سب لوگ ناراض تھے وہ کہتے تھے کہ یہ عورت مکارہ ہے اسکا قول و
فعل ہرگز اعتبار کے قابل نہین ہے مگر مرزا نے نمانا جب مرزا محمد حکیم قراباغ کو چلا مرزا سلیمان نے بہت سا لشکر
لیکر اوس طرف کسی کمینگاہ مین قیام کیا لوگون نے یہ خبر مرزا محمد حکیم کو پہونچائی چنانچہ وہ فوراً غوربند کو لوٹ گیا
اور وہان سے کوہ ہندوکش کو چلدیا خواجہ حسن یہ چاہتا تھا کہ اوسکو پیر محمد خان اوزبک حاکم بلخ کے پاس لیجاوے
اور وہان سے مدد لے مگر اور سردار اس امر پر راضی نہوئے ناچار مرزا نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور بیچ کے
راستہ سے جلال آباد مین اور وہان سے چلکر اٹک کو اوتر لیا پھر وہان سے اکبر کو عرضی بھیجی خواجہ حسن اپنی جماعت
کو لیکر بلخ کو چلا گیا اور چند روز مین وہین نیست نابود ہوگیا سلیمان نے تھوڑی دور محمد حکیم کا تعاقب کیا تھا
جو کچھ لوگ اوسکے لشکر کے پیچھے رہ گئے اونکو پکڑ لیا جو اسباب ہاتھ آیا اوسکو لوٹ لیا محمد معصوم نے اسوقت
مین سلیمان کے لشکر پر حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا محمد قلی نامے اوس لشکر کا سردار چہار باغ مین بند ہوگیا
پھر سلیمان نے قاضی خان بدخشی کو وکیل بناکر صلح کی گفتگو کے لیے محمد معصوم کے پاس بھیجا وہ اول صلح پر
راضی نہوا مگر چونکہ قاضی خان اوسکا استاد تھا اس سبب سے چار ناچار اوسکو ماننا پڑا مرزا سلیمان برای نام
تھوڑی سی پیشکش ادھر سے لیکر بدخشان چلا گیا محمد حکیم کے قاصد کے پہونچنے سے پہلے اکبر نے یہ سارے
جھگڑے سنکر ایک گھوڑا مع زین اور لجام مرصع اور بہت سی تحفہ اور بہت سے خزانہ کے خوشخبر خان کے ہاتھ
محمد حکیم کو بھیجا اور سب پنجاب کے امیرون کو مدد کے لیے تعین کیا محمد حکیم استقبال کے لیے آیا اور دربار مین
حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اسی اثنا مین فریدون خان اوسکا ماموں جا پہونچا اکبر نے اوسکو محمد حکیم کے
معاملات کی درستی کے لیے بھیجا تھا مگر اوس کمبخت نے جاکر اور بہکایا اور بغاوت پر آمادہ کیا شہاب خان کا بھائی
حسن خان جو کابل مین تھا اور سلطان علی نامے ایک امیر جو ہندوستان سے بھاگ گیا تھا اور اسی قسم کے
واقعون کا منتظر تھا فریدون خان سے متفق ہوگئے اور محمد حکیم کو سمجھایا کہ لاہور کا لے لینا نہایت آسان ہے
غرض سب کی راے مخالفت پر قرار پائی اور یہ تجویز کی کہ خوشخبر خان کو گرفتار کرلیجیے مگر چونکہ مرزا محمد حکیم کے

جو اس جا تے رہے ناچار امن مانگ کر حاضر ہوگیا بعد ازان حسین خان کو بھی عہد و پیمان کرکے باہر بلا لیا بدایون سے نیے اوسکو نوکری کی تکلیف دی جب اوسنے قبول نکیا تو اوسکو سلامت چھوڑ دیا چنانچہ جب سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر مین اکبر لاہور سے آگرہ مین آیا تو حسین خان ملازمت مین حاضر ہوا پہلے سے تپیالی اوسکی جاگیر مین تھی اب پرگنہ شمس آباد کو اوراوسپر اضافہ کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی تپیالی مین جاکر حسین خان سے ملاقات کی تھی نہایت خلیق اور متواضع اور درویش سیرت اور بہادر اور سخی اور اہل سنت وجماعت اور علم پرور اور فضل دوست تھا مصنف صاحب کی اوسنے بڑی خاطر کی چنانچہ دس برس تک اوسکی صحبت مین رہے آخر کسی بات پر رنج ہوگیا ہر چند حسین خان نے عذر کیا اور بہت سے لوگون کو وسیلہ ڈالا یہانتک کہ بدایون مین جاکر مصنف صاحب کی والدہ محترمہ سے بھی سفارش کرائی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور مصنف صاحب پھر وہان سے اکبر کی ملازمت مین چلے گئے غرض خان زمان نے آصف خان اور بہادر خان کو پٹھانون کے بعضے ملکون پر نامزد کیا اور وزیر خان کو کسی بہانہ سے اپنے پاس نظربند رکھا مگر ان دونون بھائیون نے خط کتابت کے وسیلہ سے بھاگنے کا ایک دن مقرر کیا چنانچہ اوسی مقرری رات مین وزیر خان زمان کے پاس ہی سے بھاگا اور آصف خان بہادر خان سے جدا ہوکر مانکپور کی طرف چلدیا بہادر خان نے اوسکا تعاقب کیا جونپور اور مانکپور کے درمیان مین بڑی لڑائی ہوئی آخر آصف خان گرفتار ہوگیا بہادر خان اوسکو ہاتھی پر عماری مین بٹھاکر روانہ ہوا اسی اثنا مین وزیر خان جونپور سے یہ خبر سنکر بہادر خان کے لشکر پر جا پہونچا اوس وقت سب لوگ لشکر کے لوٹ کھسوٹ مین متفرق تھے اس سبب سے بہادر خان وزیر خان کا مقابلہ نکرسکا فوراً حکم دیا کہ آصف خان کو عماری مین قتل کرڈالین اوسکی ناک پر ایک زخم بھی لگا تھا و تین اونگلیان بھی کٹ گئی تھین مگر وزیر خان نے پیشدستی کرکر آصف خان کو چھڑا لیا اور دونون بھائی متفق ہوکر کڑہ کو چلدیے وزیر خان نواحی لاہور مین جس زمانہ مین اکبر محمد حکیم کے تعاقب مین گیا تھا اور وہان قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا حاضر ہوا اکبر نے آصف خان کی نام بھی ایک فرمان عنایت کے مضمون کا بھیجا اسی سال مین مرزا محمد حکیم لاہور مین آیا اور سبب اوسکے آنے کا یہ ہوا کہ جب مرزا سلیمان تیسری مرتبہ بھی کابل سے لوٹ گیا اور مرزا محمد حکیم قابض متصرف ہوگیا سارے بادشاہی امیرون کو رخصت کیا اور خواجہ حسن نقشبندی کو وکیل مطلق مقرر کیا اوسی عرصہ مین خان کلان خفا ہوکر

اور ہر ایک کروری سے اوسکے علاقہ کی محاصل کی ضمانت لی اول فتحپور سے پیمایش شروع ہوئی ایک کروری اول کا آدم پور اور
دوسرے کا شیث پور اور ایوب پور پیغمبرون کے نام کی ترتیب سے نام رکھے یہ سارے معاملات رعایت رعایا کے سبب
مقرر کیے تھے مگر معاملہ برعکس ہوگیا یعنی تمام ولایت کروریون کے ظلم سے ویران ہوگئی اور سب لوگ اپنے جورو بچہ بیچکر
ادھر اودھر بھاگ گئے اور زرجمع کے وصول مین بڑی دقت ہونے لگی راجہ تودرمل نے کروریون سے بڑی شدت سے
محاسبہ لیا چنانچہ بڑے عمدہ عمدہ آدمیون پر حساب کے وقت بہت سی مار پڑی اور شکنجہ مین کھینچے گئے اور کچھ لوگ
دیوانخانہ کچہری مین قید ہوگئے اور اونپر یہ شدتین ہوئین کہ سب اوسی مصیبت مین مرگئے آخر اونکو گور و کفن بھی
نملا اور چونکہ تمام ملک سوا بعضے پرگنون کے جو خالصہ قرار دیے گئے تھے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم تھا امرا
فسق و فجور اور طرح طرح کے اسرافات بیجا مین بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے سپاہ نوکر رکھنے کی گنجایش نہوتی تھی
جب کبھی لڑائی کا موقع ہوتا تھا چند غلام اور شاگرد پیشہ ساتھ لیکر معرکہ مین حاضر ہوجاتے تھے سپاہی کار آزمودہ ہمین
میسر نہ آتا تھا اسلیے شہباز خان نے جو میر بخشی تھا رسم داغ و محلہ کی جو ضابطہ سلطان علاء الدین خلجی کا ہے اور بعد ازان
شیر شاہ کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا از سر نو جاری کیا کہ اول امرا کو منصب بیستی کا عنایت ہو جب وہ موافق
اپنے منصب کے بیس سوار بھرتی کر کے ملاحظہ گذرانے اور اوسکی لیاقت کے موافق اور زیادہ ترقی منظور ہو
تو اوسوقت اوسکو منصب صدی عنایت ہو تب اوسپر لازم ہو کہ سپاہی اور گھوڑا اور اونٹ اور ہاتھی وغیرہ سب
سامان موافق اپنے مرتبہ کے بہم پہونچاوے جب یہ سب سامان اوسکے پاس خاطر خواہ مہیا ہو جاوے تب منصب ہزاری
اور دوہزاری کا پنجہزاری تک مرحمت ہو اور اگر وہ موافق اپنے منصب کے سامان مہیا نہ کرے تو پھر اوسکا تنزل
کر دیا جاوے جب یہ ضابطہ مقرر ہوئے تب امیرون نے یہ تدبیر شروع کی کہ منصب لینے کے لیے اپنے غلامون اور چند
بارگیرون کو سپاہیون کا لباس پہنا کر پیش کر دیتے تھے اور جب خاطر خواہ جاگیر لے لیتے تھے تو بارگیرونکو رخصت
کر دیتے تھے جب پھر ضرورت ہوتی تھی تو پھر کچھ بھیڑ بھاڑ اکٹھی کر لیتے تھے غرض بیچارہ سپاہیون کی کسیطرح قدر
نہوئی دھنیے اور جولاہے اور بڑھئی اور بنیے گھوڑا اور سامان کرایہ کا لاکر منصب پاتے تھے اور کروری یا احدی
یا داخلی وغیرہ ہو جاتے تھے بعد ازان اوس گھوڑے اور سامان کا پتا نہوتا تھا اکثر اکبر نے دیوانخانہ خاص مین
اپنے سامنے سپاہیون کو مع تمام سامان اور لباس کے ہاتھ پاؤن باندھ کر ترازو مین وزن کرایا ہے بعد ازان
معلوم ہوا ہے کہ وہ سب سامان اوسکا کرایہ کا ہوتا تھا خود اکبر اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ ہم ان سب لوگون کا
حال بخوبی جانتے ہین اور عمدًا اونکے ساتھ سلوک کرتے ہین بعد چند روز کے اکبر نے احدی دو اسپہ اور یک اسپہ

شہید ہوا بعد ازان شہباز خان کنبو نے جاکر چند روز مین اوس قلعہ کو فتح کیا اسی سال مین اکبر نے میر گیسو بکاول کو
قلعہ بکر کیطرف روانہ کیا تاکہ اوس قلعہ کا بندوبست کرے اور سلطان محمود بکری کے مال کی تحقیقات کرے اسی سال مین
گجرات مین بڑی وبا آئی اور قحط بھی اس شدت کا ہوا کہ ایک من جوار ایک سو بیس ٹکہ کو ملتی تھی ان مصیبتون مین بہت
خلق تباہ ہوئی اسی سال مین خواجہ امینا وزیر نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا پٹنہ سے لشکر کے لوٹتے وقت لکھنو مین انتقال
کیا جس زمانہ مین اوسکا مرتبہ بڑے عروج پر تھا اونھین دنون مین صبوحی شاعر نے اوسکے باب مین یہ رباعی لکھی تھی

بر اہل ہنر سد سکندر در تست ٭ یاجوج کہ گویند صف لشکر تست ٭ در دور تو آثار قیامت پیداست ٭ دجال تولی خواجہ امینا خر تست

اگرچہ خواجہ امینا اپنی ذات سے نہایت بخیل تھا یہانتک کہ رات کا پکا ہوا کھانا باسی صبح کو کھایا کرتا تھا لیکن لوگون کی
حاجت روائیون مین بے نظیر تھا جب اوسکو کسیکی پرورش منظور ہوتی تھی تو کسی قدر روپیہ اوس سے بطور رشوت کے لیتا تھا بعد ازان
اکبر سے اوسکی تقریب کرکے جاگیر اور نقارہ اور منصب اور خطاب دلوا دیتا تھا اور تمام خراسان اور عراق اور ماوراء النہر کے
علما خواجہ امینا کے پاس آتے تھے اور وہ اونکو بادشاہ سے بہت سا روپیہ دلوایا کرتا تھا اور اوسکی سعی سے اور امرا بھی
بہت کچھ دیا کرتے تھے چنانچہ حافظ تاشکندی شاگرد ملا عصام الدین ابراہیم اسفراینی کو جو عربیت مین بڑے کامل تھے
اور سورہ محمد پر اونھون نے ایک تفسیر لکھی ہے اوس سے اونکے علم کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے خواجہ مذکور نے تیس چالیس ہزار
روپیہ اکبر سے اور امرا سے دلوا دیے چنانچہ وہ بڑے سامان سے منعم خان خانخانان کے پاس گئے اور پھر بڑے
زردار ہوکر سنہ نوسو ستتر مین سفر حج کو تشریف لیگئے اور وہان سے اپنے وطن مین جاکر انتقال کیا اس زمانہ کے
مضحکات مین سے ایک یہ ہے کہ حاجی ابراہیم سرہندی اکبر کی مجلس مین علما سے بحث مین بہت سا مکابرہ اور مجادلہ
کیا کرتا تھا اور طرح طرح کے مغالطہ دیا کرتا تھا جب حافظ مذکور نے تقریباً اکبر کے حضور مین پیش کی تو حاجی ابراہیم نے
میرزا مفلس سے جو علوم عقلیہ مین بڑا کامل تھا پوچھا کہ موسی کیا صیغہ ہے اور کس کلمہ سے مشتق ہے اتفاقاً اوس وقت میرزا
مذکور سے جواب مناسب نہ دیا گیا اسوجہ سے عوام کو یقین ہوگیا کہ حاجی ابراہیم علم مین سب پر غالب ہے مگر یہ اوسکی بڑی
بے انصافی کا تھا لوگون نے قاضی زادہ لشکر سے جو متھرا کا قاضی تھا پوچھا کہ تم بحث مین کیون نہین شریک ہوا کرتے
اونھون نے جواب دیا کہ اگر حاجی ابراہیم نے مجھسے عیسی کا صیغہ پوچھا تو مین کیا جواب دونگا یہ لطیفہ اوسنے نہایت بلیغ
اسی سال مین اکبر کو آبادی ملک اور ترقی زراعت کی طرف زیادہ توجہ ہوئی تمام رقبہ پرگنات کا خشکی اور تری اور شہر
جنگل اور پہاڑ اور دریا کو پیمائش کیا اور اسقدر زمین کو جسکے مزروعہ ہونے کے بعد ایک کروڑ تنگہ محاصل کا حاصل ہو
ٹکے اوپر ایک کروڑی مقرر کیا اور اوسکو یہ تاکید کی گئی کہ تین برس کے عرصہ مین تمام زمین غیر مزروعہ کو مزروعہ کردے

یہ ساری کیفیت خانخانان کو لکھی تب خانخانان نے شاہم خان جلایر اور لشکر خان بخشی کو جسے عسکر خان اور بعد ازان
استر خان بھی کہنے لگے تھے اور سوای اونکے اور امیرون کو بھی مدد کے لیے بھیجا چنانچہ یہ لوگ بردوان مین راجہ سے
جا ملے راجہ امیرون کو اوسی منزل مین چھوڑکر تنہا قبا خان کے پاس گیا اور اوسکی تسلی اور دلاسا دیکے لوٹا لایا پھر
وہان سے کوچ کرکے مداران کے راستے سے جھوران مین گئے جو [illegible] مین ہے تب داؤد نے اپنے اہل و عیال کو
کٹک بنارس مین چھوڑ دیا اور خود لڑائی کا سامان تیار کر رہا تھا یہ سنکر خانخانان بھی بڑھ کے جا ملا پٹھانون نے اپنے
لشکر کے گرد خندق کھودکر قلعہ سا بنا لیا [illegible] ذیقعدہ ۹۸۲ھ کو [illegible] کے نواح مین [illegible] بڑی بھاری لڑائی ہوئی
شروع [illegible] داؤد کے ہاتھیون نے جو بڑے مست تھے خانخانان کے لشکر پر حملہ کیا اوسوقت خانخانان نے حکم دیا
کہ زنبورکین اور توپین جو گاڑیون پر رکھی ہوئی تھین صفون کے آگے چھوڑنا شروع کرین چنانچہ اونکے چھوڑتے ہی ہاتھی
روگردان ہوئے اور بہت سے پٹھان گولیون کی ضرب سے مارے گئے اسی اثنا مین گوجر خان نے جو داؤد کے لشکر کا ہراول
تھا خان عالم اور خواجہ عبداللہ اور کچک خان اور سید عبداللہ چوگان بیگی اور مرزا علی عالم شاہی پر جو خانخانان کے
لشکر کے ہراول تھے حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ مین اونکو پسپا کرکے قبا خان گنگ کے لشکر تک ہٹا دیا اس معرکہ مین خان عالم
بڑی بہادری کرکے مارا گیا اور اوسکی فوج نے درہم برہم ہوکر اوس غول مین جہان خانخانان تھا اور امیرون کے تھا پناہ لی
تھوڑی دیر کے بعد خانخانان کی فوج مین بھی تزلزل پڑا ہر چند خانخانان نے بندوبست کیا مگر لوگون کے پانون اوکھڑ گئے تھے
پھر انتظام نہو سکا یکایک گوجر خان حملہ کرکے خانخانان تک جا پہونچا اوسوقت خانخانان کے پاس تلوار بھی نتھی
گوجر خان تلوارین مارتا تھا اور خانخانان اوسکے جواب مین کوڑے مارتا تھا اسی حال مین خانخانان کے گھوڑے نے
ہاتھیون سے ڈر کر سرکشی شروع کی اوسوقت خانخانان معرکہ مین قائم نہ رہ سکا اور بھاگے ہوئے آدمیون کو جمع کرنے کے
بہانہ سے کئی کوس تک بھاگا پٹھانون نے بہت دور تک اوسکا تعاقب کیا پھر قبا خان گنگ وغیرہ کئی امیرون نے
پٹھانون کی فوج پر تیرون کا مینھ برسا دیا آخر یہ نوبت پہونچی کہ فریقین مین حرکت کی بھی قوت نہ رہی گوجر خان جو
خانخانان کے تعاقب مین گھوڑا بھگائے ہوئے چلا جاتا تھا ناگہان اوسکے ایک ایسا تیر لگا کہ جسکے صدمہ سے
گھوڑے پر سے گر کر مر گیا یہ حال دیکھکر اوسکے لشکر والے بدحواس ہوکر بھاگے اور بھاگتے وقت بہت سے
مارے گئے جب خانخانان نے گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی تو اوسنے گھوڑا پھیر کر پھر میدان کا قصد کیا
اور مخالفون پر تیرون کی بوچھار کی راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان وغیرہ نے جو بادشاہی لشکر کی میمنہ فوج مین
تھے غنیم کی میسرہ فوج پر جسکا سردار اسمعیل خان آبدار ملقب بہ خانخانان تھا حملہ کیا اسی طرح شاہم خان

بلکہ نیم اسپہ بھی مقرر کیے کہ دو دو سوارون مین ایک گھوڑا مقرر ہوا چھ روپیہ ماہواری جو گھوڑے کی خرچ کی ہوتی تھی اور نیم
نی کس تین تین روپیہ پڑ گئے مگر بایہمہ اکبر کا اقبال ایسا تھا کہ جہان کہین غنیم تھے سب بنسبت نابود ہو گئے چندان
سپاہیون کی احتیاج نہ رہی اسی سال مین اکبر نے منعم خان خانخانان اور راجہ تودڑمل کو داؤد کے تعاقب مین
اوڑیسہ کی طرف اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑا گھاٹ کی طرف بھیجا خانخانان اور منعم خان نے کنگ بنارس کا
قصد کیا اسلیے کہ داؤد نے ٹانڈہ سے بھاگ کر وہان کے قلعہ مین پناہ لی تھی اور مجنون خان نے اولی گھوڑا گھاٹ
سلیمان منگلی وہان کے جاگیردار سے جو بڑا بہادر تھا اور جمعیت بھی اوسکے پاس حد سے زیادہ تھی مقابلہ کیا بہت سی لڑائی
بعد سلیمان قتل ہوا اور اسقدر مال غنیمت قاقشالون کی ہاتھ آیا کہ اوسکا اوٹھانا دشوار ہوا تمام اہل و عیال پٹھانون کے
قید ہو گئے مجنون خان نے سلیمان منگلی کی دختر سے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا دوبارہ مجنون خان کے جلال الدین
سور کی اولاد سے جو ایک زمانہ مین اوس ملک مین صاحب سکہ و خطبہ ہو گیا ہے حدود گھوڑا گھاٹ مین لڑائی ہوئی
تمام زمیندار اوس ملک کے مخالفون سے متفق ہو گئے چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد مجنون خان کو شکست ہوئی مخالفون نے
ٹانڈہ کی حد تک اوسکا تعاقب کیا بعدازان قلعہ گور پر قبضہ کر لیا معین الدین احمد خان فرنخودی اور مجنون خان نے
ٹانڈہ کی حراست کی اور خانخانان کی فتح کے منتظر تھے آخر چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ داؤد خانخانان کے مقابلہ سے بھاگ
گیا اور خانخانان مظفر و منصور ہو کر اب اس ملک کی طرف متوجہ ہوا ہے یہ خبر سنتے ہی سب پٹھان جنگلون مین بھاگ
گئے راجہ ٹوڈرمل محمد قلی خان برلاس اور محمد قلی خان توقبائی اور مظفر مغول کو ساتھ لیکر داؤد کے تعاقب مین
کوچ کرتا ہوا گوالپاڑہ کی حد تک جو بنگالہ کے متعلقات مین سے ہے پہونچا داؤد نے وہان سے دس کوس آگے
رین کساری نام ایک مقام مین بہت سی جمعیت اکٹھی کی اور دہرپور کے قلعہ مین اوسنے پناہ لی اسی اثنا مین
داؤد کا چچازاد بھائی جنید جو جرأت اور شجاعت مین مشہور تھا اور پہلے اکبر کی خدمت مین بھی رہ چکا تھا اور بعد ازان
آگرہ سے بھاگ کر گجرات کو گیا تھا اور پھر گجرات سے بنگالہ کو بھاگ کر چاہتا تھا کہ حوالی رین کساری مین داؤد سے
جا ملے راجہ تودڑمل نے مرزا ابو القاسم گو سالہ کو جسکا نمکین لقب ہے نظر بہادر کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لیے بھیجا
یہ دونون شکست کھا کر راجہ کے پاس بھاگ آئے تب راجہ خود اوسکے مقابلہ کے لیے گیا اوس وقت جنید نے
مقابلہ سے بھاگ کر جنگل مین پناہ لی اور وہان سے مدن پور مین جا کر چند روز توقف کیا اوسی مقام پر
محمد قلی خان برلاس نے بیمار ہو کر انتقال کیا اسی وجہ سے بادشاہی لشکر مین بڑا فتور پڑ گیا سب لوگ میدنی پور سے
لوٹ کر مدارن مین آئے وہان سے قباخان گنگ بے سبب رنجیدہ ہو کر ایک جنگل کو چلا گیا راجہ تودڑمل نے

تمام ہوا دسوین ماہ صفر ۹۸۳ھ نوسو تراسی کو خانخانان ٹانڈہ مین آیا اور وہان سے بذریعہ عرضی کے یہ سارا ماجرا اکبر کے حضور مین
عرض کیا اکبر نے حسب استدعاے اوسکے ایک فرمان مع خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑے مع زین و لگام کے
بھیجدیا اور مہم بنگالہ کا تصفیہ بالکل اوسکی راے پر چھوڑ دیا اسی سال کی سولھوین جمادی الثانی کو میان شیخ داؤد جہنی وال نے
انتقال کیا او ر + شیخ داؤد ولی + اونکی وفات کی تاریخ ہوئی اور مصنف صاحب نے + کمالات دستگاہ + مادہ تاریخ نکالا ذی قعدہ
۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین جب اکبر فتحپور سے لوٹ کر آیا تو اوسنے فتحپور مین خانقاہ جدید کے نزدیک ایک عبادتخانہ جسمین چار ایوان
تھے بنوایا انھین دنون مین شیخ ابوالفضل ولد شیخ مبارک ناگوری نے جسکو علامی کہتے ہین اور یہ سارا فساد بیدینی کا اونہین کا برپا
اوسی نے برپا کیا تھا اکبر کی ملازمت حاصل کی اور ایک تفسیر آیۃ الکرسی کی جسمین نکات قرآنی بہت درج تھے اور مشہور ہے کہ اوسکے
والد کی تصنیف تھی پیش کی اکبر نے اوسکو بہت پسند کیا اور + تفسیر اکبری + اوسکی تاریخ ہوئی اکبر کو یہ شخص سب مولویون کی سرکوبی
کے لیے جو نخوت و تکبر مین فرعون سے بڑھ کر دماغ رکھتے تھے خوب خاطر خواہ ملگیا ابوالفضل کو سارے علماء سے اسوجہ سے زیادہ مخالفت
تھی کہ جب اکبر کے دربار مین اہل بدعت کی بہت سی دار و گیر ہوئی اور اکثر اس قسم کے لوگ قتل ہونے لگے تو سب علماء نے میر
میر حبشی اور شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک وغیرہ کے متفق اللفظ یہ بیان کیا کہ شیخ مبارک مہدوی بھی اہل بدعت مین سے ہے اور
بڑا گمراہ ہے اور اور لوگونکو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اکبر نے محتسبون کو شیخ کے حاضر کرنے کے لیے بھیجا شیخ مذکور مع اپنے بیٹون کے
روپوش ہوگیا لوگون نے اوسکی مسجد کے منبر کو توڑ ڈالا شیخ مذکور نے اول حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پاس پناہ لی اور اونسے
اسی باب مین سفارش چاہی اونھون نے کچھ تھوڑا سا خرچ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اس ملک سے گجرات کی طرف
بھاگ جانا نہایت مناسب ہے جب شیخ مبارک وہان سے نا امید ہوا تو اوسنے مرزا عزیز کوکہ کا توسل کیا مرزا نے اکبر کو جاکر
شیخ مبارک کی علم دانی اور درویشی اور اوسکے اولاد کی فضیلت کی اکبر سے تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ شیخ مذکور بڑا
متوکل ہے اور کوئی زمین بھی حضور سے اوسکے مدد خرچ کے لیے مقرر نہین ہے پھر ایسے شخص کے ستانے کا کیا سبب ہے
اوسوقت اکبر نے شیخ مبارک سے درگذر کی مگر چند روز کے بعد زمانہ اوس سے ایسا موافق ہوگیا کہ شیخ ابوالفضل نے
بادشاہ کی مصاحبت پاکر ان سب عالمون سے جن سے برائی دیکھی تھی اور ہر طرح طرح کی ایذائین پہونچائین بلکہ سارے
خاندانون کی بنیاد اونکی خراب کی اور جن لوگون کے وظیفے بطور مدد معاش کے حضور سے مقرر تھے سب بند کرا دیے
اپنے حال و قال سے ہمیشہ یہ کہتا تھا ۔ یارب بجہانیان دلیلی بفرست ۔ نمرودان را پشہ فیلی بفرست ۔ فرعون وشان
دستے برآوردہ ستند ۔ موسی و عصا و رود نیلی بفرست ۔ جب اس وضع سے اکثر لوگ اوسکے دشمن ہوگئے اور
اسوجہ سے بہت سے فتنہ اور فساد پیدا ہوئے تو ابوالفضل اکثر یہ رباعی ورد زبان رکھتا تھا ۔

جلا ایر اور پائندہ محمد خان مُغل وغیرہ اور سردارون نے جو بادشاہی فوج کی میسرہ فوج مین تھے پٹھانون کی میمنہ فوج پر
جسکا سردار خان جہان حاکم اوڑیسہ تھا یورش کی اور ہر طرف سے مخالفون کو بھگا کر اوس غول پر جہان داؤد تھا جا پڑے
تب اوس غول مین بھی پریشانی پڑی تمام جنگی ہاتھی تیرون کے زخمون سے چور چور ہو گئے جب داؤد نے دور سے خانخانان کے
لشکر کا علم دیکھا اور گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی بدحواس ہو کر میدان سے بھاگا تمام اوسکے بڑے بڑے نامی ہاتھی
برباد ہو گئے خانخانان نے اوس منزل مین چند روز توقف کر کے اپنے اور تمام فوج کے زخمیون کا علاج کیا لشکر خان کے زخم
بہت کاری آئے تھے اونکے صدمہ سے مر گیا داؤد وہان سے بھاگ کر کٹک بنارس مین گیا خانخانان نے اوس منزل سے
راجہ کو شاہم خان جلایر اور قبا خان اور سید عبد اللہ خان اور محمد قلی خان توقبائی اور سعید خان بدخشی کے ساتھ داؤد کے
تعاقب مین روانہ کیا اور اقرار کیا کہ مین زخمیون کی صحت کے بعد تمسے آکر ملتا ہون جب یہ فوج کلکل گھاٹی مین پہونچی [illegible]
کٹک بنارس کے قلعہ کو مستحکم کیا اور سب پٹھانون نے مرنے پر آمادہ ہو کر پھر لڑائی پر کمر باندھی خانخانان بھی یہ خبر سُنکر
کٹک بنارس مین پہونچا مہندوی ندی کے کنارہ منزل کی اور وہان سے صلح کی گفتگو شروع کی دو روز تک اس
بحث مین رد و بدل رہا آخر بعد اسکے یہ قرار پایا کہ داؤد خانخانان سے آکر ملاقات کرے اور صلح کی عہد و پیمان کے بعد
بہت سا ملک بنگالہ کا داؤد کے پاس چھوڑ دیا جاوے چنانچہ ایک روز مقرر کر کے خانخانان نے بہت سے جلوس اور
سامان سے اپنی مجلس کو آراستہ کیا اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا ہر امیر نے اپنے اپنے منصب پر وضع مناسب کے
ساتھ قیام کیا تمام فوج سراپردہ کے دروازہ پر بڑی شان و شوکت سے دو رویہ صفین باندھ کر کھڑی ہوئی اوس
طرف سے داؤد بھی بڑے تجمل کے ساتھ سب پٹھانون کے سردارون کو ساتھ لیکر آیا اور دیوانخانہ کی طرف متوجہ ہوا
خانخانان بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ وسط سراپردہ تک تعظیم کے لیے آیا داؤد نے ملتے وقت تلوار اپنی کمر سے کھول کر
خانخانان کے سامنے رکھدی اور کہا کہ جب تمسے عزیزون کو زخم اور آزار پہونچے تو مین اپنی سپاہگری سے [illegible]
بیزار ہون خانخانان نے وہ تلوار اوٹھا کر ایک اپنے خدمتگار کے حوالہ کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنی [illegible]
بٹھایا اور بڑی نوازشون کے ساتھ مشفقانہ اوس سے گفتگو کی پھر دستر خوان سامنے آیا خانخانان عمدہ [illegible]
بڑے اصرارون سے داؤد کو کھلاتا تھا اس جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد صلح کی گفتگو مین [illegible]
لکھا گیا خانخانان نے ایک تلوار جسکا سب سامان مرصع تھا اپنی سرکار سے منگا کر داؤد کی کمر پر باندھی اور کہا کہ اب
تمنے طریقہ دولتخواہی اختیار کیا ہے تو یہ تلوار بادشاہ کی طرف سے تمکو دیجاتی ہے ولایت بنگالہ کی نسبت جیسا مین التماس
کرونگا ویسا ہی فرمان تمہارے نام آجائیگا اور بہت سے تحفہ عمدہ عمدہ داؤد کو دیکر رخصت کیا وہ جلسہ بڑی شگفتگی سے

کہ ایک روز چند سیر چنے اونکو پیسے آئی تھی انہین سے کچھ تھوڑی سی مجھکو بھی کھانے کو دیے جسقدر گھر کے آدمیون کو بھیجدیے
یہ سنکر اکبر کو میان شیخ ضیاء اللہ کا خیال آیا اور اونکو بھی بلا کر اپنے عبادتخانہ مین جگہ دی چونکہ ہر شب کو اوس مجلس مین
سادات اور علما اور مشائخ اور امرا حاضر ہوتے تھے اونمین باہم بیٹھنے کی تقدیم اور تاخیر پر ہمیشہ کچھ رنج ہوتا تھا اسلیے اکبر نے
یہ مقرر کیا کہ سادات جانب غرب مین اور علما جانب جنوب مین اور مشائخ جانب شمال مین بیٹھا کرین اور خود نوبت بنوبت ہر ایک
صف مین آکر طرح طرح کی گفتگو کیا کرتا تھا اوس مجلس مین خوشبوؤن کا بھی استعمال بہت ہوتا تھا اور زر بھی بیشمار
اہل استحقاق کو جو مقربون کے وسیلہ سے وہان پہونچ جاتے تھے عطا ہوتا تھا عمدہ عمدہ کتابین جو اعتماد خان گجراتی کے
کتب خانہ کی فتح گجرات کے بعد خزانہ عامرہ مین داخل ہوئی تھین بذات خود اکبر نے سب تقسیم کین چند کتابین
مصنف صاحب کو بھی دی تھین اونمین سے ایک انوار المشکوۃ تھی جسمین ایک فصل مشکوۃ [illegible] یاد تھی جو
کتابین بچ رہین وہ امرا کو مطابق اجناس کے عوض مین جسکو [illegible] دیتے تھے عطا کین [illegible]
اثناے مناظرہ مین علما نے بڑا غل شور مچایا یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی مصنف صاحب سے کہا کہ آیندہ اس مجلس مین
جو شخص نامعقول باتین کہتے ہین اونکو [illegible] بیٹھا دین یہ سنکر مصنف صاحب نے
آصف خان سے کہا کہ اس صورت مین اکثر شخص قابل اوٹھا دینے کے ہو جائینگے اکبر نے آصف خان سے پوچھا کہ عبدالقادر نے
کیا کہا جو کچھ مصنف صاحب نے کہا تھا وہ اوسنے بیان کردیا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی اور اکثر مقربون سے اس
قول کو نقل کیا مخدوم الملک اور مولانا عبداللہ سلطانپوری کو زک دینے اور ذلیل کرنے کے لیے اوس مجلس مین [illegible]
[illegible] حاجی ابراہیم [illegible] ہمیشہ بحث مین اوس سے مقابلہ کیا کرتے تھے اور اونکی ہر بات مین گرفت کیا کرتے تھے
اور [illegible] بادشاہ [illegible] پاکر اون دونون کی طرف سے دراندازی کیا کرتے تھے چنانچہ ایک شب کو
خانجہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے آجکل فتوی دیا ہے کہ ہندوستان کے لوگون کو اندنون حج کا جانا فرض نہین
بلکہ گناہ کی بات ہے جب اوس سے وجہ پوچھی گئی تو اوسنے دلیل اوسکی یہ بیان کی کہ مکہ کے فقط دو راستہ ہین ایک
عراق ہوکر سو یہ راستہ خشکی کا ہے اور قزلباش اس راستہ مین بہت ایذا دیتے ہین دوسرا راستہ دریا کا ہے سو
اوس راستہ مین فرنگیون سے عہد و پیمان کرنے کی ذلت اوٹھانی پڑتی ہے اور اوس عہدنامہ مین حضرت عیسی اور
مریم علیہما السلام کی تصویرین ہوتی ہین تو گویا یہ ایک صورت بت پرستی کی ہے پس دونون راستون مین سے ایک راستہ
بھی صاف نہین دوسرے مخدوم الملک نے اپنے ذمہ سے زکوۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ نکال لیا ہے کہ آخر سال مین
سارا اپنا خزانہ اپنی منکوحہ کو ہبہ کر دیتا ہے اور دوسرے سال کے تمام ہونے سے پہلے واپس کر لیتا ہے اسی طرح اور

آتش بدوست خویش درزدم من خویش ✽ چون خود زده ام چه نالم از دشمن خویش ✽ کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
ای وای من ودست من ودامن خویش ✽ جب ابوالفضل کے مقابلہ مین بحث کے وقت کسی مجتہد کا قول کوئی سند مین
لاتا تھا تو جواب مین کہتا تھا کہ فلانے حلوائی اور فلانے کفش دوز اور فلانے چرم گر کا قول ہم پر حجت نہین ہوسکتا تمام علما
اور مشائخ کا انکار اوسکو بڑا موافق ہوگیا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی مین عمارت عبادت خانہ کی تمام ہوئی منشا اوسکے تعمیر
کرنے کا یہ تھا کہ ان چند سال مین اکبر کو بڑی بڑی فتحین حاصل ہوئین اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی اور سارے
کام حسب مراد ہوگئے کوئی مخالف جہان مین نرہا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مقدس کے
مجاوروں سے اکثر صحبت کا اتفاق ہوا اسوجہ سے اکبر کے دربار مین اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر رہتا تھا اور
حقائق تصوف اور مسائل فقہی اور حکمی کی اکثر تحقیق رہتی تھی بارہا اکبر ساری ساری رات اسم یاھو اور یاہادی کے
ذکر مین بسر کرتا تھا منعم حقیقی کی تعظیم کما ینبغی اوسکے دل مین جانشین ہوئی تھی اکثر اوقات پچھلے پہر سے پرانے حجرہ کے
ایک پتھر پر جو بادشاہی عمارتون کے قریب آبادی سے علحدہ پڑا ہوا تھا مراقبہ مین مشغول رہتا تھا اور چونکہ اکبر نے یہ بھی
سنا تھا کہ سلیمان کررانی حاکم بنگالہ ہمیشہ پچھلی رات سے اوٹھکر ڈیڑہ سو علما اور مشائخ کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت کے
ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور اوسکے بعد قرآن اور حدیث کا اوسکی مجلس مین ذکر ہوتا رہتا تھا جب صبح کی نماز پڑھ چکتا تھا تو
مہمات ملکی کے انتظام مین مشغول رہتا تھا اور تمام اوقات اپنے حصہ ایک ایک کام کے لیے تقسیم کیے تھے اور کبھی فرق
نکرتا تھا اور علاوہ اوسکے ایک وجہ یہ ہوگئی تھی کہ اس زمانہ مین میرزا سلیمان کی بدخشان سے آنے کی خبر تھی اور بادشاہ
مذکور صوفی مشرب صاحب حال وقال تھا اور بذات خود لوگون کو مرید بھی کرتا تھا یہ تمام وجوہات منشا اس امر کی ہوئین
کہ اکبر نے میان عبداللہ نیازی سرہندی کے حجرہ کو جو ابتدا مین حضرت شیخ سلیم چشتی کے مرید تھے اور بعد کو مہدوی دائرہ مین
داخل ہوئے تھے چنانچہ مفصل حال اونکا پہلے مذکور ہوچکا ازسرنو تعمیر کیا اور چارون طرف اوسکے ایوان بنائے عمارت
انوپ تلاو کی بھی اسی زمانہ مین تمام ہوئی اور اس حجرہ کا نام اکبر نے عبادتخانہ رکھا تھا مگر آخر مین گویا عبادتخانہ ہوگیا
ملا شیری نے اس باب مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ درین ایام دیدم جمع باموال قارونی ✽
عبادتہای فرعونی عمارتہای شدادی ✽ اکبر ہمیشہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اوس عبادتخانہ مین بیٹھتا تھا اور مجلس مین
سوائے علما اور فضلا اور مشائخ اور بعضے خاص خاص ہمنشینون کے کسی شخص غیر کو نہ بلاتا تھا اور وہان ہر قسم کا
مذاکرہ علمی رہتا تھا ایک روز اوسی مجلس مین جلال خان قورچی نے جو مصنف صاحب کی ملازمت کا وسیلہ تھا اثنای
گفتگو مین عرض کیا کہ مین شیخ ضیاء اللہ ولد شیخ محمد غوث کی ملاقات کو آگرہ مین گیا تھا اونپر افلاس ایسا غالب ہوگیا ہے

گرتی تھین اور وہ بیچارے فقیرون کی حاجت روائی کے لیے سب کچھ گوارا کرتے تھے اور خاطر خواہ ویسکی خوشامد کرتے تھے طرح طرح کی
ذلتین اوٹھاتے تھے ہرگز کسی بادشاہ کے زمانہ مین کسی صدر کو یہ مرتبہ حاصل نہوا تھا اوسی زمانہ مین مصنف صاحب کو بھی
مسجد کا امام مقرر کیا اور کسیقدر خرچ اونکو دیکر یہ حکم دیا کہ موافق منصب بیستی کے گھوڑے داغ کراوے ابوالحسن بھی اونہین دنون بنگالہ سے
دربار مین داخل ہوا تھا اوسکے لیے بھی یہی حکم ہوا چونکہ وہ بڑا ہوشیار تھا یہ کام اوسکے لیے مناسب تھا اسلیے اوسنے قبول کرلیا چنانچہ وہ بکمال ترقی
رفتہ رفتہ منصب دو ہزاری اور مرتبہ وزارت پر نوبت پہونچی مگر مصنف صاحب نے اس خیال سے قبول نکیا کہ اگر کچھ زمین
بطور مدد معاش کے ملجائیگی تو بقیۃ العمر گوشہ عافیت مین بسر ہوجائیگی چنانچہ شوال ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین ایک ہزار بیگہ
زمین بطور مدد معاش کے مصنف صاحب کے لیے مقرر ہوئی ہر چند اونھون نے عذر کیا کہ اس قدر مدد معاش مین
ہمیشہ خدمت مین نہین رہ سکتا مگر کچھ فائدہ نہوا اکبر نے وعدہ کیا کہ ہم لشکر مین اکثر بطور انعام کے تمھاری مدد کیا کرینگے
اور شیخ عبدالنبی نے کہا کہ ہمنے تمھارے امثال اور اقران مین سے کسیکو اسقدر مدد معاش نہین دی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ وہ وعدے جو اکبر نے کیے تھے اونکا مجھکو ایک دو بار کے کبھی ایفا نہین ہوا اور خدمتین بڑی سخت مفت مین سر پر پڑین اس
زمانہ مین سب سے پہلے مسئلہ جو اکبر نے پوچھا یہ تھا کہ کتنی عورتین ایک نکاح مین جمع کرنا درست ہے علما نے جواب دیا کہ چار
حرہ سے زیادہ عقد مین جمع کرنا جائز نہین اکبر نے کہا کہ ہم ابتدا سے تا بحال اس مقدار کے پابند نہ تھے جسقدر چاہتے تھے
نکاح مین جمع کین اب اوسکا کیا علاج ہو ہر ایک شخص نے اپنی راے کے موافق اسکا جواب دیا پھر اکبر نے کہا کہ ہمنے ایک روز
شیخ عبدالنبی سے سنا ہے کہ کسی مجتہد نے نو عورتون تک جمع کرنے کا فتوی دیا ہے علما نے جواب دیا کہ البتہ ابن ابی لیلیٰ کا
بھی مذہب ہے اور بعضون نے بنظر ظاہر آیۃ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ کے اٹھارہ
عورتون تک جمع کرنا تجویز کیا ہے مگر یہ روایتین مرجوح ہین قابل عمل کے نہین پھر اکبر نے شیخ عبدالنبی سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا
اوسنے جواب دیا کہ مین نے چار سے زیادہ عورتین جمع کرنے پر فتوی نہین دیا تھا بلکہ اختلاف بیان کیا تھا یہ بات اکبر کو بہت
ناگوار ہوئی اور کہا کہ شیخ عبدالنبی نے ہمارے ساتھ نفاق کیا پہلے کچھ کہا تھا اب کچھ کہا اسی روز سے اکبر کو شیخ عبدالنبی سے
عداوت شروع ہوئی پھر اکبر نے اس باب مین ہر قسم کی روایتین جمع کین اور بعد بہت سی رد و بدل کے اوسکی یہ راے
ٹھہری کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین جمع کرے جائز ہے چنانچہ امام مالک متعہ کی جواز کے قائل ہین اور شیعہ تو اوس اولاد کو
جو متعہ سے پیدا ہووے اوس اولاد پر جو نکاح سے پیدا ہوئی ہو زیادہ عزیز رکھتے ہین اسکا علما نے بہت سا انکار کیا
نقیب خان نے موطا امام مالک کی پیش کی اوسمین حدیث متعہ کے ممانعت کی موجود تھی پھر امام مالک متعہ کی جواز کے
کیونکر قائل ہوسکتے تھے ایک روز حجرہ انوپ تلاؤ مین اکبر کی مجلس تھی وہان قاضی یعقوب اور شیخ ابوالفضل اور حاجی ابراہیم

بہت سی اوسکی خست اور رذالت اور ستمگاری اور دنیاداری اور مکاری جو اوسنے سارے مشائخ اور فقرا خصوصاً اہل استحقاق
پنجاب کے ساتھ کی تھی ایک ایک بیان کی چنانچہ ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جبراً قہراً اوسکو مکہ معظمہ کو بھیجنا چاہیے جب اوس سے
پوچھا کہ تمپر حج فرض ہے تو اوسنے انکار کیا یہ زمانہ شیخ عبدالنبی کی عین جاہ و جلال کا تھا مخدوم الملک کے مرتبہ کو زوال شروع ہوا تھا
خود بادشاہ بھی کبھی کبھی شیخ عبدالنبی کے مکان پر علم حدیث سننے کے لیے جایا کرتا تھا ایک دو مرتبہ جوتیان بھی سیدھی کر کے اوسکے
پانون کے سامنے رکھدین بڑا شاہزادہ اوسکے حجرہ مین جا کر مولوی جامی کی چہل حدیث کا سبق پڑھا کرتا تھا طرفہ یہ ہے کہ
شیخ مذکور علم حدیث مین اپنے آپکو حافظ اور امام سمجھتا تھا لیکن باوجود اسکے اوسنے حدیث المحرم [illegible]
کو بجاے زاے معجمہ راے مہملہ پڑھا یا حالانکہ صحیح راے مہملہ و زاے معجمہ ہے چنانچہ انکے بھی اس بات کو جانتے ہین برسون تک
شیخ کو اسی خطا پر تنبیہ نہوئی جب بادشاہ کا مزاج اوس سے منحرف ہوا تو مرزا عزیز کوکہ نے یہ بات اکبر کے خاطر نشان
کی کہ مہارت اوسکی علم حدیث مین اسقدر ہے نقیب خان اکثر کتاب حیوۃ الحیوان کو اکبر کے روبرو پڑھا کرتا تھا اور اوسکا
ترجمہ سمجھایا کرتا تھا انھین دنون مین اکبر نے شیخ ابوالفضل کو اوسکے ترجمہ کا حکم کیا چنانچہ شیخ مبارک نے اوسکا فارسی مین ترجمہ کیا
اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ جن جن لوگون کی معافیات بطور مدد معاش کے مقرر ہین جبتک وہ لوگ اپنے فرمانونکو
صدر سے منظور نکرالین تبتک کروری اونکی معافیات کو مجرا ندین یہ مصیبت تمام ہندوستان مین عام ہوئی اور سارے
اہل استحقاق پورب کی انتہا تک اور پچھان مین ولایت بکر تک کی جمع ہوئی جس کسی کی کوئی امیر سفارش کر دیتا تھا
اوسکا کام خاطرخواہ ہوجاتا تھا اور جسکو یہ مرتبہ میسر نتھا وہ سید عبدالرسول وغیرہ شیخ کے وکیلون بلکہ فراشون اور
دربانون اور سائیسون اور بھنگیون کو رشوتین دیکر اس بلا سے نجات پاتے تھے اور بغیر ان دونون صورتون کے جو
کوئی اوسکے دروازہ پر جاتا تھا ڈنڈے کھاتا تھا بہت سے لوگ نامراد اوس کشمکش مین گرمی کی مصیبت اوٹھا کر مر گئے اکبر کو بھی
یہ سب خبرین پہونچین مگر شیخ کے لحاظ سے کچھ اوسکے منھ پر نکہہ سکتا تھا جب وہ اپنی مسند جاہ و جلال پر بیٹھتا تھا تو بڑے
بڑے نامی امیر عالمون اور فاضلون اور مشائخون کو اوسکے دربار مین لیجاتے تھے اور اونکی سفارش کرتے تھے وہ
بڑی نخوت سے پیش آتا تھا اور تعظیم کسیکی بہت کم کرتا تھا جب اوسکے سامنے بہت سی خوشامد اور عاجزی کیجاتی تھی
تو ایسے عالمون کو جو ہدایہ وغیرہ انتہا کی کتابین پڑھا سکتے تھے سو بیگہ یا اس سے کم وبیش زمین تجویز کرتا تھا اور باقی
زمین کو جو برسون سے اونکے قبضہ مین ہوتی تھی نکال لیتا تھا لیکن جاہلون اور کمینون بلکہ ہندوون کو بھی بہت
سی زمین مِلکی بھی دیتا تھا روزبروز عالمونکی بیقدری تھی جب دوپہر کو دیوانخانہ مین کرسی پر وضو کرنے کے لیے بیٹھتا تھا
مستعمل پانی کی چھینٹین اور بڑے بڑے نامی امیرون اور بادشاہی مقربون کے منھ پر اور بدن پر اور کپڑون پر

اسی سال مین اکبر نے مسئلہ متعہ کی تحقیق سے پہلے سید محمد میرعدل کو جسکا وہ بہت لحاظ کرتا تھا بکر کا صوبہ مقرر کرکے بھیجدیا
اور ایک شمشیر خاص اور گھوڑا اور خلعت عنایت کیا چنانچہ وہ ملک بکر مین جاکر مر گیا بعد ازان کوئی ایسا شخص
میرعدل کے عہدہ کے لائق پیدا نہوا یہ مشہور ہے کہ ایک روز حاجی ابراہیم سرہندی نے لباس سرخ و زرد کی اباحت کا
فتوی دیا اور ایک حدیث اس باب مین روایت کی میرعدل نے بادشاہ کی مجلس مین اوسکو بدبخت و ملعون کہا
اور بہت گالیان دین اور عصا مارنے کے لیے اوٹھایا اوس بیچارہ نے بڑی مشکل سے جان بچائی اسی سال مین
حکیم ابوالفتح گیلانی اور حکیم ہمایون جسنے اپنا نام بدل کر بجاے ہمایون قلی نام رکھا تھا اور اوسکے بعد حکیم ہمام نام رکھا تھا
اور نورالدین قراری تخلص تینون بھائی گیلان سے آکر اکبر کی ملازمت مین آئے انکے بڑے بھائی کو علم مجلسی مین بہت دخل تھا
اس سبب سے اوسنے اکبر کے مزاج مین بہت دخل پیدا کرلیا اور اکبر کی خوشامد سے بیدینی کی باتین حد سے زیادہ کرنے لگا
اسی وجہ سے روز بروز اوسکا مرتبہ بڑھتا گیا چند روز کے بعد ملا محمد یزدی جسکو یزیدی کہتے تھے ولایت سے آکر اوس سے مل لیا
اور اوسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مطاعن کہنے شروع کیے اور یہ ارادہ کیا کہ اکبر کو شیعہ بنادیگا راجہ بیربر اور ابوالفضل اور
حکیم ابوالفتح اس باب مین اوس سے بھی بڑھ گئے اور رفتہ رفتہ اکبر کو ملحد محض کردیا چنانچہ وحی اور نبوت اور معجزہ اور
کرامات کا مطلق منکر ہوگیا مصنف نے [illegible] اور بہت سی باتین شریعت کے خلاف لکھی ہین جن سے ہر شخص کا انجام کار انشاء اللہ تعالی
آیندہ معلوم ہوگا اسی زمانہ مین اکبر نے قاضی جلال ملتانی کو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا حکم دیا علما مین اس تفسیر کی نسبت
باہم بہت سا جھگڑا ہوا اور یہ چند روز تک [illegible] کہا گیا کہ جو حدیث خداے تعالی کے نزدیک منظور ہوتی تو سب سے پہلے قرآن
مین سورۂ بقر کیون مذکور ہوتی [illegible] واقعات بیان ہوتے تھے تو روز بروز صحابہ رضی اللہ عنہم
کی نسبت [illegible] عقیدہ [illegible] نبوت کے اعتقادات کو اوسنے تقلید تجویز کیا یعنی بار
تحریر معقول اور تحقیق کے خلاف [illegible] دین [illegible] عقل [illegible] منقول کا کچھ اعتبار نرہا اوسی زمانہ
فرنگیون کی بھی آمد و رفت شروع ہوئی بعضے خاص اعتقادات جو اونکی [illegible] کے موافق ہوئے اکبر نے اونسے بھی اخذ کیے شیخ بدرالدین
ولد شیخ سلیم چشتی چند روز [illegible] اوسکا قائم مقام ہوگیا تھا اور گوشہ عافیت مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا
اسی سال مین ایک شب اکبر نے اوسکو عبادت خانہ مین طلب کیا چونکہ اب وہ فقیر ہوگیا تھا اس وجہ سے وہ طریقہ آداب کا
جسکا پہلے مقید تھا اب پابند نہوا یہ بات اکبر کو بھی ناگوار ہوئی اثناے گفتگو مین کچھ اوسکو بھی رنج ہوا اسواسطے اسکے اور بھی بہت
سبب ہوے چنانچہ وہ تین چار برس کے بعد بے اطلاع کیے اجمیر کو اور وہان سے گجرات کو چلاگیا اور وہان سے اوسنے
جریدہ طور پر کشتی مین بیٹھکر مکہ معظمہ کا راستہ لیا اکثر وہان کے کا روزہ رکھا کرتا تھا اور گرمی مین ننگے پانون خانہ کعبہ کا

وغیرہ اور سوا اونکے بہت عالم جمع تھے ابوالفضل نے سارے علما کے معارض ہو کر وہ روایتیں جو اونکے باپ نے جمع کی تھیں
پیش کیں اس اثنا میں اکبر نے مصنف صاحب کو بھی بلوایا اور اون سے پوچھا کہ تم اس باب میں کیا کہتے ہو انھوں نے
عرض کیا کہ یہ سارا جھگڑا ایک بات میں فیصل ہوتا ہے متعہ نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شیعوں کے بالاتفاق مباح ہے
اور نزدیک امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے حرام پس اس صورت میں ایک قاضی مالکی مذہب سے فتوی دلا دیجیے تو
امام اعظم رح کے مذہب میں بھی جائز ہو جاویگا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی قاضی یعقوب نے اس باب میں مصنف صاحب سے
بہت سی بحث کی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مجھکو خوب یاد ہے کہ جو امر مختلف فیہ ہو وہ قضائے قاضی سے مجمع علیہ
ہو جاتا ہے اور اسکے ثبوت کے لیے مسئلہ قرأت فاتحہ کا امام کے پیچھے اپنی سند میں بیان کیا اور سوائے اسکے اور بہت سے
مسئلے اپنے مؤید ذکر کیے اور یہ قصہ بھی بیان کیا کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس اللہ روحہما کی ملاقات کو گئے تھے اور وہاں اونھوں نے شیخ مذکور سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی
موافق مذہب امام شافعی کے اخذ کی جب وہ بزرگ ہندوستان کو واپس آئے تو یہاں کے لوگوں نے اس باب
میں اونپر بہت طعن کی اوسوقت علماے دہلی نے اوسکے جواز بلکہ استحسان کا فتوی دیدیا تھا اوسوقت قاضی یعقو[illegible]
معقول ہوا اور بہت سے عجز کے ساتھ کہنے لگا کہ میں کیا کہوں مبارک ہو متعہ مباح ہے اکبر نے اوسی وقت حکم دیا کہ
قاضی حسین عرب مالکی اس مسئلہ کے جاری کرنے کے لیے قاضی مقرر ہوا اور قاضی یعقوب آج سے معزول ہو چنانچہ
قاضی حسین عرب نے موافق اپنے مذہب کے جواز متعہ کا بھی حکم دیا سارے علما کو اس کاروبار سے بڑی حیرت ہوئی
چند روز کے بعد اکبر نے مولانا جلال الدین ملتانی کو جو مدرس متبحر تھے مگر مدد معاش ون بیچارہ کی تنگ ہوگئی تھی
آگرہ سے بلا کر تمام ممالک کا قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب کو صوبہ گور کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اوسی روز سے
خلاف و اختلاف کا دروازہ کھل گیا یہانتک کہ نوبت اجتہاد پر پہونچی اور روز بروز بدینی کی ترقی ہوتی گئی اونھیں
دنوں میں اکبر نے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو یہ حکم دیا کہ تحقیق کرکے ہندوون پر جزیہ مقرر کریں اس بارہ میں اطراف
کو فرمان لکھے گئے مگر چند روز میں وہ حکم بالکل نسیاً منسیا ہو گیا اونھیں دنوں میں اکبر نے علما سے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ
اکبر کا ہم اپنی مہر پر اور سکہ میں کندہ کراویں تو جائز ہے یا نہیں اکثر نے جواب دیا کہ بہت خوب ہے مگر حاجی ابراہیم
نے کہا کہ اس ترکیب میں دوسرا احتمال بھی ہے اگر وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ نقش کیجیے تو مناسب ہے اور اس ترکیب میں
احتمال غیر بھی قطع ہو جاتا ہے مگر اکبر نے یہ پسند نکیا اور کہا کہ احتمال غیر کو یہاں کچھ گنجایش نہیں کیونکہ بندہ باوجود عجز کے
خدائی کا دعوی کیونکر کر سکتا ہے مقصود ہمارا فقط مناسبت لفظی ہے اس مدعا کو اور طرف لیجانا کیا ضرور ہے

سامان تجمل اور بیشمار عراقی گھوڑون کے آغا خان خزانچی کے ساتھ مرزا سلیمان کو بھیجے اور اس سے پہلے راجہ بھگوانداس حاکم لاہور
اکبر کے حکم کے بموجب اٹک تک مرزا سلیمان کے استقبال کو گیا تھا اور ہر روز اوسکی ضیافت کے لازمہ مہیا کرتا تھا اسی طور پر
مرزا سلیمان وہانسے روانہ ہوا جس جگہہ آتا وہان کے امیر پیشوائی کو جاتے تھے اور مہمانداری کے شرائط بجا لاتے تھے اسی اثنا میں
اکبر نے اعظم خان کو بھی گجرات سے بلایا تا کہ اس جلسہ مین وہ بھی شامل ہو چنانچہ چوتھی رجب ۹۸۳ھ نوسو بیاسی کو اعظم خان فتحپور
مین آکر ملازمت مین حاضر ہوا ایک روز باتون باتون مین اعظم خان نے داغ کے طریقہ نکالنے مین جو قبیلتین واقع ہوئین
اور کروریون کے ظلم اور سپاہیون کے لین دین کی خرابی اور رعایا کی تباہی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتین صاف
صاف بیان کین یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی اور مدت تک اعظم خان کو دربار مین نہ آنے دیا اور نگہبان مقرر کیے تا
اور کوئی سردار بھی اعظم خان سے ملنے نجاوے چند روز کے بعد اعظم خان کو آگرہ مین بھیجدیا تاکہ ہمیشہ کے لیے اپنے
باغ مین نظربند رہے اور اوس سے باہر نہ نکلنے پاوے نہ اوسکے پاس کوئی اوشخص جانے پاوے جب مرزا سلیمان
متواتر کوچ کرتا ہوا متھرا مین آیا تو ترسون محمد خان اور قاضی نظام بدخشی جسکو مرزا سلیمان نے قاضی خان اور اکبر نے
غازی خان کا خطاب دیا تھا استقبال کو گئے اسی سال کی پندرھوین رجب کو مرزا سلیمان حدود فتحپور مین پہونچا
اول سب ارکین دولت اوسکے استقبال کو گئے بعد ازان خود اکبر بھی بہت سے امیرون کو ساتھ لیکر پانچ کوس تک
پیشوائی کو گیا اوس روز یہ اہتمام ہوا تھا کہ پانچ ہزار ہاتھی جنمین سے بعضون پر فرنگی مخمل اور بعضون پر زربفت کی جھولین
پڑی تھین اور طلائی اور نقرئی زنجیرین اور سیاہ اور سفید جہالرین سرون اور گردنون پر تھین دو رویہ سڑک پر کھڑے
ہوئے تھے اسی طرح سے بہت سے عراقی گھوڑے طلائی زینون سے سجے ہوئے جلو مین جلوہ گر تھے دو دو ہاتھیونکے بعد
ایک ایک گاڑی چیتے کی تھی جنکے گلے مین مخمل اور قماش کے سنہرے پٹے پڑے ہوئے تھے اور اون گاڑیون کے بیلون کے
سرون پر زردوزی کام کے تاج رکھے ہوئے تھے غرض اوس روز ایسا سامان تھا کہ تمام جنگل گویا باغ کا نمونہ تھا جب
مرزا سلیمان کی دور سے اکبر پر نظر پڑی بے تکلف گھوڑے سے اوتر کر آداب بجا لانے کے لیے دوڑا یہ دیکھکر اکبر بھی بڑے
ادب کے ساتھ گھوڑے سے اوترا اور مرزا سلیمان کو معمولی تواضعات اور تسلیمات سے باز رکھا دونون بغلگیر ہوکر ملے
بعد ازان اکبر سوار ہوا اور مرزا سلیمان کو بھی سوار کرایا وہانسے بڑی مہربانی کی باتین کرتے ہوئے چلے انوپ تلاو کے
کنارہ دولتخانہ کے در و دیوار پر منقش زری کے سایبان اور زمین فرش سے آراستہ ہوئی اور سونے کے برتن اور
سوائے اسکے ہر قسم کے جلوس کے سامان سے وہان آرایش ہوئی اوسی مکان مین آکر اکبر نے مرزا سلیمان کو اوتارا
اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا بعد ازان شاہزادہ کو بھی بلاکر مرزا سلیمان سے ملاقات کرائی اوسکے بعد کھانے کا جلسہ ہوا

طواف کیا کرتا تھا چند روز کے بعد اوسی جگہ اوسکا انتقال ہو گیا اسی سال مین شیخ بھاون ایک برہمن دکن سے آکر اکبر کی ملازمون
مین شامل ہوا اور وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہو گیا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ اتھربن بید کا جو ہندوؤن
کی چار بیدون مین سے چوتھا بید ہے ہندی سے فارسی مین ترجمہ کرو جب مصنف صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا تو اکثر عبارتین
اوسکی پیچیدہ بہت تھین جنکا مطلب اچھی طرح سے سمجھ مین نہ آتا تھا اور وہ برہمن بھی جو اوسکا ترجمہ سمجھاتا تھا اوسکے بیان سے
عاجز تھا مصنف صاحب نے یہ امر اکبر کے حضور مین عرض کیا تب اکبر نے اول شیخ فیضی کو بعد ازان حاجی ابراہیم سرہندی کو
اوسکے ترجمہ کا حکم دیا اوس سے بھی خاطر خواہ نہ لکھا گیا منجملہ اوس بید کے احکامون کے یہ مضمون بھی تھے کہ جبتک اوس عبارت کو
جسمین لام بہت ہین گویا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھین نجات نہ ہو گی دوسرے یہ کہ گاے کا گوشت کھانا کئی شرطون سے
مباح ہے تیسرے یہ کہ چاہئے کہ مردہ کو دفن کیا کرین جلایا نکرین شیخ مذکور انھین دلیلون سے سب زمینون پر غالب آیا
اور اسی تقریب سے دائرہ اسلام مین داخل ہوا سلیمہ سلطان بیگم نور الدین محمد مرزا کی بیٹی جو پہلے خانخانان کے نکاح مین تھی
بعد ازان اکبر کی بیبیون مین داخل ہوئی تھی اور ۹۸۳ھ نو سو تراسی مین گلبدن بیگم بنت بابر شاہ کے ساتھ سفر حج کو گئی تھی
اور سال بھر تک گجرات مین رہی تھی بعد ازان چار برس تک مکہ مین رہکر چار حج کیے لوٹتے وقت جہاز تباہ ہو گیا سال بھر تک
عدن مین رہنے کا اتفاق ہوا ۹۹۰ھ نو سو نوے کے ماہ شعبان مین پھر ہندوستان کو واپس آئی اوس وقت سے
یہ دستور ہوا کہ اکبر ہر سال ایک شخص کو اپنے سردارون مین سے امیر حاج مقرر کر کے بہت سا خرچ اوسکو دیا کرتا تھا اور سب
لوگون کو اذن عام ہوتا تھا کہ جسکا جی چاہے اوسکے ساتھ حج کو جائے اور ہر سال بہت سا خرچ اور تحفہ مکہ والون کے لیے
بھیجا کرتا تھا پانچ چھ برس کے بعد یہ طریقہ بھی بالکل موقوف ہو گیا مرزا سلیمان بابر بادشاہ کے زمانہ سے بدخشان کا مستقل حاکم
تھا جب پیر محمد خان اوزبک اور مرزا سلیمان کی بی بی ولی نعمت بیگم سے بلخ مین مقابلہ ہوا تھا تو اوس لڑائی مین مرزا سلیمان کا
بیٹا ابراہیم مرزا مارا گیا بعد ازان اور بہت سے حادثے مرزا سلیمان پر آئے اور ابراہیم مرزا کا بیٹا شاہرخ مرزا باغی ہو کر تمام
بدخشان کے ملک پر قابض ہو گیا تب مرزا سلیمان کابل مین مرزا محمد حکیم کے پاس مدد لینے کے لیے آیا مگر اوسنے کسی قسم کی
مدد نکی اوس وقت مرزا سلیمان نے محمد حکیم سے یہ درخواست کی کہ کچھ اپنے آدمیون کو میرے ساتھ کر کے اٹک کے کنارہ تک
پہونچا دو محمد حکیم نے عمداً اس قسم کے آدمی مرزا سلیمان کے ساتھ کر دیے جو پہلی ہی منزل سے اوسکو چھوڑ کر بھاگ گئے
مرزا سلیمان اپنے بیٹے کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا اور بے سامان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا کئی جگہ پٹھانون نے
راستہ روکا مرزا سلیمان نے اونکے مقابلہ مین بڑی بہادریان کین اور ایک تیر کا زخم بھی اوسکے لگا بڑی پریشانی سے
اٹک تک پہونچا اور وہان سے کئی گھوڑے ایک عرضی کے ساتھ اکبر کے حضور مین بھیجے اکبر نے پچاس ہزار روپیہ مع بہت سے

مرزا سلیمان کی نسبت خواہ اوسکی استدعا سے یا اپنی راے سے یہ تجویز کی کہ سمندر کے راستہ سے اس سال سفر حج
سے مشرف ہو چنانچہ پچاس ہزار روپیہ اپنے خزانہ سے اور بیس ہزار روپیہ خالصہ گجرات سے اوسکو عطا کیے اور قلیچ خان کو
اوسکے ہمراہ کیا تاکہ بندر سورت تک پہونچا دے غرض اسی سال مین سلیمان حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا
اور اوسکی برکت سے بدخشان کی حکومت دوبارہ اوسکو مل گئی چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا لوٹتے وقت
اوسنے ایک اپنی بیٹی کا نکاح مظفر حسین میرزا حاکم قندھار سے کر دیا جو اون دنون لاہور مین آیا تھا اور وہان سے اکبر کے
دربار مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بیٹی کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ کیا اسی سال مین حسین خان جس سے مصنف حسب
کو قدیمی دلی رابطہ تھا اور بہت تک اوسکی صحبت مین بھی رہتے تھے داغ و محلہ کی رسم سے جب سے سپاہیون پر بڑی
مصیبت ہوئی تھی عاجز ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتین اوٹھا کر کانت و گولہ سے اپنے خاص آدمیون کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا بدایون اور سنبھل کے حدود سے گذر کر گنگا کو اوتر کر بیان دواب مین پہونچا وہانکی رعایا ہرگز زر مالگذاری
داخل کرتی تھی اور کروری کی تو کیا حقیقت تھی جاگیردار کو خیال مین نہ لاتی تھی حسین خان نے اون لوگون کو خوب
لوٹا کھسوٹا بعد ازان کوہ شمالی کی طرف توجہ کی حسین خان کو ہمیشہ سے کوہستان کے فتح کرنے کی دلی آرزو تھی
اور وہان جو اسنے سونے اور چاندی کی کانین اور طلائی اور نقرئی بت سنے تھے اسوجہ سے دل و جان سے اوس
نواحی کا مشتاق تھا چنانچہ اوسنے بسنت پور کا جو پہاڑ کی بلندی پر ایک مقام ہے احاطہ کیا ملک الشرق گجراتی
کروری تھا نیسر نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور کروری بھی ادھر اودھر روپوش ہوگئے سب نے ملک حسین خان کو
باغی مشہور کیا اور اس مضمون کی عرضیان اکبر کو لکھین اکبر نے سعید خان مغول سے جسکی حسین خان سے بڑی دوستی
تھی اور اوھین دنون مین ملتان سے آیا تھا حسین خان کی بغاوت کا حال پوچھا اوسنے بالکل انکار کیا جب اکبر نے
رعایا کے اوس مال کا جو حسین خان نے لوٹ مار کر کے تلف کیا تھا ضمانت نامہ اوس سے حسین خان کی جانب
سے مانگا اوسنے اس سے بھی انکار کیا اور بالکل آشنائی اور محبت یکقلم برطرف کر دی سید ہاشم پسر سید محمود بارہہ
اور سید محمد میر عدل امروہوی کے بیٹون کو پکڑ کے بھیجنے سے پہلے اکبر نے حسین خان کے مقابلہ مین نامزد کیا
بسنت پور کی لڑائی مین حسین خان کے شانہ کے نیچے ایک گولی کا زخم کاری لگا اور بہت آدمی اوسکی طرف کے
مارے گئے تب وہان سے شکست کھا کر حسین خان کشتی مین سوار ہو کر گنگا کے راستہ سے پٹیالی کیطرف
جہان اوسکے اہل و عیال تھے متوجہ ہوا جب گڈھ مکٹیسر مین پہونچا تو سید ہاشم وغیرہ اوسکو اکبر کے حکم کے
بموجب اوسی زخمی ہونیکی حالت مین آگرہ کو لیگئے اور وہان صادق محمد خان کی حویلی مین اوسکو اوتارا اکبر نے

جب اوس سے فراغت پائی تو اکبر نے مرزا سلیمان سے مستحکم وعدہ کیا کہ مین تمکو ہر قسم کی خاطر خواہ مدد دیکر بدخشان کو فتح کرا دونگا
بعد ازان ہتھیا پول کے برج مین جہان نقار خانہ تھا مرزا سلیمان کے رہنے کے لیے ایک مکان مقرر ہوا مرزا سلیمان اکثر اونکو
عبادتخانہ مین مشائخ اور علما کی صحبت مین بیٹھا کرتا تھا اور وہان وجد و حال بھی اوسپر طاری ہوتا تھا اور تصوف کی
باتین بہت کیا کرتا تھا جماعت کی نماز ہر گز او[illegible] نہ ہوتی تھی ایک روز مصنف صاحب نماز [illegible] امام تھے بعد
نماز کے اونھون نے فقط دعاے مسنونہ پر اکتفا کیا مرزا نے اعتراض کیا کہ تمنے فاتحہ کیون نہ پڑھی مصنف صاحب نے
جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین فاتحہ پڑھنے کا معمول نہ تھا بلکہ بعضی روایتون مین اسکو مکروہ بھی
لکھا ہے مرزا سلیمان نے کہا کہ کیا ولایت مین عالم نہین جو وہان کے لوگ فاتحہ پڑھا کرتے ہین مصنف صاحب نے جواب
دیا کہ ہمکو کتاب سے کام ہے کسیکی تقلید سے کیا غرض اکبر نے کہا کہ اب آیندہ کو فاتحہ بھی پڑھ لیا کرو مگر [illegible] مصنف
صاحب نے اسکی کراہت کی روایتین بھی دکھائین انھین دنون مین اکبر نے مرزا سلیمان کے دکھلانے کے لیے نوروز کا
طریقہ جو چغتیہ قدیمی رسم تھی چند روز کے لیے از سر نو جاری کی دیوانخانہ مین دسترخوان عام بچھایا جاتا تھا اور سپاہیونکو
بلا کر کھانا کھلاتے تھے جب مرزا سلیمان چلا گیا یہ طریقہ بھی موقوف ہوگیا پھر اکبر نے خان جہان حاکم پنجاب کو حکم
دیا کہ پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر مرزا سلیمان کے ساتھ جاوے اور بدخشان کو شاہرخ میرزا سے نکال کر مرزا سلیمان کے
حوالہ کردے بعد ازان پھر پنجاب کو واپس آوے لیکن ابھی اسکی تعمیل نہوئی تھی کہ خبر آئی کہ داؤد [illegible] بعد
منعم خان خانخانان ٹانڈہ سے جہانکی آب و ہوا نہایت معتدل تھی کوچ کرکے گنگا اوتر کر [illegible]
مے گیا تھا یہ شہر پہلے بنگالہ سے متعلق تھا آب و ہوا وہانکی نہایت خراب تھی ہر چند امیرون نے [illegible]
وہان طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوگئین [illegible] ہزارہا آدمی مر گئے
[illegible] متعین تھے اونمین سے شاید سو آدمی بھی زندہ نرہے جب زندہ لوگ مردون [illegible]
تھک گئے تو دریا مین بہانا شروع کیا مگر خانخانان کو پھر بھی کچھ خیال نہوا اور اوس شہر سے [illegible]
نازک مزاجی کے سبب سے اوسکے سامنے کچھ نکہ سکے آخر [illegible] سے کئی برس اوپر کی عمر مین خانخانان [illegible]
سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی مین وہین انتقال ہوگیا چونکہ خانخانان کا کوئی وارث نتھا سارا اوسکا مال و منال جو حد سے
زیادہ تھا سرکار مین ضبط ہوگیا بعد اوسکے مرنے کے امرا نے شاہم خان جلایر کو اپنا امیر مقرر کرلیا یہ سنکر اکبر نے
اپنے پہلے حکم کو منسوخ کرکے خان جہان کو خانخانان کا قائم مقام کیا اور ایک قباے زردوزی اور چارقب طلا
اور پٹکا اور شمشیر مرصع مع گھوڑے اور زین مطلا کے اوسکو انعام مین عنایت کی اور حکومت بنگالہ پر نامزد کیا

اور کبھی وہ بھی کسی مستحق کو دیدیتے تھے تو سفر ہو یا حضر پیادہ پا رہجاتے تھے تب غلام اونکے واسطے گھوڑا اونکے واسطے تجویز کرتے
تھے چنانچہ ایک شاعر کے ایک قصیدہ کا یہ مصرع ہے ؏ خان مفلس غلام با سامان * خزانہ جمع کرنے کی قسم کھالی تھی جب آمدنی
اونکو سامنے آتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ تیر کی طرح میرے سینہ مین چبھتا ہے جبتک لوگون کو تقسیم نکر دیتے تھے تب تک انکو
چین نہوتا تھا اور یہ اونھون نے نذر کی تھی کہ جو غلام اونکی ملک مین آوے پہلے ہی دن آزاد ہے اور سوا
تین عورتون کے جو اونکی منکوحہ تھین اور کسی عورت سے کبھی اونکو کچھ تعلق نہین ہوا اخروٹ کو اپنے اعتقاد مین مسکرات
مین سے جانتے تھے ایک روز شیخ الہدیہ نے جو مشائخ کبار مین سے تھے اونکو خزانہ جمع نکرنے اور بہت سا روپیہ
لٹانے سے منع کیا سید ممدوح کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور غصہ ہوکر فرمایا کہ روپیہ جمع کرنا اگر سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی ہے تو البتہ ضرور ہے ورنہ تمسے بزرگون سے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ جسقدر تعلق ہوس دنیاوی کا ہم مین باقی
وہ بھی تم دور کردو نہ یہ کہ حرص دنیا بڑھانے مین سعی کرو قوت اور ہیبت اور شجاعت بھی اونکی ایسی تھی کہ بڑے بڑے
بہادرون مین نہین ہوتی لڑائی کے وقت یہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح لوگون نے کہا
حضرت فتح کی دعا کو مقدم کیجیے تو کہتے تھے کہ مین زندہ لوگون کی نسبت اون لوگون سے ملنے کا جو دنیا سے چلے گئے
زیادہ شائق ہون سخاوت اونکی ایسی تھی کہ اگر بالفرض تمام جہان کے خزانہ اور تمام روے زمین کی سلطنت اونکو
ملجاتی تو پہلے ہی دن قرضدار ہوجاتے یہ قطعہ اونکے حال پر خوب مطابق تھا ؎ صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان
یگانہ ایزد دادار بی عدیل وہمال * وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت سخا * امید بندہ نماندے بایزد متعال
کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایک ہی مرتبہ ڈیڑھ سو گھوڑے عراقی اور نفیس اور ترکی سوداگر سے خریدے اور قیمت
مین اوس سے کچھ گفتگو نہین کی بس اسقدر کہا ہے کہ تو جانے اور تیرا خدا جانے اور بعد خریدنے کے اوسی مجلس مین
یارونکو تقسیم کردیے ہین اور اوسپر بھی عذر کیا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اونکی پہلی ہی ملاقات جب
ہوئی تھی جسوقت لشکر گڑہ کتکنہ کی طرف متعین ہوا تھا اونھون نے آگرہ مین ایک عراقی گھوڑا پانسو روپیہ کو خریدا
اور فورًا مجھکو دیدیا جب اونکا انتقال ہوا تو ڈیڑہ لاکھ روپیہ زیادہ اونپر قرض تھا مگر سب لوگ اونکو ایسا عزیز رکھتے تھے
کہ تمام قرضخواہون نے ساری اپنی دستاویزین چاک کرڈالین اور تمام قرض اپنا معاف کرکے اونکے واسطے
مغفرت کی دعا کی ایک حبہ کا اونکے وارثون سے دعوی نکیا چونکہ مصنف صاحب خوش آواز بہت تھے اسواسطے
اکبر نے انکو پیش نماز مقرر کیا کل سات امام تھے ہر روز ایک شخص کی باری ہوتی تھی چہار شنبہ کے روز انکی نوبت
مقرر ہوئی خواجہ دولت ناظر سے یہ کام متعلق تھا کہ وہ ہر شخص کو اوسکی نوبت پر حاضر کردیتا تھا اسی سال مین

فتحپور سے شیخ بینائی طبیب کو اوسکے معالجہ کے لیے بھیجا جو زخم کی صورت دیکھکر پھر فتحپور کو واپس گیا اور اکبر سے عرض کیا
کہ یہ زخم مہلک ہی پھر اکبر نے حکیم عین الملک کو معالجہ کے لیے روانہ کیا اوسکے ساتھ مصنف صاحب بھی بسبب محبت
قدیم کے اکبر سے رخصت لیکر اوسکے دیکھنے کے لیے آئے اور بہت دیر تک حسرت و افسوس کی باتین کرتے رہے اسی اثنا مین
بادشاہی جراح مرہم باندھنے کے لیے آئے ایک بالشت کی سلائی بزور شگاف کرکے اوس زخم کے اندر کی مگر حسین خان
ایسا بہادر تھا کہ اوسوقت بھی ذرا اوسکی تیوری نہ بدلی بلکہ بے تکلف مسکراتا رہا وہ اوس سے آخری ملاقات تھی
پھر بعد ازان مصنف صاحب فتحپور کو چلے گئے تو وہان دو چار روز کے بعد یہ خبر آئی کہ اوسی حالت مین آسنہ کو
حسین خان کے دست جاری ہوگئے اوسی صدمہ مین مر گیا اوسکے جنازہ کو پٹیالی مین لیجا کر دفن کیا مصنف
لکھتے ہین کہ جب سید محمد میر عادل بکر کو جانے لگے مین تھوڑی دور اونکو پہونچانے گیا راستہ مین یہ خبر مین نے
اونسے بیان کی وہ سنکر زار زار رونے لگے اور حسین خان کی چستی اور چالاکی کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہا
کہ جو شخص دنیا سے آزادی چاہے وہ ایسا ہی فعل اختیار کرے جو حسین خان نے کیا تھا اوسی گفتگو مین اونھون نے
یہ بھی کہا کہ سب یار ہمارے چلدیے خدا جانے اب ہمسے تمسے بھی پھر ملاقات ہو یا نہو یہ بات اونکی سچی ہوگئی بکر مین
جاتے ہی اونکا انتقال ہوا فی الحقیقت وہ اونسے آخری ملاقات تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نو برس
تک اونکی صحبت مین رہا جو وصف مین نے اونمین پائے اور بزرگون مین اوسکا دسوان حصہ بھی نہین دیکھا پاک
اعتقاد بڑے متقی اور پرہیزگار اور عالی ہمت تھے شجاعت مین بے نظیر تھے اور تواضع اونکی ایسی تھی کہ بڑے اور چھوٹے
کو یکسان سمجھتے تھے غرض جتنی صفتین کاملون کو چاہیین سب اونمین موجود تھین جس زمانہ مین وہ لاہور مین حاکم تھے
بغرض متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقط نان جوین پر اکتفا کرتے تھے کئی ہزار پرانی مسجدین تعمیر کرائین ایک دفعہ
ایک ہندو مسلمانونکی صورت بناکر اونکی مجلس مین آیا اونھون نے مسلمان سمجھکر موافق اپنی عادت کے حد سے
زیادہ اوسکی تعظیم کی جب معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے بہت نادم ہوئے اوس روز سے یہ حکم دیا کہ تمام ہندو اپنے آستین
مین ایک ٹکڑا رنگے ہوئے کپڑے کا سی لیا کرین تاکہ مسلمانون اور ہندوونمین فرق ہوجاوے عوام اوسکو تکریہ
کہتے تھے تکری کے معنی لغت مین پیوند کے ہین چند روز کے بعد اونھون نے یہ بھی حکم دیا کہ ہندو لوگ زین پر سوار
نہوا کرین بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوند کا ڈال کر سوار ہوا کرین بہت سے سادات اور اہل علم و فضل اونکے ملازم
تھے ہمیشہ اونھین سے صحبت رکھتے تھے چارپائی پر کبھی نسوتے تھے کبھی تہجد کی نماز اونکی فوت نہوتی تھی جماعت کے بھی
بڑے پابند تھے لاکھون اور کرورون روپیہ کی جاگیر رکھتے تھے مگر ایک گھوڑے سے زیادہ اونکے طویلہ مین نہوتا تھا

تو اکبر نے اپنا پانوں ہٹا لیا جب دیوانخانہ سے باہر نکلا تو اکبر نے پھر مجھکو بلایا اور دونون ہاتھون مین بھر کر پانسے اشرفیان
مجھکو عنایت کین پھر رخصت کیا جب مین شیخ عبد النبی سے جو اونہون دل کی کدورت دور کر کے مجھسے صاف ہو گیا تھا
ملنے گیا تو شیخ مذکور نے کہا کہ جسوقت لڑائی شروع ہو ضرور میرے واسطے دعا مانگنا کیونکہ بموجب حدیث شریف کے وہ وقت
قبولیت دعا کا ہے مین نے قبول کر کے اونسے دعا کا التماس کیا بعد ازان سامان درست کر کے اور اپنے موافق یارونکو ساتھ لیکر
مین نے سفر کیا یہ سفر بڑی خیر و خوبی سے تمام ہوا آخر کو مین ایک فتحنامہ اور ایک مشہور ہاتھی مسمی فیہ رانا کنکا کا لیکر فتحپور مین آیا
اسی سال کی بیسوین محرم کو اکبر نے مہم کوکندہ کا سرانجام کرنے کے لیئے فتحپور کا قصد کیا اور صفر کی چاندرات کی روز وہان
پہونچا انہی مین یہ خبر آئی کہ جب خان جہان کرہی سے آگے بڑھا اور داؤد نے ٹانڈہ سے نکل کر موضع آکمحل مین جسکے ایک
طرف گنگا اور دوسری طرف پہاڑ ہے پناہ لی اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ بنا لیا ہے اور وہان سے ہر روز لڑتا ہے
اور اونھین لڑائیون مین خواجہ عبد اللہ پوتے خواجہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز کے بڑی بہادریان کر کے شہید ہو گئے
اور اوس طرف سے خانخانان پٹھانونکا مزار قتل ہوا ہے پس اکبر نے مظفر خان حاکم پٹنہ و بہار کے نام فرمان بھیجا کہ
کہ تم اوس طرف کی تمام فوج لیکر خان جہان کی مدد کو جاؤ اسی سال کی ربیع الاول کے مہینہ مین میرزا محمد شریف ولد
میر عبد اللطیف قزوینی جو ایک جوان طبیعتدار خوش خلق خوش آواز بلند ہمت مصفا باموجود تھا فتحپور کے میدان
مین اکبر کے ساتھ چوگان کھیل رہا تھا اتفاقاً گھوڑے سے گرا فوراً جان نکل گئی اوسوقت وہان بڑا ایک شور ہوا چنانچہ
دیکھکر اکبر بہت گھبرایا اور بالکل اوسکے حواس جاتے رہے تب قطب الدین محمد اتکہ نے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ حضور
یہان کیا کرتے ہین دولتخانہ کو تشریف لیجایئے تب اکبر وہانسے گھوڑا دوڑا کر مکان کو چلا گیا جب اوسکے دل کو تسکین
ہوئی تو فرمان صحت و سلامتی کے مضمون کے سب سرحد کے امیرونکو بھیجے منجملہ اونکے ایک فرمان مانسنگہ اور
آصف خان کے نام بھی پہونچا ابتداے ماہ ربیع الاول ۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین کوکندہ کی فتح واقع ہوئی مجملاً اوسکا
بیان یہ ہے کہ جب مانسنگہ اور آصف خان اپنے لشکر کے ساتھ اجمیر سے کوچ کر کے مانڈل گڈہ کے راستہ سے
بلدۂ نام درہ مین جو کوکندہ سے سات کوس ورلی طرف راجہ کنکا کا دار الریاست تھا پہونچے تو رانا اپنی فوج کو ساتھ
لیکر مقابلہ کے لیے بڑھا اوسوقت مانسنگہ ہاتھی پر سوار ہو کر مع خواجہ محمد رفیع بدخشی اور شہاب الدین گروہ پاینده
قزاق اور علی مراد اوزبک اور راجہ لون کرن حاکم سانبھر وغیرہ اور راجپوتونکے قلب سپاہ مین قائم ہوا اور چند
نامی جوانون کو چھانٹ کر ہراول بنایا اور اونمین اسی اور کئی آدمیونکو منتخب کر کے سید ہاشم بارہہ کے ساتھ
ہراول سے بھی آگے روانہ کیا جسکو جوزہ ہراول کہتے ہین سید احمد خان بارہہ مع ایک جماعت کے میمنہ مین

خواجہ امین الدین محمود نے جو خواجہ امینا مشہور تھے انتقال کیا سارا اوسکا مال خزانہ عامرہ مین داخل ہوا اسی سال مین ستر وین ذی قعدہ کو اکبر نے اجمیر کا سفر کیا اور جب اجمیر ایک منزل رہی تو موافق عادت قدیم کے اکبر وہان سے پیادہ پا گیا اسی مہینہ کی نوین تاریخ نوروز ہوا تھا اور سنہ جلوس بائیسوان شروع ہوا تھا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ منعم خان خانخانان کی وفات کے بعد داؤد نے مقابلہ کرکے سب بادشاہی امیرون کو گور اور ٹانڈہ سے نکال دیا چنانچہ سب لوگ حاجی پور اور پٹنہ مین چلے آئے اور خان جہان اسوجہ سے کہ لشکر اوسکا ابھی لاہور مین ہے بہت تامل سے جاتا ہے اسوجہ سے اکبر نے ترک سبحان قلی کے ہاتھ خان جہان کو یہ فرمان بھیجا کہ بہت جلد جاؤ چنانچہ اوسنے بائیس دن کے عرصہ مین ہزار کوس زمین طے کی پھر اجمیر مین یہ خبر آئی کہ خان جہان نے کرہی مین پہونچکر داؤد سے مقابلہ کیا اور بڑی لڑائی کے بعد فتح پائی اور قریب ڈیڑھ ہزار آدمیون کے قتل اور قید کیے پھر وہان سے آگے بڑھ گیا ابتدائے محرم ۹۸۴ھ نوسو چوراسی مین اکبر راجہ مانسنگھ ولد بھگوانداس کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مین لے گیا اور وہان استمداد کرکے خلعت اور گھوڑا مع تمام لوازم کے اوسکو عنایت کیا بعد ازان کوکندہ اور کونبھل میر کیطرف جو رانا کیکا سے متعلق تھا نامزد کیا پانچ ہزار سوار ہمراہ کیے اور آصف خان میر بخشی اور غازی خان بدخشی اور شاہ غازی خان تبریزی اور مجاہد خان اور سید احمد خان اور سید ہاشم بارہہ اور مہتر خان خاصہ خیل وغیرہ کو بھی ہمراہی کا حکم ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین غازی خان اور آصف خان کو اجمیر سے تین کوس تک پہونچانے گیا تھا یکایک جہاد کا شوق میرے دل مین بھی پیدا ہوا فی الحال مین وہان سے لوٹ کر شیخ عبد النبی صدر کے پاس گیا اور اونسے یہ آرزو بیان کرکے التماس کیا کہ آپ مجھکو بادشاہ سے رخصت دلوا دیجیے اوسنے قبول تو کیا مگر بادشاہ سے عرض کرنیکا خود وعدہ نکیا بلکہ یہ کام سید عبد الرسول اپنے وکیل کے ذمہ رکھا چونکہ یہ شخص بڑا فضول تھا اسوجہ سے اوسکے واسطے سے یہ عرض مین نے مناسب نہ سمجھی تب مین نے نقیب خان کا جس سے میرا بہت سا ربط تھا توسل کیا اوسنے اول بہت سا انع کیا اور کہا کہ اگر اس لشکر کا سردار ہندو نہوتا تو سب سے پہلے اس سفر کا ارادہ مین کرتا مین نے جواب دیا کہ ہم اپنا سردار بادشاہ کو سمجھتے ہین مانسنگھ وغیرہ سے ہمین کیا غرض تب نقیب خان نے موقع پاکر اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ عبد القادر رخصت چاہتا ہے اکبر نے کہا کہ وہ تو عہدۂ امامت پر متعین ہے کیون جاتا ہے نقیب خان نے کہا کہ جہاد کی آرزو رکھتا ہے تب اکبر نے مجھکو بلا کر پوچھا کہ تم کیون جاتے ہو مین نے التماس کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ اس اپنی سیاہ داڑھی کو حضور کی دولتخواہی مین صرف کرون اکبر نے کہا انشاء اللہ تم فتح کی خبر لاؤ گے پھر مراقبہ مین جا کر بڑی توجہ سے دعا مانگی مین نے پانون چومنے کا قصد کیا

کود کر رانا کیطرف کے ہاتھی پر جا بیٹھا فی الواقع اوسوقت اوسنے بڑا کام کیا یہ حال دیکھکر رانا کے پانون اوکھڑ گئے اور ساری
اوسکی فوج مین تذبذب پڑ گیا یکی جوان جو مانسنگہ کی محافظت کر رہے تھے آگے بڑھ کر ایسے لڑے کہ اونکی لڑائی گویا ایک کارنامہ ہے
مخالفون کی طرف سے جیمل چتوری کا بیٹا اور رام ساہ راجہ گوالیاری اور اوسکا بیٹا سالباہن جنھون نے بڑی بڑی
بہادریان کی تھین اس لڑائی مین مارے گئے اور گوالیار کے راجون کی نسل سے کوئی شخص اس قابل باقی نرہا جو مسند نشینی
کی لائق ہو رانا جو مادھو سنگہ کے مقابلہ مین تھا اوسکے بھی تیرون کے کئی زخم لگے حکیم سور سادات کے مقابلہ سے بھاگ کر
رانا کے پاس پناہ لے گیا دونون ٹکڑے اوسکی فوج کے ملکر ایک ہو گئے رانا نے میدان سے بھاگ کر پھر اونھین پہاڑون مین
جنھین چتور کی فتح کے بعد آوارہ پھرتا تھا پناہ لی اوس لڑائی کے روز گرمی بھی حد سے زیادہ تھی عین گرمی کے چلے کے دن تھے
صبح سے دوپہر تک معرکہ رہا پانسو آدمیون کا اوس میدان مین کھیت ہوا اونمین سے ایک سو بیس مسلمان اور باقی
ہندو تھے زخمی تین ہزار سے زیادہ تھے ہوا مین یہ گرمی تھی کہ سپاہیونکو حرکت کی طاقت نرہی تھی اور گمان غالب یہ تھا
کہ رانا دھوکا دیکر پہاڑ کی پیچھے ٹھہرا ہوا ہے اسوجہ سے کسی نے اوسکا تعاقب نکیا اور لوٹ کر خیمون مین آئے زخمیونکا
علاج شروع کیا اور اوس فتح کی یہ تاریخ ہوئی ع ویبدو من اللہ فتح قریب ۔ دوسرے دن وہان سے
کوچ کر کے لڑائی کے میدان کا ملاحظہ کرتے ہوئے گھاٹی سے گذر کر گوکندہ مین پہونچے چند لوگ جو رانا کے محل کی
محافظت کرتے تھے اور کچھ لوگ جو بتخانہ مین رہتے تھے سب قریب بیس آدمیون کے لڑ کر مر گئے ہندوؤنکا قدیم طریقہ
یہ ہے کہ جب مغلوب ہو کر شہر خالی کرتے ہین تو کچھ لوگ اپنی ناموس کے لحاظ سے لڑ کر اپنی جان گنواتے ہین اور چونکہ
یہ خیال تھا کہ کہین رانا رات کو شبخون نمارے اسلیے کوچہ بندی کر کے خندق اور دیوار اسقدر شہر گوکندہ کے گرد تیار کر لیا
کہ سوار اوسپر سے نہ آسکے پھر دوسرے دن میدان مین کشتونکی اور اون گھوڑونکی جو مارے گئے تھے اسم نویسی شروع کی
تاکہ اکبر کو جو عرضی بھیجی جاوے اوسمین یہ سب تفصیل درج ہو سید احمد خان بارہہ نے کہا کہ نہ ہم مین سے کوئی آدمی
مارا گیا نہ گھوڑا پھر اسم نویسی کی کیا ضرورت ہے اب غلہ کی فکر سب کامون پر مقدم ہے کیونکہ اوس کوہستان کے ملک مین
غلہ بہت کم پیدا ہوتا تھا چنانچہ اوندنون مین غلہ کے نملنے سے فوج نے بڑی تکلیف اوٹھائی تھی سب امیرون نے ملکر اس بات
مین باہم مشورہ کیا اور یہ ٹھہری کہ ہر روز ایک امیر سردار بنکر غلہ کی تلاش مین جاوے چنانچہ اسی قرارداد کے بموجب ہر روز
ایک امیر جاتا تھا اور پہاڑیون پر جہان کہین کچھ بستی یا آدمیونکا مجمع پاتے تھے لوٹکو لوٹ لاتے تھے اور فقط جانورونکے
گوشت پر اوقات بسر ہوتی تھی آم وہان بڑی کثرت سے تھے اکثر عوام الناس کی فقط آمون پر ہی گذر ہوتی تھی اسیوجہ سے
بہت لوگ بیمار بھی ہو گئے وہان کے آم جو تولے گئے تو اکبری وزن سے سیر سیر بھر کے ہوتے تھے پوست بھی اونکا

اور قاضی خان مع جماعت شیخ زادہای سیکری کے میسرہ مین متعین ہوا رانا لنکا تین ہزار سوار ساتھ لیکر پہاڑ کے پیچھے سے
آیا اور اوسکی فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ جسکا سردار حکیم سور تھا پہاڑ کی قبلہ کی جانب سے ہراول کے مقابلہ مین آیا
اور چونکہ وہان راستہ بہت ناہموار تھا اور تھوڑے پڑ بڑی کثرت سے تھے اس سبب سے ہراول اور جوزہ ہراول باہم ملکر
ایک ہوگئے اور اوسوقت مخالف لوگ غالب ہوگئے اور سارے راجپوت جنکا سردار راجہ لون کرن سانبھری تھا
ہراول فوج کے سامنے ہوتے ہوئے میمنہ کی جانب سے میسرہ کی طرف کو بھاگے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
ہراول کی فوج مین تھا مین نے آصف خان سے کہا کہ ہمارے سامنے یہ راجپوت آگئے اب دوست دشمن مین کیونکر فرق کرین
اوسنے جواب دیا کہ تم تیر مارنے شروع کرو کوئی ہو چنانچہ اسی طرح تیر اندازی شروع کی اور مخالفون پر تاک تاک کے تیر مارے سادات
بارہہ اور بعضے اور جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیے جو رستم سے بھی نہو سکتے بہت سے آدمی دونون طرف کے کام آئے
رانا کی فوج کا دوسرا حصہ جسمین رانا خود موجود تھا گھاٹی مین سے نکلا اور قاضی خان کو جو دہانہ گھاٹی پر تھا ہٹا کر قلب فوج پر
جا پڑا سیکری والے شیخ زادہ یکبارگی بھاگ نکلے بھاگتے وقت شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کے سرین پر ایک تیر لگا جسکی جراحت
مدت تک رہی قاضی خان باوجودیکہ بیچارہ ایک ملا آدمی تھا مگر اوس روز بڑی جرأت کرکے دیر تک میدان مین کھڑا رہا اوسکے
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر تلوار کا زخم بھی لگا جب عاجز ہوا تو وہانسے ہٹ کر قلب مین چلا گیا جو لوگ اول ہی دہلہ مین بھاگ
نکلے تھے وہ پانچ چھ کوس تک بھاگ کر دریا اوتر گئے ہرگز اونھون نے باگ نہ پھیری عین گرمی ہنگامہ مین مہتر خان نے
چنداول کی فوج مین سے نکل کر نقارہ بجا دیا کہ خود اکبر بھی آپہونچا یہ سنکر سب کے دل بڑھ گئے اور بھاگنے والونکو بھی ایک طرح کی تقویت
ہوگئی مخالفون کی طرف سے راجہ رامساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان نے جو رانا کے آگے آگے آتا تھا راجپوتونکی جان پر بڑی
آفت ڈالی یہ وہی راجپوت تھے جو میمنہ سے بھاگ کر میسرہ مین سادات کے پاس رہگئے تھے اور انھین کے بھاگنے کی وجہ سے
آصف خان کے بھی پانون اوکھڑ گئے تھے اور اگر سادات ہمت نکرین تو جیسا کہ اول وہلہ مین ان راجپوتون نے کام بگاڑا تھا
وہی انجام کو بھی رسوائی حاصل ہوتی مخالفون کے ہاتھی بادشاہی فوج کے ہاتھیون کے برابر آگئے اونمین سے دو مست ہاتھی
باہم لڑنے لگے حسین خان ہاتھیونکا فوجدار جو راجہ مانسنگھ کے پیچھے ایک اور ہاتھی پر سوار تھا اس کشمکش مین وہ بھی گر پڑا
اوسوقت مانسنگھ مہاوت کی جگہ اوس ہاتھی پر خود سوار ہوگیا اور ایسے وقت اوسنے ایسی ثبات قدمی کی کہ کوئی نکر سکے گا
وہ دو ہاتھی جو باہم لڑتے تھے اونمین ایک بادشاہی فوج کا ہاتھی تھا اور اوسکے مقابل رام پرشاد نامے رانا کا ایک
بڑا قوی ہاتھی تھا دونون ایک دوسرے کو ریل دیتے تھے رانا کی طرف کے رام پرشاد نامے ہاتھی پر جو فیلبان سوار تھا
اوسکے ایک تیر لگا وہ اوسی ہاتھیونکی کشمکش مین زمین پر گر پڑا تب ادھر کے ہاتھی کا فیلبان چالاکی کرکے اپنے ہاتھی سے

مصنف صاحب نے کہا کہ بادشاہون کے حضور مین ہین سچی بات بھی بڑے خوف سے بیان کرتا ہون جہوٹی بات کیونکر
اُسکو نگا پیچھو کچھ واقعی حال تھا وہ سب مصنف صاحب نے بتفصیل تمام اول سے آخر تک بیان کیا پھر اکبر نے پوچھا
کہ تم خالی ہاتھ تھے یا مسلح مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ایک زرہ اور ایک خم میرے پاس موجود تھا اکبر نے پوچھا کہ یہ
سامان تمنے کس سے لیا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ سید عبداللہ خان سے اوس زمانہ مین ہر وقت اکبر کے سامنے
اشرفیونکا ڈھیر رہتا تھا چنانچہ دونون ہاتھونمین بھر کر چھیانوے اشرفیان مصنف صاحب کو انعام مین عطا کین پھر پوچھا
کہ تمنے شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی یا ابھی نہین انہون نے جواب دیا کہ سیدھا سفر سے اکر دربار مین حاضر ہوا ہون
ابھی کسی سے بھی ملاقات نہین کی پھر اکبر نے ایک دوشالہ نخودی اعلی قسم کا دیا اور کہا کہ اسکو لیتے جاؤ اور شیخ مذکور سے
جا کر ملاقات کرو یہ دوشالہ ہماری طرف سے اونکو دیکر کہنا کہ یہ خاص ہمارے کارخانہ کا ہے ہمنے فرمایش کرکے تمہاری
نیت سے تیار کرایا ہے اسکو تم اوڑھو مصنف صاحب اوس دوشالہ کو لیکر شیخ عبدالنبی کے پاس گئے اور اکبر کا پیغام
ادا کیا شیخ عبدالنبی بہت خوش ہوا اور ان سے کہا کہ مین نے رخصت کے وقت تمسے کہدیا تھا کہ جب لڑائی شروع ہو
تو میرے لیے ضرور دعا مانگنا انہون نے جواب دیا کہ مین نے یہ دعا پڑھی تھی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یہ سنکر شیخ عبدالنبی نے
کہا کہ یہی کافی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ عبدالنبی آخر کو ایسے برے حال سے مرا کہ خدا کسیکو
نہ دکھائے خان جہان لکھن گانون مین داؤد سے مقابلہ کر رہا تھا اور اسکا منتظر تھا کہ مظفر خان اور لشکر بہار اور حاجی پور کی
اوسکی مدد کو پہونچے اسلیے اکبر نے اسی سال مین سید عبداللہ خان کو مع فرمان کے اوسکے پاس بھیجا فرمان مین
یہ درج تھا کہ ان امیرون کے بھیجنے کا اہتمام ہو رہا ہے اور ہم بذات خود بھی آتے ہین اور پانچ لاکھ روپیہ ڈاک چوکی کے
وسیلہ سے اوس لشکر کی مدد کے لیے روانہ کیے اور بہت سی کشتیان غلہ کی بھری ہوئی بھی آگرہ سے روانہ کین اسی
اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ خواجہ حاجی پور اور پٹنہ کے ایک زمیندار گجپتی نے باغی ہوکر بہت سی جمعیت اکٹھی کر لی ہے اور ادھر سے
یورش کرکے فرحت خان اور اوسکے بیٹے میرک رزاقی کو جو تہانہ آرہ مین تھے شہید کر ڈالا اور راستہ بالکل بند ہے
اسی سال کی چھبیسوین ربیع الثانی کو اکبر نے بنگالہ کے ارادہ پر فتحپور سے کوچ کرکے پانچ کوس پر منزل کی اسی منزل مین
سید عبداللہ خان داؤد کا سر لیکر ملازمت مین حاضر ہوا اور وہ بیت جعفر کی فال مین جو سید میرکی نے پٹنہ سے
لوٹتے وقت جونپور مین نکالی تھی سچی ہو گئی کہ مژدۂ فتح بہ ناگاہ رسید سر داؤد بدرگاہ رسید اس لڑائی کا مجملاً
قصہ یہ ہے کہ جس روز سید عبداللہ خان خان جہان کی لشکر مین پہونچا اور وہان اوسنے لڑائی کا اہتمام کیا

پتلا ہوتا تھا مگر شیر جی کام اور دقیقہ اچھا تھا اسی اثنا مین اکبر نے معرکہ کا مفصل حال تحقیق کرنیکے لیے محمود خان خواص کو
بھیجا چنانچہ متواتر کوچ کرتا ہوا وہان پہونچا اور ایک روز رہکر سب حال معلوم کیا اور پھر وہان سے واپس ہوکر بہت جلد
اکبر کیخدمت مین پہونچا اور معرکہ کی شرح بتفصیل عرض کی اکبر نے ساری کارگذاریان سردارون کی بہت پسند کین
مگر یہ بات کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا اور اوسکا تعاقب نکیا پسند نہ آئی امیرون کی یہ رای ہوئی کہ رام پرشاد نامے
ہاتھی کو جو غنیمت مین ہاتھ آیا تھا اور کئی مرتبہ اوسکو اکبر نے رانا سے طلب کیا تھا مگر اوس کمبخت نے ندیا تھا فتحنامہ کے
ساتھ درگاہ کو روانہ کرین جب اوسکی ہمراہی کے لیے کسی سردار کو تجویز کرنے لگے تو آصف خان نے مصنف صاحب کی
نسبت کہا کہ یہ محض اپنے دلی شوق اور ثواب کی نیت سے آئے تھے انکے ہمراہ فتحنامہ بھیجدینا چاہیے مانسنگہ نے
کہا کہ ابھی تو یہان بڑا کام باقی ہے انکو چاہیے کہ معرکہ مین ہر جگہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کرین مصنف صاحب نے
جواب دیا کہ یہان امامت کی کیا ضرورت ہے مین جاکر خود حضرت بادشاہ کا امام ہونگا یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور اوس
ہاتھی کی حفاظت کے لیے تین سو سوار ساتھ کرکے روانہ کیا اور خود بھی سیر و شکار اور تھانہ بٹھانے کی غرض سے
قصبۂ موہنی تک جو کوکندہ سے بیس کوس ہے ساتھ آیا اور وہان سے ایک سفارشنامہ لکھکر مصنف صاحب کو دیکے
رخصت کیا چنانچہ باگھور اور مانڈل گڈھ کے راستہ سے قصبۂ انبیر مین جہان مانسنگہ کا وطن تھا پہونچے راستہ مین
جو لوگ اس لڑائی کی کیفیت اور مانسنگہ کے فتح پانی کی حقیقت سنتے تھے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اونکو یقین نہ آتا تھا
جب انبیر پانچ کوس رہا اتفاقاً وہان وہ ہاتھی دلدل مین اندہ گیا جتنا آگے کو بڑھتا تھا اوتنا ہی زمین کے نیچے کو
بیٹھا جاتا تھا چونکہ پہلی ہی خدمت تھی اسوجہ سے مصنف صاحب کو بڑا تردد پیدا ہوا آخر اوس نواح کے بہت سے لوگ
جمع ہوئے اور اونھون نے کہا کہ پارسال بھی ایک بادشاہی ہاتھی یہان اندہ گیا تھا جب یہان پانی بہت سا ڈالا
تو زمین نرم ہوگئی تھی اور ہاتھی آسانی سے نکل گیا تھا یہ سنکر فوراً سقون نے یہی تدبیر کی تب اوس ہاتھی نے اوس
بلا سے نجات پائی وہان سے چلکر انبیر مین پہونچے تین چار روز وہان رہے پھر قصبۂ تودہ کے راستہ سے جو مصنف
صاحب کی پیدا ہونے کی جگہہ ہے بساور مین پہونچے اور وہان سے کوچ کرکے فتحپور مین داخل ہوئے اور ابتدائے
ماہ ربیع الثانی مین راجہ مانسنگہ کے باپ راجہ بھگوانداس کے وسیلہ سے اکبر کی کورنش حاصل ہوئی مصنف صاحب نے
امیرونکی عرضیان مع ہاتھی کے پیش کین اکبر نے پوچھا اس ہاتھی کا نام کیا ہے مصنف صاحب نے عرض کیا کہ اسکا نام
رام پرشاد ہے اکبر نے کہا کہ یہ سب پیر کے طفیل سے حاصل ہوا ہے اسواسطے اسکا نام آیندہ کو پیر پرشاد ہونا چاہیے
پھر اکبر نے کہا کہ وہان کے امیرون نے تمھاری تعریف بہت لکھی ہے سچ سچ کہو تم کس فوج مین تھے اور کیا کیا کام کیے

مانسنگہ اور آصف خان اور قاضی خان کو تنہا وہان سے بلا یا مانسنگہ اور آصف خان مین باہم نفاق بہت تھا اور اندونون کی
بعضی حرکتین اکبر کو ناپسند ہوئی تھین اسلیے چند روزان دونونکو کورنش سے محروم رکھا مگر غازی خان بدخشی اور مہتر خان اور
علی مراد اوزبک اور خنجری ترک اور ایک دو شخص اور کہ مصنف صاحب بھی اونھین مین سے تھے روز بروز تقرب مین بڑھتے گئے
باقی اور لوگون پر کچھ دنون عتاب رہا پھر اونکے بھی قصور معاف ہوگئے چونکہ رانا اودے پور اور خانپور کے کوہستان مین
قزاق بنکر لوٹتا پھرتا تھا اسلیے اکبر نے اوسکی تنبیہ کیواسطے اسی مہینہ کی اونیسوین تاریخ کو اوس طرف کوچ کیا خواجہ
شاہ منصور شیرازی ابتدا مین بادشاہی خوشبو خانہ کا داروغہ تھا اور چونکہ مظفر خان کو اوس سے عداوت بہت تھی اسی
سبب سے وہ یہان سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس چلا گیا تھا وہان اوسنے بڑی عزت پاکر دیوانی کا منصب
حاصل کیا منعم خان کے حادثہ کے بعد پھر اکبر نے فرمان بھیجکر اوسکو طلب کیا چنانچہ انھین دنون وہ ملازمت مین حاضر ہوا
اور چونکہ وہ نہایت کاردان اور لائق آدمی تھا اسلیے اکبر نے اوسکو کل ممالک محروسہ کا دیوان مقرر کیا رفتہ رفتہ تمام مہمات
ملکی مین دخیل ہوگیا حسب اتفاق انھین دنون ستارۂ دنبالہ دار مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور چونکہ شاہ منصور بھی اپنی دستار کا
دنبالہ بہت دراز چھوڑتا تھا اسوجہ سے ستارۂ دنبالہ دار لوگون نے اوسکا نام مقرر کردیا یہ شخص حساب مین سپاہیون سے
بہت سختی کرتا تھا اسواسطے لوگ اسکے ظلمون کے مقابلہ مین راجہ اور مظفر خان کے ظلم بھی بھول گئے اسی سال مین
یہ خبر آئی کہ شاہ اسمعیل ولد شاہ طہماسپ بادشاہ عراق کو اوسکی ہمشیرہ پری جان خانم نے امیرون سے متفق ہوکر
قتل کر ڈالا میر حیدر معمائی نے اوسکے جلوس کی تاریخ + شہنشاہ روی زمین + اور اوسکے وفات کی تاریخ + شہنشاہ
زیر زمین + نکالی گویا دمدار ستارہ کا اثر عراق مین ظاہر ہوا بڑا غدر اوس ملک مین قائم ہوگیا تبریز اور شروان اور مازندران پر
والی روم نے زبردستی قبضہ کرلیا چند روز کے بعد سلطان محمد خدا بندہ نے جو شاہ طہماسپ کا دوسرا بیٹا
شاہ اسمعیل کا سوتیلا بھائی تھا تخت پر جلوس کیا اسکے زمانہ مین رفض جسقدر اوس ملک مین کم ہوگیا اور اوسکی
عوض مین الحاد ہندوستان مین زیادہ ہوگیا ؎ نفاق آمدہ در ہند از بلاد عراق + عراق قافیہ میدان بر گذار
نفاق + جب قصبۂ سوہنی مین اکبر کی منزل ہوئی تو وہان سے اوسنے قطب الدین محمد خان اور راجہ بھگوانداس کے
نام فرمان لکھا کہ یہ دونون سردار کوکندہ مین توقف کرین اور قلیچ خان مع اور امیرون کے ایدر تک جو احمد آباد سے
چالیس کوس ہے حاجیون کے قافلہ کو پہونچا دے اور پھر قلعۂ ایدر کا محاصرہ کرے اور وہان کے راجہ نرایند اس کو
قرار واقعی گوشمالی دے قلیچ خان نے بموجب اس حکم کے تیمور خان بدخشی کو پانسو سوارون کے ساتھ قافلہ کے ہمراہ
کردیا اور راجہ ایدر وہان سے بھاگ کر رانا کی طرح پہاڑون مین آوارہ پھرنے لگا اسی منزل مین شہاب خان اور

دوسرے روز جو پندرھوین ماہ ربیع الثانی کی تھی خان جہان نے فوج کو ترتیب دیا اور ایک ایک امیر کیواسطے میدان مین جگھہ
متعین کردی مظفرخان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے صفین آراستہ کین داؤد اپنے غرور کے نشہ مین مست ہوکر اپنے چچا
جنید کروانی کو اور سوا اسکے اور بہت سے سرداروں کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا لڑائی شروع ہوئی اول ہلہ مین ایک توپ
کا گولہ جنید کی زانو مین لگا تمام بدن اوسکا پاش پاش ہوگیا اور جب دونون فوجین باہم ملکر لڑنے لگین تو پٹھانون کو
شکست ہوئی اتفاقاً داؤد کا گھوڑا کہین دلدل مین اندھ گیا فوراً حسن بیگ اوسکو گرفتار کرکے خان جہان کے پاس
لے آیا اوسوقت داؤد پر تشنگی بڑی غالب تھی پانی مانگنے لگا لوگون نے اوسکے جوتے مین ہی پانی بھرکر سامنے کیا اوسنے
پانی پینے سے انکار کیا تب خان جہان نے خاص اپنے پینے کا پانی اوسکو پلاکر سیراب کیا چونکہ داؤد بہت خوبصورت
آدمی تھا اسوجہ سے خان جہان اوسکے قتل پر راضی نتھا مگر سب امیرونکی رائے یہ ٹھہری کہ اسکے زندہ رکھنے مین بڑے
فساد کا احتمال ہے اسواسطے اوسکے قتل کا ارادہ کیا دو زخم لگائے مگر کارگر نہوئے تب اوسکو بڑے عذابون سے قتل کیا
اور اوسکے سر کو جدا کرکے اوسمین گھاس بھردی اور بہت سی خوشبوئین اوسکو لگاکر سید عبداللہ خان کی ہاتھہ دربار کو
روانہ کیا اوس لڑائی مین ہاتھی اور غنیمت کا مال بہت ہاتھ آیا اس سال مین اکبر نے اس فتح کی شکریہ ادا کرنیکی لیے
تئیسوین جمادی الثانی کو اجمیر کا قصد کیا چھٹی رجب کو حضرت خواجہ کے عرس کے دن اجمیر مین پہونچا اور سلطان خواجہ
ولد خواجہ خاوند محمود کو میر حاج کرکے سفر حج کو اکبر نے روانہ کیا اور چھہ لاکھہ روپیہ کا نقد و جنس حرمین شریفین کے مستحقون
کے لیے اور حرم مبارک مین ایک مکان بنوانے کے لیے اوسکو حوالہ کیے اور جسوقت سلطان خواجہ رخصت ہونے لگا
اکبر احرام والونکی صورت بناکر ننگے پانون ننگے سر اور اوسی طرح کا لباس پہنکر اور کسیقدر سر کے بالونکا بھی قصر کرکے
چند قدم بطور مشایعت کے اوسکے ساتھہ گیا اوسوقت لوگون پر بڑی رقت طاری تھی اور ہر طرف سے ایک شور
برپا تھا اور قطب الدین محمد خان اور قلیج خان اور آصف خان کو خواجہ مذکور کے ہمراہ کرکے یہ حکم دیا کہ اس قافلہ کو
گوگندہ تک پہونچادو بعد ازان تمام رانا کے ملک کو پایمال کردو اور جہان کہین رانا کا پتا ملے اوسکو ہرگز زندہ نچھوڑو
اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ شاہ طہماسپ کا انتقال ہوگیا اور شاہ اسمعیل ثانی اوسکا جانشین ہوا تاریخ اوسکے
جلوس کی ہے ؎ اول دولت فتح و ظفر ست ؛ بعد ازان اکبر نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جاوے
خرچ راہ خزانہ سے ملیگا یہ سنکر بہت لوگون نے قصد کیا اور بڑی مخلوق اس سعادت سے مشرف ہوئے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکے برخلاف اب یہ حال ہے کہ جو کوئی سفر حج کے لیے رخصت مانگتا ہے وہ بے اقبال
ٹھہرتا ہے اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ رسد بہم نہ پہونچنے کی وجہ سے گوگندہ کے لشکر پر بڑی تکلیف ہے اسلیے اکبر نے

حضور نے اوسی روز سید عبداللہ خان سے فرمایا تھا کہ ان دونون چیزون کو تم ضرور تلاش کر کے نکالو گے جب ہونے
ملنے کی کیفیت مصنف صاحب سے پوچھی اونھون نے بیان کیا کہ بیلدارون کی قوم اکثر بساور کے علاقہ کی گانوؤن مین
رہتی ہے اور یہ لوگ اسی بہانہ سے راہزنی کیا کرتے ہین اونھین لوگون نے اس اسباب کو بھی چورایا تھا اونمین ان چیزون
جو کچھ جھگڑا ہوا تو ایک شخص نے اونھین مین سے اس امر کی سید عبداللہ خان کو خبر کر دی چنانچہ عبداللہ خان نے
اسکو گرفتار کر لیا اونھون نے بہت سی چوریون کا اقرار کیا یہ سنکر اکبر نے حافظ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اور
اسباب بھی پیدا ہو جاویگا تم اپنی خاطر جمع رکھو اونسے عرض کیا کہ میرا اصلی مقصود دامی قرآن اور بیاض کا ملجانا تھا
کیونکہ میرے آباؤ اجداد سے موروثی چلی آتی تھین باقی اور اسباب کے نکلنے کا چندان غم نہین چنانچہ جب
اوس سفر سے مراجعت کا اتفاق ہوا وہ اسباب بھی سب بیلدارون سے ملگیا سید عبداللہ خان نے فتحپور مین
لاکر پیش کیا اسی منزل مین مصنف صاحب کو امیر نوامامت کا حکم دیا ہفتہ مین ایک دن رات اونکی نوبت
ہوتی تھی خواجہ دولت ناظر خواہی نخواہی چوکی مین لاکر حاضر کر دیتا تھا چند روز اکبر نے اوس ملک کے اہتمام کیلیے
دیپالپور مین توقف کیا اور شہاب الدین احمد خان وغیرہ بڑے بڑے نامی امیرون کو راجہ علی خان کے مقابلہ
کے لیے برہانپور کو بھیجا اور اوس لشکر کی داغ و محلی کا عہدہ شہباز خان بخشی کو سپرد کیا اوسی منزل سے
راجہ ٹوڈرمل کو اعتماد خان گجراتی کے ساتھ ولایت گجرات کی جمع کی تحقیقات اور اوس ملک کے انتظام کیلیے
نامزد کیا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ آصف خان نے ایدر کو فتح کر لیا اور راجہ نرائنداس کو شکست ہوئی تفصیل
اوس قصہ کی یہ ہے کہ جب قلیچ خان ایدر سے علی مراد ازبک کے ہمراہ جو وہ ساتھ لے گیا تھا دربار کو متوجہ ہوا
اور آصف خان وہانکی سرداری کے لیے متعین ہوا ایدر کا راجہ جو در بدر پھرتا تھا رانا کیکا اور بہت سے زمیندارون
کی مدد سے بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے تھانہ ایدر سے دس کوس پر آکر شبخون مارنے کا ارادہ رکھتا تھا آصف خان
اور میرزا محمد مقیم اور تیمور بدخشی اور امیر ابو الغیث بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ بات ٹھہرائی
کہ قریب پانسو سوارون کے تھانہ کی محافظت کے لیے چھوڑین اور پیش دستی کر کے خود ہی اوس پر شبخون کرین چودھوین
ذی الحجہ ۹۸۴ھ نوسو چوراسی کو صبح صادق کے وقت سات کوس راہ گئے تھے اوس طرف سے راجہ نرائنداس اپنی
فوج لیے آتا تھا مقابلہ شروع ہوا بڑی لڑائی کے بعد میرزا محمد مقیم جو بادشاہی فوج کا ہراول تھا شہید ہوا آخر ہندؤن کو
شکست ہوئی آصف خان نے یہ سارا لڑائی کا حال مفصل بذریعہ عرضی کے اکبر سے عرض کیا اکبر نے آصف خان کو
اور وہانکے سب سردارون کو نیکنامی کے فرمان بھیجے اسی سال مین میر سید محمد میر عدل کو حکومت بکر پر نامزد کیا

شاہ بداغ خان اور اوسکا بیٹا عبد المطلب خان اور شاہ فخر الدین خان وغیرہ مالوہ کے جاگیردار ملازمت مین
حاضر ہوئے اکبر نے غازی خان بدخشی کو ہزاری کا منصب دیکر مع شریف محمد خان اتکہ اور مجاہد خان اور
ترک سبحان قلی خان کے تین ہزار سوارون کے ساتھ ہونی کے تھانہ مین چھوڑا اور کوہستان مداریہ مین عبد الرحمن
بیگ پسر جلال الدین بیگ اور عبد الرحمن ولد مؤید بیگ کو پانسو سوارون کے ساتھ متعین کیا اور قطب الدین خان
اور راجہ بھگوانداس کو بھی کوکندہ سے طلب کر لیا اور شاہ فخر الدین اور جگناتھ کو اودے پور مین اور سید
عبد اللہ خان اور راجہ بھگوانداس کو درۂ اودے پور کے تھانہ مین مقرر کیا اور خود وہان سے کوچ کرکے نواحی بانسوالہ
اور ڈونگر پور مین پہونچا اوسی جگہہ راجہ ٹودرمل بنگالہ سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور پانسو ہاتھی مع اور بہت سے
اوس ملک کے تحفون کے پیش کیے اکبر نے آصف خان کو اوید رکے لشکر کا سردار مقرر کرکے بھیجدیا تھا اور قلیچ خان کو
وہان سے بلا لیا تھا اسی منزل مین قلیچ خان کو مع کلیان رائے بقال ساکن کھنبایت کے بندر سورت کو بھیجا
تاکہ فرنگیون سے عہد و پیمان کرکے خواجہ سلطان کے جہاز کو روانہ کرادے چونکہ پہلا کوئی عہد و پیمان تھا اس سبب سے
اوس جہاز کو فرنگیون نے روک لیا تھا اور اس کام سے فارغ ہوکر مالوہ مین لشکر سے آملے اسی سال کے ذی الحجہ کے
مہینہ مین نوروز ہوا اور تیئیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اکبر نے نوروز کے جشن کو قصبہ دیبال پور مین جو مالوہ کے
توابعات سے ہے بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا مصنف صاحب چونکہ بیمار سخت ہو گئے تھے اس سبب سے
لشکر کا ساتھ چھوڑ کر بساور مین رہ گئے تھے اب اونکو افاقہ ہوا تو بانسوالہ کے راستہ سے لشکر کا قصد کیا
ہنڈون مین سید عبد اللہ خان سے ملاقات ہوئی اونھون نے بیان کیا کہ وہ راستہ بہت خراب ہے چنانچہ
وہ اوس طرف سے لوٹا کر مصنف صاحب کو اپنے ساتھ بجونہ مین لیگئے چندروز وہان رہنے کا اتفاق ہوا پھر
اس خیال سے کہ بادشاہی امامت انکے ذمہ تھی رضوی خان کے ساتھ گوالیار اور سارنگپور اور اوجین ہوتے ہوئے
بارھوین ذی الحجہ کو حدود دیبال پور مین لشکر سے جاملے اور ایک قرآن حمائل بہت نفیس اور ایک بیاض
خطبون کی جسمین بڑے صنائع بدائع کے خطبہ تھے پیش کی یہ بیاض اور قرآن حافظ محمد امین خطیب قندھاری
کے تھے جو خوشخوانی مین بے نظیر تھا اوسکو بساور کے قریب سے چور لیگئے تھے سید عبد اللہ خان نے پیروی کرکے
وہ دونون چیزین پھر پیدا کین اور مصنف صاحب کے حوالہ کر دی تھین اکبر اونکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
حافظ محمد امین کو بلا کر ہنسی کے طور پر کہا کہ یہ قرآن حمائل ایک جگہہ سے ہمارے لیے آیا ہے ہمنے تمکو ہی دیا محمد امین
اوسکو پہچان کر ایسا خوش ہوا کہ گویا از سرنو جان تازہ پائی اور بہت سے آداب بجا لایا اور کہنے لگا کہ

سب امیرونکو تقسیم کردیا اور ایسی کوشش کی کہ اٹھہ روز مین یہ سب کام تمام ہوگئے اور ادھر اودھر سے اگر رعایا بھی وہان آباد ہوگئی اور رائے منوہر ولد رائے لونکرن حاکم سانبھر کے نام پر اوسکا نام منوہر پور تجویز کیا اس منوہر کا نام چندروز سے مرزا منوہر ہے بڑے شاہزادہ کیخدمت مین اسنے نشو و نما پائی تھی اب ایک جوان قابل ہے شعر بھی کہتا ہے اور توسنی تخلص کرتا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی ذکر اوسکا تذکرہ شعراء مین مذکور ہوگا وہان سے اکبر نارنول کے راستہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے مشائخ وقت مین سے تھے ملاقات کی بعد ازان دہلی مین پہونچا اور وہانکے سب اولیاء اللہ کی زیارتون سے مشرف ہوا اسکے بعد نواحی پالم مین چندروز شکار کھیلتا رہا اسی سال کے رمضان کے اخیر عشرہ مین مصنف صاحب کے گھر سے بجواب بساور مین تھا بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی مصنف صاحب نے ایک اشرفی اکبر کے حضور مین بطور نذر کے پیش کرکے اوسکے نام کی درخواست کی اکبر نے فاتحہ پڑھکر پوچھا کہ تمہارے باپ اور دادا کا کیا نام ہے مصنف صاحب نے کہا کہ میرے باپ کا نام ملوک شاہ اور دادا کا نام حامد تھا اکبر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عبدالہادی رکھنا چاہیے اوس زمانہ مین اسم یا ہادی شب و روز اکبر کا ورد تھا چند حافظ محمد امین نے جو منجملہ بادشاہی سات خادمون کے ایک نام تھا سمجھایا کہ حافظونکو جمع کرکے ایک ختم اوس لڑکے کی درازی عمر کے لیے پڑھوا و مگر مصنف صاحب نے اونکے کہنے پر عمل نکیا آخر وہ لڑکا چھ مہینہ کا ہوکر گیا خدا اونکو بہشت مین اوسکا اجر آخرت مین مصنف صاحب کو عنایت کرے اوس منزل سے مصنف صاحب پانچ مہینہ کی رخصت لیکر بساور کو گئے بعض ضرورتین وہان ایسی واقع ہوئین کہ مصنف صاحب کو وہان سال بھر تک رہنے کا اتفاق ہوا اپنے وعدہ پر حاضر نہو سکے اور قسم کی کمر خدمتون میں ... آخر کو وہ توجہ اکبر کی اونکے حال پر رہی جب اکبر پنجاب کو جاتا تھا تو منزل ہانسی مین شہباز بیگ توپچی کی عرضی پہونچی اوسکا یہ مضمون تھا کہ مظفر حسین میرزا گجرات سے بھاگ کر دکن کو جاتا تھا راجہ علی خان نے اوسکو پکڑکر قید کر لیا ہے اکبر نے غرۂ ذی الحجہ ۹۸۵ھ نوسو پچاسی کو راجہ علی خان کے نام مقصود جوہری کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ میرزا کو حضور مین بھیجدے ۹۸۶ھ نوسو چھیاسی مین محرم کی چاند رات کے دن نو روز ہوا اور آج کے جلوس کو چوبیسوان برس شروع ہوا پھر اکبر پٹن مین جاکر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا پھر اوسنے نواحی نندنہ مین قمرغہ کا شکار کھیلا چار روز کے عرصہ مین بے انتہا جانور شکار کیے جب قریب ہوا کہ اوس شکارگاہ کی دونون طرف کے شکار تمام ہو جاوین یکایک اکبر کے مزاج کی کیفیت بدل گئی اور ایسی حالت ہوگئی کہ بیان نہین ہوسکتی ہر شخص اپنی اپنی رائے کے موافق کچھ گمان کرتا تھا اوسیوقت شکار موقوف کیا اور جس درخت کے نیچے اکبر کا یہ حال ہوگیا تھا

تب امیرون نے حسب مصلحت وقت کچھ پیشکش مناسب راجہ علی خان سے لیکر درگاہ کو بھیجدی اسی
سال مین حکیم عین الملک شیرازی جو سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی مین ہمراہ وکیل عادل خان حاکم دکن کے بطور
رسالت کے گیا تھا واپس ہو کر آیا اور بہت سے نامی ہاتھی اور عمدہ عمدہ تحفہ عادل خان کے بھیجے ہوئے
پیش کیے پھر اکبر نے دیپ چند راجہ منجھولہ کو تغیر کر کے حکیم عین الملک کو فوجداری بانس بریلی پر نامزد کیا
وہان پہونچکر اوسنے ایک عرضی لکھی اوسمین کئی درخواستین تھین منجملہ اونکے ایک درخواست یہ تھی کہ جب سے
حضور سے رخصت ہو کر مین اس اوجڑ ملک مین آیا ہون کوئی لائق یار و ہمدم سے میرے ہمراہ نہین لہذا
التماس یہ ہے کہ مولوی عبدالقادر یعنی مصنف صاحب کو حضور یہان بھیجدین تو نہایت مناسب ہے
کیونکہ وہ اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہین اور سوا اسکے دربار مین بھی کچھ اون سے ایسی
خدمت متعلق نہین یہ امر مولوی عبدالقادر کی بھی خوشی اور میری بھی سربلندی کا باعث ہوگا خواجہ
شاہ منصور نے یہ ساری عرضی اکبر کو سنائی اکبر نے ہر درخواست پر کچھ حکم مناسب لکھوایا جب اس رجوع سبت پر
پہونچا ہان یا ناہ کا کچھ حکم ندیا ماہ رجب سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی کو اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے
عرس مین شریک ہونیکے لیے اجمیر کی طرف متوجہ ہوا جس روز تودہ مین منزل تھی شاہ ابوتراب جو اکابر
سادات شیراز سے تھے اور سب سلاطین گجرات اونسے رجوع کرتے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اوسی دن
راجہ ٹوڈرمل بھی جو بعد فتح مرزا مظفر حسین کے دربار کو روانہ ہوا تھا دربار مین حاضر ہوا اکبر نے شاہ ابوتراب کو
میر حج کے قریب سے میر حاج بنا کر حاجیون کے قافلہ کے ساتھ روانہ کیا اور اعتماد خان گجراتی کو بھی بہت سا
روپیہ دیکر مکہ معظمہ کے جانے کی اجازت دی اور اس سال مین بھی اشتہار عام دیا کہ جو شخص حج کو
جاوے خرچ سرکار سے پاوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی شیخ عبدالنبی صدر سے
التماس کیا کہ میرے واسطے بھی حضور سے اجازت حاصل کر دیجیے شیخ نے کہا کہ تمھاری والدہ زندہ
ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہان زندہ ہین پھر شیخ نے پوچھا کہ تمھارا کوئی اور بھائی ہے
جو بعد تمھارے اونکی خدمتگزاری کرے مصنف صاحب نے جواب دیا کہ اور کوئی نہین بظاہر اسباب
ایک مین ہے اونکے رزق کا وسیلہ ہون تب شیخ عبدالنبی نے کہا کہ اول اونکی اجازت حاصل کرو تو
بہتر ہے آخر یہ بات ملیسر نہوئی قصبۂ انبیر کے قریب موضع سوتھان ایک بڑا پرانا شہر آباد اوجڑا پڑا تھا
وسکو اکبر نے ازسرنو آباد کیا اور ایک بڑا اونچا قلعہ اور باغ اور دروازہ بنوائے اور یہ کام تھوڑا تھوڑا

انسیت تھی مفسدون کے شکوک نے اوسکو بڑی حیرت مین ڈال دیا مقصود اصلی بالکل جاتا رہا یہ حال ہوگیا
کہ پانچ چھ برس کے بعد مطلق اسلام کا اثر نرہا اور اوسکے بہت سے باعث ہوئے بعضے اون مین سے تحریر ہوتے ہین
اکبر کے دربار مین ہر مذہب اور ہر شہر کے علما جمع تھے ہر ایک سے بذات خود بحث کیا کرتا تھا ہر روز قسم قسم کی تحقیقین
اور باریک باریک نکتہ بیان ہوتے تھے جس مذہب کی بات اوسکو پسند آجاتی تھی وہی بات اختیار کرلیتا تھا
گو وہ بات اہل اسلام کے خلاف ہو چنانچہ لڑکپن کے زمانہ سے بڑھاپے تک ہمیشہ اوسکے اعتقاد بدلتے رہتے تھے
آخر اوسکا عقیدہ سارے مذہبون کے خلاف ایک نئی طرح کا پیدا ہوگیا تھا اور یہ سمجھ گیا تھا کہ ہر مذہب مین عقلا
اور صاحب کشف و کرامات موجود ہین اور حق ہر مذہب مین دائر ہے کسی ایک مذہب سے خاص نہین پس ایک
ایسے مذہب نئے مین جسکو نکلے ہوئے ہزار برس بھی نہین ہوئے حق کو منحصر کرلینا کیا ضرور ہے اور ایک کو ثابت
کرنا اور دوسرے کی نفی کرنا ترجیح بلا مرجح ہے سب سے زیادہ برہمن لوگ خلوت و جلوت مین اکبر کی صحبت مین رہتے تھے
اور اکبر کا اعتقاد یہ تھا کہ ان لوگون کی کتابون مین سب مذہبون سے زیادہ ہر طرح کے علوم اور کمالات انسانی کا
بیان ہے اور برہمنون نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ اپنے مذہب کے اثبات پر بٹھادی تھین اور اکبر کے اعتقاد مین
ایسی گمراہی آگئی تھی کہ جس طرح زائل ہوتی تھی اور واقعات حشر اور کل نقلیات کا جو خصوص شریعت سے
ثابت ہین بالکل منکر ہوگیا اور جو جو اعتراض مخالفون نے مذہب اسلام پر کیے ہین اور وہ کتب کلامیہ مین
تفصیل سے جوابات کے مذکور ہین مفسدون نے اوسکے سامنے بیان کرنا شروع کیے اور ہر شخص اپنے
مذہب کی طرف اوسکو ترغیب دیتا تھا چند روز یہ معمول رہا کہ دیوی برہمن کو جسنے مہابھارت کا ترجمہ
کرایا تھا ایک چارپائی پر بٹھا کر اوسی خوابگاہ کے قصر کے برابر معلق لٹکا دیا کرتا تھا اور اوس سے ہندوون کے
مذہب کی کہانیان اور بتون اور آتش اور آفتاب اور برہما اور مہادیو اور بشن اور کشن اور رام اور مہاپائی
کی پرستش کا طریقہ سیکھا کرتا تھا تناسخ کو بھی اپنے اعتقاد مین حق سمجھنے لگا اسوجہ سے خوشامدی لوگون نے
اس باب مین رسالہ تصنیف کیے اور بڑی بڑی دلیلین تناسخ کی حقیت پر قائم کین ہندوون کا مذاق اکبر کی
طبیعت مین بہت آگیا شیخ تاج الدین ولد شیخ زکریا اجودھنی دہلوی شاگرد شیخ زمان پانی پتی صاحب شرح
لوائح کا بھی ایک مدت اکبر کی صحبت مین رہا یہ شخص علم تصوف مین گویا شیخ ابن عربی ثانی تھا نزہۃ الارواح کی
اسنے ایک بہت بڑی شرح لکھی ہے شریعت کا بھی چندان پابند نہ تھا اکبر اوسکو بھی دیوی برہمن کی طرح
چارپائی پر بٹھا کر اپنے قصر کے برابر لٹکا دیا کرتا تھا اوس سے وحدت وجود کا مسئلہ جو ان باطل صوفیون کا

وہان بہت سا روپیہ فقیرونکو تقسیم کیا اور ایک بڑی عمارت اور بڑا وسیع باغ اوس جگہہ تیار ہوا اور اپنی سر کے بال کتروائے
اور اوسکے ساتھ اکثر مصاحبون نے بھی بالونکا قصر کیا یہ خبر جب بنگالہ کے ملک مین پہونچی وہان لوگون نے جھوٹ موٹ
اکبر کے مرجانے کی خبر اوڑادی اسوجہ سے وہان کے انتظام مین بڑا خلل واقع ہوگیا تھا مگر چند روز کے بعد جب صحیح خبر پہونچی
توسب فساد دب گئے بہیرہ کی منزل مین بیگم بادشاہ دار السلطنت سے آکر لشکر مین پہونچی اوسی جگہہ پنجاب کی حکومت
سعید خان مغول کے حوالہ کی پھر اکبر نے قاضی علی بغدادی نبیرہ میر قاضی حسین میبذی کو اس کام کے لیے مقرر کیا کہ پنجاب وغیرہ کے سب
ائمہ دارونکے قدیم بحال ضبط کرکے خاص ایک جگہہ رقبہ ناپ دے اور سبکو ایک گانو مین شریک کردے اسوجہ سے تمام معافیدارون پر بڑی
تباہی آئی اور یہ سب امور شیخ عبد النبی اور اوسکے وکیلونکی بیدیانتی سے ہوئے پھر اکبر نے وہانسے فتحپور کو مراجعت کی اور خضرآباد کے قریب تیسری
جمادی الثانی سنہ مذکور کو کشتی مین سوار ہوا اور سارے امرا اور مصاحب بھی کشتی مین سوار ہوئے باقی لشکر خشکی کے راستہ سے روانہ ہوا
اور اسی مہینہ کی اونتیسوین [29] تاریخ کو دہلی مین پہونچا اور رجب کی چاندرات کو کشتی سے اوترکر خشکی کے راستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو
اجمیر مین حضرت خواجہ صاحب کے عرس مین جاکر شریک ہوگیا دوسرے روز وہان سے دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا ہر روز
پچاس کوس راہ طے کرتا تھا نوین تاریخ جمعہ کے روز صبح کے وقت منزل تودہ مین پہونچا مصنف صاحب بھی اسوقت
آکر اوسی جگہہ ملازمت مین حاضر ہوئے اور کتاب الاحادیث جو فضیلت جہاد اور ثواب تیراندازی مین چہل حدیث ہے اور
نام اوسکا تاریخی ہے پیشکش کی اکبر نے وہ کتاب اپنے کتب خانہ مین داخل کی اوس ملاقات مین مصنف صاحب سے
وعدہ خلافی کا کچھ مذکور نہوا اوسی روز اکبر شام کے وقت فتحپور مین پہونچا اکثر اوقات عبادتخانہ مین عالمون اور مشائخون سے
صحبت رکھتا تھا خصوصاً ہر جمعہ کی شب کو تمام رات جاگتا تھا اور ہمیشہ مسائل دین کے اصول اور فروع کی تحقیق
ہوتی تھی علما اکثر باہم بحث مباحثہ کیا کرتے تھے اور اسقدر باہم اختلاف تھا کہ اکثر ایک دوسرے کو کافر کہدیا کرتے تھے
اور سنی اور شیعہ اور حنفی اور شافعی اور فقیہہ اور حکیم کے مباحثون سے بڑھ کر اصل اصول مین خلل پڑنے لگا مخدوم الملک نے
ایک رسالہ لکھا اور اوسمین یہ ثابت کیا کہ شیخ عبد النبی نے خضر خان شروانی کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
جناب مین بے ادبی کیا کرتا تھا اور میر حبش کو جو رافضی غالی تھا ناحق قتل کیا ہے اور شیخ عبد النبی کے پیچھے نماز پڑھنا
درست نہین اسلیے کہ اوسکے باپ نے اوسکو عاق کردیا ہے علاوہ اسکے اوسکو بواسیر خونی کا عارضہ ہے شیخ عبد النبی نے
بھی اوسکی بہت کی گمراہی اور جہالت ثابت کی اور بعضے علما اس طرف ہوگئے بعضے اوس طرف جب آپس مین یہ
جھگڑے پڑے تو ایسے وقت مین بیدین مفسدون نے موقع پاکر شبہات باطل پیش کرنے شروع کیے اکبر کی
یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اپنی ذات سے وہ طالب حق تھا لیکن عامی محض اور کافرون اور رذیلون سے اوسکو ہمیشہ

اور عیسائیوں نے دجال کے اوصاف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت کیے نعوذ باللہ من ذلک بیربر نے یہ
سمجھایا کہ آفتاب پورا پورا مظہر ذات الٰہی کا ہے اور غلہ اور سبزہ اور میوہ کا تیار ہونا اوسیکی تاثیر سے ہے اور تمام
جہان کی روشنی اور تمام عالم کی حیات اوسیکی ذات سے متعلق ہے پس وہ بیشک عبادت کے لائق ہے اور چاہیے
کہ اوسکے طلوع کی طرف منھ کرکے عبادت کیجاوے نہ اوسکے غروب کی طرف اسی طرح آگ اور پانی اور پتھر اور درخت اور
گاے بلکہ گوبر بھی ذات الٰہی کے مظہر ہیں خوشامدی حکیموں اور فاضلوں نے ان باتوں کی تائید کرکے کہا کہ آفتاب
نیر اعظم ہے اور تمام جہان کو اوس سے فیض پہونچتا ہے اور وہی سب بادشاہوں کا مربی ہے اور بادشاہ اوسکی
تعظیم کا رواج دینے والے ہیں اسی سبب سے اکبر نے نوروز کے دن کی بہت تعظیم شروع کی اور ابتداے جلوس سے
ہر سال اوس روز بڑا جشن ہوا کرتا تھا اوس روز اکبر لباس بھی اپنا سبعہ سیارہ میں سے کسی ایک ستارہ کے
رنگ کے موافق پہنتا تھا اور دعاے تسخیر آفتاب کی جو ہندووں نے سکھلائی تھی اوسکو اکبر آدھی رات کے وقت اور
طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا اور گاے کا ذبح اور اوسکا گوشت کھانا اکبر نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا [illegible]
[illegible] ذبح کرنا مقرر کیا حکما نے بھی اسکی تائید میں بیان کیا کہ گاے کا گوشت [illegible]
اوس سے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں شہر نوساری متعلقہ گجرات سے کچھ لوگ آتش پرست اکبر کے دربار میں
آئے تھے اور زردشت کا دین حق بتایا اور آگ کی عبادت میں بڑا ثواب سمجھا پس اکبر نے حکم دیا کہ ابوالفضل [illegible]
[illegible] سے محل کے اندر ایک آتشخانہ موافق طریقہ [illegible] کے تیار ہوا کیونکہ آگ خدا کی آیات میں سے ایک آیت
ہے اور اوسکے نوروں میں سے ایک نور ہے اور ہندوستان کے کچھ راجپوتوں کی بیٹیاں جو اکبر کے حرم میں [illegible]
ساتھ شریک ہو کر اکبر بھی ہوم کا طریقہ جو ایک قسم کی آتش پرستی ہے ہمیشہ بجا لاتا تھا جب چھبیسواں سال اکبر کے جلوس کا
شروع ہوا تو نوروز کے دنوں میں علانیہ آفتاب اور آگ کو سجدہ کرتا تھا اور اوسکے مقربوں کا بھی یہ حال تھا [illegible]
چراغ روشن ہوتا تھا کھڑے ہو جاتے تھے اور سلونو کے دن اکبر ٹیکا ماتھے پر کھینچکر دولتخانہ میں آیا اور برہمنوں کے
ہاتھ سے ایک جواہر کا کنٹھا بطور راکھی کے ہاتھ میں باندھا سب امیروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے [illegible]
اور [illegible] سے پیشکش کیے اور بادشاہ کی موافقت سے اپنے ہاتھوں میں بھی سب نے راکھیاں باندھیں
غرض جو حکم مسلمانوں کے مخالفوں نے بیان کر دیا اوسکو اکبر نے بڑی پکی بات سمجھ لیا اور جتنے احکام اہل اسلام
تھے سب اوسکی سمجھ سے باہر تھے اور کہتا تھا کہ عرب کے فقیروں نے جو مفسد اور ڈاکو تھے یہ احکام وضع کیے
العیاذ باللہ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ احکام اسلام کے باطل کرنے کے لیے دلیل کی بھی ضرورت نہ رہی مصنف کا

عقیدہ ہے اور رفتہ رفتہ اوس سے نوبت کفر و الحاد پر پہونچی ہے تعلیم کیا
فصوص الحکم مین مذکور ہے اور اسی طرح اور بہت سی باتین جو ظاہر شریعت کے
کہا کہ اگرچہ کافرون کا ہمیشہ دوزخ مین رہنا تو یقینی ہے لیکن ہمیشہ عذاب رہے
احادیث نبوی مین تاویلات بعیدہ پیش کین اور یہ بھی کہا کہ انسان کامل وق
اور وہ حضور کی ذات ہے بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھا کر خدائی کے مرتبہ کے قریب
ادب فرض عین ہے اور اوسکی ذات قبلہ حاجات ہے اسلیئے اکبر نے اپنی طر
اوسکا نام ٹھہرا بعضے جاہل فقیرون کے عمل اوسکی سند مین بیان کیے گئے
اپنے زمانہ کا مقتدا بنا ہوا تھا اور اوسکی تصنیفات بھی بہت مشہور ہین بعض
ہمدانی کی بیان کین اونمین سے ایک یہ مضمون تھا کہ جیسے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
ابلیس اسم المُضِلُّ کا مظہر ہے ان دونون صفتون نے اس کارخانۂ دنیا
رافضی بھی اوسی طرح اوپر جا کر خلفاے ثلٰثہ اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کی ن
تابعین اور تبع تابعین اور سلف اور خلف کو برا کہا کرتا تھا اور مذاہب اہل س
سمجھا یا کرتا تھا اور سواے مذہب شیعہ کے سبکو گمراہ بتلاتا تھا اکبر یہ سب
بداعتقاد تو ہو ہی گیا تھا علاوہ اوسکے یہ ہوا کہ علما مین باہم ایسا جھگڑا تھا ک
دوسرا اوسی کو حرام کہہ دیتا تھا ان باتون سے اکبر کا انکار اور زیادہ بڑھگیا
امام غزالیؒ اور امام رازیؒ بلکہ جمیع سلف سے بہت بڑھا ہوا سمجھتا تھا جب
ایسا ہی قیاس کر لیا کچھ لوگ فرنگستان کے علما جنکو پادری کہتے ہین اور
مجتہد ہوتے ہین اونکو یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ مصلحت وقت سمجھکر ا
بدل دین اور اونکے حکم سے اونکا بادشاہ بھی عدول نہین کر سکتا اونکو
اپنے مذہب کے موافق انجیل پیش کی اور مسئلہ تثلیث کے دلائل بیان
ثابت کی شاہزادہ مراد نے حسب الحکم چند سبق انجیل کے تیمناً و تبرکاً پڑھے
انجیل مین بجاے بسم اللہ کے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا ۔ ای نامی وی ژ
تیرا مہربان اور بہت بخشنے والا ہے شیخ فیضی نے اوسکا دوسرا مصرع یہ ک

بنا سکتا ہون جسکے چارون طرف پانی ہو اور اوسمین پانی [illegible] اور پانی اوس
مکان کے اندر بالکل نفوذ نکرے تا اسواسطے اکبر نے ایک حوض بیس گز مربع جسکا عمق تین گز تھا دولتخانہ کے
صحن مین تیار کرایا اور اوسکے بیچ مین ایک حجرہ سنگین بنوایا اور اوسکی چھت پر ایک منارہ بلند بنا کر اوس
اوس حجرہ کے چارون طرف پل بنائے گئے مگر اوس حکیم کا دعوی بالکل جھوٹا ہوگیا چنانچہ وہ چھپ کر
کو بھاگ گیا مگر اوسی سے سنہ [illegible] مین حکیم گیلانی نے لاہور مین ایک ایسا ہی حوض تیار کرایا اور [illegible]
سعادی نے حوض حکیم علی اوسکی تاریخ نکالی پھر اکبر نے اوس حوض [illegible] روپیہ سے بھر دیا
روپیہ کا تھا بھر دیا ایک روز اکبر نے شیخ بھیکھ سے ایک قوال کو جو شیخ [illegible] مرید شیخ ادہن جونپوری
مریدون مین سے تھا اور اوسکا نام اور اوسکی وفات کی تاریخ [illegible] بلایا اور اوسکے [illegible]
اور میان تانسین بھی [illegible] بڑے بڑے گویون کو بھی بلایا مگر شیخ بھیکھ کیا اون سے [illegible] پاکر کہا
حوض کا ہوا شیخ بھیکھ لیجا وے کہ سب اوس سے [illegible] ہوکر [illegible] کا التماس کیا
[illegible] نے اوسکا حوض [illegible] ہزار روپیہ کے اوسکو [illegible] عطا کیے [illegible] اکبر نے [illegible]
[illegible] مین [illegible] صرف کردیا [illegible] دنون مین اکبر نے شیخ مبارک سے [illegible]
شروع کیا [illegible] پہلے شیخ فیضی نے کہا تھا کہ شیخ ہمارے بالکل بکلاوت نہین رکھتے اکبر نے کہا کہ
بیشک انھون نے سب تکلفات اپنے ہمکو حوالہ کردیے ہین پھر اکبر نے شیخ بھیکھ اور میان تانسین اور سارے
گویون کو شیخ مبارک کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنی راے کے موجب اون مین ایک دوسرے کو ترجیح دیوے
شیخ نے میان تانسین سے کہا کہ مین نے سنا ہی تم بھی کچھ گاتے ہو جب اوسنے گایا تو شیخ نے اوسکے راگ کو
جانورون کے چلانے سے تشبیہ دی اور بہت ناپسند کیا اسی سال مین مرزا محمد حکیم کا کوکہ معصوم خان
جو ایک جوان بہادر تھا اور بڑے بڑے کار نمایان اوس سے ظہور مین آئے تھے مرزا سے خفا ہوکر اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا اکبر نے اوسکو پانصدی کا منصب عنایت کرکے ولایت بہار پر نامزد کیا وہان وہ کالا پہار
پٹھانون کے سردار سے جو قوت اور شوکت مین سب سے ممتاز تھا مقابلہ کرکے غالب آیا تب اکبر نے فتحپور سے
فرمان منصب ہزاری کا اور گھوڑا اور خلعت اوسکے لیے بھیجا مشہور ہے کہ اوسنے خواب مین دیکھا تھا کہ
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اوسکی پیٹھ پر اپنا پنجہ مبارک رکھا ہے اوسکی برکت سے کبھی اوسنے کسی
لڑائی مین پیٹھ نہین پھیری اور نشان پنجہ کا اوسکی پشت پر ظاہر تھا اسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے

لکھتے ہین کہ ایک شب دیوان خانۂ خاص مین مجھکو ابو الفضل سے جلسہ کا اتفاق ہوا تو ابو الفضل نے کہا کہ مجھکو سب مصنفین
دو باتون کی شکایت ہے اول یہ کہ جسطرح خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تفصیل سے لکھا ہے
تفصیل سے پچھلے پیغمبرون کا حال کیون نہ لکھا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبرون کے حالات مین بہت کتابین
ہین ابو الفضل نے کہا وہ سب نہایت مختصر ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ پچھلے پیغمبرون کے عہد کو بڑا
زمانہ ہوا اس سبب سے مفسرین اور ارباب تاریخ کے نزدیک اسی قدر ثابت ہوا ہے ابو الفضل نے جواب دیا
کہ یہ جواب ٹھیک نہین دوسرے یہ کہ کوئی پیشہ ور ایسا نہین جسکا ذکر تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس وغیرہ
کتابون مین اولیا کے زمرہ مین درج نہو ورنہ اہل بیت نے کیا قصور کیا ہے کہ اونکا ذکر داخل نہین کیا اسکا
بھی مصنف صاحب نے کچھ مناسب جواب دیا مگر اوسنے قبول نہ کیا بعد ازان مصنف صاحب نے پوچھا کہ
ان دنون مین سے تمہارا میلان کس مذہب کی طرف زیادہ ہے ابو الفضل نے جواب دیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہے
کہ چندے روز الحاد کا طریقہ اختیار کرون مصنف صاحب نے بطور مزاح کے کہا کہ اگر نکاح کی قید بھی اوٹھا دو تو بہتر ہے
ہر عیب کسی نے کہا ہے کہ سررشتہ عقل و شرع تا ابد ہی بہ اگر دین زمانہ عقلی ذکر انبیا علیہم السلام ہمیشہ
ابو الفضل قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ گفتگو ہنسی مین ٹل گئی ابو الفضل اکبر کے اشارہ سے مذہبی باتون مین صدر اور قاضی اور
حکیم الملک اور مخدوم الملک وغیرہ سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور انکی رسوائی اور ذلت مین کسی طرح کی کمی نکرتا تھا
بادشاہ کو یہ باتین بہت پسند آتی تھین آخر اونھون نے خفیہ آصف خان بخشی کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ تم کیون
ہم سے ضد کیا کرتے ہو ابو الفضل نے جواب دیا کہ ہم بڑے مرد کے نوکر ہین مثل مشہور ہے کہ نوکر بادنجان نیستم
چند روز مین ابو الفضل نے اکبر کی حمایت پر ایک کو ذلیل کر کے دربار سے نکال باہر کیا ابو الفضل کی باتین
اس قسم کی تھین کہ کوئی مسلمان سواے حکیم ابو الفتح اور ملا محمد یزدی کے بعضی باتون مین اوسکا شریک نہوتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دربار مین یہ معاملات پیش ہونے لگے تو مین نے عزلت اختیار کیا اور اوس
مجلس سے حتی الامکان جدائی پسند کی اسی وجہ سے نظرون سے گر گیا کبھی کبھی دور سے جا کر کورنش کر لیا کرتا تھا
اور یہ سارے تماشے دیکھا کرتا تھا چونکہ ان واقعات مین ایک ایک حال کی تفصیل ہر ہر سال کی ترتیب سے ممکن نتھی
اسوجہ سے یہ ذکر مجملاً لکھا گیا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ مین اللہ کی ذات پر بھروسا کر کے یہ قصہ صاف صاف
دلیرانہ لکھ رہا ہون اگرچہ یہ بات احتیاط سے بہت دور ہے اور خدا گواہ ہے کہ سواے دلسوزی مذہب کے کوئی
عداوت یا حسد اس تحریر کا باعث نہین اسی سال مین ایک حکیم فتحپور مین آیا اور اوسنے کہا کہ مین ایک ایسا مکان

اس سال مین واپس آیا اور علی خان حاکم کشمیر کا ایلچی محمد قاسم کے ہمراہ بہت سی زعفران اور مشک اور قیطاس اور
شال وغیرہ کشمیر اور تبت کے تحفہ پیشکش لایا انھین دنون مین اکبر نے حکیم علی داماد حکیم الملک گیلانی کو جو خصوصاً
علم طب اور مجموعاً جمیع علوم مین بے نظیر تھا عادل خان دکنی کے وکیلون کے ساتھ بیجاپور کو بھیجا انھین دنون مین
میر نظام بہنوئی میرزا شاہرخ کا بطور رسالت کے بدخشان سے آیا اور بدخشان کے گھوڑے اور خچل آبدار اور
اونٹون کی قطارین پیشکش کین چونکہ ان روزون مین اکبر ریاست دینی اور دنیوی دونو کا طالب تھا اسوجہ سے
دوسرے کی تبعیت اوسکو ناگوار تھی جب اوسنے یہ سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم
اور سواے اسکے اور بعضے امیرون نے مثل امیر تیمور صاحبقران اور میرزا الغ بیگ گورکان وغیرہ کے بذات خود خطبہ
پڑھا ہے اسلیے اکبر بھی بظاہر اونکی متابعت اور باطن مین اپنی نمود کے خیال سے جمعہ کے روز جمادی الاول کی چاند رات
سنہ ۹۸۷ نوسو ستاسی کو فتحپور کی جامع مسجد مین جو محل بادشاہی کے قریب بنوائی تھی خطبہ پڑھنے کے واسطے گیا
اور یکبارگی ہیبت اوسپر ایسی طاری ہوئی کہ تمام بدن لرزنے لگا اور بڑی مشکل سے شیخ فیضی کے یہ تین شعر اور
لوگونکی مدد سے پڑھکر منبر سے اوتر آیا اور پھر حافظ محمد امین کو امامت کا حکم دیا اور وہ شعر یہ ہین خداوندیکہ ما را
خسروی داد ، دل دانا و بازوی قوی داد ، بعدل و داد ما را رہنمون کرد ، بجز عدل از خیال ما برون کرد ، بود
وصفش ز حد فہم برتر ، تعالی شانہ اللہ اکبر ، چونکہ ان دنون ملک کے عقائد اسلامی [illegible] [illegible]
تھی اور چند ہندوستان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
مصنفین نے نعت اپنی تصنیفات مین سے [illegible] [illegible] [illegible] اسکے خطبہ مین [illegible] [illegible]
درج ہوتا تھا اسکی تمام جہان مین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اور سواے اسکے اور بہت سے نامی تحفہ مثل ہاتھی اور پارچہ کے جو حضرت [illegible] پیشکش
بھیجے اور اوس تیس ہاتھی محمد معصوم کابلی کے بھیجے ہوئے نظر سے گذرے دوسرے [illegible] فقیرون اور
مستحقون کو چوگان بازی کے میدان مین جمع کیا اور خود بھی وہان گیا قریب [illegible] آدمیون کے وہان
وہان جمع ہوگئے تھے اور سلطان خواجہ صدر اور قلیچ خان ایک ایک شخص کو روپیہ تقسیم کرتے تھے اوس
کشمکش مین اسی مرد اور عورتین اور بچے ہلاک ہوئے اور بعضی عورتونکی کمرون سے جنکے خانہ بنگالہ مین بندھے ہوئے
گئے تھے روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان نکلین اس سبب سے اکبر سب فقیرون سے بد اعتقاد ہوگیا اور حکم
کیا کہ اسکے بعد تھوڑے آدمی جمع ہوا کرین چند روز کے بعد یہ رسم بھی جاتی رہی انھین دنون مین

ملا طیب کو جو ایک نالائق آدمی تھا کینبل سے بلا کر صوبہ بہار اور حاجی پور کا دیوان اور رائے پرکھوتم [illegible]
ملا مجد محی سرہندی کو جو سلیم شاہ کے وقت میں پروانہ نویس تھا امین اور شمشیر خان خواجہ سرا کو صاحب
اہتمام خالصہ کا مقرر کیا یہ لوگ ایسے بدطینت آدمی تھے کہ وہان جاکر ہوش سے باہر ہوگئے اپنے گمان میں نہ
خدا کے بندے تھے نہ بادشاہ کی رعیت طرح طرح کے ظلم اور بدعتین اونسے ظہور مین آئین مخلوق پر جبر کرنے مین
اونھون نے بادشاہ کی کفایت سمجھی تھی آخر انھون نے زبردستی معصوم خان کو باغی کرادیا چنانچہ قصہ
انشاء اللہ تعالی عنقریب مذکور ہوگا اسی مہینہ مین جوہری نے بہت سی پیشکشین راجہ علی خان کی مع مرزا
مظفر حسین کے خاندیس سے لاکر پیش کین چند روز کے بعد اکبر نے مرزا کا قصور معاف کردیا اور آخر مین [illegible]
اپنی دامادی سے عزت بخشی اسی سال مین شہباز خان بخشی کو مع غازی خان بدخشی اور شریف خان [illegible]
رانا کیکا کے مقابلہ پر نامزد کیا رانا کونبھل میر مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے [illegible]
سے اوسکو فتح کرکے تمام اوس ملک کو غارت کردیا رانا نے رات کے وقت [illegible]
کوہستان مین پناہ لی اسی سال مین سلطان خواجہ مکہ معظمہ سے [illegible]
اور ایک غلام حبشی اور سوا سے [illegible] اور بہت نفیس تحفہ [illegible]
کیا اور [illegible] سو بھیجا اسی مین خواجہ محمد یحیی [illegible] خواجہ احرار رحمہ اللہ علیہ [illegible]
اوسکے حوالہ کیے اور اسی سال کے ماہ شوال مین اوسکو مکہ معظمہ [illegible]
کو بھی جنکی باہمی مخالفت [illegible] وجہ سے اکثر سلف اور خلف سے بد اعتقاد [illegible]
اسی قافلہ کے ساتھ زبردستی مکہ معظمہ کی طرف اخراج کیا چنانچہ وہ سال [illegible]
آخر علم نے اثر [illegible] کیا [illegible] فقدم ذلوا اونکے سفر کی تاریخ ہوئی [illegible]
مین یہ خبر آئی کہ [illegible] خان حاکم بنگالہ نے انتقال کیا اکبر نے اوسکے بھائی [illegible]
عنایت اور نوازش کا بھیجا اور مظفر خان کو جو دیوانی کے منصب پر تھا حاکم اوس ولایت [illegible]
بخشی اور حکیم ابو الفتح کو صدر اور رائے پتر داس اور میرادہم کو باہم شریک کرکے دیوان [illegible]
روانہ کیا اسی سال کی اونتیسوین صفر کو چالیس برس کی عمر مین مصنف صاحب کے ایک بیٹا [illegible] پیدا ہوا
محی الدین اوسکا نام رکھا اکبر نے ملا عشقی کو جسے خانی کا خطاب اور دیوانی کا منصب حاصل تھا اور ایک مثنوی
اوسکی مضحکات مین مشہور ہے قاضی صدرالدین لاہوری کے ساتھ کشمیر کی طرف بطور وکالت کے بھیجا تھا

برعموم برایا و کافۂ رعایا لازم و متحتم ست و ایضاً اگر بموجب رای صواب نمای خود حکمے از احکام قرار دہند کہ مخالف نصی
نباشد و سبب ترفیہ عالمیان بودہ باشد عمل بران نمودن بر ہمہ کس لازم و متحتم ست و مخالف آن موجب سخط اخروی
و خسران دینی و دنیوی ست و این مسطور صدق وفور حسبۃً للہ و اظہار الاجراء حقوق الاسلام بمحضر علمای دین
و فقہاے متدین تحریر یافت وکان ذلک فی شہر رجب سنۃ سبع وثمانین وتسع مائۃ
اس محضر کا مسودہ شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اوروں نے بھی جبراً قہراً اوسپر دستخط کیے شیخ مبارک نے
بڑی رغبت سے اوسکے نیچے لکھا کہ این امریست کہ من بجان و دل خواہان و از سالہا باز منتظر آن بودم
جب یہ فتویٰ طیار ہو گیا تو پھر اکبر کا اجتہاد شروع ہوا کسیکو مقابلہ کی مجال نرہی احکام شریعت مین جو چاہا
کرنے لگا ابوالفضل بھی دینداری سے ہاتھ اوٹھا کر بالکل اوسکی خواہش کا تابع ہو گیا اسلام کا نام تقلید ٹھہرا
اور بیدینی کی باتین تحقیق قرار پائین اسی سال کی سولھوین رجب کو اکبر نے اجمیر کی طرف کوچ کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ اوس روز سے اب تک چودہ برس ہوئے پھر کبھی اکبر کا اوس طرف رخ نہوا چھبیسوین شعبان کو
اجمیر کے قریب پہونچا پانچ کوس سے پیادہ پا ہو کر اوس روضۂ متبرکہ کی زیارت کو گیا اہل عقل اس بات پر بہت
ہنستے تھے کہ خواجہ اجمیری سے ایسا اعتقاد اور اصل شریعت سے جسکی بدولت اسطرح کے لاکھون ولی پیدا
ہوئے ہین ایسا انکار جب مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی چلے گئے تب اکبر نے اور نئی نئی بیدینی کی باتین نکالین
قرآن کو مخلوق بتایا پیغمبرون پر وحی آنے کو محال سمجھا نبوت اور امامت مین طرح طرح کے شک پیدا کیے اور
جن اور ملائک اور معجزون اور کرامتون وغیرہ کا صاف انکار کیا اور قرآن کے تواتر اور اوسکی کلامیت مین
بھی کلام ہوا اور بعد بدن کی خرابی کسی روح کا باقی رہنا اور اوسپر ثواب اور عذاب ہونا غیر ممکن سمجھا اور اس
قسم کے شعرون کی سند پکڑی ؎ از حقیقت بدست کورے چند ٭ مصحف ماند و کہنہ گورے چند ٭
گور با کس سخن نمیگوید ٭ سر قرآن کسے نمی جوید ؎ عید آمد و کارہا نکو خواہد کرد ٭ چون روے عروس
ساقی مے ناب در سبو خواہد کرد ٭ چون خون خروس ٭ افسار نماز و پوزبند روزہ ٭ یکبار دگر ٭ از گردن
این خران فرو خواہد کرد ٭ افسوس افسوس ٭ اور یہ مقرر کیا کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ
علانیہ پڑھا کرین اور جب یہ احتمال ہوا کہ شاید اسمین فتنہ و فساد پیدا ہون فقط قلعہ کے اندر ہی گویا
یہ تکلیف رہی ٭ فتنہای امت ٭ اسکی تاریخ ہے پھر اکبر نے قطب الدین محمد خان اور شہباز خان وغیرہ سے
کہا کہ تقلید اسلام کی چھوڑ دو اون سب نے انکار کیا قطب الدین محمد خان نے کہا کہ اور ولایتون کے حاکم

قطب الدین محمد خان انکہ کو اتالیق بڑے شاہزادہ کا مقرر کیا اور ایک بڑی مجلس بھی ترتیب دی اوسنے بہت سے عمدہ ہاتھی اور اور پیشکشین موافق اپنے منصب کے پیش کین اور موافق قاعدہ کے شاہزادہ کو کندھے پر اوٹھا کر طبق زر اور جواہر کے نثار کیے اسی سال مین عبد اللہ خان اوزبک کا ایلچی مع ایک شوقیہ خط کے ماوراء النہر سے آیا اکبر نے مرزا فولاد برلاس کو مع خواجہ خطیب بخاری کے اوس خط کے جواب کے ساتھ بہت سے تحفہ ہمراہ کرکے بھیجا نامہ کے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ چو مادوست باشیم بایکدیگر ✢ بود بحر و بر ایمن از شور و شر ✢ انھین دنون مین ایک محضر مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ اور صدر جہان مفتی کل اور شیخ مبارک اور غازی خان بدخشی وغیرہ کے اہتمام سے لکھا گیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مجتہدون سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مسائل مختلف فیہ مین اگر مرجوح روایت کو وہ اختیار کرلے تو جائز ہے اس سے یہ غرض تھی کہ کوئی شخص احکام ملکی اور شرعی مین اکبر کے حکم سے انکار نکر سکے اس باب مین بھی بڑی طویل بحث ہوئی گفتگو اس باب مین تھی کہ اجتہاد اور مجتہد کسکو کہتے ہین اور امام عادل کو جو ملکی مصلحتون سے اچھی طرح واقف ہو یہ اختیار رہے کہ بحسب مصلحت وقت کسی مسئلہ مختلف فیہ کو جاری کردے آخر بعضون نے برغبت اور بعضون نے بجبر اوسپر مہرین لگین وہ محضر بجنسہ نقل کیا جاتا ہے ✢ محضر ✢ مقصود از تشیید این مبانی و تمہید این معانی آنکہ ✢ چون ہندوستان صینت عن الحدثان بمیامن معدلت سلطانی و تربیت جہانبانی مرکز امن و امان و دائرۂ عدل و احسان شدہ طوائف انام از خواص و عوام خصوصاً علمای عرفان شعار و فضلای دقائق آثار کہ ہادیان بادیۂ نجات و سالکان مسالک اتوا العلم درجات اند از عرب و عجم رو بدین دیار نہادہ توطن اختیار نمودند جمہور علمای فحول کہ جامع فروع و اصول و حاوی معقول و منقول اند و بدین دیانت و صیانت اتصاف دارند بعد از تدبیر وافی و تامل کافی در غوامض آیۂ کریمہ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ و احادیث صحیح اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ مَنۡ یُّطِعِ الۡاَمِیۡرَ فَقَدۡ اَطَاعَنِیۡ وَمَنۡ یَّعۡصِ الۡاَمِیۡرَ فَقَدۡ عَصَانِیۡ وغیر ذٰلِکَ مِنَ الشَّوَاهِدِ الۡعَقۡلِیَّةِ وَالدَّلَائِلِ النَّقۡلِیَّةِ قرار دادہ حکم نمودند کہ مرتبہ سلطان عادل عند اللہ زیادہ از مرتبۂ مجتہد ست و حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً اعدل و اعقل و اعلم باللہ اند بنا بران اگر در مسائل دین کہ بین المجتہدین مختلف فیہا ست بذہن ثاقب و فکر صائب خود یک جانب را از اختلافات بجہت تسہیل معیشت بنی آدم و مصلحت انتظام عالم اختیار نمودہ بآن جانب حکم فرمایند متفق علیہ میشود و اتباع

بہت ہین اور سنا ہو کہ انکا خرچ بھی زیادہ ہے ہین انکے لیے آٹھ سو یا سات سو بیگہ زمین تجویز کرتا ہون مگر مقربون
نے اس عرض کو پیش کرنا مناسب نہ دیکھا اور مصنف صاحب کو خدمت قبول کرنے پر اصرار کیا یہ ساری مصیبتین
اُنپر اس سبب سے آئین کہ اگرچہ اکبر نے کئی مرتبہ کہا مگر انھون نے دروغ کہنا قبول نہین کیا اور گویا اس شعر کے
مضمون پر عمل کیا ؎ شادم کہ یک سوار ندارم پیادہ ہم * فارغ ز قید شاہم و از شاہزادہ ہم * اسی سال مین
اکبر نے تمغہ اور جزیہ جسکا محاصل کئی کرور ہوتا تھا معاف کر دیا اس امر کی تاکید مین فرمان صادر ہوئے اسی
سال مین محمد معصوم خان بیٹا معین الدین احمد خان فرنخودی کا جسکے پاس جونپور کی حکومت تھی درگاہ مین
حاضر ہوا پھر اکبر نے اوسکو جونپور کی طرف بھیجدیا اور ملا محمد یزدی کو وہانکا قاضی القضاۃ مقرر کیا محب علی خان
ولد میر خلیفہ کو دہلی کی حکومت عطا کی ملا محمد یزدی نے جونپور مین پہونچکر فتوی دیا کہ اس بادشاہ سے بغاوت
واجب ہے چنانچہ محمد معصوم کابلی و محمد معصوم خان فرنخودی اور میر معز الملک اور نیابت خان اور عرب بہادر اور
سوا اے انکے اور بہت سے سردار تلوارین کھینچ کر مقابل ہوئے ہر طرف بغاوت پھیلی جن معافیدارونکی زمینین
ضبط کی تھین وہ کہتے تھے کہ بادشاہ نے ہماری زمینون چھین اور خدا نے اوسکے ملک مین تداخل کیا مہتر سعادت جسکا
پیشرو خان خطاب تھا جونپور مین معصوم خان کے پاس گیا تھا جب وہان سے لوٹا تو اوسنے اس فتوی کی حقیقت
اکبر سے عرض کی تب اکبر نے میر معز الملک اور ملا محمد یزدی کو کوئی حیلہ کرکے جونپور سے طلب کیا جب وہ فیروزہ آباد مین
جو آگرہ سے اٹھارہ کوس ہے پہونچے تو اکبر نے حکم دیا کہ سوارون کو اُنسے جدا کرین اور جمنا کے راستہ مین کشتی مین
بٹھا کر گوالیار کو لیجاوین اور اسکے پیچھے یہ حکم بھیجا کہ فوراً انکو قتل کرو چنانچہ سپاہی لوگ جو انکے محافظ تھے وہ اور کشتی مین سوار
ہوگئے اور ان دونون کو ایک پرانی کشتی مین بٹھایا بعد ازان ملاحون نے حسب الحکم اوس کشتی کو ڈبو دیا بعد چند روز کے
قاضی یعقوب بنگالہ سے آیا اوسکا بھی یہی حال کیا پھر جن جن مولویون سے شبہ تھا ایک ایک کو چن چنکر قتل کرنا
شروع کیا لاہور کے سب عالمون کو جلا وطن کرکے پریشان کر دیا چنانچہ قاضی صدر الدین لاہوری کو جنکی تحقیق علمی
مخدوم الملک سے بھی زیادہ تھی گجرات مین بھروچ کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اور ملا عبد الشکور گولدار کو جونپور کا قاضی
کیا اور ملا محمد معصوم بہار کی طرف نامزد ہوا اور شیخ منور کو مالوہ کی طرف نکالا اور اوس صوبہ کی صدارت اوسکے سپرد کی
اسیطرح اورونکو بھی ادھر ادھر ٹال دیا فقط شیخ معین جو ملا معین واعظ کے پوتے بہت بڈھے تھے اور آفت سے
بچکر لاہور مین باقی رہے آخر سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین اونکا انتقال ہوا حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کا صدر مقرر
کرکے بھیجا تھا اوسنے وہان کے معافیدارون سے رشوت لیکر بہت سا روپیہ اکٹھا کیا اور جو شخص رشوت نہ دیتا تھا

مثل شاہ روم وغیرہ کے جب ان باتون کو سنین گے تو کیا کہین گے کیونکہ وہ سب دیندار ہین خواہ تقلید ہو
خواہ تحقیق اکبر نے بطور طعن کے اوس سے کہا کہ تو شاہ روم کی طرف سے غائبانہ ایسی سخت گفتگو کرتا ہے اور تو نے
واپنے لیے ٹھکانا نکالا ہے کہ جب یہان سے نکلے تو وہان تیری قدر ہو بس اب تو یہان سے کالا منھ کر وہین
چلا جا شہباز خان بھی اس گفتگو مین بہت تیز ہو گیا بیربر بار بار دین اسلام کی نسبت طعن کی گفتگو کرتا تھا
شہباز خان نے اوسکو صاف صاف مغلظہ گالیان دیکر کہا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرتا ہے
ہم تیرا کام تمام کر سکتے ہین غرض بڑی بھیڑ لگی پر نوبت پہونچی اکبر نے بالتخصیص شہباز خان کو اور عموماً سبکو
یہ کہا کہ ہم ابھی حکم دیتے ہین کہ تم سبھون کے مونھ پر گوہ کی بھری ہوئی جوتیان لگائی جاوین انھین دنون مین
ترسون محمد خان حاکم پٹن گجرات سے آیا اسی سال مین قاضی علی بغدادی نے جو معافیات کے ضبط کرنے
اور اون سب کو ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے مقرر ہوا تھا ہزاری سہ صدی تک سب معافیدارون کو اکبر کی
نظر سے گذارنا شروع کیا اون لوگون کی اکثر زمین ضبط ہو جاتی تھی کچھ تھوڑی سی ملتی تھی سارے شریف اور
بزرگ خاندانون پر تباہی آئی اور اس مفلسی کی وجہ سے اکثر شریفون کی اولاد آوارہ ہو گئی تمام مدرسے اور مسجدین
ویران ہو گئین حکیم الملک شیخ ابو الفضل سے مخالفت کیا کرتا تھا اور اوسکو فضلہ کہتا تھا اسوجہ سے اکبر نے
اوسپر بڑی سختی کی آخر مکہ کی طرف نکال دیا اسی سال کے رمضان کے مہینہ مین قاضی علی مذکور نے اجمیر مین
مصنف صاحب کو بھی اکبر کے سامنے پیش کیا اور ہزار بیگہ زمین جو انکو بطور مدد معاش کے ملی تھی
اوسکا ذکر کیا مصنف صاحب نے چند روز سے خدمت چھوڑ دی تھی اور یہ سمجھا تھا کہ مین اب بالکل آزاد ہو گیا
اکبر نے کہا کہ ہمکو یاد ہے کہ انکے فرمان مین کوئی شرط بھی تھی قاضی علی نے کہا کہ ہان بشرط خدمت انکو
زمین دی گئی تھی اکبر نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا کوئی ضعف ہو گیا جو خدمت چھوڑ دی غازی بدخشی نے فوراً
جواب دیا کہ قسمت کا ضعف تھا سب امیرون نے پچھلی امامت کا حق سمجھکر مصنف صاحب کی سفارش کی
شہباز خان کنبو نے کہا کہ یہ ہمیشہ خدمت مین رہتے ہین اکبر نے کہا کہ ہم کسی سے زبردستی خدمت نہین لیتے
اگر یہ خدمت کا ارادہ نہین رکھتے تو نصف زمین انکی ضبط ہو جاوے نصف معاف رہے مصنف صاحب نے
یہ امر جھٹ پٹ قبول کر لیا اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا قاضی علی نے پھر عرض کیا کہ انکے حق مین کیا حکم ہے
اکبر نے بڑے مبالغہ کے ساتھ یہ کہا کہ شیخ عبد النبی سے جو اوس وقت تک لشکر کے ساتھ موجود تھا یہ پوچھو کہ یہ
کسقدر زمین کا استحقاق رکھتے ہین شیخ نے مولانا الہ داد امروہوی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ یہ عیال دار

جاگیر کا بیداغ محلہ کے اوسنے تحصیل کر لیا تھا اوسکی عوض خالدیجال کو تعیید کیا اتفاقاً انھین دنون مین
مظفر خان کے نام اکبر کا فرمان پہونچا کہ روشن بیگ نامے مرزا محمد حکیم کا نوکر کابل سے بھاگ کر بنگالہ کو چلا گیا
اوسکو تلاش کر کے قتل کرو جب مظفر خان نے بہت جستجو کی تو وہ شخص قاقشالون مین سے ملا اوسوقت
مظفر خان نے باباخان سے بہت سخت گفتگو کی اور بادشاہی فرمان رکھا کر دربار عام مین روشن بیگ کو گردن
دیا یہ دیکھکر سب سپاہی وہان کے ڈر گئے آخر سب نے متفق ہوکر اپنے سر منڈائے اور صورتین بدل کر شہر گور
مین جسکو قدیم زبان مین لکھنوتی کہتے ہین بغاوت پر کمر باندھکر جمع ہوئے اور جہان کہین مظفر خان کا
مال ملا لوٹ لیا تب مظفر خان نے بہت سی کشتیان جمع کر کے حکیم ابو الفتح اور پتنبر داس کو حکم دیا کہ اپنی فوج
کو لیجا کر ان سپاہیون کی گوشمالی کرو لیکن حکیم ابو الفتح بیچارہ لڑائی بھڑائی کے کام سے ناواقف تھا
پتنبر داس ایک ادنی ہندو متصدی تھا ان دونون سے کیا ہو تا ہے تب مظفر خان نے تسلی اور دلاسا کا
فرمان قاقشالون کو بھیجا اور اوسمین لکھا کہ تمھاری جاگیرین از سر نو بحال ہونگی یہ پیغام رضوی خان اور
پتنبر داس کی معرفت اونکے پاس پہونچا اور میر ابو اسحاق کو بھی ان دونون کے ہمراہ کیا قاقشالون نے
ان سب کو قید کر لیا کسیطرح پر راضی نہوئے انھین دنون مین ملا طیب اور رائے پرکھوتم بخشی نے
معصوم خان کابلی اور عرب بہادر وغیرہ سارے بہار کی امیرون کی جاگیرین بلکلم تغیر کر دی تھین اور اونکے
ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آئے تھے اور اسی فوج کو لیکر چوسہ ندی کے پار معصوم خان سے لڑنے
کے لیے گئے تھے ایسے وقت مین یکایک عرب بہادر نے اونپر حملہ کیا اور رائے پرکھوتم کو قتل کر کے تمام مال و
اسباب لوٹ لیا بعد ازان معصوم خان وغیرہ نے باباخان سے متفق ہو جانے کے لیے گرہی کا ارادہ کیا
مظفر خان کی طرف سے خواجہ شمس الدین محمد خوافی نے اونکا راستہ روکا بڑی لڑائی ہوئی آخر معصوم خان
غالب آکر قاقشالون سے جا ملا اور سب نے بالاتفاق گنگا اوتر کر مظفر خان پر حملہ کیا اوسوقت مظفر خان
ٹانڈہ گڈہ کے قلعہ مین جو فقط ایک پرانی چاردیواری باقی تھی بند ہو گیا اور وزیر خان اور جمیل بیگ نے جو پرانے
امیرون مین سے تھے جان محمد خان بدبہودی وغیرہ سپاہیون کو ساتھ لیکر اوسپر حملہ کیا اور حکیم ابو الفتح اور
خواجہ شمس الدین وغیرہ امیرون کو قید کر لیا مگر یہ دونون سردار مع رائے پتنبر داس کے کسیطرح قید سے
چھوٹ کر وہان کے زمینداروں کی مدد سے حاجی پور مین پہونچے حکیم نور الدین فراری اوسی کشمکش مین
مر گیا پھر قاقشالون کے گروہ اور معصوم خان نے عہد و قول کر کے مظفر خان کو ٹانڈہ کے قلعہ مین سے نکالا

اوسکی زمین ضبط کرلیا تھا یہ بات اکبر تک بھی پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دکن جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اکبر نے بغاوت کی تہمت رکھکر اوسکو بلاکر حکیم عین الملک کے سپرد کیا انہون کو اپنی مجلس مین بھی اوسکو بلاتا تھا اوسنے ایک رسالہ لکھکر پیش کیا اور خوشامد کی وجہ سے جھوٹی باتین بزرگون سے نقل کرکے اوسمین درج کین مگر آخر کو اوسکا یہ فریب کھل گیا چنانچہ اوسنے شیخ عربی سے منسوب کرکے ایک پرانی کتاب مین جسکو کیڑا لگ چکا تھا یہ عبارت نقل کی کہ امام صاحب زمان عورتین بہت کریگا اور داڑھی کتروایا کریگا غرض کئی صفتین جو اکبر مین موجود تھین اسی طرح اوسمین درج کین اکبر ان باتون سے بہت راضی ہوا اور اوسکو بھی اپنے مصاحبون مین داخل کیا اسیطرح لوگون نے ملا ابوسعید برادرزادہ میان ماں پانی پتی کی کتاب مین ایک موضوع حدیث بناکر پیش کی کہ ایک صحابی کا بیٹا داڑھی منڈا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا آپ نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی صورت ہوگی چونکہ وہ شاہ فتح اللہ اور شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اونکی مذمتین کرتا تھا اس سبب سے اکبر نے اوسکو نتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا بعد مرنے کے اوسکے جسم کو قلعہ کی فصیل پر سے نیچے پھینکدیا اوسکا جسم بہت سے کپڑون مین لپٹا ہوا تھا اور مشہور ایسا ہوا کہ وہ خود قلعہ سے گرکر مرگیا یہ واقعہ ۹۹۴ھ نوسو چورانویمین ہوا اس زمانہ کا یہ حال تھا کہ جتنے عالمون نے علم پڑھا تھا وہ سب اونکے واسطے وبال ہوگیا اکبر نے سب عالمون اور مشائخ کو فرمان بھیجکر اپنے دربار مین طلب کیا اور سب کی مدد معاش کی تحقیقات کی موافق دستور دربار کے سب عالمون کو بھی تسلیمات کرنا واجب پڑتی تھی اور اکبر اونکی سب زمینین ضبط کرکے موافق اپنی راے کے تھوڑی سی زمین چھوڑ دیتا تھا اور جسکو سمجھتا تھا کہ یہ لوگون کو مرید کرتا ہے یا اسکے گھر راگ کی مجلسین ہوتی ہین یا کسیطرح کا ذی عزت آدمی ہے اوسکو دوکاندار نام رکھکر کسی قلعہ مین قید کردیتا تھا یا بنگالہ یا بکر کی طرف نکال دیتا تھا بیچارہ بوڑھے پیرون اور شیخون پر سب سے زیادہ تباہی آئی چنانچہ تمام صوفیون اور اہل ذوق نے اپنے طریقہ کو چھوڑدیا اکثر جلاوطن ہوکر ادھر ادھر گوشون مین چھپ رہے اور واقع مین اول صوفیون کی ایسی سرد مجلسین اور بے اثر حالتین اور طرح طرح کی نالائق حرکتین اور نامناسب تکلفات اسی قابل تھین کہ اونکا نتیجہ یہ ہوا اوسی سال مین مظفر خان نے بنگالہ مین جاکر معاملات مین سخت گیری شروع کی اور اوس طرف کے سب امیرونکو طرح طرح کی ایذا دی اکثرون کی جاگیرین ضبط کرلین اور داغ محلہ کی رسم موافق دربار کے اور اونکے محاسبہ پرانے طریقون پر شروع کیے باباخان قاقشال اور خالدی خان نے جو عمدہ سردارون مین سے تھے داغ سے معافی اور اپنی جاگیر کی بحالی چاہی کچھ فائدہ نہوا اور جسقدر روپیہ

بہار خان خاص خیل جو سید عارف کے نام سے مشہور تھا پٹنہ کے قلعہ مین بند ہوگیا راجہ ٹوڈرمل نے معصوم خان
فرنخودی کو بہت سے لشکر کے ساتھ بہار خان کی مدد کے لیے بھیجا تب عرب بہادر اوسکا مقابلہ چھوڑکر گجپتی کے پاس جو ایک
بڑا نامی زمیندار تھا چلا گیا پھر راجہ اور صادق خان مع تمام اپنے امیرون کے معصوم خان کابلی کی گوشمالی کے لیے
بہار کی طرف متوجہ ہوئے رات کے وقت معصوم خان نے صادق خان پر شبخون کیا اوس معرکہ مین مادبیگ نامی ایک
سردار جو الغ خان حبشی کے ساتھ قراول مقرر ہوا تھا مارا گیا الغ خان اپنی جان بچا کر نکل گیا صادق محمد خان اوسی
وقت مین بڑا ثابت قدم رہا معصوم خان حتی المقدور لڑتا رہا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین بنتا تب وہان سے بھاگ کر
چند مدت اوس جنگل مین قزاقی کرتا رہا آخر عیسی خان زمیندار اوڑیسہ کے پاس پناہ لے گیا انھین دنون مین شجاعت خان
اور اوسکا بیٹا قائم خان جو دونون باپ بیٹے علم موسیقی مین بڑے کامل اور جوان ظریف اور نازک تھے اکبر کے حسب الطلب
سارنگپور سے فتحپور کو جاتے تھے راستہ مین اونکے نوکرون نے دونونکو قتل کیا اور سارا مال و اسباب اوسکا لوٹکر چلدیے
اس واقعہ کے بعد اکبر نے شریف خان اتکہ کو مالوہ کی طرف نامزد کیا اور خود اوسکے مکان پر جاکر اوسکی مہمانی قبول کی بعد ازان
شریف خان مالوہ کو روانہ ہوا اسی سال مین اکبر نے خان اعظم کو جو بہت دنون سے نظر بند تھا آگرہ سے بلا کر پانچ ہزار سوار کے
ساتھ حکومت بنگالہ پر نامزد کرکے بھیجا اور شہباز خان کو بھی دیار رانا سے طلب کرکے بہت سی فوج کے ساتھ خان اعظم
کی مدد کے لیے متعین کیا چنانچہ خان اعظم نے سرحد حاجی پور مین پہونچکر گجپتی کے علاقہ کا سارا بن کٹوا ڈالا اور وہان سے
عرب بہادر کو نکالا اوسی سال مین اکبر نے حکیم الملک جیلانی کو اپنے نئے مذہب کا مخالف سمجھکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
اور اوسکی معرفت پانچ لاکھ روپیہ وہان کے شریفون اور مستحقون کے لیے بھیجے حکیم الملک آخر العمر تک وہین رہا اسکے بعد
ہر چند اکبر نے فرمان اوسکی طلب مین بھیجے مگر وہ نہ آیا آخر وہین مر گیا اس سال مین اکبر نے تمام مشائخ ہندوستان کو
جمع کیا اور اوسکو اپنی صحبت مین بلاکر طرح طرح کی تحقیقین کیا کرتا تھا [illegible] اکثر [illegible] اور بیجا پوچھا کی باتین
کرتے تھے اکبر کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کسی کی کوئی خرق عادت بچشم خود ملاحظہ کرے مگر یہ بات اون لوگون کو کہان نصیب
تھی آخر اونکی باتین دیکھکر اکبر کی بداعتقادی اور زیادہ بڑھ گئی چنانچہ شیخ جانیلدہ بڑے خلیفہ شیخ عبد العزیز ساکن قصبہ
ہستونہ کے اکبر کے حکم کے بموجب عبادتخانہ مین رہتے تھے اور لوگون کے دکھانے کے لیے نماز معکوس پڑھا کرتے تھے
اور کوئی حرم اکبر کی حاملہ تھی اوسکی نسبت اونھون نے یہ کہا تھا کہ اسکے بیٹا پیدا ہوگا اتفاقاً اوسکے بیٹی ہوئی اور
بہت سی بیہودہ حرکتین اونکی اکبر نے دیکھین اوسی طرح سید ہاشم فیروز آبادی نے اپنے بزرگونکی دوکان کھولی
ان لوگونکا حال دیکھکر اکبر کا پچھلے بزرگون سے بھی اعتقاد جاتا رہا شیخ منتہی افغان کالپی کو بھی اکبر نے پنجاب سے بلایا

اور پھر طرح طرح کے عذابون سے قتل کیا اور سارا مال و اسباب اوسکا لوٹ کر تمام ولایت بنگالہ اور بہار پر
قبضہ کر لیا اور بہت سی فوج سوار اور پیادون کی جمع کی اور میرزا شرف الدین حسین کو جسے اکبر نے قاسم علی خان
بقال حاکم کالپی کی قید سے نکالکر بنگالہ مین بھیجدیا تھا اپنا سردار بنایا جب اکبر نے اس فساد کا حال سنا
تو راجہ ٹوڈرمل کو مع صادق محمد خان اور ترسون محمد خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کے اس فساد کے
رفع کرنے کے لیے فتحپور سے نامزد کیا اور محب علیخان حاکم رہتاس اور محمد معصوم خان فرنخودی حاکم
جونپور اور سوا ان دونون کے اور بہت سے اوس طرف کے جاگیردار راجہ کی مدد کے لیے متعین ہوئے
ابھی یہ راستہ مین تھے کہ شاہم خان جلایر نے سعید خان بدخشی سے مقابلہ کرکے اوسکو قتل کر ڈالا
محمد معصوم جونپوری تین ہزار سوار ساتھ لیکر راجہ سے آملا مگر راجہ نے جو غور کیا تو اوسمین بھی بغاوت کے آثار
پائے جاتے تھے اسوجہ سے راجہ نے بظاہر اوسکی بہت سی تسلی کی مگر یہ سب حال اکبر کو لکھ بھیجا محمد معصوم کابلی
اور میرزا شرف الدین حسین اور قاقشالون وغیرہ نے تیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت کشتیان اور
توپخانہ آراستہ کرکے نواحی قصبہ مُنگیر مین راجہ کے مقابلہ کا ارادہ کیا چونکہ راجہ کو اپنے لشکر پر اعتماد نہ تھا سوجہ سے
لڑائی مین مصلحت نہ سمجھکر اوس نے منگیر کے قلعہ مین پناہ لی اور ہر روز قلعہ مین سے لڑتا تھا جب خزانہ ہو چکا تو
اوسکے لشکر پر خرچ کی بہت تکلیف ہوئی تب زین الدین کنبو شہباز خان کے داماد نے ایک لاکھ روپیہ
ڈاک چوکی کے طور پر دریا کے راستہ سے راجہ کے پاس پہونچا دئے چنانچہ اوسکو چند روز کے لیے مختصر طور پر
خرچ مین لایا اسی طرح تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد کبھی دریا خان آبدار اور کبھی سرمدی اور کبھی سیٹھ
بھگوانداس خزانچی کے بیٹے کی معرفت اوسکے پاس لاکھ لاکھ روپیہ پہونچتے تھے انھین دنون مین عبدالحی
خواص ولد قاضی صدر الدین سنبھلی جو ایک بہت خوبصورت آدمی مگر نہایت بیوقوف تھا اور اوس
معرکہ مین اوسکی بھی کسی ڈاک چوکی پر تعیناتی تھی جوان مر گیا یہ شخص بھی مذہب اور ملت کے باب مین
خبطکی باتین کیا کرتا تھا ہمایون فرلی ولد شاہ فرلی جسکا ہمایون قلی خان خطاب تھا اور اوسنے اکبر کے
مذہبی معاملات اجمیر مین بچشم خود دیکھے تھے تبرخان دیوانہ سے متفق ہو کر راجہ کے لشکر سے بھاگ گیا اور
مخالفون سے جا ملا اسی عرصہ مین بابا خان سخت بیمار ہو گیا تب جباری ولد مجنون خان قاقشال نے
بابا خان کا یہ حال دیکھکر اوس معرکہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا اور معصوم خان کابلی بھی وہان سے
بہار کو چلدیا غرض ساری جماعت مخالفون کی متفرق ہو گئی عرب بہادر نے وہان سے جاکر پٹنہ پر حملہ کیا

جو آیا ہے کہ سب بچے مذہب اسلام پر پیدا ہوتے ہین یہ بھی صحیح ہے یا نہین چنانچہ ادستے بیس بچے شیرخوار
آبادی سے دور ایک مکان مین رکھے اور یہ اہتمام کیا کہ وہ کسی شخص کی آواز نہ سنین اور چند گونگی ہوب
دائیان اونکی پرورش کے لیے مقرر کین اور یہ تاکید کی کہ کسی بات کی انکو تعلیم نکرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ
خود بخود کونسا مذہب سیکھتے ہین اور سب سے پہلے کیا کلمہ کہتے ہین اول لڑکون کے مان باپون کو بہت
کچھ دیکر راضی کر دیا اور لڑکون کے رہنے کے لیے جو مکان تیار ہوا تھا اوسکا نام گنگ محل رکھا تین چار برس کے عرصہ مین بعض
لڑکے اونمین سے مر گئے باقی جتنے تھے وہ گونگے ہو گئے تھے اسی سال مین اکبر نے شاہزادہ دانیال کو شیخ جمال
بختیار اور شیخ فیضی کے جو شاہزادہ کا اوستاد تھا اور سوا اونکے بہت سے امیرون کو ساتھ کر کے
اجمیر کو بھیجا اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ وہان کے فقرا کے لیے روانہ کیے اس سال مین راجہ ٹوڈرمل اور سب
بادشاہی امیرون نے برسات کا موسم حاجی پور مین گذارا معصوم خان فرنخودی جو بہت آزردہ تھا بے اجازت
امیرون کے پاس سے رخصت ہو کر جونپور مین چلا آیا یہان اوسنے بغاوت اختیار کی اکبر نے پیشرو خان خدمت
مہتر سعادت کی معرفت جو داروغہ فراش خانہ کا تھا ایک فرمان اوسکے دلاسا و تسلی کا بھیجا اور جونپور ترسون محمد خان
کو بجاے اودہ معصوم خان فرنخودی کو عنایت کیا مگر اوسنے پھر بھی گفتگو بڑی پریشانی اور بیہودگی کی اور اودہ مین جا کر سامان
لڑائی کا تیار کیا جب مہتر سعادت وہان سے لوٹ کر دربار مین آیا تو اوسنے سارے اوس طرف کے امیرون کا اور
ملا محمد یزدی کے فتوی کا حال بیان کیا تب اکبر نے ملا محمد یزدی اور معز الملک کو بلا کر سزا کو پہونچایا جیسا کہ پہلے ذکر
ہو چکا ہے انہین دنون مین نیابت خان ولد ہاشم خان نیشاپوری نے جسکو اکبر نے پٹنہ کو مقرر کرنے کے وقت بجاے
مرکے جیوسی اور سپاہ مین جاگیر عنایت کی تھی بغاوت کی اور کڑہ پر حملہ کیا وہان کی حکومت اسمٰعیل قلی خان کیطرف سے
الیاس خان نامی ایک پٹھان سے متعلق تھی نیابت خان نے مقابلہ کر کے الیاس خان کو قتل کیا اور قلعہ کا
محاصرہ کر کے تمام ملک کا لوٹنا شروع کیا تب اسمٰعیل قلی خان نے وزیر خان اور مطلب خان اور شیخ جمال
بختیار وغیرہ امیرون کو نیابت خان کی گوشمالی کے لیے بھیجا اور اکبر نے شاہ قلی خان محرم اور بیربر کو معصوم خان
فرنخودی کے دلاسا کے لیے اودہ کی طرف روانہ کیا اور وزیر خان کے رخصت ہونے کے بعد خواجہ شاہ منصور
کو قید سے نکال کر پھر دیوانی کے کام پر مقرر کیا نیابت خان لشکر کے آنے کی خبر سنکر کڑہ کو چھوڑ کر قصبہ گشت
کیطرف جو توابع پٹنہ سے ہے چلدیا امیرون نے دریا اوتر کر اوسکا تعاقب کیا اور بہت جلد اوسکے سر پر جا پہونچے
تب اوسنے لوٹ کر مقابلہ کیا اور تنہا اتنے امیرون سے اتنا لڑا کہ ہمیشہ کو یادگار رہیگا تمام فوج کو زیر و زبر کر

دو حکم کی تعمیل کے بموجب اوسیوقت اپنی خانقاہ سے قاصدون کے ساتھ پیادہ پا چلدیے پیچھے سے لوگ اونکی سواری کا
ڈولا لائے اور فتحپور مین آکر شیخ جمال بختیار کے گھر اوترے اور وہان سے اکبر کو پیغام بھیجا کہ میری ملاقات آجتک کسی
بادشاہ کو مبارک نہین ہوئی تب اکبر نے اونکو اوسی طرح رخصت کردیا اوسی طرح شیخ الہدیہ خیرآبادی مع اپنے
بیٹے شیخ ابوالفتح کے حسب الطلب درگاہ مین آئے اکبر نے کھڑے ہوکر بڑی تعظیم سے اونکے ساتھ ملاقات کی جب
اونسے کچھ گفتگو کی تو اونھون نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ مین اونچا سنتا ہون تب اکبر نے اونکو بھی معذور رکھکر
رخصت کیا اسی سال مین بہت عالمون نے متفق ہوکر بہت سی دلیلین اس بات پر پیش کین کہ امام صاحب زمان
جو کل مذہبون کے اختلاف کو رفع کریگا وہ آپ ہین شریف خان نے محمود بسخوانی کے کسی رسالہ سے یہ مضمون نقل کیا
کہ سنہ نوسو نوے مین ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سے باطل بالکل دور ہو جائیگا سب نے متفق
ہوکر یہ کہا کہ لفظ صاحب دین حق کے حساب جمل سے نوسو نوے عدد ہوتے ہین سو اس زمانہ مین آپ اسکی مصداق
ہین اور خواجہ مولانا ملحد جفری نے مکہ معظمہ سے آکر وہان کے شریفون کا ایک رسالہ پیش کیا اوسکا مضمون یہ تھا
کہ صحیح حدیثون کے بموجب دنیا کی مدت سات ہزار برس تھی سو اب تمام ہوچکی اب زمانہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کا ہے
اور خود بھی اوسنے ایک رسالہ تصنیف کرکے پیش کیا اوسمین بھی اسی قسم کے واہیات تھے شیعون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے قول نقل کیے بعضون نے یہ رباعی جو حکیم ناصر خسرو سے منسوب تھی پیش کی ع در نہصد و نود و نہ از حکم
قضا ۔ آیند کواکب از جوانب یکجا ۔ در سال اسد ماہ اسد روز اسد ۔ از پردہ برون خرامد آن شیر خدا ۔ غرض یہ سب
باتین اس بات کی باعث ہوئین کہ اکبر نے خود نبوت کا دعوی کیا لیکن نہ نبوت کی لفظ سے بلکہ دوسری عبارت سے
اسی عرصہ مین راجہ ٹوڈرمل کی عرضی پہونچی کہ مین نے معصوم خان فرنخودی کو آجتک بڑی تسلی اور دلاسا کرکے
روکا ہے مگر خواجہ شاہ منصور دیوان اوس سے اور ترسون محمد خان سے زر باقی کا حد سے زیادہ تقاضا کرتا ہے
چنانچہ وہ دونون نہایت مجبور ہوگئے ہین اسوقت مین ایسی باتین مناسب نہین ہین کہین ایسا نہو کہ لشکر
مین تفرقہ پڑجاوے اکبر پہلے بھی شاہ منصور کی سخت گیریان سُن چکا تھا اس سبب سے اکبر نے اوسکو
بیدخل کرکے چند روز یہ کام کسی مصلحت سے شاہ قلی خان محرم کے سپرد کیا پھر بجاے اوسکے آصف خان کے
بھائی وزیر خان کو دیوان کل مقرر کیا اور قاضی علی بغدادی کو جو ایک شخص نہایت نالائق تھا اوسکا مددگار کیا
یہ دونون متفق ہوکر کام کیا کرتے تھے اسی زمانہ مین اکبر کی درگاہ مین لوگ ایک آدمی لائے جسکے کانون کا
سوراخ بالکل نتھا مگر باتین اچھی طرح سنتا تھا اسی سال مین اکبر کو اسکی تحقیق کا خیال ہوا کہ حدیث مین

جب مانسنگہ نے شادمان کو قتل کیا تھا تو اوسکے بستہ مین سے تین فرمان محمد حکیم کے بھیجے ہوئے نکلے
ایک حکیم الملک گیلانی کے نام دوسرا شاہ منصور دیوان کے نام تیسرا محمد قاسم خان میر بحر کے نام تھا اکبر نے
اونکو پڑھکر اس امر کو سب سے مخفی رکھا جب دہلی مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ مرزا لاہور مین داخل ہوکر مہدی قاسم خان
کے باغ مین اوترا اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگہ اور سعید خان قلعہ کے اندر بند ہوگئے ہین اور مرزا محمد حکیم کا نوکر
ملک ثانی جسکا وزیر خان خطاب تھا مرزا سے رنجیدہ ہوکر پانی پت مین شاہ منصور کے پاس آگیا ہے اور اوسکے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت کرنا چاہتا ہے مگر اس وزیر خان کی جدائی کو اکبر نے مرزا کی کسی مصلحت ملکی پر
محمول کیا اور چونکہ شاہ منصور سے پہلے بدگمانی ہوچکی تھی اسوجہ سے یہ اور قرینہ اوس گمان کا ہوگیا
چنانچہ اکبر نے قید کرکے اوسکو فرمان دکھائے ہرچند اوسنے انکار کیا اور قسمین کھائین مگر اکبر کو یقین نہوا جب نواحی
شاہ آباد مین پہونچے تو دو خط ایک شرف بیگ نامے شاہ منصور کے نوکر کی طرف سے اور دوسرا کسی اور کی طرف سے
شاہ منصور کے نام قاضی علی کے بھائی ملک علی نے پیش کیے اوسمین شرف بیگ نے جو شاہ منصور کیطرف سے
پرگنہ فیروزپور کا شقدار تھا شاہ منصور کو یہ لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان کے وسیلہ سے مرزا سے ملازمت حاصل کی
اوسنے سب جگہ اپنے عامل بھیجدیے مگر ہمارا پرگنہ معاف کردیا اسکو دیکھکر اکبر کو اپنے پچھلے گمان کا اور زیادہ یقین ہوگیا
اور اکثر بلکہ تمام امرانے جو شاہ منصور سے بہت ایذائین پاچکے تھے متفق ہوکر اوسکے قتل مین سعی کی چنانچہ
دوسرے روز صبح کے وقت خدمت راے نے اکبر کے حکم کے بموجب کچکوٹ مین اوسکو قتل کیا پھر اکبر
وہان سے کوچ کرکے سرہند اور کلانور کے راستہ سے رہتاس مین ہوتا ہوا اٹک کے کنارہ پہونچا مرزا یہ خبر سنکر
لاہور سے ایسا بھاگا کہ کابل تک اوسنے کبھی پیچھا پھر کے نہ دیکھا اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ مین اکبر نے
اٹک کے کنارہ سندساگر مین قلعہ اٹک بنارس کے مقابلہ پر دوسرا قلعہ کٹک بنارس کے نام سے بنایا اور اوس
جگہ سے اکبر نے شاہزادہ سلطان مراد کو مع قلیچ خان وغیرہ امیرون کے کابل کیطرف روانہ کیا اور اس سے
پہلے مانسنگہ کو مع بہت سے سردارون کے پشاور تک بھیجدیا انھین دنون مین مرزا محمد حکیم نے خواجہ
ابو الفضل نقشبندی اور محمد علی دیوانہ کو ایلچی بناکر اپنی تقصیرون کی معافی چاہی اکبر نے اون دونون کے ساتھ
حاجی حبیب اللہ کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اس شرط پر تقصیرین معاف ہوتی ہین کہ پچھلی حرکتون سے پشیمان ہو
اور آیندہ کے لیے قسم کھاؤ اور اپنی ہمشیرہ کو جو خواجہ حسن کے نکاح مین ہے ہماری درگاہ مین بھیجدو مرزا
اپنی ہمشیرہ بھیجنے کے باب مین حاجی سے یہ کہا کہ خواجہ حسن اس امر پر راضی نہین اور وہ اوسکو بدخشان کو

شیخ جمال کو میدان مین گھوڑے پر سے گرایا لیکن پھر چھوڑ دیا مگر آخر کو شکست کھا کر اودہ مین معصوم خان کے
پاس چلا گیا عرب بہادر بھی اسی زمانہ مین شہباز خان سے شکست کھا کر وہان پناہ لایا اور شہباز خان عرب بہادر کے
تعاقب مین اول جونپور کو گیا پھر اودہ مین آیا معصوم خان کے پاس لڑائی کا سامان اسقدر جمع تھا کہ جسکی تہائی
نہین تینتیس چالیس نشان فوج کے اور کل اسباب لڑائی کا بیشمار اوسکے پاس مہیا تھا فوراً اوسنے
شہباز خان کو شکست دیکر بھگایا چنانچہ شہباز خان ایک روز مین چالیس کوس راستہ طی کر کے جونپور مین
آیا اتفاقاً ترسون محمد خان جو شہباز خان کے میمنہ لشکر مین متعین تھا جنگل مین چھپ رہا جب معصوم خان کی فوج
فتح کے بعد لوٹ مین مصروف ہوئی اوسوقت اوسنے معصوم خان کے تھوڑے سے آدمی دیکھکر قابو پایا اور ایسا
حملہ کیا کہ معصوم خان کو میدان سے بھاگنا پڑا جب یہ خبر شہباز خان کو پہونچی تو وہ بھی اوسی پانون لوٹ کر دوسرے دن
ترسون محمد خان سے آملا اور پھر جمعیت اکٹھی کر کے معصوم خان پر حملہ کیا شہر اودہ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر
معصوم خان شکست پا کر تن تنہا بھاگا اور اوسکی مان بہن بی بی اور بیٹا اور تمام مال و اسباب سب مخالفون کے
ہاتھ آیا وہ بدحواس بھاگ کر کوہ سوالک کی طرف چلا گیا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی مین ہوا انھین
دنون مین حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون باجا لایا وہ ایک صندوق کی طرح بقد آدم تھا ایک فرنگی
اوسکے اندر بیٹھکر تارون کو بجاتا تھا اور دو آدمی باہر سے اوسمین انگلیان مارتے تھے طرح طرح کی آوازین
اوسمین سے نکلتی تھین اور فرنگی بار بار لباس سرخ زرد بدل کر اوسکے اندر سے آتے جاتے تھے تمام اہل مجلس
دیکھکر اوسکو حیران رہے اسی مجلس مین اکبر نے کہا کہ ہر شخص اپنے گمان کے بموجب بیان کرے کہ آج کل سب سے
زیادہ عقلمند کون ہے مگر بادشاہون کے نام نہ لین کیونکہ یہ اوس سے مستثنی ہین ہر شخص جس جس کا اعتقاد
رکھتا تھا نام لینا شروع کیا حکیم ہمام نے کہا کہ سب سے زیادہ عقلمند مین اپنے آپکو جانتا ہون اور شیخ ابوالفضل نے
اپنے باپ کا نام لیا محرم ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم معصوم خان فرنخودی کے حسب الطلب اور
فریدون خان اپنے مامون کے بہکانے سے ہندوستان کی تسخیر کے لیے متوجہ ہوا ہے اور شادمان نامے
ایک نوکر اوسکا فوج لیکر اٹک کو اوتر آیا مانسنگہ ولد بھگوانداس نے شادمان پر حملہ کر کے اوسکو قتل کر دیا اور
یہ خبر سنکر خود مرزا محمد حکیم اٹک اوتر کے سید پور تک آگیا یہ سنکر اکبر نے آٹھ مہینہ کی تنخواہ نقد تمام فوج کو تقسیم کی
اور شاہزادہ دانیال کو مع سلطان خواجہ صدر اور شیخ ابراہیم چشتی کے اپنا نائب مقرر کر کے فتحپور سے
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرا باد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہے پہونچا تو شہباز خان کی فتح پانے کی خبر پہونچی

پنجاب کی حکومت پھر سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ کو حوالہ کی اور ملا الہداد
سلطانپوری اور ملا شاہ محمد شاہ آبادی اور ملا شیری شاعر کو پنجاب کی صدارت
صدر مقرر کیا انھین سے ملا الہداد امروہوی اور ملا شیری اپنے کام مین نیکنام رہے اور
شخصون کی سبکو شکایت رہی اور میان دواب کے ملک مین شیخ فیضی کو صدر مقرر کیا اور گنگا پار کے
ملک مین حکیم ہمام کو اور دار السلطنت مین حکیم ابو الفتح کو صدارت کا منصب دیا جب اکبر کابل کی طرف
گیا تھا تو اوسکے پیچھے ہندوستان مین شہباز خان نے گڑھی سے پنجاب تک تمام ملک کو بطور خود اپنی جاگیر
سمجھ لیا تھا اور جس شخص کو جو منصب چاہتا تھا دیدیتا تھا اب جو اکبر دارالخلافت مین داخل ہوا تو شہباز خان
نے بڑے کروفر سے ملازمت حاصل کی جب اکبر نے اوس سے پوچھا کہ تجھکو یہ جرأت کس وجہ سے حاصل
ہوئی تو اوسنے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح دلاسا نکرتا تو سب یکقلم باغی ہوجاتے اب آپ کا
ملک ہے اور آپکی ہی فوج ہے جس کسیکو جو منصب چاہو دو اور جس سے چاہو نکال دو اور پچیسوین شوال کو اکبر دہلی
مین آیا چھوٹا شاہزادہ اور سب بیگمات استقبال کے لیے آئے پچیسوین ذی قعدہ کو اکبر دار السلطنت
پہونچا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین لشکر کا ساتھ چھوڑ کر کسی سبب سے پشاور مین
رہ گیا تھا جب اکبر فتحپور مین آیا تو مصنف صاحب بھی چھٹی تاریخ اسی مہینہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے
اکبر نے شیخ ابو الفضل سے پوچھا کہ انھون نے اس سفر مین لشکر کا ساتھ کیون چھوڑ دیا ابو الفضل نے
جواب دیا کہ یہ شخص بھی منجملہ بدمعاشون کے تھا یہ بحث بس اسی بات پر ٹل گئی اکبر نے کابل کے قریب
بھی صدر جہان کو ایک روز حکم دیا تھا کہ جو لوگ ہمارے باری ہمارے لشکر کے ساتھ ہین اور جو ساتھ
نہین اونکو بلا کر حاضر کرو جب مصنف صاحب کی نوبت پہونچی تو خواجہ نظام الدین احمد صاحب تاریخ
نظامی نے جسکو سال بھر پہلے سے مصنف صاحب سے بہت سا ربط ہوگیا تھا انکو بیمارون مین لکھوا دیا
اور بہت سے خط مصنف صاحب کو اس مضمون کے بھیجے کہ جب اکبر یہان سے مراجعت کرے تو تم
لاہور یا دہلی تک یا متھرا تک جہانتک ممکن ہو استقبال کے لیے ضرور آئیو مگر مصنف صاحب سے یہ بھی
نہوسکا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوس زمانہ مین میرا یہ حال تھا کہ اکثر عالم خواب مین شعر میری
زبان سے نکل جاتے تھے چنانچہ ایک روز مین نے خواب مین یہ شعر کہا اور بیداری مین مدت تک اسکا
اثر مجھپر رہا ؎ آئینہ ما روے ترا عکس پذیر است ٭ گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ما نیست ٭ جس زمانہ مین

لے گیا ہے اور اپنی پچھلی حرکتون سے پشیمانی ظاہر کی، اور آئندہ کے لیے قسم کھائی پندرھوین جمادی الثانی کو اکبر نے
اٹک کو اوتر کر خواجہ نظام الدین احمد کو جلال آباد مین شاہزادہ مراد اور امیرون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ جو کچھ
تمہارا مشورہ ہو اوس سے ہمکو مطلع کرو سب نے عرض کیا کہ خود آپ کا تشریف لانا عین مصلحت ہے اور جب
وہان سے نظام الدین احمد اور حاجی حبیب اللہ نے باتفاق آکر پشاور مین اپنے پیغام ادا کیے تو نظام الدین احمد
نے یہ کہا کہ اگرچہ بظاہر امرا یہ کہتے ہین کہ اس مہم کے لیے ہم کافی ہین مگر اونکا دلی منشا یہ ہے کہ حضرت بھی ضرور تشریف
لیجاوین تب اکبر نے شاہزادہ سلیم کو لشکر مین چھوڑ کر تنہا طور پر اوس طرف کا قصد کیا اور ہر روز بیس بیس کوس کا
راستہ طے کرتا ہوا موضع سرخاب مین جو شاہزادہ مراد کے لشکر سے پندرہ کوس تھا پہونچا اوسی روز مرزا محمد حکیم نے
کابل سے سات کوس موضع خورد کابل نامے مین شاہزادہ مراد سے مقابلہ کیا آخر شکست کھاکر بھاگا اور یہ ارادہ
کیا کہ عبداللہ خان اوزبک کے پاس پناہ لیجاوے شاہزادہ کابل مین داخل ہوا اس لڑائی سے ایکدن
پہلے فریدون خان نے شاہزادہ کے لشکر کے چنداول پر حملہ کیا تھا اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قلیچ خان
وغیرہ کا خزانہ لوٹ لیگیا تھا حاجی محمد نام ایک شخص اکبر کی ملازمت سے ڈاک چوکی مین وہان گیا تھا اوسنے یہ سارا
معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا اور سرخاب مین لوٹکر اکبر سے مفصل بیان کیا اسوجہ سے اکبر کو بڑا تردد ہوا دوسرے روز
جب اکبر وہان سے کوچ کرتا تھا تو فتح کی خبر آئی دسوین رجب کو اکبر کابل کے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ تک
وہان کے باغون کی سیر کرتا رہا جب مرزا محمد حکیم کے معتبر آدمیون سے شاہ منصور کے فرمان کا قصہ پوچھا
اور اس امر مین بہت سی تحقیقات کی تو ایسا معلوم ہوا کہ شہباز خان کے بھائی کرم اللہ نے بعضے امیرون کے
اتفاق سے جعل بنایا تھا اور وہ خط بھی امیرون کا بنایا ہوا تھا تب اکبر کو شاہ منصور کے قتل ہوجانے پر بڑا
افسوس ہوا مگر سوائے افسوس کے اور کچھ نتیجہ ظاہر نہوا پھر اکبر نے لطیف خواجہ امیر شکار کو مرزا کے پاس اون
تقصیرون کی معافی کا پیغام لیکر بھیجا اور اوزبکون کے پاس جانے سے منع کیا اوسوقت مرزا نے عہد وپیمان
کرکے علی محمد اسپ کو لطیف خواجہ کے ساتھ درگاہ مین بھیجا تب اکبر نے کابل پھر مرزا کے حوالہ کرکے جلال آباد
کیطرف مراجعت کی اس مقام پر محمد قاسم خان میر بحر کا بھائی خواجہ محمد حسین جو مرزا کے معتبر امیرون سے تھا
ملازمت مین حاضر ہوا جلال آباد سے اکبر نے ایک بڑی بھاری فوج کتور کے پہاڑون کی طرف جو کافرون کا
مسکن تھا نامزد کی اور خود وہان سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سندساگر مین پہونچا اور دریائے
سند کو اوتر کر سارا لشکر وہین چھوڑا اور بذات خود تنہا کوچ کرتا ہوا رمضان کی چاندرات کو لاہور مین آیا اور

افسرون کے ساتھ جو کابل کے سفر مین ہمرکاب تھے معصوم خان کابلی پر نامزد کیا اسی سال کی پندرھوین صفر کو
نوروز ہوا اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا نوروز کا جشن بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا اور دونون
دیوان خاص و عام مین آئینہ بندی کرکے طرح طرح کی آرایش کی اور فرنگی پردے اور عمدہ عمدہ تصویرین اور [illegible]
نصب کین اور بڑے بڑے خیمہ بلند کیے اور بازار آگرہ اور فتحپور کا بھی اسی طور پر آراستہ کیا اٹھارہ روز تک
جشن کی دھوم دھام رہی اور طرح طرح کے گویے ہندی اور فارسی اور لاکھون ہنڈیان [illegible]
ایک ایک روز ایک ایک امیر کے گھر جلسہ ہوتا تھا اکبر بھی وہان جاتا تھا اور بہت سی پیشکش اور اسباب [illegible]
اون سے لیتا تھا اور چونکہ اکبر کے گمان مین یہ تھا کہ ہزار برس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہوچکے اور اسلام
دین کی باقی رہنے کی اسقدر مدت تھی تو اب اکبر نے اپنے نئے مذہب کی باتین علانیہ ظاہر کین جتنے علما اور مشائخ
جنکا کچھ لحاظ ہوتا اون سے ہندوستان کو خالی کردیا اب کسی کا اوسکو لحاظ پاس نرہا تب اوسنے ارکان اسلام کے
باطل کرنے پر کمر مضبوط باندھی اور نئے نئے حکم جاری کرنا شروع کیے چنانچہ اول حکم جو جاری کیا وہ یہ تھا کہ رحلت
کے زمانہ سے تاریخ الفی لکھین اور سواے اسکے اور حکم عجیب و غریب نکالے کہ عقل [illegible] حیران تھی اون مین
ایک یہ ہے کہ لوگون کو ضرور ہے کہ دربار مین جاتے وقت بجاے تسلیمات کے سجدہ کیا کرین زمین بوس اسکا
نام رکھا گیا اور ایک حکم یہ تھا کہ اگر شراب واسطے صحت بدن کے موافق دستور اہل حکمت کے پیوین جس سے کچھ فتنہ
و فساد برپا نہو تو مباح ہے مگر بہت سی مستی اور بیہوشی حرام ہے چنانچہ اکبر جس شخص کو ایسا پاتا تھا بہت سزا
کرتا تھا ایک دوکان شراب کی اکبر نے قلعہ کے دروازہ پر خاتون دربان کے اہتمام سے جو اصل مین کسی کلال کی
نسل سے تھی کھلوائی اور اوسکا ایک نرخ مقرر کردیا تاکہ جو کوئی بیماری کے علاج کے لیے شراب خریدنا چاہے تو وہان
خریدے خریدار کا اور اوسکے باپ کا نام لکھا جاتا تھا اور ایک دوکان ستون کے لیے کسی اور جگہ کھولی گئی مشہور ہے
کہ اس شراب کی اجزا مین سور کا گوشت بھی تھا اکثر آدمی اپنے آپ کو چھپا کر جھوٹ موٹ اور کا نام لکھوا دیتے تھے اور
شراب لیجاتے تھے باوجود ان احتیاطون کے بڑے بڑے فتنہ و فساد ہوتے تھے اور اگرچہ ہر روز بہت
لوگون کو سزا ہوتی تھی مگر کچھ فایدہ نہوتا تھا اور چونکہ دار السلطنت مین تمام ہندوستان سے اگر اسقدر
رنڈیان جمع ہوئین کہ حد شمار سے باہر تھین اون سب کو اکبر نے شہر سے باہر ایک محلہ مین آباد کرکے شیطان پورہ
اوسکا نام رکھا اور وہان بھی داروغہ اور محافظ مقرر کیے تاکہ جو کوئی اونکے پاس جانا یا اونکو اپنے گھر لیجانا چاہے
اول نام اور نسب اپنا لکھوا دے بغیر اسکے ہرگز وہان جانا نہین ہوسکتا تھا اور جو اونمین کنواری لڑکیان

اکبر کابل کی طرف متوجہ ہوا تھا سعید خان بدخشی کے بیٹے بہادر نے بہادر شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے ترہٹ
میں خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اوسنے اپنی مہر کا یہ سجع نکالا تھا بہادر شاہ سلطان ست بن
اسفندیشہ سلطان ہم پدر سلطان و خود سلطان زہی سلطان بن سلطان ہم آخر اعظم خان کے نوکروں نے
اوسکو قتل کر ڈالا معصوم خان فرنخودی مدت تک کوہ سوالک میں حیران و پریشان پھرا رہا آخر اوسنے بھی اعظم خان کے
وسیلہ سے اپنے گناہ معاف کرائے اکبر نے تسلی اور دلاسا کا فرمان اوسکے نام بھیجا چنانچہ اوسنے فتحپور میں اکبر کی ملازمت
حاصل کی چند روز کے بعد ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت دربار سے اوٹھکر اپنے گھر کو جاتا تھا شہر کے دروازہ سے
باہر چند لوگوں نے اوسپر حملہ کیا اور اوسکا تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس روز معصوم خان ملازمت میں حاضر
ہوا تھا اوسی روز نیابت خان بھی بیگم بادشاہ کے وسیلہ سے دربار میں حاضر ہوا اکبر نے اوسکے چچا شہاب الدین احمد
خان حاکم مالوہ کی خاطر سے چند روز اوسکی جان بخشی کرکے رنتنبھور کے قلعہ میں بھیجدیا مدت تک وہاں قید رہا
اور وہاں کے قیدیوں سے متفق ہوکر پھر اوسنے فساد اوٹھانا چاہا تب اکبر نے ۹۹۷ھ نو سو ستانوے میں فرمان
بھیجکر اوسکو قتل کرا دیا انہیں دنوں میں حاجی بیگم اکبر کی سوتیلی ماں نے جو ہمایوں کے روضہ کی مجاور تھی انتقال کیا
اس سبب سے وہاں کے مجاوروں میں بھی تفرقہ پڑ گیا انہیں دنوں میں اکبر نے شیخ جمال بختیار کی معرفت
شیخ قطب جلیسری مجذوب کو بلا کر فرنگیوں کے پادریوں سے مقابلہ کرایا اور تمام علما کو اوس جلسہ میں جمع کیا
شیخ نے کہا بہت سی آگ روشن کرو اور میں اور میرا مخالف دونوں اوسمیں کود پڑیں جو سلامت رہے وہی
حق پر ہے چنانچہ یہی ہوا شیخ نے ایک فرنگی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ہاں بسم اللہ کسی فرنگی کی جرات نہ پڑی اکبر نے
شیخ کو مع اور بہت سے فقیروں کے بکر میں بھیجدیا چنانچہ وہ وہیں مر گیا اسی طرح سے اور بہت سے فقیروں کو
ادھر اودھر بھیجدیا اور اکثر کو قندھار بھیجکر وہاں سے اونکے عوض گھوڑے منگائے اور شیخ عبدل کے
پوتوں کو کہ جونپور کے مشائخوں میں سے تھے بلا کر اجمیر میں بھیجدیا اور اونکا وظیفہ مقرر کر دیا اسی طرح
حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ حسن کو جو خاطر خواہ تسلیمات نہیں بجا لاتا تھا مکہ
کی طرف نکال دیا مدت کے بعد اوسنے وہاں سے آکر فتحپور میں ملازمت حاصل کی پھر اوسی طرح تسلیمات [illegible]
[illegible] ۹۹۰ھ نو سو نوے کو
اعظم خان بنگالہ سے آیا [illegible] گفتگو میں اکبر نے اوس سے کہا کہ ہم تناسخ کے حق ہونے پر
بہت دلیلیں قائم کی ہیں ابو الفضل تمکو سمجھا دیوینگے اوسنے قبول کر لیا پھر اکبر نے اعظم خان کو بہت سے

جب اسقدر کم دیکھی تو میر ابو الغیث بخاری رحمہ اللہ علیہ کے سامنے مجھپر طعن کیا اور کہا کہ تمسے آدمیون کو ڈاڑھی کا
قصہ کرنا تھا سب نہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہ تقصیر حجام کی طرف سے ہے میرا قصور نہین تو حکیم ابو الفتح
نے کہا کہ ہرگز آیندہ کو ایسی حرکت نہ کیجیو کیونکہ بہت بدنما اور نازیبا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چندروز کے
بعد خود حکیم ابو الفتح ڈاڑھی منڈا کر اچھا خاصا عورت بن گیا چند روز کے بعد اکبر کے دربار مین نصاری کے
طور پر ناقوس بجانا اور اونکے تینون خدایون کی تصویرین ملاحظہ کرنا اور اس قسم کے سارے لہو ولعب
معمول ہوگئے کفر شائع شد اوسکی تاریخ ہے آخر دس بارہ برس کے بعد یہ نوبت پہونچی کہ امراے نمک حلال
مذہب اسلام سے توبہ کر کے اکبر کے مذہب مین داخل ہوئے چنانچہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ نے اپنے قلم سے
یہ اقرار نامہ اکبر کو لکھدیا جسکی نقل یہ ہے من فلان ابن فلان باشم بطوع ورغبت وشوق قلبی از دین اسلام مجازی
وتقلیدی کہ از پدران دیده وشنیده بودم ابرا و تبرا نمودم و در دین الہی اکبر شاہی در آمدم و مراتب
چارگانہ اخلاص کہ ترک جان ومال وناموس ودین باشد قبول کردم + اس قسم کے اقرار نامے اس نئے
مذہب کے مجتہد کے سپرد کیے جاتے تھے اور اقرار نامہ لکھنے والون کی پرورش کا ذریعہ ہوتی تھی اور مذہب
اسلام کے مقابلہ پر سور اور کتے کی تعظیم شروع کی اور اونکی نجاست سے انکار کیا ہر صبح کو محلے کے اندر اور
باہر کتے اور سور چھوڑ دیا کرتے تھے اکبر اونکو دیکھنا عبادت سمجھتا تھا اور ہندوون نے یہ سکھایا تھا کہ اللہ تعالی
نے جو دس صورتون مین حلول کیا ہے اونمین سے ایک سور بھی ہے اور بعضے فقیرون کا قول مشہور ہے
کہ کتے مین دس صفتین عمدہ ایسی ہین کہ اگر آدمی مین ہون تو ولی ہو جاوے اس قسم کے قولون سے
اکبر نے صحبت پکڑی تھی اپنے دسترخوان پر کئی کتون کو بٹھا کر کھانا کھایا کرتا تھا اور بعضے مردود عراق کے
شاعر اور ہندوستان کے لوگ فخریہ کتون کی زبانین اپنے منھ مین لیتے تھے ایک مسئلہ اکبر نے یہ نکالا
کہ جنابت کا غسل بالکل موقوف ہونا چاہیے کیونکہ انسان کی اصل نطفہ منی سے ہے اور سارے نیک اور
بد آدمی اسی سے پیدا ہوئے ہین پس بڑا تعجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے نکلنے سے تو غسل واجب نہو اور
ایسی لطیف چیز کے نکلنے سے غسل واجب ہو اور ایک بات یہ نکالی کہ جس روز مردہ مرے اوس روز
کھانا پکا کر اوسکو ثواب پہونچانا ایک لغویات سے ہے اس سے کچھ حاصل نہین اور وہ جب قسم جمادات مین
ہوگیا اوسکو ثواب کیا پہونچیگا بلکہ جس روز وہ پیدا ہوا اوس روز جشن کر کے کھانا پکانا چاہیے اور اس
کھانے کا نام آش حیات رکھا اور ایک مسئلہ یہ نکالا کہ شیر اور جنگلی سور کا گوشت مباح ہے اور اوسکے

ہوتی تھین اونکا خواستگار اگر کوئی امیر شاہی ہوتا تھا تو داروغہ اکبر سے عرض کرکے اجازت لیتا تھا اور جو اوسکے لینے
تعلق کرنے کی مجال تھی وہان بھی اکثر بدمعاش لوگ جھوٹ موٹ اپنا نام بدل کر لکھوا دیتے تھے وہ اوس مقام پر جا
طرح طرح کی فتنہ انگیزی بلکہ خونریزی کیا کرتے تھے اور اگرچہ ہمیشہ بہت سے لوگون کو قصاص دیا جاتا تھا مگر
وہ لوگ ہرگز باز نہ آتے تھے بلکہ فخریہ یہ فعل اختیار کیا کرتے تھے اور اکبر مشہور نامی رنڈیون کو تنہا بلاکر پوچھ
کرتا تھا کہ تمہاری بکارت کسنے زائل کی ہے وہ اکثر امیرون کے نام لے دیا کرتی تھین اکبر اونکو بہت ...
قید کیا کرتا تھا اور بڑی بڑی سزائین دیتا تھا ایک بار ایک رنڈی نے راجہ بیربر کا نام لے دیا اوندنون مین وہ
اپنی جاگیر پر پرگنہ ... میں تھا جب اوسنے یہ ... فاش ہو جانے کی خبر سنی تو یہ ارادہ کیا کہ جوگی ہو کر ... جاوے
تب اکبر نے بڑی تسلی اور دلاسا کا فرمان بھیجکر بلا لیا ایک حکم یہ جاری ہوا کہ گاے کا گوشت بالکل حرام ہو جاوے
اور اس باب مین بڑی تاکید تھی اور باعث اسکا یہ تھا کہ خوردسالی کے زمانہ سے اکبر کی صحبت ہندوون کے
ساتھ بہت رہی ہندو لوگ گاے کی تعظیم بہت کرتے ہین اور تمام جہان کے قیام کا باعث اوسکو سمجھتے ہین
یہی باتین اکبر کے بھی ذہن مین بیٹھگئین اور ہندوستان کے بڑے بڑے راجون کی بیٹیان جو اکبر کے حرم مین داخل
تھین اونھون نے بھی اکبر کے مزاج مین بہت دخل پایا تھا اور گاے کا گوشت اور لہسن اور پیاز کے کھانے
اور جو لوگ ڈاڑھیان رکھتے ہین اونکی صحبت سے منع کیا تھا اور اونھین کی خاطر سے اکبر نے اپنے دربار مین
بالکل طریقے ہندوون کے برتنے شروع کیے جو باتین اونکی مرضی کے برخلاف تھین چھوڑدی تھین اور بڑا مخلص اونکا
اوسکو سمجھتا تھا جو اوسکی خاطر سے ڈاڑھی منڈاتا تھا بیدین مولویون نے ڈاڑھی منڈانے کے باب مین دلیلین
پیش کرنا شروع کین کہ اصل مادہ ڈاڑھی کا خصیتین سے متعلق ہے اسواسطے کسی خواجہ سرا کے ڈاڑھی
نہین نکلتی پس ایسی چیز کے رکھنے مین کیا ثواب ہے اور پہلے زمانہ مین عابد و زاہد لوگ تھے اونھون نے
ڈاڑھی چھوڑنا اسوجہ سے اختیار کیا تھا کہ یہ بھی ایک ملامت کا طریقہ ہے اسلیے ریاضت مین داخل ہے اور
اب ملامت اور ریاضت ڈاڑھی کے منڈانے مین ہے اسلیے کہ آج کل کے فقہا ڈاڑھی دور کرنے کو عیب سمجھتے
ہین اور اون بیدینون نے کسی فقہ کی کتاب سے یہ جملہ نکالا کما یفعلہ بعض القضات حقیقت مین یہان
قضات کی جگہ عصات کا لفظ تھا اوسکو تحریف کرکے قضات بنادیا اور یہ معنی کہدیے کہ عمل بعضے عراق کے
قاضیون کا ڈاڑھی منڈانا تھا حالانکہ اوسکے معنے یہ تھے کہ جو عمل بعضے عاصیون کا ہے مصنف صاحب
کہتے ہین کہ جب مین نیا نیا اکبر کی ملازمت مین آیا تھا تو ایک اور حکیم ابوالفتح نے جو میری ڈاڑھی حد شرعی سے

شبہ [illegible] نیا کیونکہ درست ہوگا اسی طرح قریش کا قافلہ جو ابتداے ہجرت مین مسلمانون نے لوٹا تھا
وسپر اعتراض کیا اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی بیبیان کرنا اور اونکی بیبیان [illegible]
[illegible] باعث طعن اور ملامت کا [illegible] غرض مذہب اسلام پر ایسے اعتراض کیے کہ تفصیل اونکی حد
بیان سے باہر ہے ان باتون کو اکبر کی مجلس [illegible] آدمی [illegible] تھے
اور ہر شخص اپنی خواہش کے موافق گفتگو کیا کرتا تھا لیکن جو شخص مسئلہ علمی پوچھتا تھا اوسکو جواب
دیتے تھے کہ مسئلہ مولویون سے پوچھنا چاہیے اور جو بات عقل اور حکمت سے متعلق ہو وہ ہمسے پوچھو
جب تاریخ کی کتابین پڑھی جاتی تھین تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر بیجا طرح طرح کے اعتراض ہوتے تھے
خصوصا خلفاء ثلاثہ رض کی خلافت پر اور باغ فدک کے قصہ پر اور صفین کی لڑائی پر غرض ان امور مین شیعہ
[illegible] سنیون پر بہرحال غالب سمجھے جاتے تھے نیک لوگون کو ہر طرح کا خوف و خطر تھا بیدینون کی بن پڑی تھی
ہر روز ایک نیا اعتراض دین اسلام پر پیدا ہوتا تھا غرض ان امور سے تمام ہندوستان مین غوغا سے
عظیم برپا ہوا ملا شیری نے اسی باب مین ایک قطعہ [illegible] شعر کا [illegible] تھا چنانچہ اوسکے چند شعر [illegible]

[illegible] زمان [illegible] راست [illegible] خواہد شدن [illegible] ارباب شرف [illegible]
[illegible] فیلسوف [illegible] خواہد [illegible] خواہد شدن
[illegible] خواہد شدن
پادشاہ امسال دعواے نبوت کردہ است * گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن

نوروز کی مجلس [illegible]
اکثر عالمون اور فاضلون بلکہ قاضی اور مفتی کو بھی شراب پینے کی تکلیف دیجاتی تھی اور اس نے مذہب کے
سب مجتہد خصوصا مفتی کا یہ قول تھا کہ ہم فقہا کی ضد پر شراب پیتے ہین نوروز کے آخر روز کہ جو اوج [illegible]
حمل کا اور شرف الشرف کا دن ہوتا تھا سب دنون مین زیادہ تعظیم کرتے تھے اور امیرون کو منصب بڑھاتے تھے
اور سب سے کہ وہ معافی اور پیشکش ادا کرتے تھے اوسکے موافق انکو منصب اور جاگیر عطا ہوتا تھا اسی
دنون مین شاہم خان جلایر بنگالہ سے اور راجہ بھگونت داس لاہور سے آگئے اور چونکہ اعظم خان [illegible] بھی
[illegible] پور سے [illegible] چلے آئے تھے انکے پیچھے خبیثہ بہادر نامے معصوم خان کابلی کے [illegible]
ترخان دیوانہ اور [illegible] سے متفق ہوکر بہار مین غدر برپا کیا محمد صادق خان نے محب علی خان کو اپنا
شریک کرکے اوس سے مقابلہ کیا اور لڑائی مین غالب آکر خبیثہ کو قتل کیا اسی سال مین گلبدن بیگم اور

کھانے سے صفت شجاعت کی آدمی مین اثر کرتی ہے اور چچا اور ماموں اور قریب کے رشتہ دارونکی بیٹیون سے
نکاح جائز نہین کیونکہ ایسے موقعون پر آدمی کی خواہش کم ہوتی ہے اور مردون کا سولہ برس سے کم مین اور
عورتون کا چودہ برس سے کم مین نکاح کرنا نہین چاہیے کیونکہ اس عمر کی اولاد ضعیف ہوتی ہے اور طلائی
ابریشمی کپڑون کا پہننا مثل فرض مین کے ہوگیا اور نماز روزہ اور حج وغیرہ ارکان اسلام بالکل ساقط ہوگئے
اور بعضے بے ایمانون نے مثل ملا مبارک کے بیٹے کے جو کہ ابو الفضل کا شاگرد رشید تھا رسالہ ارکان اسلام کی
حقارت مین تصنیف کیے اور اونکو اکبر نے بہت پسند کیا اور اونکے مصنفون کی بڑی پرورش کی اور
حساب سنون کا تاریخ ہجری سے موقوف کرکے اپنے سال جلوس سے مقرر کیا اور مہینون کے نام موافق
فارسی مہینون کے جاری کیے اور موافق طریقہ زرتشتیون کے ہر سال مین چودہ عیدین مقرر کین اور
مسلمانون کی عیدون کی بالکل رونق جاتی رہی اور اس اپنے سال کا اکبر نے سال الٰہی نام رکھا اشرفیون
اور روپیون مین سنہ الف ثبت کرنا شروع کیے اور یہ اشارہ اس طرف تھا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک ہزار برس کی مدت ہوچکی عربی کا پڑھنا اور جاننا عیب سمجھا گیا اور فقہ اور حدیث پڑھنے والون کو طعن
ہونے لگے اور علم نجوم اور حکمت اور طب اور حساب اور شعر اور تاریخ اور افسانہ کا رواج ہوا اور جو حرف خاص
عربی زبانون کے تھے مثل ثا و حا و عین و صاد و ضاد و ظا کے اونکا تلفظ بالکل موقوف کیا اور عبداللہ
کو ابداللہ اور احدی کو اہدی کہنا اکبر کو بہت پسند آتا تھا اور یہ دو شعر شاہنامہ کے اکثر اکبر اپنی صحبت کیلیے
لایا کرتا تھا۔ ز شیر شتر خوردن و سوسمار * عرب را بجائے رسید ست کار * کہ ملک عجم را کنند آرزو *
تفو باد بر چرخ گردان تفو * اور جہان کہین کوئی شعر کسی شاعر کا اکبر اپنے مطلب کے موافق پاتا تھا
اوسکو سند پکڑ لیتا تھا جتنے عقائد اسلامیہ اصول اور فروع کے ہین سب مین تمسخر اور استہزا شروع کیا
اگر کوئی شخص بحث کرتا تھا تو سب کا جواب فقط منع تھا یعنی کسی بات کو تسلیم نکرتا تھا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ مناظرہ کے وقت ثابت کرنے والیکے مقابلہ مین مانع ہمیشہ غالب ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ
بادشاہ وقت ہو کیونکہ مباحثہ مین فریقین کے مرتبہ کا برابر ہونا بھی شرط ہے بیدین علما ہر طرف سے
دین اسلام پر شکوک پیدا کرکے اکبر کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کیا کرتے تھے چنانچہ لطیف خواجہ کہ
جو ماوراء النہر کے بزرگ زادون مین سے تھا شمائل ترمذی کی اس حدیث مین کلام کیا کانہ جیدُ
دُمیۃٍ یعنی گردن پیغمبر صلعم کی گویا گردن تصویر کی تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کو بت سے

وفات پائی شعر پایا وریشش باد اوسکے مرنے کی تاریخ ہے اور اوسکا بھتیجا مرزا جعفر اوسکا قائم مقام ہوا
انھین دنون مین حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کی صدارت سے معزول کیا اور جب اکبر نے سنا
کہ اوسنے بہت سا روپیہ رشوت کا جمع کیا ہے اور بہت سی عورتین اپنے تصرف مین کر رکھی ہین اور اوسکا یہ بھی
ارادہ تھا کہ دکن مین جاکر باغی ہوجاوے تب اوسکو قید کرکے رنتھنبور کے قلعہ مین بھیجا اور
جو کچھ اوسکا انجام ہوا پہلے مذکور ہوچکا ہے اسی سال مین شیخ مبارک نے ایک روز خلوت مین اکبر کے
سامنے بیربر سے کہا کہ جیسا کہ تمھاری کتابون مین بہت سی تحریف ہوچکی ہے ہمارے دین مین بھی بہت
تغیر ہوگیا ہے اسی سال مین بیدین لوگون نے کہنا شروع کیا کہ ایک ہزار برس دین محمدی کو تمام
ہوچکے اب بادشاہ کو نیا مذہب نکالنا چاہیے آخر سب کی راے اس بات پر قرار پائی کہ جو ارادہ خاطر مین ہے
رفتہ رفتہ حکمت عملی سے اسکا ظہور ہو کسی پر جبر اور زبردستی نچاہیے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کچھ نفع
دنیوی کی بھی توقع ہوتی تو اکثر خاص و عام اس دام شیطانی مین پھنس جاتے یہ رباعی حکیم ناصر خسرو کی
بیماریون کے ورد زبان تھی سنہ درنہ صد و تسعین دو قران می بینم ٭ وز مہدی و دجال نشان می بینم
یا ملک بدل گردد یا گردد دین ٭ سری کہ نہان ست عیان می بینم ٭ اور جب نئے دین نکالنے کی
بحث ہوئی تو راجہ بھگونت داس نے کہا کہ یہ مین نے قبول کیا کہ ہم ہندو اور مسلمان دونون برے
ہین لیکن یہ تو بتلائیے کہ وہ نیا مذہب کونسا ہے جو ہم قبول کرلین یہ سنکر اکبر بیقدر معقول ہوا
اور اوسقدر شدت موقوف کی مگر احکام شریعت کے تغیر اور تبدیل مین کچھ فرق نہوا احداث بدعت
اس سال کی تاریخ ہے انھین دنون مین اکبر نے قاضی جلال ملتانی کو یہ تہمت رکھکر کہ اوسنے ایک جعلی
تمسک بناکر پانچ لاکھ تنکہ خزانہ سے وصول کرلیے ہمراہ خواجہ فرحت اللہ کشی کے جو شیعہ مذہب تھا اس
خیال سے دکن کو بھیجدیا کہ چونکہ وہان کے حاکم مذہب مین بہت تعصب رکھتے ہین قاضی کو بڑی
مصیبتون سے ہلاک کرینگے لیکن چونکہ وہان کے حاکم یہ سن چکے کہ قاضی اس معرکہ مین دین
اسلام پر بخوبی قائم رہا اور ہمیشہ اکبر سے اور اوسکے بیدین مصاحبون سے مقابلہ کرتا رہا اسوجہ سے
وہ سب اسکے بڑے معتقد ہوگئے تھے اور اسوجہ سے اوسکے آنے کو اونھون نے غنیمت سمجھکر حد سے
زیادہ اسکی تعظیم اور توقیر کی اور سواے چند موضع کے جو مدد معاش کے لیے اوسکو دیے تھے اور
اور بھی بہت سی اوسکی خدمت کرتے تھے اور ہرچند وہ اون سے حج کی رخصت مانگتا تھا مگر اونکو

[illegible] سلطان [illegible] حج [illegible] لشکر مین اور شاہزادہ سلطان [illegible]
حضرت خواجہ [illegible] روضہ کی بھی زیارت ہوگئی مگر نذرین وغیرہ [illegible] معین الدین [illegible]
بہار سے آیا اور اوسکو معظم خان کے اکبر نے معصوم خان کابلی کے مقابلہ پر مقرر کیا اور شاہ قلی خان محرم
اور شیخ [illegible] چشتی [illegible] سفر کابل مین لشکر کے ساتھ گئے تھے محمد صادق خان [illegible] کے پیچھے مقرر ہوے
انھین دنون مین شاہ ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حج سے واپس آئے اور ایک [illegible] پتھر لائے
ایک مضبوط ہاتھی اوسکے اوٹھانے کے لیے چاہیے اور ایک پانون کا نشان اوس پر بنا ہوا تھا شاہ ابوتراب کہتا تھا
کہ یہ نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک کا ہے اکبر چار کوس تک اوسکے استقبال کے لیے گیا
اور اوسکے حکم کے بموجب سب امیر نوبت بہ نوبت اوسکو اوٹھاتے ہوئے شہر تک لائے اسی سال مین ماہ شعبان کی
اونیسوین تاریخ بڑے شاہزادہ کا وزن ہوا اور اوسی سال مین یا سال آیندہ مین شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک
جو مکہ کے لیے نکالے گئے تھے مرزا محمد حکیم اور بعضے امراے بادشاہی کی بغاوت کی خبر سنکر پھر مکہ سے گجرات
مین واپس آئے اور اونکو یہ خیال تھا کہ وہی پہلے سے مرتبہ پھر ہمکو ملجائینگے مخدوم الملک کا ۹۹۰ نو سو نوے
مین احمد آباد مین انتقال ہوگیا قاضی علی فتحپور سے اوسکے متروکہ کی تحقیقات کرنے کے لیے لاہور مین آیا اور
اسقدر خزانہ اوسکے نکلے کہ وہم و گمان سے باہر تھے بہت سے صندوق سونے کی اینٹون سے بھرے ہوے
مخدوم الملک کے قبرستان مین مردون کی طرح دفن تھے اونکا بھی سراغ ملا اور جسقدر روپیہ اوسکا اور لوگون کے
پاس رکھا تھا اوسکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے سارا اوسکا مال و اسباب اور خزانہ اور کتب خانہ خزانہ عامرہ مین
داخل ہوا اوسکے بیٹون پر چند روز تنبیہ رہی پھر اونکو چھوڑ دیا گیا مگر ایسے مفلس ہوگئے تھے کہ نان و نفقہ کو
محتاج تھے عبد النبی فتحپور مین آیا اور اکبر سے اوسنے کچھ سخت گفتگو کی اوسوقت اکبر نے اپنے ہاتھ سے گھونسہ
اوسکے منھ پر مارا شیخ عبد النبی نے کہا کہ چھری مار کر مجھکو ایک مرتبہ مار ڈالیے اور ستر ہزار روپیہ جو مکہ کو جاتی وقت
اکبر نے اوسکو دیے تھے اوسکا حساب سمجھنے کے لیے شیخ عبد النبی راجہ ٹوڈرمل کے حوالہ کیا گیا ایک مدت تک
وہ بیچارہ دفتر خانہ کی کچہری مین قید رہا آخر ایک شب کو چند لوگون نے گلا گھونٹ کر اوسکو مار ڈالا اسنادون کو میدان
مین دوسرے دن دوپہر ڈھلے تک اوسکی نعش اوسی طرح پڑی رہی یہ واقعہ ۹۹۲ نو سو بانوے مین ہوا
اور شیخ النبی اوسکے وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور
شیخ الاولیا اونکی وفات کی تاریخ ہے اسی سال مین آصف خان میر بخشی نے جسکا نام میرزا غیاث الدین علی

کہ بارش کا موسم بہت قریب ہے اسلیے اسسال لڑائی کو موقوف رکھنا چاہیے پھر خانخانان نے بروچ اور
احمد آباد کا ارادہ کیا اور راجہ علی خان اور سب دکنی اپنے اپنے ملکون کو لوٹ گئے جب پانچ مہینہ اس قصہ کو گذرے
تو خانخانان نے ایک عرضی اکبر کے حضور مین جب وہ اٹک بنارس مین تھا اس مضمون کی لکھی کہ حضور تسخیر
بدخشان کا ارادہ رکھتے ہین مین چاہتا ہون کہ اس سفر مین ہمرکاب رہون جب اکبر کا لشکر اٹک سے لاہور پہنچا
آیا ایک فرمان اسی مضمون کا صادر ہوا کہ قلیج خان اور نظام الدین احمد گجرات مین رہین اور خانخانان دربار
مین چلا آوے چنانچہ خانخانان مع عضد الدولہ کے دوبارہ ملازمت مین حاضر ہوا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے
خانخانان کے پیچھے گجرات مین نظام الدین احمد نے بڑے بڑے کار نمایان کیے جو تاریخ نظامی مین بہ تفصیل مذکور
ہین اسی سال مین میر ابو الغیث بخاری نے جنکی تعریف حد بیان سے باہر ہے درد قولنج کے عارضہ سے لکھنؤ مین
انتقال کیا اوسکی نعش کو دہلی مین لاکر اوسکے باپ دادون کے مقبرے مین دفن کیا میر ستودہ سیر اوسکی وفات کی تاریخ ہے
مصنف صاحب نے یہ چند شعر اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین مرثیہ

جهانی دیدم از آسودگان بکسر پدید کشش
دران شهر خموشان از بامداد مین جهیے
بہ ہوا ہنگام گردون عرش نجد از وقت پهانشش
سبحانی کہ ملی قبة الاسلام بود از وی
قد و چشم سخت نہ پیچ از مثل صفاہا
بساط مرقد ابو سا ختم نمناک از اشکی

ازین سو رفتہ ابو ود از سو بنده بکیکه
شهرستان کیتی رفتہ و گردیدہ نہانش
زہی شاہ شہیر پید خندہ طلعت ہم
چہ شد آن قبہ ان اسلام و یار مسلمانش
لبہا شد قندیل اخم سوختم شمعے
اگرچہ ابر رحمت ست از باران عفرانش

بگورستان و روزی عبور کرد از عزت
کہ از وی حال پرسیم یا نشان یا شد ایشانش
از انجملہ سیر پاک طینت بو تراب آئین
کہ خلق مصطفی بود عیان از سر و خندانش
چو رویش سیاہی بو خاک پایش ارہا یم
اگرچہ مشعل بانی آمد نور ایمانش

اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ
ہر قوم علوم عربیہ کا پڑھنا بالکل ترک کردے اور سواے نجوم اور حساب اور طب اور فلسفہ کے کوئی شخص
کچھ نہ پڑھے کشاد فضل سے اسکی تاریخ ہوئی اسی سال کے ماہ شعبان مین مانسنگہ درگاہ مین حاضر ہوا اور
اسی سال مین یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خان نے ہرات کو فتح کرکے علی قلی خان وہان کے حاکم کو مع بہت سے
ترکمانون اور اہل شہر کے قتل کر دیا شکست ہوئی سے اوسکی تاریخ ہے محرم سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے مین
مانسنگہ حکومت بہار اور حاجی پور اور پٹنہ پر نامزد ہوا شب عاشورہ مین اکبر نے مانسنگہ اور خانخانان
سے یارانہ کی گفتگو کرکے مذہبی باتون مین امتحان لینا چاہا مانسنگہ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی کی
جانسپاری مقصود ہے تو وہ مین اپنے ہاتھ پر رکھے ہوئے ہون امتحان کی کیا ضرورت ہے اور اگر مذہب مین

قلیچ خان نے یہ سنکر نظام الدین احمد و سید قاسم بارہہ وغیرہ امیرون کو احمد آباد سے سورت کی طرف بھیجا جب
مظفر نے اونکے مقابلہ کی تاب نہ پائی تو گجرات کو چلا گیا جسکا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اور جب خانخانان سرہندی اور
جالور اور سروہی کے راستہ سے احمد آباد مین جا پہونچا تو اکبر نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ کو باتفاق میر مرتضی اور
خداوند خان حاکم برار اور اعظم خان اور شہاب الدین احمد خان اور راے سین تمام امراے مالوہ کے اوس طرف
نامزد کیا اور وہان کے سب جاگیردارون کے نام اس مضمون کا فرمان لکھا کہ اعظم خان کو سردار بنا کر اول برار کو
دکنیون کے قبضہ سے نکالو پھر سب متفق ہو کر احمد نگر کی طرف متوجہ ہو یہ سب فوجین جا کر ہنڈیہ مین جو دکن کی سرحد
ہے جمع ہوئین اور باہم انمین نفاق پیدا ہو گیا اعظم خان نے شہاب الدین احمد خان سے یہ کینہ نکالا کہ اوسکے
باپ کے قتل کا فتنہ شہاب الدین احمد خان کے اغوای سے برپا ہوا تھا چنانچہ اوسنے شہاب الدین احمد خان
اور عضد الدولہ سے ہر مجلس مین سخت گفتگو کرنا شروع کی اور باوجود اوستادی کے عضد الدولہ کے ساتھ
بہت سا تمسخر کیا کرتا تھا چنانچہ شہاب الدین احمد خان راے سین کے پاس اوسکی جاگیر کے ملک مین چلا گیا
اعظم خان نے اوسپر حملہ کیا اور قریب تھا کہ بڑی لڑائی ہو خواجہ فتح اللہ بخشی وغیرہ فساد بڑھاتے تھے مگر عضد الدولہ
نے کوشش کر کے رفع شر کر دیا راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور نے بادشاہی لشکر کی باہمی مخالفت کو
غنیمت سمجھکر اور دکن کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر کے مقابلہ کا ارادہ کیا عضد الدولہ نے اوسکو ہرچند سمجھایا
مگر اوسکے دل مین کچھ اثر نہوا تب وہ وہان سے لوٹکر گجرات مین آیا تاکہ خانخانان کو دکن کی تسخیر پر ترغیب دیکر
اپنے ساتھ لیجاوے راجہ علی خان نے مع تمام لشکر دکن کے اعظم خان پر حملہ کیا وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر برار کی طرف
بھاگا اور جب وہ وہان بھی نہ ٹھہر سکا تو شہر ایلچ پور کو چلدیا اور اوسکو لوٹ کھسوٹ کر ندربار مین پہونچا اور
دکنی منزل بہ منزل تعاقب کرتے چلے آتے تھے تب اعظم خان اپنے لشکر کو ندربار مین چھوڑ کے تنہا طور پر تھوڑے سے
آدمیون کے ساتھ خانخانان اپنے بہنوئی کے پاس مدد لینے کے لیے احمد آباد مین گیا خانخانان دور تک
اوسکے استقبال کے لیے آیا محمود آباد مین نظام الدین احمد کے مکان پر دونون کی ملاقات ہوئی اور یہ
قرار پایا کہ اول خان اعظم مع خانخانان کے احمد آباد مین جا کر اپنی ہمشیرہ سے ملین پھر دونون متفق ہو کر
دونون دکنیون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور نظام الدین احمد کو مع تمام امیرون کے جو اوس طرف
نامزد ہوئے تھے بڑودہ کو بھیجدیا اور یہ دونون سردار بھی اونکے پیچھے سے روانہ ہوئے اعظم خان نے
بہت جلد ندربار مین جا کر اپنے لشکر کا سامان کیا خانخانان بھروچ مین آیا اعظم خان نے اوسکو لکھا

تحفہ پیش کیے اکبر نے حکم دیا کہ باتفاق راجہ ٹوڈرمل کے دیوانخانہ مین بیٹھکر تمام مہمات مالی و ملکی کا انتظام کیا کرے
راجہ ٹوڈرمل اوس زمانہ مین بالکل سہوت ہوگیا تھا اور اونھین دنون مین ایک شب کو موقع پاکر ایک شخص نے
اوسکے تلوار کا ایک زخم لگایا مگر کچھ اوسکا اثر نہوا اسی سال مین راجہ کمایون جسکے باپ دادون نے کبھی کسی بادشاہ سے
ملاقات نکی تھی کوہ سوالک سے آکر لاہور مین اکبر کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بہت سے نادر تحفہ پیشکش کیے منجملہ اونکے
کچھ پہاڑی بکریون کی دُمین تھین اور ایک ہرن تھا جسمین سے مشک نکلتا تھا مگر وہ بسبب گرمی ہوا کے راستہ
مین مرگیا مصنف صاحب کہتے ہین کہ مین نے اوسکو اپنی آنکھ سے دیکھا دو اگلے دانت اوسکے نکلے ہوئے تھے بال
لومڑی کی صورت تھی اور سینگون کی جگہ کچھ اوٹھا ہوا تھا نیچے کا دھڑ اوسکا چھپا ہوا تھا مشہور ہے کہ اوس پہاڑ مین
پردار آدمی بھی ہوتے ہین اور اوڑا کرتے ہین اور اوس ملک مین آمون کے ایسے پیڑ ہوتے ہین جسمین ہمیشہ پھل آتے ہین
واللہ اعلم انھین دنون مین حکیم عین الملک مع مرزا جانی کے ایلچیون کی ملازمت مین آیا اور بہت عمدہ عمدہ تحفہ لایا
اکبر نے اوسکو بڑی عنایتون سے سرفراز کیا سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے مین مصنف صاحب نے راماین کا ترجمہ جو
چار برس کے عرصہ مین لکھکر دوبارہ صاف کرلیا تھا پیش کیا اور اوسکے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ ما قصۂ نوشتیم
بہ سلطان کہ رساند ۔ جان سوختہ کردیم بجانان کہ رساند ۔ اکبر نے اسکو بہت پسند کیا پوچھا اسکے کسقدر جزو ہوگئے
ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مسودہ کے ستر جزو تھے مگر اب جو صاف کیا گیا تو ایک سو بیس جزو مین لکھا گیا
پھر اکبر نے کہا کہ اسکا دیباچہ بھی لکھنا چاہیے مگر چونکہ اوسکی چندان ضرورت تھی اور دیباچہ بے نعت کے لکھنا پڑتا
اسواسطے مصنف صاحب نے اس امر کو ٹال دیا انھین دنون مین شیخ کمال نامے ایک بیابانی فقیر کو راوی
ندی کے کنارہ سے لوگ لائے اور اوسکی یہ تعریف کی کہ یہ باتین کرتا کرتا یکایک دریا کے اس کنارہ سے اوس کنارہ تک
چلا جاتا ہے اور وہان سے اپنی مخاطب سے کہتا ہے کہ فلانی اپنے گھر کو جاؤ اکبر اوسکو خلوت مین دریا کے کنارہ لیگیا
اور کہا کہ ہم اس قسم کی کراماتون کے طالب ہین اگر تم ہمکو یہ خرق عادت دکھلاؤ تو یہ سارا ملک و مال سب تمہاری
ملکیت ہے اور ہم بھی تمہارے غلام ہین مگر اوس سے کچھ بھی نہوسکا تب اکبر نے کہا کہ ہم تیرے ہاتھ پانون باندھکر قلعہ کے
برج سے دریا مین ڈالے دیتے ہین اگر تو سلامت نکل گیا تو فبہا ورنہ جہنم مین پہونچیگا تب اوسنے اپنی پیٹ کیطرف
اشارہ کرکے کہا کہ مین بسبب مکر اپنی اس دوزخ کے بھرنے کے لیے کرتا ہون اور اوسکا ایک بیٹا اوسیکے ہمشکل تھا اور
معمول تھا کہ نماز شام کے وقت باپ دریا کی اس طرف باتین کرتے کرتے وضو کے بہانہ کسی غار مین چھپ رہتا تھا
پھر اوسکا بیٹا دریا کے دوسری طرف سے مخاطب کا نام لیکر کہتا تھا کہ فلانی اپنے گھر کو جاؤ پھر اکبر نے اوسکو

گفتگو ہے تو مین خود ہندو ہون اگر آپ فرمائین مسلمان ہوجاؤن تیسرا مذہب مین کوئی جانتا نہین غرض یہ بحث اتنی بات پر ٹل گئی زیادہ اکبر نے کاوش نکی پھر مانسنگہ بنگالہ کو روانہ ہوا انھین دنون مین اکبر نے محمد قاسم خان کو کشمیر سے بلاکر وہان کی حکومت مرزا یوسف خان رضوی مشہدی کے حوالہ کی بارھوین صفر سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو محمد صادق کو یوسف زیون کے دفع کرنے کے لیے بجور پر نامزد کرکے سیالکوٹ وغیرہ پرگنون کو جو مانسنگہ کی جاگیر مین تھے اوسکی جاگیر مین عنایت کیا اور اسمٰعیل قلی خان کو بجور سے بلاکر گجرات مین قلیچ خان کا قائم مقام کرکے بھیجا اور قلیچ خان کو دربار مین طلب کرلیا اسی مہینہ مین مرزا فولاد بیگ برلاس نے ملا احمد رافضی کو جو صحابہ کی نسبت علانیہ تبرا کہا کرتا تھا کسی بہانہ سے آدھی رات کیوقت گھر سے بلاکر قتل کیا + زہی خنجر فولاد + اوسکی تاریخ ہے اور دوسری + خوک سقری +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حالت نزع مین اوسکا مُنھ دیکھا تھا بعینہ سُور کی صورت تھی اور جو دیکھتا تھا نعوذ باللہ پڑھتا تھا اکبر نے اوسکے عوض مین مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانون سے بندھوا کر لاہور مین پھرایا چنانچہ وہ شہادت کے درجہ کو پہونچا اول اکبر نے حکیم ابو الفتح کی معرفت اوس سے پوچھا تھا کہ تو نے تعصب مذہب کے سبب سے اوسکو قتل کیا اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو تعصب مذہب ہوتا تو کسی اور اوس سے بھی بڑے کو قتل کرتا حکیم نے یہی سخن اکبر سے عرض کردیا تب اکبر نے کہا کہ یہ سخت حرام زادہ ہے اسکو چھوڑنا اچھا نہین وگرنہ اوسکی مردانگی اور اہل حرم کی شفاعت کے سبب سے اکبر کا ارادہ تھا کہ اوسکی جان بخشی کردے مقتول قاتل سے تین چار روز کے بعد جہنم مین پہونچا مشہور ہے کہ شیعون نے اوسکے غسل کے وقت بموجب قاعدہ اپنے مذہب کے ایک میخ اوسکے مقعد مین ٹھونک کر دریا مین بہت سے غوطہ دیے اوسکو دفن کے بعد شیخ فیضی اور شیخ ابو الفضل نے محافظ اوسکی قبر پر مقرر کردیے اور باوجود اوسکے جس سال اکبر کشمیر کو گیا اہل لاہور نے اوسکے جسم ناپاک کو نکال کر آگ مین جلادیا بائیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے کو تحویل آفتاب برج حمل مین واقع ہوئی اور تینتیسوان یا چونتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا جشن نوروز کی تقریب مین دولتخانۂ عام مین جہان ایک سو چودہ ایوان تھے عمدہ عمدہ فرش اور مُصوّر پردون سے آرایش کرکے طرح طرح کی زیب و زینت کی اس مرتبہ بھی بہت سے احکام مخالف شرع کے جاری ہوئے + شیوع معصیت + اوسکی تاریخ ہے انھین دنون مین قلیچ خان گجرات سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور طرح طرح کے

سیر و تماشا مین مصروف ہوئے اور وہان سے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجکر یہ لکھا کہ الحرم کو رہتاس مین لیجا کر ہمارے آنیکے منتظر رہو انھین دنون مین علامۂ عصر شاہ فتح اللہ شیرازی کو کشمیر مین تپ محرقہ پیدا ہوئی اور چونکہ وہ خود بھی طبیب حاذق تھا اوسنے اپنی رائے سے ہریسہ کھانا شروع کیا ہرچند حکیم علی نے منع کیا مگر وہ نمانے آخر اوسی حال مین اوسکا انتقال ہوا اور تخت سلیمانی مین جو کشمیر مین کسی شہر کے قریب ایک پہاڑ ہے سید عبداللہ خان چوگان بیگی کی قبر کے برابر مدفون ہوا ملک الشعرا شیخ فیضی نے اوسکے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ؎

دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد
ہمہ خونابہ ادبار در کاس کرام افتد
زبان جہل جنبد بی محابہ سخن را نی
چو نا محرم بہ گوشہ نا گہ نیم خام افتد
دو صد بو نصر رفت و بو علی تا او پدید آید
گہی با کوکب اشراقیان گرد فلک بازی
شہنشاہ جہان را از وفاتش دید پر نم شد

جہان عقل را درہم روز علم از نیام افتد
حقیقت گم کند سر رشتہ تحقیق مقصد را
مطالب نادرست آید دلائل نا تمام افتد
گرانی امہات فضل را فرزند روحانی
بسی را در قضا در تہ دکان رنگونہ برازی
سبا بات از وجود کامل او بود دوران را
سکندر را شکست حسرت رحبت کا فلاطون را

ہمہ گنجینۂ اقبال در دست لیام آمد
معانی از بیان ماند و ابطار کلام افتد
دل استکمال ہر ذرہ بنقص ابد ماند
ابو الآبای معنی شاہ فتح اللہ شیرازی
گہی با محمل بشائیان گرد زمین گردی
بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی
اسی سال کی ستائیسوین رمضان

کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر پکھلی کے راستہ سے قلعہ اٹک کی طرف روانہ ہوا دمتوڑ کی منزل مین حکیم ابو الفتح نے وفات پائی حسن ابدال مین مدفون ہوا خداش مراد باد ہ اوسکی وفات کی تاریخ ہے جب اکبر اٹک مین پہونچا تو شاہزادہ مع اہل محل کے ملازمت مین حاضر ہوا یوسف زئیوں کا فتنہ باقی تھا اونکے دفع کے لیے اکبر نے اوسی جگہ سے شہباز خان کو نامزد کیا اور بائیسوین ذی قعدہ ۹۹۷ھ نو سو ستانوے کو کابل مین پہونچا اسی اثنا مین حکیم ہمام اور صدر جہان عبداللہ خان اوزبک کے پاس سے لوٹ کر آئے اور اوسکا ایک خط لائے جسمین بڑی محبت اور اتحاد کی باتین لکھی تھین ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے مین راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس امیر الامرا کے جو لاہور مین رہگئے تھے ملک آخرت کو سفر کیا اونکی تاریخ یہ ہے ؎ گبفتند ٹوڈر و بھگوان مردند ؎ اور کسی نے یون لکھی ہے ؎ ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم ؎ چون رفت سوی دوزخ خلقے شدند خرم ؎ تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم ؎ خوش گفت پیر دانا وی رفت در جہنم ؎ بیسوین محرم ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے کو اکبر کابل کی حکومت محمد قاسم خان میر بحر کے حوالہ کر کے ہندوستان کو لوٹا اور گجرات کی حکومت اعظم خان کو بلکر فرمان بھیجکر مالوہ سے اوس طرف کو نامزد کیا اور نظام الدین احمد کو ملازمت مین بلا لیا اور گجرات کی عوض جونپور خانخانان کو مرحمت ہوا

قید کرکے نگر مین بھیجدیا وہان بھی اوسنے کرامت کی تسبیحیان مارکر خانخانان اور دولت خان اوسکے وکیل کو اس سے
بڑھ کر بہت سی باتین دکھلائین چنانچہ ایک مرتبہ جمعہ کی رات کو ہاتھ اور پانون اور سر اور تمام اعضا اپنے اوسنے
جدا کردیئے اور پھر اچھا خاصہ ہوگیا دولت خان افغان جو خانخانان کا وکیل مطلق تھا یہ دیکھکر اوسکا مرید ہوگیا
اور خانخانان بھی اوسکا دھوکا کھاکر اسقدر معتقد ہوگیا اور ایک مرتبہ اوسنے خانخانان سے کہا کہ خضر علیہ السلام
نے مجھکو دعا دی ہے اور ایک سونے کی گنبد پانی مین مانگی ہے جب خانخانان نے وہ گنبد حوالہ کی تو اوسنے دھوکا
دیکر لوہے کی گنبد خانخانان کے سامنے دریا مین ڈالدی اور سونے کی گنبد خود اوڑالی انھین دنون مین اکبر کے
دل مین یہ خیال آیا کہ رامائن کے ترجمہ کا صلہ مصنف صاحب کو دے چنانچہ اوسنے ایک دن حکیم ابو الفتح سے
کہا کہ یہ شال خاص عبد القادر کو دیدو اور گھوڑا اور کچھ خرچ بھی اوسکو عنایت ہوگا اور شاہ فتح اللہ
عضد الدولہ سے کہا کہ تمام بساور کا دروبست تمہاری جاگیر مین دیا گیا اور وہان کی سب معافیدارون کی
زمینین بھی تمکو بخشدی گئین مصنف صاحب کا نام لیکر کہا کہ چونکہ وہ بدایونی ہین اسلیئے ہمنے بلا قصور اوسکی
جاگیر کو بساور سے بدایون مین تغیر کیا شاہ فتح اللہ نے ایک ہزار روپیہ جو اوسکے شقدار نے بساور کے یتیمون اور
بیوون ائمہ سے بجبر وصول کیئے تھے خریطہ مین ڈالکر پیش کیئے اور کہا کہ میرے عاملون نے اسقدر روپیہ
وہان کے ائمہ سے بچائے ہین اکبر نے کہا کہ یہ ہمنے تمکو بخشے اس معاملہ کو تین مہینہ نگذری تھے کہ شاہ فتح اللہ نے
انتقال کیا جب مصنف صاحب کا فرمان درست ہوگیا تو یہ ایک برس کی رخصت لیکر اول بساور مین
آئے پھر بدایون کو گئے اور وہان سے یہ ارادہ تھا کہ گجرات مین جاکر مرزا نظام الدین احمد سے ملاقات کرین
مگر بعضے تعلقات مانع ہوئے اسی سال مین سید عبد اللہ خان چوگان بیگی اور میرزادہ علی خان نے
جو نامی امیرون مین سے تھے کشمیر مین انتقال کیا سید عبد اللہ خان نے بارھوین ربیع الاول کو بہت سا
کھانا پکواکر ثواب اوسکا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کا تحفہ کیا تھا اور بہت سے
روپیہ فقیرونکو دیئے تھے اور اپنے سارے گناہون سے توبہ کرکے مرزا یوسف خان کے ساتھ شکار کو گیا تھا
وہین تپ عارض ہوئی اور انتقال ہوا اور میرزادہ علی خان سے ایک سال پہلے جس شب مین یعقوب خان
نے محمد قاسم خان پر شبخون کیا تھا مارا گیا بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے کو اکبر کابل
سے سیر کشمیر کے لیئے جسکا باغ خاصہ نام رکھا تھا روانہ ہوا اور اہل محل کو مع شاہزادہ سلطان مراد کے
بھنبر مین جہان سے کشمیر کا راستہ کوہستان سے جدا ہوتا ہے چھوڑکر خود بہت جلد اوس ملک مین پہنچکر

اور سونا تھی اونکی ہمراہ گئی اور شیخ فیضی نے قصد ثمہ سته اوسکی تاریخ نکالی اسی سال مین یہ خبر آئی کہ شہاب الدین احمد خان
نے مالوہ مین انتقال کیا ؎ شہاب خاتم ؎ اوسکی وفات کی تاریخ ہے اور زسیم الاوصاف بھی ایک مادہ ہے اوسی سنہ مین
مین اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ تاریخ کشمیری کو جو ملا محمد شاہ آبادی نے حسب الحکم فارسی مین ترجمہ کیا تھا
سلیس عبارت مین منتخب کرے مصنف صاحب نے دو مہینہ مین اوسکے انتخاب سے فراغت پائی اور یہ شعر اوسکے
آخر مین لکھا ؎ در عرض یک دو ماہ بہ تقریب حکم شاہ ؎ این نامہ شد چو خط پری پیکران سیاہ ؎ اکبر نے بہت
پسند کر کے اوسکو کتاب خانہ مین داخل کیا اسی سال مین شیخ ابراہیم چشتی نے فتحپور مین وفات پائی اور بڑا انتہا
روپیہ چھوڑا چنانچہ پانچ کرور روپیہ نقد اور بہت سے ہاتھی گھوڑے اوسکے خزانہ مین داخل ہوئے اور سوا سے
اوسکے جو اوسکے بیٹون اور وکیلون کو ملا اوسکی انتہا نہین اور چونکہ یہ نہایت خسیس تھا اسوجہ سے ؎ زسیم الاوصاف ؎
اور شیخ لئیم ؎ اوسکی تاریخ ہے اسی سال مین بہت سے امیرون نے لاہور مین انتقال کیا اونمین سے
خنجری ترک نے بواسیر کے مرض سے اور شیخ عبدالرحیم نے ایک ہاتھی کے صدمہ سے اور انھین دنون مین
ملا عرفی شاعر کا بھی انتقال ہوا عرفی نے مرتے وقت یہ رباعی کہی ؎ عرفی دم نزع ست و ہمان مستی تو ؎ آخر
بچہ مایہ بار بستی تو ؎ فردا ست کہ دوست نقد فردوس بکف ؎ جویاے متاع ست و تہی دستی تو ؎ اور چونکہ
عرفی اکثر متقدمین اوستادونکی نسبت بے ادبی کیا کرتا تھا اس سبب سے اوسکی یہ تاریخ لکھی گئی ؎ عرفی
جوانہ مرگ شدی ؎ اور دشمن خشنود ہی ایک مادہ ہے انھین دنون مین حکیم ہمام نے کتاب معجم البلدان
کی جو دو سو جز کی ایک کتاب ہے بہت سی تعریف کر کے عرض کیا کہ اگر اوسکا ترجمہ عربی سے فارسی مین ہو جائے
تو نہایت مناسب ہے اور اوسمین عجیب عجیب حکایتین اور نئے نئے فائدے ہین چنانچہ اکبر نے بارہ عالمون کو
جنمین سے بعضے عراقی اور بعضے ہندی تھے جمع کر کے ایک ایک ٹکڑا اوس کتاب کا ترجمہ کے لیے حوالہ کیا اونمین
دس جز کا ٹکڑا مصنف صاحب کے بھی حصہ مین آیا ایک مہینہ کے عرصہ مین مصنف صاحب نے
ترجمہ کر کے سب سے پہلے پیش کیا اور اوسی کے ذریعہ سے وطن جانیکی رخصت مانگی چنانچہ منظور ہو گئی
چوبیسوین جمادی الاول ۹۹۹ھ نوسو ننانوے کو نوروز ہوا اور چھتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا
اس مرتبہ بھی بدستور سابق بڑی آرایش ہوئی اور بڑی دھوم دھام کا جشن ہوا اس سال مین
جو نئے حکم ایجاد ہوئے اونمین سے یہ بھی ہین کہ گاے اور بھینس اور بھیڑ اور گھوڑے اور اونٹ کا گوشت
بالکل حرام ہے اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہونا چاہے اوسکو منع نکرین اور زبردستی بھی

مالوہ شہاب خان کے پاس رہا اعظم خان نے شہاب خان کی صندید تمام مالوہ کے ملک کو تباہ کر دیا انھین دنون مین
خداوند خان دکنی رافضی نے جسکا نکاح اکبر نے ابو الفضل کی بہن کے ساتھ کرا دیا تھا اور گجرات مین قصبہ کری
اوسکو جاگیر مین ملا تھا ملک آخرت کو سفر کیا اوسکی وفات کی تاریخ ہے خداوند خان دکنی مردہ چودھوین جمادی الاول
کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو پینتیسوان برس شروع ہوا اکبر نے دیوانخانہ لاہور کی آرایش کا حکم
دیا نوروز کے دوسرے دن اکبر وہان داخل ہوا اور تیسرے دن نظام الدین احمد مع ایک جماعت شتر سوار ونکے
بارہ دن کے عرصہ مین چھ سو کوس کی راہ طے کر کے ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے حکم دیا اسی ہیئت سے سب شتر سوار
قلعہ کے اندر چلے آوین بڑا تماشا تھا اون لوگون پر اکبر نے بڑی عنایتین کین انھین دنون مین راجہ بھگوانداس
کے انتقال کے بعد مان سنگہ کو راجگی کا خطاب ملا اور ایک فرمان بڑی مہربانیون کا اوسکی عزا پرسی مین خلعت
اور گھوڑے کے بھیجا شرف آفتاب کے دن مصنف صاحب نے بداہون سے اکر ملازمت حاصل کی اور سات برس کے
بعد نظام الدین احمد سے ملاقات ہوئی اوسی سال مین اعظم خان گجرات سے ولایت سورٹھہ اور جوناگڈھ کی
طرف متوجہ ہوا اور جام ستر سال اور دولت خان امین خان غوری کا بیٹا جو اپنے باپ کا قائم مقام ہو کر
اپنی دلیری اور لشکر پر ایسا مغرور تھا کہ کسیکی اصل نہین سمجھتا تھا بیس ہزار آدمیونکی جمعیت لیکر مقابلہ پر
آیا اعظم خان نے اپنے لشکر کے سات حصہ کر کے ایسی لڑائی لڑی کہ مدتون سے ایسا معرکہ نہین ہوا تھا
خواجہ رفیع بدخشی سردار فوج میمنہ جو بڑا بہادر جوان تھا اور محمد حسین شیخ جو قدیمی امیرون مین سے تھا اس
معرکہ مین شہید ہوئے اور ہراول کی فوج مین سے ابو تراب کا بھتیجا شرف الدین بھی مارا گیا اور مخالفون کے
چار ہزار آدمی ضائع ہوئے یہ فتح یکشنبہ کے روز چھٹی شوال سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے کو ہوئی اور شیخ فیضی نے
فتوحات عزیزی اوسکی تاریخ لکھی اسی سال مین شیخ وجیہ الدین نے جو بڑے عالم اور صاحب تصانیف
کثیر تھے احمد آباد مین وفات پائی شیخ وجیہ دین اونکی تاریخ ہے اور اسی سال مین شیخ جانیلدہ
خلیفہ شیخ عبد العزیز دہلوی نے جو قصبہ سیہنہ مین مسند ارشاد و ہدایت کے زینت بخش تھے اس
عالم فانی سے کوچ کیا اونکے ایک مرید نے حقیقت فقر اونکی تاریخ نکالی انھین دنون مین اکبر نے جونپور سے
خانخانان کو تغیر کر کے ملتان اور بکر کی حکومت عنایت کی اور ولایت سندہ اور بلوچستان اور تنبیہ
مرزا جانی کے لیے نامزد کیا ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے مین خانخانان کو مع شاہ بیگ خان اور
سید بہاء الدین بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ بہت سے نامی امیرون کے اوس طرف رخصت کیا

کچھ کھلا دینے کی تہمت ہوئی اوس حال مین بڑے شاہزادہ نے شاہزادہ مراد کی محافظت کے لیے چند لوگ
مقرر کردیے تھے تھوڑے دنون کے بعد اکبر کو بالکل صحت ہوگئی سب اہل حرم اور شاہزادہ مراد نے یہ قصہ اکبر سے
عرض کیا تب اکبر نے اسی سال کی بیسوین ذی الحجہ کو شاہزادہ سلطان مراد کو جسکا پہاڑی لقب تھا مالوہ
کی حکومت اور علم اور نقارہ اور نوبت اور تمن اور توغ اور سارے سلطنت کے لوازمات اور چار قب شاہی
جو شاہزادون سے مخصوص ہین عنایت کیے اور اسمعیل قلی خان کو اوسکا وکیل مقرر کرکے رخصت کیا اور
سب وہان کے بڑے بڑے امیرونکو اوسکی ملازمت کا حکم دیا غرض انھین شاہزادون کے درمیان مین
بہت سی دوری کردی اکثر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ یہ شاہزادہ اپنی اقبال اور شوکت مین سب بھائیون
سے بڑھا ہوا ہے اسیوجہ سے سب لوگ اوسکے پاس جمع ہوگئے اور شاہزادہ مذکور نے بہت سا لشکر جمع کرکے [illegible]
اور قنوج اور گوالیار سے ساتھ ایک اوندچہ کے زمیندار مدھکر پر جو اپنی اقبال اور شوکت مین سب
ہندوستان کے راجون سے ممتاز تھا اور اوسنے اوس ملک مین بڑا فساد برپا کر رکھا تھا یورش کی نواحی
شہر مین بڑی لڑائی ہوئی آخر شاہزادہ نے فتح پائی اور مدھکر نے بھاگ کر راہزنی کا طریقہ شروع کیا اور اس طرح پر
اوسنے بہت سے لوگونکو قتل کیا چونکہ شاہزادہ کا مزاج بہت خراب تھا [illegible] جمعیت اوسکی
پریشان ہوگئی اور اکثر لوگ مفلس اور محتاج ہوکر ادھر اودھر چلے گئے انھین دنون [illegible] مدھکر مرگیا اوسکا
بیٹا بہت سی پیشکش لیکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شاہزادہ نے اوسکو [illegible] محمد
صادق خان کے لاہور مین اکبر کے پاس بھیجدیا اور اوجین مین اپنا قرارگاہ مقرر کیا جو آدمی اوسکی خدمت
مین نامزد ہوئے تھے سب اوسکی بدسلوکیون کی وجہ سے جو نشست و برخاست اور تورہ اور ترک بڑے
تکبر کے ساتھ باپ کی تقلید کرتا تھا بلکہ کچھ اوس سے بھی بڑھا ہوا تھا ناراض ہوکر بعضے باجازت اور بعضے
بے اجازت چلدیے اور آخر کو یہ معلوم ہوا کہ وہ جو اوسکا حشمت و وقار ابتدا مین تھا اوسکی بیوقوفی کی
وجہ سے تھا نہ عقلمندی سے انھین دنون مین دولت خان پسر امیر خان غوری حاکم جوناگڈھ نے جو
جام کی لڑائی مین زخمی ہوا تھا وفات پائی اکبر نے اعظم خان کو اوس قلعہ کی تسخیر کے لیے نامزد کیا
امین خان کے وزیرون نے دولت خان کے بیٹے کو سردار بناکر چند روز مقابلہ کیا آخر امن مانگ کر
پانچوین ذی قعدہ سنہ مذکور کو قلعہ کی کنجی حوالہ کردی چھبیسوین محرم سنہ ایک ہزار مین خانخانان
نے مرزا جانی بیگ سے ایک رات دن تک بڑا مقابلہ کیا فریقین سے بڑی جرأت ظہور مین آئی دو سو آدمی

نجاوین اور بارہ برس کی عمر سے پہلے لڑکونکی ختنہ نہ کیجاوین اور اوسکے بعد اختیار ہی خواہ کرین یا نکرین اور جس شخص نے جانورون کا ذبح کرنا اپنا پیشہ مقرر کیا ہوا اوسکے ساتھ جو کوئی کھانا کھاوے اوسکے ہاتھ قطع کیے جاوین اور جو وہ اوسکے گھر ہی کا آدمی ہو تو فقط وہ اونگلیان جنسے وہ کھانا کھاتا ہو کاٹی جاوین حاجی مرزا بیگ کابلی جو علی رای حاکم تبت خورد کے پاس گیا تھا اس سال مین واپس آیا اور ایک دختر اوسکی لا یا جسکا نکاح بڑے شاہزادہ کے ساتھ کیا گیا اسی سال آخر ماہ شعبان مین اکبر نے نظام الدین احمد کو پرگنہ شمس آباد کی طرف جو اوسکی جاگیر مین تھا بھیجدیا اور وہانکی لڑائیون مین اسکی خالا کا بیٹا محمد جعفر شہید ہوا اوسکی تاریخ یہ ہی چو منشور شہادت یافت جعفر از در داور + بود تاریخ سال او شہید پاک شد جعفر + اسی زمانہ مین مصنف صاحب نے پھر اکبر سے وطن جانیکی رخصت مانگی قبول نہوئی مرزا نذکور نے عرض کیا کہ اوسکی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اپنے بھائیونکی تسلی اور دلاسا کے لیے رخصت کا التماس کرتا ہی تب بہ مجبوری اکبر نے رخصت دی چلتے وقت صدر جہان نے کئی بار کہا کہ سجدہ کرو مگر انہون نے نمانا تب اکبر نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ چھوڑدو لیکن کچھ خرچ بطور انعام کے ندیا چند روز کے بعد نامہ خرد افزا کتاب خانہ سے گم ہو گیا اس تقریب مین اکبر نے مصنف صاحب کو کئی مرتبہ یاد کیا ہرچند اونکے دوستون نے بداءون مین قاصد بھیجکر مصنف صاحب کو اس امر سے مطلع کیا مگر کچھ ضرورتین اسقدر واقع ہوئین کہ حاضر نہو سکے تب اکبر نے حکم دیا کہ اونکی جاگیر ضبط کرلو اور زبردستی بلاؤ مرزا نذکور نے غائبانہ اونکی بہت سفارش کی اور شیخ ابوالفضل نے مکرر عرض کیا کہ اگر کوئی مانع کلی پیش نہ آتا تو وہ ہرگز وہان نہ ٹھہرتا اسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے چار امیرونکو دکن کے چار حاکمون کے پاس بھیجا شیخ فیضی کو راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور کے پاس اور امین الدین کو جسکا اول محمد امین نام تھا اور اوسنے خود التماس کر کے اپنا امین الدین نام حاصل کیا تھا برہان الملک کے پاس جو اکبر کی درگاہ سے دکن کے امیرونکی مدد کے لیے گیا تھا اور احمد آباد مین جاکر مستقل حاکم بن بیٹھا تھا اور میر محمد امین نام کو جو پہلے صادق خان کا نوکر تھا عادل خان حاکم بیجاپور کے پاس اور میر منیر کو قطب الملک حاکم گلکنڈہ کے پاس اور یہ حکم دیا کہ شیخ فیضی راجہ علی خان کی رسالت سے فارغ ہوکر برہان الملک کے پاس بھی جاوے وہان شیخ فیضی اور امین الدین کے بڑی صحبتین رہین اور آخر کو رنج ہو گیا انھین دنون مین اکبر کی کچھ طبیعت علیل ہوئی اور درد شکم طاری ہوا اوسکی وجہ سے بڑا قلق تھا اور اوسی بے شعوری کے حال مین اکبر کو بڑے شاہزادہ کی طرف بدگمانی پیدا ہوئی اور یہ شک ہوا کہ اسنے زہر دیا ہے بار بار اوس سے کہتا تھا کہ بابا شیخو جیو یہ سلطنت سب تمہارے ہی لیے تھی پھر تمنے یہ حرکت کیون کی اور حکیم ہمام پر بھی جو بڑا معتمد تھا

مرزا یوسف خان رضوی اپنے بھتیجے یادگار کو کشمیر مین اپنا نائب چھوڑکر چوبیسوین شوال کو ملازمت
مین حاضر ہوا پھر اکبر نے قلیچ خان کو لاہور کے انتظام کے لیے چھوڑا اور عین بارش مین وہان سے کوچ کرکے
راوی ندی سے اوترا پھر لشکر کو بڑے شاہزادہ کے ساتھ کرکے خود آگے آگے شکار کھیلتا ہوا چناب ندی کے
کنارہ پہونچا وہان یہ خبر آئی کہ یادگار حسین بیگ شیخ عمری بدخشی سے جو کشمیر کے خراج کا تحصیلدار تھا مقابلہ
کرکے غالب آیا اور اوسنے قاضی علی بغدادی کو جو وہان کی دیوانی کا منصب رکھتا تھا لیکن سارے معافیدارونکا
دشمن تھا اور بڑے بڑے سخت محاسبے پیش کرکے تمام رعایا اور فوج کو اوسنے جان سے تنگ کیا تھا ناک کان کاٹکر
بڑی رسوائی سے قتل کیا اور اوسکی یہ تاریخ ہے ۵ چونکہ قاضی علی بغدادی ٭ حسرت روزگار با خود برد ٭ خامۂ منشی
قضا بنوشت ٭ سال تاریخ او کہ موذی مُرد ٭ پھر یادگار نے وہان کے سب پرانے عالمون سے متفق ہوکر تخت سلطنت پر
جلوس کیا کشمیر کی رسم یہ ہے کہ جب نیا بادشاہ تخت پر جلوس کرتا ہے تو فوج کے لوگ ننگی تلوارین کرکے دو رویہ
اوسکے گرد کھڑے ہوجاتے ہین یادگار نے جو خطبہ پڑھتے وقت یہ حال دیکھا تمام اوسکے بدن مین لرزہ پڑگیا اور
غش کھاکر گر پڑا بڑی دیر مین ہوش ہوا اتفاقاً اوسی روز اوسنے ایک سجع اپنی مہر کیواسطے تجویز کیا اپنے
حضور مین نگینہ پر کندہ کراتا تھا ایک ریزہ نگینہ کا اوڑکر اوسکی آنکھ مین جا پڑا دیر تک آنکھین ملتا تھا اور چلاتا تھا ان
بدفعلیون سے لوگ سمجھے تھے کہ اسکی سلطنت کو بہت تھوڑے دنون وفا ہوگی حسین بیگ شیخ عمری نے شکست پاکر
کشمیر کی گھاٹیون مین سے نکل کر راجوری مین چلا آیا اور وہان اکبر کے حکم کا منتظر تھا یادگار نے اپنے مصاحبون کو
منصب اور جاگیرین دیکر خطاب عنایت کیے اور یوسف خان کے اہل وعیال کو سارا زر و زیور چھینکر اوسکے
بیٹے کے ساتھ بڑی رسوائی سے کشمیر سے نکالا اکبر نے مرزا یوسف خان سے بدگمانی کرکے چند روز شیخ ابوالفضل کے
سپرد کیا اور شیخ فرید بدخشی کو مع شیخ عبدالرحیم لکھنوی اور بہت سے امیرون کے آگے روانہ کیا اور خود شاہزادہ
نے تک چناب کے کنارہ ٹھہرا رہا بھنبر مین جہان سے کوہستان شروع ہوا ہے یہ خبر آئی کہ یادگار بہت سی
فوج لیکر مقابلہ کے لیے آیا اور ہیراپور نامے ایک گھاٹی مین منزل کی اور بڑی خاطر جمعی سے اپنے خیمہ کے اندر
تمام رات فسق و فجور مین مبتلا تھا آدھی رات کیوقت مرزا یوسف خان کے بعضے نوکرون نے پٹھانون سے متفق
ہوکر اوسپر حملہ کرکے قتل کر ڈالا آٹھین روز کے بعد اوسکا سر اکبر کے حضور مین آیا اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ
ابتداے جلوس سے چالیسوین دن یادگار کا سر لشکر مین آگیا اور گیند کی طرح ادھر اودھر پھینکا پھرتا تھا
پھر اوس سر کو قلعۂ لاہور کے کنگورے مین لٹکا دیا اسی سال کے ماہ ذی الحجہ مین مصنف صاحب بحکم

جانی بیگ کیطرف کے قتل ہوئے آخر خانخانان نے فتح پائی پھر جانی بیگ نے اپنے لشکر کے گرد قلعہ بنا لیا اور خانخانان
نے دو مہینہ تک اوسکا محاصرہ رکھا انھین دنون مین ڈیڑہ لاکھ روپیہ ایک مرتبہ اور ایک لاکھ روپیہ اور لاکھ من غلہ
اور سو بڑی بڑی توپین دوسرے مرتبہ دریا کے راستہ سے اور بہت سے توپچی اور رائے سنگھ کو جو چار ہزاری
امیرون مین سے تھا جیسلمیر کے راستہ سے اکبر نے خانخانان کی مدد کے لیے بھیجا اور جانی بیگ بہت سی لڑائیون
کے بعد مغلوب ہوا تب اوسنے اپنی دختر خانخانان کے بیٹے کو دیکر صلح کر لی پانچوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۰۰ ہزار
کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو سینتیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق آئینہ بندی اور جشن
آراستہ ہوا اور درباری لوگون نے بڑے اہتمام سے داڑھیان منڈائین اسلیے مصرع تاریخ یہ ہے ؎
بگفتہ ریشہا بر باد دادہ مفسدی چندی ٭ اس مرتبہ بھی اور کئی نئے حکم نکلے اونمین سے ایک یہ تھا کہ پچھلے
بادشاہون کے سکے کی جو روپیہ اور اشرفیان ہون سب گلا کر چاندی سونے کے بھاؤ بکین الٰہی پہلے سکون کا
نام باقی نرہے اور جتنے اکبر کے زمانہ کے سکہ ہون سب کا چلن ایک بھاؤ رہے نئے پرانے مین فرق نہو یہ کام
قلیچ خان سے متعلق تھا وہ ہر روز صرافون کو بلا کر اونسے مچلکہ لیتا تھا اور جرمانہ کرتا تھا اسی دار و گیر مین کئی صراف
اوسنے قتل بھی کیا مگر پھر بھی وہ دھوکے سے باز نہ رہتے تھے اس حکم کے اہتمام مین سب طرف کو فرمان بھیجے گئے
لیکن کچھ فائدہ نہوا آخر خواجہ شمس الدین خوافی دیوان کل کے اہتمام سے یہ حکم جاری ہوا اکبر نے شرف آفتاب
کے روز جو اونیسوان درجہ حمل کا ہوتا ہے جعفر بیگ کو جسکا لقب آصف خان بخشی تھا جلالہ روشنائی
کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا کیونکہ اوسنے عبداللہ خان اوزبک کے پاس سے آکر کابل کے راستہ مین پھر رہزنی
شروع کی تھی اور یہ حکم دیا کہ محمد قاسم خان حاکم کابل کو ساتھ لیکر بالکل مفسدون کا استیصال کرے اور
نظام الدین احمد کو بخشیگری کل کے منصب پر متعین کیا آخر شعبان مین زین خان کوکہ کو بھی آصف خان
کی مدد کے لیے اور ولایت سواد اور بجور کے آباد کرنے کے لیے جو بالکل ویران ہو گئی تھی نامزد کیا اور اسی سال
کے ماہ شوال مین حافظ سلطان رخنہ ہروی نے جو بڑے مخیر آدمی تھے نوے برس کی عمر مین وفات پائی
ان سے بہت چیزین یادگار رہین خصوصاً سرہند مین بہت سے باغ اور عمارتین جو ہند مین اپنا ثانی
نہین رکھتین اونکی وفات کی یہ تاریخ تعمیہ کے طور پر ہے ؎ رخنہ در باغ شد و آب نماند ٭ اور بعض
سرہندی نے دو تاریخین اونکی وفات کی نکالین ایک یہ ٭ باغ بی آب شد ٭ اور دوسری یہ ؎ جا او در
گوشۂ باغ ست مدفون ٭ بجو تاریخ او از گوشۂ باغ ٭ اور ایک شخص نے یا حافظ مادہ تاریخ نکالا

پنجہزاری [illegible] بہادر [illegible] عہد [illegible] شیخی اور [illegible]
[illegible] چونکہ برہان ملک نے ناطہ [illegible]
شاہزادہ [illegible] پر نامزد کرکے [illegible]
اوسکی ہمراہ [illegible] اور خانخانان کی بیٹی کے ساتھ شاہزادہ کا نکاح کرکے ایک [illegible]
اور اسقدر زر نقد اور اسباب جہیز مین ملا کہ ایک لشکر کا سامان اوس سے ممکن تھا پھر تمام اسباب سلطنت
اور شان و شوکت کی علامتین شاہزادہ کو دیکر اس مہم پر رخصت کیا اور خود بھی اوسکے پیچھے پیچھے [illegible] ارادہ پر
سلطانپور کی ندی تک جو لاہور سے پچیس کوس ہے گیا وہان پہ اکبر کی رائے بدلی اور شاہزادہ کو مراجعت کا
حکم دیا اور خانخانان کو بھی جو سرہند تک پہونچگیا تھا اسی مشورہ کے لیے لوٹایا اور بالاستقلال اوسکو اوس لشکر کا سردار
کرکے دوبارہ رخصت کیا اور خود لاہور مین واپس آیا اسی سال مین جمعہ کے روز اٹھارھوین جمادی الثانی کو سنہ
[illegible] حضرت میان شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اور سبحان پاک شیخ داؤد اونکی وفات کی تاریخ
[illegible] صاحب لکھتے ہین کہ یہانتک جو مین نے واقعات لکھے ان سبکا ماخذ کتاب طبقات اکبری ہے جسکا
[illegible] تاریخ نامہ [illegible] نظامی رکھا ہی اور اوسکے مصنف نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے [illegible]
[illegible] کے واقعات مین بطریق اجمال لکھتا ہون دوشنبہ کے دن اٹھائیسوین جمادی الثانی [illegible]
تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے جلوس کا انتالیسوان سال شروع ہوا [illegible]
سابق [illegible] روز کے اٹھارہ دنون مین بڑے جشن رہے اور نئے حکم نکلے اونمین سے ایک یہ تھا کہ کوتوال تمام شہر کے
محلون اور گھرون سے خبردار رہے اور ہر محلہ [illegible] بات کا مچلکہ لکھوالے کہ جو شخص تاجر یا سپاہی یا [illegible]
پیشہ ور اوسکے محلہ مین نیا وارد ہو اوسکے حال سے خبردار رہین اور کسی مفسد اور چور کو اپنے محلہ مین رہنے دینا
اور جس کسیکا خرچ اوسکی آمدنی سے زیادہ دیکھین اوسکا حال کوتوال کی معرفت عرض کرین کیونکہ ضرور یہ
فضول خرچی اوسکی کسی ناواجبی روپیہ سے ہوگی اور خوشی اور ماتم خصوصاً نکاح اور ولادت اور ختنہ اور اسطرح کی
سب حالون پر ہمیشہ کوتوال کو مطلع کرتے رہین اور کوتوالی کے سپاہی سب محلون اور کوچون اور بازارون کے
گھاٹون پر متعین رہین اور راستون کا ایسا انتظام ہو کہ کوئی شخص چھپ کر بھاگنے نپاوے اور سوداگر بھی
بلا اجازت اپنا مال نہ شہر مین لاوین نہ لیجاوین چاندی اور سونے اور ریشمی کپڑونکا ایک نرخ معین کیا تاکہ سب لوگ
بادشاہی نرخ سے خریدین اور اوسکا نفع خزانہ مین عائد ہو اور جو شخص مرے اوسکے مال پر ایک محافظ مقرر

اوسکو لکھا کہ شاید تیری ریش گرانی کرتی ہے جو تو نہین آتا اس وجہ سے خان اعظم کے دل مین اور بھی خوف زیادہ
پیدا ہوا اور مفسدون نے بھی اکبر کو اوسکی طرف سے بہت بہکایا آخر خان اعظم پہلی رجب کو اپنے سارے بچون اہل و
عیال اور سارے خزانہ کو لیکر کشتیون مین سوار ہو کر جوناگڈہ سے بندر دیو کو روانہ ہوا اور وہان سے سفر حج کا
ارادہ کیا اس واقعہ کی یہ تاریخ ہے مگر ایک عدد زیادہ ہے قطعہ بجای راستان شد خان اعظم * ولی در رغم
شاہنشاہ بحج رفت * چو پرسیدم ز دل تاریخ این سال * بگفتا میرزا کوکہ بحج رفت * اکبر نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ سلطان مراد کے نام مالوہ مین اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ گجرات مین جاکر اپنا قبضہ کرے
اور بجاے اسمعیل قلی خان کے محمد صادق خان کو اوسکا وکیل مقرر کرکے دربار سے رخصت کیا اور بہروچ
کو قلیچ خان سے تغیر کرکے اوسکی جاگیر مین دیا انہین دنون مین زین خان کوکہ اور آصف خان نے جو سواد
اور بجور کے پٹھانون اور جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے لیے نامزد ہوئے تھے بالکل اون لوگون کو نیست و نابود
کردیا اور جلالہ کے اہل و عیال اور اوسکے بھائی وحدت علی کو مع تمام اوسکے خاندان کے جو قریب چودہ ہزار
آدمیون کے تھے قید کرکے دربار مین روانہ کیا سارے قیدیون کا حساب حد سے زیادہ ہے اسی سال کی
انتیسوین ذی قعدہ کو اکبر نے مالوہ کی حکومت میرزا شاہرخ کو عنایت کی اور شہباز خان کنبو کو جسے اکبر نے
تین برس تک قید مین رکھا اور سات لاکھ روپیہ نقد اوس سے وصول کیے کاگڑہ کے قلعے سے جہان وہ قید
تھا بلاکر مالوہ کے انتظام کے لیے میرزا شاہرخ کا وکیل مقرر کیا اسی سال کی سترھوین ذی قعدہ کو شیخ مبارک
نے وفات پائی شیخ کے بیٹون نے اوسکی تعزیت مین سر اور داڑھی اور مونچھین اور بھوین منڈائین
ملک الشعرا شیخ فیضی نے یہ تاریخ اوسکی وفات کی نکالی فخر الکمل + اور مصنف صاحب نے شیخ کامل +
مادہ نکالا اور شریعت جدید + اس چاربرو کی صفائی کی تاریخ ہوئی آٹھوین محرم سنہ ایک ہزار دو کو
میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی جو ملک داور اور اوسکی نواحی کا
حاکم تھا اور اوسکے بڑے بھائی مظفر حسین میرزا کے پاس قندھار اور گرمسیر کی حکومت تھی اپنے بھائی سے
خفا ہوکر مع اپنے بیٹون اور حقیقی بھائیون اور تمام اہل و عیال کے اکبر کی ملازمت مین آیا حکیم عین الملک
وغیرہ امیرون کو اکبر نے اوسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بہت سے ڈیرہ اور فراشخانہ اور ایک خنجر مرصع
اوسکے لیے بھیجا اور خانخانان اور زین خان کوکہ مع بہت سے امیرون کے حسب الحکم لاہور سے چار کوس تک
اوسکے استقبال کے لیے گئے جب وہ ملازمت مین آیا تو اکبر نے ایک کرور تنگہ نقد مرادی انعام مین دیکر

اسی سال مین فیضی نے اوسکی نظر ثانی کی + امراز ثانی + اوسکی تاریخ ہی تمام عالمون نے اسکی تقریظ مین بہت
سی عبارتین لکھین چنانچہ شیخ یعقوب کشمیری نے بھی عربی مین بہت سی عبارت اوسپر لکھی اور میان امان اللہ
سرہندی نے یہ تاریخ لکھی وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ + اور میر محمد حیدر معمائی نے
سورۂ اخلاص بغیر بسم اللہ کے اوسکی تاریخ مین نکالی اور مصنف صاحب نے یہ مادّہ نکالا مِنْ أَحْسَنِ
التَّفَاسِيرِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ عَلَّمَ الْقُرْآنَ اور ایک بہت سی تقریظ بھی اوسپر لکھی فیضی نے
جو اوسکی تاریخین لکھی تھین اونمین سے بعضے فقرے یہ ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَصِّلِ الْمَرَامِ اَكْمَلَ سَوَاطِعَ الْإِلْهَامِ
لِهٰذَا الْمُحَرَّرِ وَحْدَهُ لِاطِّرَاسِ الْكَلَامِ حُدُودُ أَسْرَارِ كَلَامِ اللهِ الْمُرْسَلِ دُرُّ الْأَسْرَارِ سُمُوُّ
الْأَسْرَارِ لِلّٰهِ دَرُّ عُلُوِّهِ + ماہ صفر سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو مین خواجہ ابراہیم حسین احدی نے جو مصنف صاحب کے
پرانے دوستون مین تھے وفات پائی + اور خواجہ ابراہیم حسین ۲ اونکے مرنے کی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ مین نے اسی سال مین ایک قرآن خط نسخ مین بہت جلی اور خوش خط لکھکر تمام کیا اور اوسکی لوح اور
جلد درست کرکے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ جھنی والہ کے روضۂ مبارک مین وقف کرکے بھیجدیا اسی سال کی
سولھوین ذی قعدہ کو محمد قاسم خان میر بحر اور میرزا محمد زمان نے جو میرزا شاہرخ کا داماد تھا کابل مین مار ڈالا
تفصیل اسکی یہ ہی کہ جب محمد زمان میرزا سفر حج سے واپس ہو کر بدخشان مین آیا بدخشان والے اوزبکون کے
ظلم سے نہایت عاجز ہو گئے تھے اسوجہ سے اونہون نے محمد زمان کو اپنا سردار بنا کر اس سپاہ پر جو
مقرر تھی ہلہ کیا اور بدخشان سے مار نکالا اور اوزبکون سے مقابلہ شروع کیا لیکن یہ [illegible] کبھی [illegible]
اوزبکون نے بہت سا لشکر لیکر محمد زمان پر حملہ کیا وہ حتی المقدور کئی برس تک اونسے لڑتا رہا آخر
مجبور ہو کر چودہ پندرہ ہزار آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوا جب وہ کابل مین پہنچا
اوسنے اس قصد کو ملتوی کرکے بعضے آدمیون کے بہکانے سے اوس ملک مین سرکشی کا ارادہ کیا اب تو
محمد قاسم خان حاکم کابل کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا مگر محمد قاسم خان اوسکے ساتھ بڑی تعظیم سے
پیش آیا اور اوسکے سارے آدمیون کو گھوڑے اور خلعت اور کچھ خرچ عنایت کیا اور دو سو سوار
اوسکے ہمراہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ میرزا کو لاہور کی طرف روانہ کرے اسی اثنا مین محمد قاسم خان کے بعضے نوکر
جو بدخشی اور کابلی تھے میرزا سے متفق ہو گئے اور دوپہر کے وقت محمد قاسم خان کی حویلی کا دروازہ توڑ کر اندر
گھس گئے اور محمد قاسم خان کی خوابگاہ مین اوسکو قتل کر ڈالا محمد قاسم خان کا بیٹا محمد ہاشم قلعہ کے باہر رہتا تھا

ہوتا کہ بعد تحقیق کے اگر اوسکے ذمہ کچھ سرکاری مطالبہ نکلے یا وہ شخص کروری یا عملہ دار یا فوطہ دار ہو تو اوسکا مال ضبط کیا
جاوے ورنہ اوسکے وارثون کو دیا جاوے اور جب تک داروغہ بیت المال اجازت نہ دیوے تب تک کسی مردہ کو دفن نہ کرین
اور اگر کوئی درسنہ میں پیدا ہوئے ہین اسمین مرے تو اوسکی گردن مین کچھ کچا غلہ اور کچھ اینٹین باندھ کر دریا مین ڈال دین اور
جہان دریا نہو جلا دین یا خطائیون کے دستور کے موافق کسی پیڑ مین باندھ دین اور قبرستان بھی تعظیم آفتاب کی غرض
سے شہر کے مشرق کی سمت مقرر ہوا اور جب نکاح کرنا منظور ہو تو عوام الناس کی لڑکی لڑکا کوتوالی کے چبوترے پر
جاکر کوتوال کے گماشتون کی نظر سے گذرین اور وہ اونکی عمرونکی خوب تحقیق کر لین بغیر اسکے ہرگز نکاح نہوا ان معاملات میں
کوتوالی کے لوگون کو اسقدر روپیہ رشوت کا ملتا تھا کہ جسکا حساب نہین اور جو عورت عمر مین بارہ برس اپنے
خاوند سے بڑی ہو اوسکے ساتھ اوسکا شوہر جماع نکرے بلکہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرے اور جو عورت بے پردہ
بازارون مین پھرتی ہو اور اسی طرح جو حیلہ گر عورت اپنے خاوند سے ہمیشہ لڑتی رہے وہ رنڈیون مین جا ملے اور بھوک
کی بیتابی کے وقت مان باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بچون کو بیچ ڈالین اور جب پھر مقدرت ہو تو روپیہ دیکر چھڑا لین
اور اگر کسی ہندو کو لڑکپن مین زبردستی مسلمان کر لیا ہو تو اگر وہ چاہے تو پھر اپنے باپ دادے کے دین مین چلا جاوے
کوئی اوسپر جبر نکر سکے اور جو کوئی جس دین سے چاہے دوسرے دین مین انتقال کرے اور اگر کوئی ہندو عورت
کسی مسلمان پر عاشق ہو کر مسلمان ہو جاوے تو اوسکو جبراً قہراً اوسکے اہل و عیال کے سپرد کر دین بتخانہ اور دخمہ
اور کنیسہ وغیرہ بنانے مین کوئی کسی سے مزاحمت نکر سکے یہ احکام جو مجملاً لکھے گئے دینیات سے متعلق تھے تفصیل انکی
احاطہ بیان سے باہر ہے پھر احکام ملکی و مالی تفصیل سے کہان بیان ہو سکتے ہین اسیقدر ابو الفضل نے اکبر نامہ کے
دوسرے دفتر مین لکھے ہین تاریخ الفی کے دو دفتر ملا احمد ٹھٹہ رافضی نے اور تیسرا آصف خان نے لکھے تھے
اکبر نے مصنف صاحب کو اوسکے مقابلہ اور تصحیح کا حکم دیا چنانچہ انھون نے ملا مصطفی کاتب لاہوری کے
اتفاق سے ایک دفتر اوسکا درست کر کے شرف آفتاب کے دن پیش کیا اکبر نے اوسکو بہت پسند کیا اور کہا کہ
چونکہ ملا احمد نے یہ تاریخ متعصبانہ لکھی ہے اسواسطے دوسرے دفتر کو بھی تم ہی صحیح کرو مصنف صاحب نے
ایک سال مین اوسکا بھی مقابلہ کیا اور اس خوف سے کہ کہین تعصب کی تہمت اپر بھی نہ لگائی جاوے سوائے
اسکے کہ بعض سنون کی ترتیب مین کچھ ربط دیا اور کچھ اوس کتاب مین تعرض نکیا انھین دنون مین شیخ فیضی
ملک الشعرا نے ایک تفسیر قرآن کی سواطع الالہام نامی لکھی جسکی ضخامت بقدر پچھتر جزو کے تھی اور اول سے
آخر تک غیر منقوط تھی تو فقرے غیر منقوط اوسکی تاریخ مین بھی لکھے اور چند جزو اوسکی شہرت کے لیے عرب مین بھیجے

[illegible] وفات کی ہے ... لکھی ہے ... [illegible]

[illegible]

کی ... اس مقام پر ... لکھا تھا ... [illegible]

اس ... حساب ... [illegible] ... اعتقاد کے

مخالف تھا ... سواے تناسخ کے کسی چیز کا قائل تھا اور مصنف صاحب نے اکبر کے ... کو

یہی سمجھا کہ سب اہل ہند نیکیوں کی جزا اور برائیوں کی سزا کے قائل ہیں اور اونکا اعتقاد یہ ہے

[illegible] باپ کے آگے بیٹا اور بعضے شاگرد بیٹون کو اپنا مستثنی کر کے محمد زمان کا محاصرہ کیا ایک رات وہ [illegible]

[illegible] محمد زمان قتل ہوا [illegible] اوسکا سر کاٹ کر اکبر کے پاس بھیجدیا اکبر نے محمد قلیج خان کو جو [illegible]

[illegible] بھیجدیا انھین دنون مین خواجہ شمس الدین محمد خوافی

دیوان کل مقرر ہوا اور آصف خان [illegible] وہان کے معاملات کی تحقیق کے لیے روانہ کیا

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسی سال [illegible] اس سبب سے والله تعالی

فسق و فجور سے [illegible] تاریخ ہوا اور ملک الشعرا شیخ فیضی

نے تاریخ نکالی [illegible] اکبر نے

بھیجا اکبر نے شیخ فرید بخاری کو [illegible] آصف خان کا شریک [illegible] کوہستان شمالی

مین جاکر وہان کے [illegible] راجون کو [illegible] اطاعت مین لاوے [illegible]

لیوے اسی سال مین اکبر [illegible]

انھین دنون مین اکبر نے فیضی کو پنج گنج تصنیف کرنیکا حکم دیا چنانچہ اوسنے پانچ مہینے مین کم و بیش مین

نلدمن کا قصہ جو دونون عاشق و معشوق تھے اور یہ قصہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے نظم کیا اور

چار ہزار دو سو کے قریب [illegible] اشرفیون کے ساتھ یہ کتاب [illegible] اکبر [illegible] اوسکو بہت

پسند کر کے اوسکی کتابت [illegible] تصویرین کھچوائین اور نقیب خان کو حکم دیا کہ اسکو ہمیشہ

نمبر وار ہمارے سامنے پڑھا کرے [illegible] اوس کتاب کا یہ ہے [illegible] آغاز [illegible] نظر

بلند پرواز ہو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ واقع مین یہ مثنوی ایسی ہے کہ ہندوستان مین [illegible] کسی نے

ایسی مثنوی نہین لکھی انھین دنون مین میرزا نظام الدین احمد کو اکبر کے مزاج مین بہت دخل ہو گیا

اور چونکہ اوسنے اپنی مہمات کے کام بڑی خوبی سے انجام دیے تھے اس وجہ سے اکبر نے بڑی عنایتین کر کے

مخلصون مین شامل کیا قلیج خان سے اوسکو بہت رنج تھا اسلیے اکبر نے اوسکی خاطر سے قلیج خان وغیرہ

جو دربار سے کبھی جدا نہوتے تھے دور دور کے ملکون مین بھیجدیا یہ زمانہ نظام الدین احمد کی عین ترقی کا تھا

کہ ایک پینتالیس برس کی عمر مین تپ محرقہ کے عارضہ سے اسی سال کی تئیسوین صفر کو انتقال کیا اوسکے

جنازہ کو لشکر سے لاکر لاہور مین اوسکے باغ مین دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کوئی ایسا شخص نہ تھا

جو اوسکے جنازہ پر اوسکو یاد کر کے نہ رویا ہو خصوصاً مجکو بڑی خصوصیت اوس سے تھی اس وجہ سے میرا اوسکی

موافقت نہوئی اسوجہ سے آزردہ ہوکر گوالیار کو چلے گئے اور مریدونکی تعلیم مین مصروف ہوئے وہان اونھون نے
ایک خانقاہ بنوائی اور سماع اور سرود کے شغل مین مصروف رہتے تھے علم تصوف مین کئی کتابین تصنیف
کین فقیر کے لباس مین یہ شخص بڑا صاحب جلال تھا ایک کروڑ تنگہ انکی مدد معاش مقرر تھی جو کوئی انکے
پاس آتا تھا اگرچہ کافر ہو تعظیم کو کھڑے ہوجاتے تھے اس حرکت پر سب فقرا انپر ملامت کرتے تھے خدا جانے
اونکی کیا نیت تھی شعر چون رد و قبول ہمہ در پردہ غیب ست ۔ زنہار کسی را نکنی عیب کہ عیب ست سنہ ۹
نوسو ستر مین اونھون نے اسّی برس کی عمر پاکر آگرہ مین وفات پائی گوالیار مین دفن ہوئے سخاوت اونکی
حد سے زیادہ تھی مشہور ہے کہ کبھی لفظ من اونکی زبان پر نگذرتا تھا اور ہمیشہ اپنے آپکو فقیر کہکے بولتے تھے یہانتک
کہ جب کسیکو خلعہ دینا منظور ہوتا تھا تو یون کہا کرتے تھے کہ اسقدر سیم و نون فلانے شخص کو دیدو تاکہ من کا لفظ
زبان سے نہ نکلے شیخ برہان الدین یہ بڑے زاہد اور متوکل اور متقی اور تعلقات سے محض آزاد اور صاحب
استغنا اور گوشہ نشین تھے مشہور ہے کہ انھون نے تین روز مین میان الہ داد باری والہ کی صحبت سے
جو ایک واسطے سے میر سید محمد جونپوری کے مرید تھے سب فیض حاصل کیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گئے
ریاضت بھی اونھون نے بہت کی تھی اور حضور قلب خوب حاصل تھا پچاس برس تک اونھون نے
بالکل حیوانات کا اور سوا اسکے اور اکثر کھانون کا ترک کیا تھا فقط کسیقدر دودھ اور شیرینی پر اکتفا
کرتے تھے آخر عمر مین پانی بھی چھوڑ دیا تھا بالکل ایک ہیئت روحانی نظر آتے تھے کالپی مین ایک نہایت تنگ و
تاریک اونکا حجرہ تھا اوسی مین ہمیشہ ذکر اور فکر اور مراقبہ مین مشغول رہتے تھے پاس انفاس موافق طریقہ
مہدویہ کے اونکا معمول تھا اور اگرچہ علوم عربیہ مین سے شیخ نے کچھ نہ پڑھا تھا مگر قرآن کی تفسیر بہت اچھی طرح
بیان کرتے تھے کشف قلوب بھی اونکو بہت اچھی طرح حاصل تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین
سنہ ۹۶۷ نوسو سرسٹھ مین سفر حجاز سے واپس آتا تھا رات کے وقت شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اونھون نے
بڑی بڑی بلند باتین کین اور اثنائے گفتگو مین کچھ اپنے ہندی کے شعر جنمین وعظ و تصوف اور ذوق اور
توحید اور تجرید کا مضمون تھا پڑھے دوسرے دن مہر علی سلدوز جسکے مزاج مین باوجود درویش
دوستی کے ظلم اور مردم آزاری بہت تھی مصنف صاحب کے ساتھ اونکی ملاقات کو گیا اتفاقاً اوسنے
سوار ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اپنے نوکرونکو بہت سی مار پیٹ کی تھی اور فحش گالیان دی تھین
شیخ نے پہلے ہی ملاقات مین یہ حدیث پڑھی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ

نحیف وضعیف تھے فقط پوست و استخوان باقی تھا اگرچہ بیٹھنے اور حرکت کرنے کی قوت تھی اور ضعف کی
وجہ سے ہر وقت تکیہ لگائے لیٹے رہتے تھے مگر جب اذان سنتے فوراً بے دوسرے کی مدد کے کھڑے
ہو جاتے اور جوتیان پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بذات خود آداب طہارت اور نماز کا اہتمام کرتے اور جب
اوس سے فارغ ہوتے تو پھر موافق معمول کے بستر پر آکے لیٹ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
مین دو مرتبہ اونکی خدمت مین حاضر ہوا اول مرتبہ سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ مین جب وہ تھانیسر کے معافیدار
کی سفارش کے لیے آگرہ مین تشریف لائے تھے اور دوسری مرتبہ سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین حسین خان کے
ساتھ تھانیسر مین جس زمانہ مین وہ الغ میرزا کے تعاقب مین جاتا تھا اور اونکو دیکھا تو گویا ایک نور کا
تو وہ مجسم تھے سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی مین اونھون نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ محمد غوث گوالیاری
یہ شیخ ظہور اور حاجی حضور عرف حاجی حمید کے مرید تھے سلسلہ شطاریہ مین اونکی نسبت سلطان
العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ تک پہونچتی ہے بارہ برس تک کوہ چنار اور اوسکی نواحی
مین سخت ریاضتین کرتے رہے غارون مین مسکن بنایا تھا اور فقط درختون کے پتے غذا تھی علم
دعوت اسمار مین بڑے مقتدا اور صاحب تصرف تھے اس علم کی اجازت اونھون نے اپنے بڑے بھائی شیخ پھول
سے جو صاحب کرامات اور خوارق تھے حاصل کی تھی ہمایون بادشاہ اندونون بزرگوار و نکا نہایت معتقد تھا
اور جو خلوص اوسکو ان سے تھا کسی سے نتھا طریقہ دعوت اسمار کا بھی ان سے سیکھا کرتا تھا جب شیر شاہ کا
زمانہ آیا تو اوسنے شیخ ممدوح کو ایذا دینی شروع کی اس سبب سے اونھون نے گجرات کا سفر اختیار کیا
وہان کے سب حکام اور سلاطین بھی انکے بڑے معتقد ہوئے اور میان شیخ وجیہ الدین جو بڑے عالم اور
عامل تھے انکی اطاعت کے حلقہ مین داخل ہوئے یہ سب انکے کمالات کا ظہور تھا بہت سے نامی مشائخ دہلی
اور گجرات اور بنگالہ مین انھین کے فیض یافتہ ہین اور ابھی تک اونکے کمال کا اثر باقی ہے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ مین اونکو آگرہ کی بازار مین دیکھا تھا سوار ہوئے جاتے تھے اور اسقدر
ازدحام اونکے گرد تھا کہ گویا راستہ بند ہو گیا تھا اور بار بار داہین بائین وہ لوگون کو سلام کا جواب ایسقدر
جھک جھک کر دیتے تھے کہ اونکی پیٹھ قریب زمین تک پہونچتی تھی اوسی سن مین گجرات سے آگرہ مین آئے
اور اونھون نے بہت سے وسیلہ اور واسطے پیدا کر کے صغر سن مین اکبر کو ترغیب و تحریص دیکر اپنے مریدون
مین داخل کیا مگر تھوڑے دنون بعد اکبر اونکا منکر ہو گیا جب خانخانان بیرم خان اور شیخ گدائی سے اونکی

بیٹھے ہوتے اور کوئی محتاج شخص کسی کافر سے بھی اونکی سفارش چاہتا تو گو کتنی ہی مسافت بعید پر ہو پیادہ پا
بے تکلف چلے جاتے تھے اوسکی حاجت روائی کرتے تھے اور پھر اپنے گھر آنکر چلہ مین بیٹھ جاتے تھے گویا اس کام
سے چلہ اونکا نہین ٹوٹتا تھا اپنی عبادت پر لوگون کی حاجت روائی کو مقدم جانتے تھے اگر کوئی کافر یا ظالم
اول مرتبہ اونکی سفارش نہین قبول کرتا تھا یا عمداً گھر سے نہین نکلتا تھا تو تمام دن اوسکے گھر منتظر بیٹھے
رہتے تھے اور دوسرے دن بلا انکار پھر اوسکی مجلس مین جاتے تھے مطلق کدورت اونکی خاطر مین نہ آتی تھی آخر
وہ شخص خود شرمندہ ہوکر اونکے پانون پر گر پڑتا تھا اور اوس فقیر کی حاجت پوری کر دیتا تھا ایک روز
شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر حسب معمول کے مجلس سماع مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک دیوانہ نے چیخ مارکر شیخ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ محمود [illegible] علوم ظاہری مین [illegible] شرح الشمس اور
سوانح اور فصوص الحکم اور اوسکی شرحین ہمیشہ شاگردون کو پڑھایا کرتے تھے انہین سے ایک رسالہ
[illegible] جو اونھون نے شیخ [illegible] پانی پتی کے رسالہ غیریت کے مقابلہ مین لکھا تھا اور اوسمین مسئلہ
وحدت وجود کے بہت باریک نکتہ بیان کیے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین خانخانان
کی لڑائیان ہو رہی تھین مین بھی کئی برس انکے درس مین مستفیض رہا اور بہت سی کتابین اور
تصوف کے رسالہ سنہ ۹۷۵ھ نوسو پچہتر مین اونکا انتقال ہوا اور قطب طریقت نماند اونکی وفات
کی تاریخ ہے اونکی عادت تھی کہ اپنی تصنیف کتابون اور خطوط مین ذرہ ناچیز عبدالعزیز ہمیشہ اپنا نام
لکھا کرتے تھے اتفاقاً ذرہ ناچیز بھی اونکی وفات کی تاریخ کا مادہ نکلا شیخ سلیم چشتی یہ مخدوم شیخ فرید
رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے ہین اصل اونکی دہلی سے ہے خلیفہ اور مرید خواجہ ابراہیم کے ہین جو چشتی
مین خواجہ فضیل عیاض کی اولاد مین تھے خشکی اور تری کے راستہ سے دو مرتبہ سفر حج کو گئے اور روم
اور بغداد اور نجف اشرف وغیرہ مغرب کے شہرون کی خوب سیر کی حج کے موسم مین مکہ کو آجاتے تھے
اور حج سے فارغ ہوکر پھر سیر و سفر مین مصروف ہوتے تھے چنانچہ اسیطرح اونھون نے اپنی عمر مین
بائیس حج ادا کیے چودہ اول مرتبہ اور آٹھ دوسرے مرتبہ اخیر مرتبہ چار برس مکہ مین رہے اور چار برس

و لسانہ و یدہ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے
مسلمانون کو ایذا نہ پہونچے اور اسی تقریب مین اونھون نے بہت سے نکتہ بیان کیے مہر علی نے بھی بہت
سی ہمہ خواہی کی اور ندامت اور خجالت ظاہر کی اور دعا کا التماس کیا اور کسیقدر نذر پیش کی مگر قبول
نہوئی شیخ ممدوح نے سو برس کی عمر پاکر سنہ ۹ نو سو ستر مین وفات پائی مصنف صاحب نے یہ تاریخ
اونکی لکھی ہے دل گفت کہ شیخ اولیا بود ہ اور اونکی وصیت کے بموجب حجرہ مین اونکو دفن کیا شیخ محمد گنبو
سنبھلی یہ قادریہ کے سلسلہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے ابتدا سے حال مین اونھون نے ریاضت
اور مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اونکی بہت اچھی تھی جب اونپر کیفیت غالب ہوتی تھی تو کچھ گایا کرتے تھے اوس وقت
سب حاضرین مجلس پر رقت طاری ہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابتک میرے دل مین [illegible]
[illegible] ابتدا سے حال مین علوم ظاہری کا کسب بھی کرکے کچھ دنون افادہ فرمایا [illegible] مجاہدہ
[illegible] کرتے تھے اوس حال مین بھی اونکو بہت بیتابی اور اضطراب رہتی تھی اسی سبب سے شیخ محمد عاشق
اونکا نام مشہور تھا سنہ ۹۸۵ نو سو پچاسی مین اونھون نے ملک آخرت کو رحلت کی اور ششم شوال اونکی
وفات کی تاریخ ہے شیخ فخر الدین یہ ایک پیر نورانی متوکل صاحب خلوت و عزلت تھے ریاضت بھی بہت
کرتے تھے اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے ہر جمعہ کو اونکی خانقاہ مین صوفیون کا مجمع ہوتا تھا اور مجلس سماع کی
منعقد ہوتی تھی اور کوئی کیسا ہی سماع کا منکر ہو مگر اوسکو بھی حال آجاتا تھا شیخ کا وجد اور لوگون مین
بڑا اثر کرتا تھا جب اوس مجلس سے فارغ ہوتے تھے تو دستر خوان بچھتا تھا بادشاہ و فقیر سب اونکی مجلس
مین برابر تھے بیرام خان خانخانان بھی ہمیشہ جمعہ کی نماز اونھین کی مسجد مین پڑھا کرتے تھے اور اونکی
صحبت کے اثر سے اوسپر بھی بڑی رقت طاری ہوتی تھی اور بیٹھنے اوٹھنے اور کھانا کھانے مین کچھ اور لوگون سے
اوسکو امتیاز نہوتا تھا شیخ عزیز اللہ انمین معرفت الٰہی اور محبت کا بڑا اثر تھا اور نہایت سوز و گداز
اور صفائی قلب اونکو حاصل تھی بڑے صاحب ذوق تھے رات دن رویا کرتے تھے اگر ذرا گانے کی
بھنک اونکے کان مین پڑجاتی تھی تو ایسے بیتاب ہوجاتے تھے کہ گویا آگ لگ جاتی تھی صبح و شام سماع کی
مجلس اونکی معمول تھی اوسوقت اگر پتھر پر بھی اونکی نظر پڑجاتی تھی تو گویا موم سے بھی زیادہ نرم ہوجاتا تھا
اپنے پدر بزرگوار شیخ حسن کے مرید تھے اپنے بڑے بھائی شیخ محمد حسن سے بھی جو شیخ بان پانی پتی کے
مرید تھے کچھ فیض حاصل کیا تھا عجز و انکسار اونکے مزاج مین بہت تھا اور اگر بالفرض چلہ مین بھی وہ

مستضعفين خصوصا انما كانت ناشئة من صدق النية [illegible]
الطوية تتوقع شرف اغبوب ومن الله الفوز بكل مامول ومسئول بعد اداء ماوجب
على رقبة الرقية وذمة المهجة فليكن على الضمير المنير والمرآة الغيبة كاضحي
عن الخاطر الخطير والسجال الازمية واضحا ان شدة ايام الفراق وحدة الم
الاشتياق لايندرج شطر شطر منها في ظروف الحروف ولو ان ما في الارض من
شجرة اقلام وابحر تمده في مرور الزمان والصروف والقلب الصادق شاهد [illegible]
شعر الله يعلم ان النفس قد تلفت + شوقا اليك ولكني امنيها + نظرت منك
باسولي وبا ملي + اشتهي التي من الدنيا وما فيها + والعبد مستمر ساعيا
[illegible] ان يجعل [illegible] الشريفة ويستمع من نقالاته الرفيعة [illegible]
[illegible] العروج على ذات العلى ليس بيسير شعر ما كل ما
المرء يدركه + تجري الرياح بما لا تشتهي السفن + مع هذا الاعتماد
بشرائف الكرام الالهية واثق والرجاء بلطائف النعم الغير المتناهية صادق
ان [illegible] العين بمشاهدة جماله كما ان القلب مملو عن ملاحظة خياله ان
الله مجيب غير مخيب شعر وارجو من الله نيل [illegible]
العبد واهب + وليس من كرمه [illegible] ان [illegible]
بل عوايد عميم صالحه وليس بجرئ ان يجري [illegible] القلم
على بساط الانبساط [illegible] ومرقاة المباسطة [illegible]
والاقتصار على هذا القدر اولى والاختصار عند الدعاء [illegible]
ذاته العالية مصونة عن طوارق الحدثان ومامونة عن بوائق الملوان
شعر بقيت بقاء الدهر يا كهف اهله + وهذا دعاء للبرية شامل +
اجاب الله دعاء عبده بحق من لا نبي من بعده

مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ سنہ نو سو چہتر میں شیخ اعظم بدایونی کے وسیلہ سے جو شیخ مذکور کی برادری کا ایک
شخص اور اوسکا داماد بھی تھا میں شیخ مذکور کی ملازمت میں حاضر ہوا اثنائے گفتگو میں شیخ ممدوح نے پوچھا

مدینہ مین مگر ہرسال ایام میلاد مین مدینہ مین اور موسم حج مین مکہ مین آجاتے تھے مرتبہ اخیر مین شیخ یعقوب کشمیری بھی اونکے ساتھ تھے اونھون نے مکہ مین پہونچنے کی یہ تاریخ لکھی ہے شکر خدا را کہ بہ محض کرم ✤ منزل ما شد حرم محترم ✤ ہر کہ بپرسید ز تاریخ سال ✤ نحن اجبناہ دخلنا الحرم ✤ اون ملکون مین انکا نام شیخ اللہ مشہور ہے شریعت مصطفوی پر قائم ہوکر انھون نے اسقدر ریاضتین کی ہین کہ کسی شیخ کو کم نصیب ہوئی ہونگی نماز پنجگانہ اونکی طہارت اور غسل کے ساتھ جو ہر روز کا معمول تھا کبھی جماعت سے فوت نہوتی تھی جب شیخ مان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اونکی صحبت مین آئے تو اونھون نے پوچھا کہ آپ مقصد پر کس طرح پہونچے تو اونھون نے جواب دیا کہ طور مادل بر دلست اور بعضے منتخب التواریخ کے نسخون مین لکھا ہے کہ طور ما بر دلست واللہ اعلم بہت سے مشائخ انکی صحبت سے کامل ہوکر ان کے قائم مقام ہوگئے اونھین مین سے ایک شیخ کمال الوری تھے جنکے دل مین عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایک شیخ پیارے بنگالی جو بنگالون کے شہرون مین بہت مشہور ہین اور ایک شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی اور ایک شیخ رکن الدین اجودھنی اور ایک حاجی حسین جو اونکے سب خلیفون مین عمدہ اور فتحپور مین اونکی خانقاہ کے خادم تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب شیخ دوسری مرتبہ ہندوستان مین تشریف لائے تو مین نے سنا تھا کہ اونکو عربی عبارت مین بڑی مہارت ہے اسلیے مین نے بھی ایک خط عربی مین اونکو بدایون سے لکھکر بھیجا اور اوسمین دو تاریخین اونکی تشریف آوری کی لکھی تھین جو پہلے مذکور ہوچکی ہین اوس مکتوب کی بعینہ نقل کیجاتی ہے

نقل مکتوب

ان الدین عند اللہ الاسلام ✤ شعر ✤ سلام علی طائف کعبۃ ✤ بہ حل من فاق کل الانام ✤ سلام علی عاکفی منزل ✤ ستطوافہا نسخ الکرام ✤ اتحف وظائف دعوات عطرت نسائم شمائمہا صوامع جوامع القدس وابلغ صحائف تحیات فوحت روائح فوائحہا محافل قوافل الانس الی حضرۃ علیہ وسدۃ سنیۃ ھی مسجد جباہ اکاسرۃ الزمان ومقبل شفاہ قیاصرۃ الدوران التی لا یحیط الوھم بادراک القابہ والالقاب مطروحۃ دون بابہ جناب الشمس مستغنی عن التعریف والتوصیف اعنی حضرۃ قدوۃ الانام مقتدی الامام شیخ الاسلام لا زال ظلالہ ممدودۃ علی رؤس العالمین عموما وعلی مفارق فرق المستفیدین

علم دین کی کوئی کتاب پڑھو اونسنے کہا کہ یہ کتاب بھی علوم دنیوی سے ہے کیونکہ دین کی موقوف علیہ ہے تب
شیخ کو جذبہ کی حرارت آئی اور فرمایا کہ ایسی کتاب کیونکر موقوف علیہ دین کی ہوسکتی ہے جسمین اول بحث یہ
ہے کہ مصنف نے کسر نفسی کی وجہ سے حمد خدا ے تعالی کی خطبہ مین چھوڑ دی شیخ ممدوح مرید بہت کم کرتے تھے
اونکے مخصوصون مین سے شیخ حاتم گوپاموی تھے یہ شیخ حاتم قاضی مبارک کی خانقاہ مین طالبعلمی کیا
تھے شیخ نے وہین سے اونکو اپنی صحبت مین لے لیا کبھی کبھی کوئی سبق بھی اونکو پڑھا دیا کرتے تھے کبھی کوئی کتاب
مطالعہ کے لیے دیدیا کرتے تھے غرض شیخ حاتم کو ہر طرح اپنے موافق کر لیا تھا کبھی کوئی دستار اور کفش اور
جامہ بخشدیتے تھے قاضی مبارک اور اور مریدیہ عنایتین دیکھکر شیخ حاتم پر حسد کرتے تھے حضرت شیخ سمجھکر فرمایا
کرتے تھے کہ مین کیا کرون اللہ کو منظور ہے کہ اس مفلسی او پریشانی مین حاتم کو کوئی نعمت ملے حضرت کے
جذب اور تصرف نے ایسا اثر کیا تھا کہ چند روز مین حاتم کو کمال کا مرتبہ حاصل ہوگیا حضرت شیخ حقائق او
معرفت کی گفتگو فقط شیخ حاتم سے ہی کیا کرتے تھے اسی اثنا مین شیخ حاتم کے مرتبہ کو تنزل ہوا پھر ترقی ہوئی
اور بعضی لغزشین اونسے واقع ہوئین جب وہ حضرت کی خلافت اور وراثت کے مستحق ہوئے تو قضاے الہی سے
اوندنون مین اونکا انتقال ہوگیا حضرت شیخ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک بندہ خدا کا ایسا
تھا کہ جس سے کبھی کبھی ہم خدا کی باتین کر لیا کرتے تھے سواے وہ بھی نرہا اب کس سے کہین مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جن دنون مین حسین اونکی ملازمت مین گیا تھا تو اکثر شیخ عبدالرزاق کو جو اونکے سالے اور خسر
بھی تھے گفتگو مین اپنا مخاطب بناتے تھے اور کبھی کبھی اپنے بیٹے شیخ محمد سے بھی خطاب کیا کرتے تھے حسین خان
شیخ ممدوح سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور مصنف صاحب کو حسین خان سے بڑا ربط ضبط تھا اسوجہ سے
اکثر شیخ ممدوح سے ملاقات ہوا کرتی تھی چنانچہ ۹۷۵ھ نوسو پچہتر مین مین سید اصغر بدایونی اور قاضی
مبارک گوپاموی کے اونکی ملاقات کو گئے شیخ ممدوح نے ہر ایک شخص سے اوسکے حال کے مناسب گفتگو کی بجز
سواے الحمد للہ اور درود اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ یا بسم اللہ یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ
یا کسی قرآن کی آیت یا حدیث یا کسی بزرگ کے قول کے اور کوئی لفظ اونکی زبان سے نہین نکلتا تھا
ملاقات کے وقت جو سید اصغر سے مصافحہ کیا تو درود پڑھا اور جب قاضی سے مصافحہ کیا تو سبحان اللہ
کہا اور مصنف صاحب کی نوبت آئی تو بسم اللہ پڑھی اسی طرح ہر شخص سے ایک نئی بات کہی ابھی
ان لوگون سے گفتگو شروع نہین کی تھی کہ ایک طالب علم ابتر اور پریشان حال آیا حضرت شیخ نے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبروں کی صورت حدیث میں کیا لکھی ہے مصنف صاحب نے
دو قول بیان کیے شیخ نے کہا کہ سہروردی نے واقعہ صاعقہ میں تینوں قبروں کی صورت لکھی ہے اور اوسمین
پہلے قول کو ترجیح دی ہے غرض مصنف صاحب دور روز موافق اونکے اشارہ کے مع شیخ اعظم کے اونکی
خانقاہ قدیم کے حجرے میں رہے پھر وہان سے بساورکو چلے گئے بعد ازان ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر میں کئی مرتبہ
اونسے ملاقات ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہیں میں نے جو اونکے کئی خوارق دیکھے ایک وسمین سے یہ ہے کہ
بڑی سردی کے موسم میں سوائے ایک باریک انگرکھہ اور ململ کی چادر کے اور اونکے پاس کچھ نہتا حالانکہ فتحپور کے
پہاڑوں میں بڑی سردی ہوتی تھی اور شیخ ممدوح کو ہر روز نہانے کا التزام تھا وصال کے روزے رکھا کرتے تھے
اور اوس چلہ میں بھی غذا اونکی آدھا تربوز یا اس سے بھی کچھ کم تھی ۹۷۹ھ نو سو اوناسی میں اونھوں نے
عالم بقا کو رحلت کی شیخ ہندی ۹۷۹ اونکی تاریخ ہے شیخ نظام الدین انبیٹھی والہ انبیٹھی نواح لکھنؤ میں
ایک قصبہ ہے وہ شیخ معروف چشتی کے جنکا سلسلہ شیخ نور قطب عالم تک پہونچتا ہے مرید اور شاگرد تھے
سلوک اور جذبہ دونوں اونمین جمع تھا اگرچہ ابتدا میں کچھ علوم ظاہری کا شغل رکھتے تھے مگر صفائی باطن کیطرف
زیادہ اونکی توجہ تھی تھوڑے دنوں میں اپنے پیر سے مریدوں کی تعلیم کی اجازت لی اور قصبہ انبیٹھی میں قناعت
اختیار کر کے بیٹھ رہے سوائے مسجد کے اور کہیں نجاتے تھے مگر کبھی کبھی خیرآباد میں مخدوم شیخ سعد کے مزار پر
یا شیخ الہدیہ کی ملاقات کو جو شیخ صوفی کے خلیفہ تھے یا گوپامؤ میں قاضی مبارک گوپاموئی کی ملاقات کو جو شیخ
مذکور کے خاص مرید اور بڑے متقی صاحب کمال تھے تشریف لیجایا کرتے تھے اور کبھی فتحپور کو شیخ عبد الغنی سے
ملنے چلے جاتے تھے جب شیخ الہدیہ کی خانقاہ میں تشریف لیجاتے تو ایک روپیہ یا ایک ٹنکا یا اور کوئی تحفہ
پیش کیا کرتے تھے اور اوس وقت اونکا ایک عجیب حال ہوتا تھا سُنا ہے کہ شیخ مذکور نے کتاب فصوص الحکم
شیخ ابوالفتح ولد شیخ الہدیہ سے لے لی تھی اور اوسکے عوض میں اونکو ایک اور کتاب دیدی تھی کہ اوسکا مطالعہ
کیا کرو تمام عبادات اور معاملات میں اونکا مدار کتاب احیاء العلوم اور عوارف اور رسالہ مکیہ اور آداب المریدین
پر رہتا ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھا کرتے تھے پھر جمعہ پڑھتے تھے خطبہ میں بادشاہ کی
تعریف ہرگز نہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اونکو ایک روز دیکھا کہ جوتیان پہنے ہوئے
نماز پڑھتے تھے اور فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ نے جوتیان پہنکر نماز پڑھی ہے ایک روز ایک طالب علم نے
طاق تیمناً اونسے کافیہ کا سبق شروع کرنا چاہا شیخ نے کچھ اغماض کیا جب اوسنے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ

راستہ مین ایک فقیر کو سپاہیون نے چوری کی علت مین پکڑا تھا اور اوسکے کپڑے اوتار لیے تھے اتفاقاً
کسیطرح وہ چھوٹ کر پھر بھیک مانگنے لگا اور حضرت شیخ کی خدمت مین بھی حاضر ہوا ہرچند اوسنے
بہت سی زاری کی مگر آپ نے ایکحبہ ندیا چونکہ حضرت کی سخاوت مشہور تھی اس خلاف عادت پر سب کو بڑا
تعجب ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اس چور کو دیکھو راہزنی بھی کرتا ہے اور بھیک بھی مانگتا ہے پھر اوسکو اپنی مجلس سے
نکلوا دیا جو ہمنے غور کیا اور پہچانا تو وہی شخص تھا اسیطرح کا ایک اور واقعہ بھی اوسی روز ہوا جسکے بیان مین
بڑا طول ہے اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ہم نے رمضان کی اخیر تاریخ حسین خان کے ساتھ
اونکی ملازمت کا ارادہ کیا اور یہ آرزو تھی کہ صبح کی نماز اونکے ساتھ پڑھین جب انبیٹھی تین کوس رہی تو صبح صادق
ظاہر ہوئی جماعت کے فوت ہونے کا بڑا افسوس ہوا وہین سے گھوڑے دوڑانے شروع کیے جب اونکے مکان پر
پہونچے تو نماز کا آخر وقت تھا بلکہ گمان یہ تھا کہ وقت نہین رہا حضرت نے اوسوقت تک نماز نہ پڑھی تھی ہمارے
جانے کے بعد مکان کے اندر سے تشریف لائے اور اوسوقت جماعت ادا کی اور ہم بھی اس سعادت سے مشرف
ہوگئے یہ امر بالکل خلاف عادت واقع ہوا کیونکہ ہمیشہ آپکا معمول یہ تھا کہ نماز ایسے اول وقت پڑھ لیتے
تھے کہ صبح صادق کے طلوع مین شک ہوتا تھا اوسی روز شام کے وقت حضرت مسجد مین کچھ معارف و
حقائق بیان فرماتے تھے اور اوسی تقریب مین خواجہ حافظ کے کئی شعر پڑھے حسین خان نے ایک مصاحب نے
پوچھا کہ خواجہ حافظ کسکے مرید تھے آپ نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے پھر ایک شخص نے
کسی تقریب سے پوچھا کہ گھوڑے کے گوشت کا امام اعظم کے مذہب مین کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ خود امام اعظم نے
گھوڑے کا گوشت کھایا ہے جب حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎ صوفیان در دمے دو عید کنند ؛ عنکبوتان مگس قدید
کنند ؛ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے اخلاص پر اعتماد کرکے یہ پوچھ بیٹھا کہ دو عید سے کیا مراد ہے
یہ سوال حضرت کے مزاج کے [illegible] ناگوار ہوا اور فرمایا کہ یہ بات [illegible]
تو کہان اور یہ سوال کہان اور اسی تقریب مین بہت سی گفتگو کی مین نے ندامت کی وجہ سے سر نیچے ڈال لیا
اور بڑا نادم اور پشیمان ہوا حسین خان بھی حیران ہوکر بار بار میری طرف دیکھتے تھے اور سب اوسکے پاس
متحیر تھے ناگاہ میرے طالع کی خوبی سے اوسیوقت عید کا چاند دیکھنے کا غل ہوا سب لوگ تہنیت اور مصافحہ
مین مشغول ہوئے مین اس بہانہ سے موقع پاکر وہان سے اوٹھا اور ایک خیمہ مین جو مسجد کے برابر باغ مین
تھا چلا گیا اور نہایت مجکو رنج تھا یہانتک کہ زندگی سے بیزار تھا جب شیخ نے اندر جاکر مہمانون کے لیے

اوسکو دیکھتی ہی اعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا پھر شیخ عبدالرزاق کو مخاطب کرکے تفسیر آیۂ کریمہ
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ کی شروع کی شیخ عبدالرزاق سر بات پر آرے اور بلے کھتے تھے اور کبھی
تلمیح کے طور پر کسی چیز کا اشارہ کردیتے تھے کسی اور شخص کو اونکی ہیبت کی وجہ سے دم مارنے کی مجال نتھی مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اوسوقت محو بیٹھا ہوا تھا اور یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ بطور مکاشفہ کے
مجھے لگنا ہونکا حال معلوم کرکے فضیحت کرین اسی سبب سے وہان سے اوٹھنے کی گھات مین تھا اسی اثنا مین
وہ طالب علم بول اوٹھا کہ کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ضمیر وجہہ کی لفظ شے کی طرف راجع ہو جیسا کہ اہل معرفت نے
کہا ہی حضرت شیخ یہ بات سُنتے ہی بڑے خفا ہوئے اور رنگ اونکے چہرہ کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ مین نے پہلے ہی
تجکو دیکھکر اعوذ باللہ پڑھا تھا چنانچہ شیطنت تیری ظاہر ہوگئی اور جب اوسکے مطلب کو سمجھے تو کئی بار لاحول
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا اور یہ بیت قصیدۂ بردہ کی پڑھی شعر یَا لَائِمِیْ فِی الْھَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً
مِنِّیْ اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ ۔ اوسوقت جذبہ حضرت پر بہت غالب ہوا اور اوسیوقت اوس
طالب علم کو مجلس سے نکلوا دیا سب حاضرین کو اس حال کے دیکھنے سے بڑی عبرت پیدا ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے وہ رات بڑی دشواری سے کاٹی اور یہ ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی بھاگونگا صبح کی نماز بہت
اول وقت کہ بے چراغ کے ایک دوسرے کا مُنھ نظر نہ آتا تھا بلکہ مجکو یہ گمان تھا کہ کچھ رات باقی ہے حضرت
شیخ نے جماعت سے پڑھی اور طلوع آفتاب کے وقت حجرہ سے نکل کر مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوے شیخ محمد سے
فرمایا کہ ان تینوں آدمیوں کے واسطے کھانا لاؤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو ہر وقت یہی اضطراب تھا
کہ شیخ محمد کے وسیلہ سے رخصت حاصل کرون اسی اثنا مین حضرت شیخ ایک ہاتھ مین قرآن اور دوسرے
ہاتھ مین نمک لیے ہوئے تشریف لائے اور اوسوقت کسی تقریب سے تفسیر آیۂ کریمہ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ
مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ الآیۃ کی بیان فرمائی اور میرے رخصت کے جواب کو
بار بار ٹال جاتے تھے اسی گفتگو مین اونھون نے حسین خان کو بھی جو اون دنون مین پرگنہ اسولی مین تھا
بڑی خواہش سے یاد فرمایا اور کہا کہ وہ میرا تو تا ہے اور چونکہ حضرت شیخ کی ذات مین ایسا سخاوت کا مادہ
تھا کہ ہر شخص کو امیر ہو یا فقیر کچھ زر نقد یا نمک یا کوئی اور چیز ضرور دیدیا کرتے تھے اسی وجہ سے اونھون نے
مجکو بھی ایک ٹنگہ عنایت فرمایا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جو اس مرتبہ اونکے خوارق دیکھے
اونمین سے ایک یہ تھا کہ جب ہم تینون آدمی انبیٹھی کو حضرت کی ملازمت مین جاتے تھے تو ہمنے دیکھا کہ

اونکا انتقال ہوگیا حضرت کا سن شریف اسّی برس سے متجاوز تھا مگر اس عمر مین بھی اولاد ہوتی تھی سنہ ۹۷۰ نوسو ستر مین اونھون نے انتقال کیا شیخ بھیکن کاکوری والے کاکوری تواب لکھنؤ مین ایک قصبہ ہے بڑے عالم اور متقی اور متشرع تھے تقوی اونکا ایسا تھا کہ اگر اونکو امام اعظم ثانی کہیے تو بجا ہے برسون درس اور افادہ مین مشغول رہے قرآن مجید کی ساتون قراتون سے حافظ تھے شاطبی کا بھی درس فرمایا کرتے تھے میر سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو خلافت ملی تھی تصوف کی گفتگو خلوت مین خاص لوگون سے کیا کرتے تھے علانیہ مجلس مین کبھی یہ باتین نہوتی تھین اور اونکا قول تھا کہ اگر توحید کا نکتہ علانیہ کہا جاوے تو یا کہنے والے پر لوٹتا ہے یا اہل عالم پر راگ کبھی نہ سنتے تھے اور اظہار اوس سے منع فرماتے تھے اونکی اولاد بہت لوگ صاحب کمال ور متقی اور ذی علم ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ مین حسین خان مرحوم کے ساتھ اونکی ملازمت سے مشرف ہوا اوسوقت ایک طالب علم ایک منطق کی کتاب سبق پڑھنے کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ کوئی علم دین کی کتاب پڑھنی چاہیے سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین شیخ محمد حج کی وفات ہوئی شیخ سعدی یہ بزرگ اپنے والد شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شیخ محمد نے ایک شاطبی کی شرح فارسی مین ستر جز کی لکھی ہے شیخ سعدی پر وجد اور حالت بہت غالب تھی اور ظاہر اور باطن اونکا صاف تھا ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے ایک اپنے دوست کو وداع کے وقت رقعہ مین اونھون نے یہ شعر لکھا تھا ع بیت سعدی قول ہمراہ تست ہر جا نہ بداری کہ تنہا میروی سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار دو مین اونکا انتقال ہوا سید تاج الدین یہ شیخ محمد غوث کے خلیفہ تھے اور بڑے صاحب کمال تھے ریاضت اور فقر اور توکل مین مستثنی تھے سخاوت بھی اونکی حد سے زیادہ تھی آخر زمانہ مین لکھنؤ مین آئے تھے وہان بھی بہت آدمی اونکی صحبت سے مشرف ہوکر صاحب کمال ہوئے وہین اونھون نے ملک آخرت کو سفر کیا شیخ محمد قلندر لکھنوی سلطان ابراہیم لودی کے زمانہ مین سپاہ گری کا شغل رکھتے تھے اور جب بابر بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کیا تو اس شیوہ کو چھوڑکر فقیری اختیار کی شیخ بہلول کے مرید ہوئے ہمیشہ عبادت اور ریاضت مین مشغول رہتے تھے اونکے پیر نے اسماء الٰہی سے کئی اسمونکا شغل اونکو بتلایا تھا اور ایک باغ مین جسکے اکثر پیڑ اونھین کے بوئے ہوئے تھے گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے تھے کہین آتے جاتے نہ تھے اور فرماتے تھے کہ تیس برس سے زیادہ ہوئے کہ میری غذا صرف دودھ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایکدن محمد حسین خان اونکی ملاقات کو گئے مین بھی ہمراہ تھا اتفاقاً ایک بلی شیخ کے پاس آنکر چلانے لگی شیخ نے کہا

کھانا بھیجا اوسوقت مجکو بھی پوچھا کہ وہ کہان ہین شیخ محمد حضرت کے صاحبزادہ نے کہا کہ وہ اوس گستاخی کی ندامت سے مسجد مین سے چلے گئے جماعت مین بھی شریک نہوئے تب شیخ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اور حلوا تبرک کے طور پر میرے لیے بھیجا اوس سے کچھ میری تسلی اور عفو گناہ کی توقع ہوئی صبح کو حسین خان عید کرنے کے لیے لکھنؤ کو چلے گئے مین تنہا انبیٹھی مین رہا حضرت شیخ نے عید کی نماز مسجد مین پڑھکر کتاب عوارف کا درس شروع کیا اسی اثنا مین شیخ محمد نے میری سفارش کرکے عفو تقصیر کی درخواست کی شیخ نے درس موقوف کرکے مجکو بلایا اور میرے حال پر بڑی توجہ کی مین نے آنکھون مین آنسو بھر کر اونکے قدم پر سر رکھدیا آپ نے مجھسے بغلگیر ہوکر فرمایا کہ میرے دل مین کسی سے کینہ اور عداوت نہین ہے جو کچھ مین کہتا ہون لوگون کی نصیحت اور ارشاد کے لیے کہتا ہون اور اگر کسیکو برا بھی کہتا ہون تو اوسکا نتیجہ نیک ہوتا ہے اور اگر کسی پر لعنت کرتا ہون تو رحمت کا کام کرتی ہے پھر آپ مجکو اپنے حجرہ مین تنہا لے گئے اور فرمایا کہ میرے سامنے وضو کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھو اوسوقت مجھپر ایک عجیب حالت تھی پھر فرمایا کہ لوگ میری نسبت کہتے ہین کہ یہ مریدونکو تلقین نہین کرتا مین کیا تلقین کرون میری تلقین یہی ہے کہ لسان ذاکر اور قلب شاکر رہے پھر آپ نے گفتگو شروع کی گویا کہ ایک دریا جوش مین آگیا اوسی حال مین شیخ کی روش کے خلاف دو سندھی فقیر ہندی راگ سُنکر چلا چلا کر بآہر رونے لگے اور اونکے اثر سے میرا حال بھی متغیر ہونے لگا اوسی تقریب مین حضرت نے فرمایا کہ جب صحابۂ کبار رضی اللہ عنہ اعراب نامسلم کو دیکھتے تھے کہ قرآن کو سُنکر بڑی رقت کرتے ہین تو اپنے حال پر بڑا افسوس کرتے تھے امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کُنَّا نَحْنُ اٰمَنَّا کَمَا اَنْتُم فَقَسَتْ قُلُوبُنَا یعنی ہم بھی تمسے ہی تھے مگر اب ہمارے دل ٹھہر گئے پھر اور کئی شعر آپ نے اسی قسم کے پڑھے کہ مین نے کبھی نہ سُنے تھے اور اس دعا کی اجازت دیکر فرمایا کہ ہمیشہ پڑھا کرو اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَکَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ پھر مین اونکے پاس سے رخصت ہوکر لکھنؤ مین آکر چند روز رہا حضرت کبھی کبھی نمک اور کبھی چاول اور کبھی مٹی کا آبخورہ میرے واسطے تحفہ مین بھیجا کرتے تھے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات نمک ہاتھ مین لیکر مجلس مین بیٹھا کرتے تھے اور نمک کو چاٹتے جاتے تھے اور یہ پڑھا کرتے تھے کہ اَلْمِلْحُ دَوَاءٌ لِسَبْعِیْنَ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ یعنی نمک ستّر بیماریون کی دوا ہے مگر موت کا علاج نہین اور شیخ محمد میر اچھو شاہ بھائی اونکے مریدون مین داخل ہوگیا تھا اور اونکی صحبت کا اوسپر ایسا اثر ہوگیا تھا کہ رات دن عبادت اور ریاضت مین مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات طے کا روزہ رکھتا تھا اور سب وقت اوسکے تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا اور نوافل مین صرف ہوتی تھی ایک لحظہ ضائع نجاتا تھا اور نہین تو نماز

نو سو ترانوے مین اونکا انتقال ہوا شیخ داؤد جہنی والی جہنی نواح لاہور سے ایک قصبہ ہے انکے باپ دادے ولایت
عرب سے اول سبت پور مین آئے تھے جو نواحی ملتان مین ہے چنانچہ حضرت کا تولد بھی وہین ہوا انکے پیدا ہونے سے
پہلے انکے والد کا انتقال ہوگیا تھوڑے دنونکے بعد والدہ بھی مرگئین تب انکے بڑے بھائی رحمت اللہ نے انکو پرورش کیا جب
انکو پڑھانے بٹھایا تو یہ رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اس قسم کی تکلیف مت دو مجکو خدا پر چھوڑ دو شعر تعلیم آداب او را چہ حاجت
که او خود ز آغاز آمد مؤدب ۔ مشہور ہے کہ حضرت امام حسنؑ یا حضرت امام حسینؑ کو اونھون نے خواب مین دیکھا تھا اور انھون
نے کئی آیتین شیخ کو سکھائی تھین جب کبھی تفریح خاطر کے طور پر لڑکونکے ساتھ کھیلنے جاتے تو دور سے ہی لڑکون کو دیکھکر
حیران ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو انکے منھ نوچے ہوئے اور بدن اونکے خون کے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے
بعد حضرت اپنے وطن سے قصبہ ستگرہ مین اور وہانسے لاہور مین آئے اور مولانا اسمٰعیل اوچھ والے سے جو مولوی جامی کے
شاگرد تھے سبق پڑھنا شروع کیا صغر سن مین شرح اصفہانی کو اسطور پر پڑھتے تھے کہ بڑے بڑے ذہین و لائق طالبعلم
جو انکے ساتھ سبق مین شریک تھے حیران رہے اور خود انکے اوستاد کہا کرتے تھے کہ جیسا کہ ہم لوگ مولوی جامی پر فخر کیا کرتے
تھے ایسا ہی اس زمانہ کے لوگ انپر فخر کیا کرینگے اونھین دنون مین حضرت نے بہت سی ریاضتین کین اور خود بخود قلب مین
ایک جذبہ پیدا ہوا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح سے ایک مناسبت ہوگئی جو کچھ عالم مراقبہ مین سوال
کرتے تھے ظاہر جواب پاتے تھے یہانتک کہ نوبت کمال ضبط کو پہونچی ایام جذبہ مین سر و پا برہنہ دیپال پور کے
جنگل مین جہان اب شیرگڈہ آباد ہے پھرا کرتے تھے اوسی حال مین کبھی کبھی حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر
تشریف لیجایا کرتے تھے اور وہان بھی طرح طرح کی بشارتین پاتے تھے اور گویا علانیہ گفتگو ہوتی تھی چنانچہ اسکی
تفصیل کتاب نفحات داؤدی مین حضرت کے صاحبزادہ شیخ رحمت اللہ نے جنکی ولادت کی تاریخ ایک گدائی شیخ داؤد
اور دوسری ابوالمعالی حق پرست ہے اچھی طرح بیان کی ہے جب حضرت کو بیس برس اسی جذبہ کے حال مین
گذرے تو پھر سلوک کی طرف طبیعت آئی چونکہ کوئی مرشد نتھا اسلیے حضرت غوث اعظمؓ کی روح مبارک سے بشارت
ہوئی کہ مخدوم شیخ حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرو تا کہ ترتیب سلسلہ کی باقی رہے مخدوم ممدوح ہمیشہ
ہر مشکل مین ان سے مدد لیتے تھے اور اپنے حق مین دعا کا التماس کیا کرتے تھے اسوجہ سے اونکو ان سے بیعت لینے
مین تامل ہوا آخر ایک روز حضرت قصبہ ستگڑہ مین جہان اوندنون مین حضرت شیخ ممدوح کا مقام تھا
تشریف لیگئے اور غلبۂ جذب مین فرمایا کہ حضرت غوث اعظم خود حاضر ہین اور اشارہ فرماتے ہین کہ سجادہ اور عصا
و شجرۂ خلافت آپ مجکو عنایت کرین آخر حضرت مخدوم کے قلب پر اس امر کا الہام ہوا تب اونھون نے

یہ بلی فریاد کرتی ہے کہ تم نے اپنی بھی اوقات ضائع کی اور صاحب خانہ کی بھی اور حضور قلب مین تفرقہ ڈالا
شیخ نظام نارنولی اگرچہ یہ سلسلہ چشتیہ مین شیخ خانون کے مرید تھے مگر اپنا استفاضہ اپنے بڑے
بھائی شیخ اسمٰعیل سے بہت ظاہر کرتے تھے بڑے صاحب ذوق اور شوق تھے قوت مکاشفہ بھی بہت اونکو حاصل
تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بہت سے ثقات اور شیخ کے مریدون سے سُنا ہے کہ شیخ ممدوح
چاند گہن کی راتون مین اپنے مریدونکو مال کنگنی کا تیل کھلاتے تھے اور اوس سے اونپر احوال آخرت مکشوف
ہوجاتا تھا چالیس برس تک مسند ارشاد کے زینت بخش رہے ابتداے جوانی سے آخر عمر تک ہر سال
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شامل ہونے کے لیے دہلی مین بڑے جذبہ اور شور و شر
سے جاتے تھے مگر آخر عمر مین بسبب ضعیفی اور بعضے اور موانع کے یہ معمول چھوٹ گیا تھا یہ اپنے پیر کی طرح کسیکی
تعظیم نکرتے تھے اور اس بے تکلفی کی وجہ سے امیر و غریب سب اونکے نزدیک برابر تھے اسیطرح وہ مریدیکرنے
مین سبکو مساوی سمجھتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اونکو ازدحام عام مین دیکھا تھا
اس سے زیادہ کبھی ملاقات نہین ہوئی سنہ ۹۹۷ھ نو سو ستانوے مین اونھون نے وفات پائی اور آہ نظام
اوسکی تاریخ ہے شیخ الہدیہ خیر آبادی یہ بڑے عالم متبحر تھے ابتداے احوال مین برسون درس و افادہ
مین مشغول رہے شیخ صفی خلیفہ شیخ سعید کے مرید تھے ابتدا مین اسقدر علوم ظاہری کی طرف مشغول
تھے کہ اونکے شاگرد بڑے بڑے نامی گرامی ہوئے مگر آخر مین بالکل طریقہ صوفیہ کی طرف رجوع ہوگئے تھے توکل
اور تجرید پر بڑے ثابت قدم تھے سخاوت بھی اون مین بہت تھی ذوق سماع اور وجد بھی اونپر غالب تھا درود
شریف بہت سا پڑھا کرتے تھے کبھی ناغہ نہوتا تھا کہین آتے جاتے کم تھے خصوصًا دنیا دارون اور امیرون کے
گھر پر ہرگز قدم نرکھتے تھے اور اسی سبب سے کسیکی دعوت قبول نکرتے تھے تمام اونکے گھر والے بھی فقر و فاقہ مین ہی صبر اور
شکر کرتے تھے ہرگز کوئی سائل اونکے سامنے سے محروم نہین گیا ایک روز محمد حسین خان نے شیخ سے پوچھا کہ سالار
جنکی عوام ہند پرستش کرتے ہین کون شخص تھے اونھون نے کہا ایک پٹھان شہید ہوگیا تھا آخر زمانہ مین شیخ
اکبر کے حسب الطلب فتحپور مین آئے اور اکبر سے ملاقات کی جب اکبر نے یہ سُنا کہ جب ہمارے قاصد شیخ کی طلب
مین پہونچے تو اوسوقت خانقاہ کے باہر پیادہ پا سیر کر رہے تھے اوسیطرح چلدیے خادمون نے اسباب سفر
اور سواری پیچھے سے پہونچائی یہ سُنکر اکبر بہت خوش ہوا جب اونسے کچھ پوچھا تو اونھون نے کچھ اشارہ سے کہا
کہ مین اونچا سنتا ہون تو اکبر نے کچھ نقد روپیہ اور فرمان مدد معاش کا دیکر اوسیوقت رخصت کیا سنہ ۹۹۳ھ

سفر کیا مگر کبھی میرے والد مانع آئے کبھی کوئی اور سبب ہوگیا غرض ہمیشہ اس سعادت سے محروم رہا اسی انتظار میں
بارہ برس گذر گئے آخر ایک مرتبہ حضرت کا ایک مرید شیخ کالو نام جسکی زبان سے مین حضرت کا حال سنکر غائبانہ
معتقد ہوا تھا بداؤن میں آیا اور اوسنے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ حضرت میاں عالم میں موجود ہوں اور تم ایک مرتبہ
بھی اونکی خدمت میں حاضر نہوئے اس کہنے کا مجھپر ایسا اثر ہوا کہ گویا دل میں آگ لگ گئی اونھیں دنوں میں اللہ تعالے
نے یہ سبب کردیا کہ حسین خان ابراہیم مرزا کے تعاقب میں پنجاب کی طرف روانہ ہوا میں بھی اوسکے ساتھ تھا چنانچہ
یہ قصہ مفصلاً پہلے مذکور ہوچکا ہے جب لاہور میں پہونچے تو وہاں سے شیرگڈہ میں جاکر حضرت کی ملازمت میں حاضر
ہوئے میں نے حضرت کے جمال مبارک میں ایسا نور پایا کہ کسی صاحب حسن کو اوس سے نسبت نہیں دیسکتا تبسم اور
تکلم کے وقت آپکے دندان مبارک سے ایسا نور جھڑتا تھا جس سے دل کی تاریکی زائل ہوتی تھی تین چار روز میں اونکی
خدمت میں فیضیاب رہا اور ایسا دن بہت کم ہوتا تھا کہ سو سو اور پچاس پچاس ہندو مع اپنے خیل وتبار کے
حضرت کی ملازمت میں آکر شرف اسلام سے مشرف نہوئے ہوں تمام دیوار اور شجر وحجر اوس بستی کے تسبیح اور ذکر کے شور سے
بھرے ہوئے تھے حضرت نے ایک کلاہ مبارک مجکو عنایت فرمائی اور کہا کہ میری طرف سے اپنے اہل وعیال میں نائب رہو
میرا طریقہ یہی ہے پھر آپ نے ایک دوپٹہ اور رومال اپنے حرم سرائے پاک میں سے میرے متعلقوں کے لیے منگا دیا میں نے
عرض کیا کہ اگر ایک پیراہن بھی عنایت ہو تو میرے واسطے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے بہت تامل کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ
بھی وقت پر پہونچیگا پھر میں نے بعضے اسرار نہانی اور دلی مقصد عرض کیے اور اونکے جواب سُننے بعد ازاں میں نے
رخصت کی اجازت لینی چاہی اسی اثنا میں حضرت بسبب ضعف قوی کے محفہ میں سوار ہوکر مکان کو تشریف
لیچلے میں بھی اوس محفہ کا پایہ اپنے کندھے پر رکھکر کئی قدم چلا اوسوقت گریہ میرے اوپر ایسا غالب ہوا کہ ضبط
نہو سکا حضرت نے محفہ کو ٹھہرایا اور اوسوقت بہت سی باتیں معرفت اور محبت خدائے تعالی کی بیان فرمائیں جنسے
میری کیفیت اور زیادہ ہوئی ایک روز میں نے رخصت کے وقت میاں عبد الوہاب کے وسیلہ سے پوچھا کہ تمام
مشائخ ہندوستان کے اس بات پر متفق ہیں کہ قریب زمانہ میں ایک سید خروج کریگا بلکہ اکثر کا اتفاق اوس
سید پر ہے جسکے آبا اور اجداد نے دہلی اور بداؤن میں سلطنت کی تھی اور سب اسباب جہاد کے اہتمام میں
کر رکھتے ہیں کہ ہمکو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا حکم دیا ہے بلکہ اونھوں نے بعضی سرحد کے امیروں
کو بھی اپنا متفق کرلیا ہے اور بعضے بزرگوں نے اپنے واقعات اور مقامات میں اس قسم کی بشارتیں پائی ہیں اور
بہت جلد اس ارادہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں حضرت نے پوچھا اوس سید کی وضع کیا ہے میں نے جواب دیا کہ

حضرت کو مرید کیا بعد ازان حضرت نے سلوک کا طریقہ اختیار کر کے شیر گڈھ مین جو جھنی کے قریب ایک نئی بستی ہے
امامت اختیار کی جس زمانہ مین ملا عبد اللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے اہل اللہ کی عداوت پر کمر باندھی اور
اکثرونکو قتل بھی کرایا اوسی زمانہ مین سلیم شاہ کا فرمان گوالیار سے حضرت کی طلب مین بھی آیا حضرت تنہا ایک دو
خادمون کے ساتھ روانہ ہوئے سلیم شاہ گوالیار کے باہر تک استقبال کے لیے آیا اور بڑی تعظیم سے ملاقات کی یہ حال
دیکھکر سب مفسد ادھر اودھر چھپ رہے چنانچہ بعد بہت سی جستجو کے بھی اونکا پتا نملا مخدوم الملک نے بھی کہا کہ
یہ جھوٹ بولنے کے آدمی نہین بعد بہت سی گفتگو کے حضرت نے پوچھا کہ مجکو کس تقریب سے طلب کیا ہی مخدوم الملک نے
کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ تمھارے مُرید ذکر کے وقت یا داؤدُ یا داؤدُ کہا کرتے ہین حضرت نے جواب دیا کہ آپکو اشتباہ
ہوا ہے بلکہ وہ لوگ یا ودودُ یا ودودُ کہا کرتے ہین اسی تقریب مین ایک دن رات مخدوم الملک کو بہت سی
نصیحتین اور وعظ فرماتے رہے چنانچہ اوسکے قلب پر بڑا اثر ہوا اور اوسنے وہین سے حضرت کو بڑی عزت کے
ساتھ رخصت کر دیا حضرت کی مجلس مین کبھی کبھی میان حسام الدین طلبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد اور تقوی کا
ذکر ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ افسوس میان اخلاق ظاہری کے پابند ہوکر شوق اور محبت حق تعالی سے باز رہے
سخاوت حضرت کی ایسی تھی کہ ہر سال مین ایک بار یا دو بار تمام اپنا اسباب نقد اور جنس جو فتوحات سے جمع
ہوتا تھا لٹا دیتے تھے اور خود اپنی بی بی کو لیکر حجرہ مین بیٹھ جاتے تھے سوائے ایک مٹی کے آبخورہ اور پرانی بوریا کے
کچھ نرکھتے تھے جب پھر خزانہ جمع ہو جاتا تھا تو دوبارہ یہی کیفیت کرتے تھے اور باوجود اسکے حضرت غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد اور عرس کے دنون مین قریب ایک لاکھ آدمیون کے جو حضرت کی خانقاہ مین جمع ہوتے تھے
سب کا خرچ حضرت کے ہی لنگر خانہ خاص سے تھا بعضے کلمات جو اکثر آپکی زبان مبارک پر رہتے تھے اونمین سے ایک
یہ دعا ہی بِسْمِ اللہِ الدَّلِیلِ الْھَادِی فِی ظُلُمَاتِ الْبِحَارِ وَالْبَوَادِی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ اسکا اثر مین نے بڑی بڑی خوف کی جگہ تجربہ کیا ہی اور ایک شعر یہ پڑھا کرتے تھے **شعر**
سُبْحَانَ مَنْ فِی ذَاتِہٖ اَفْکَارُنَا تَتَحَیَّرُ ÷ سُبْحَانَ مَنْ فِی دَرْکِہٖ اَبْصَارُنَا تَتَطَیَّرُ ÷ اور اس
قسم کی بہت سی دعائین اور تسبیحین آپکے ورد تھین اور آپ نے اپنا سجع یہ تجویز کیا تھا ھُجِّیَ دَاوٗدُ عَنْ اِسْمٍ وَرَسْمٍ
فَاِنَّ الْفَقْرَ یَمْحُوْ کُلَّ وَسْمٍ ÷ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بیرم خان کے زمانہ مین جو ہندوستان کے
لیے امن وامان کا زمانہ تھا آگرہ مین طالب علمی کرتا تھا تو مین نے اکثر لوگون سے حضرت کی بڑی تعریف سُنی
اوسی زمانہ سے مجکو حضرت کی ملازمت کا بڑا اشتیاق ہوا چنانچہ کئی مرتبہ حضرت کی ملازمت کے ارادہ پر مین نے

سفر

اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہون مجملاً احوال اونکا یہ ہے کہ حضرت اپنے زمانہ کے قطب اور صاحب کشف کمالات
تھے آپکے خوارق سب پر کھلے ہوئے تھے ریاضتین بھی آپ نے بہت کی تھین اور متوکل اور گوشہ نشین تھے کسی
دنیادار کے گھر جاتے نتھے مگر ایک مرتبہ سلیم شاہ کے بلانے سے شیرگڈہ سے گوالیار تک آئے تھے جب اکبر پٹنہ کو جاتا تھا تو
اوسنے ہر چند شہباز خان کو بھیجکر حضرت کو بلایا مگر آپ نے ملاقات نکی اور فرمایا کہ ہماری دعا غائبانہ ہی کافی ہے
دنیادارونکی صحبت سے بہت بچتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھتے تھے سخاوت بھی اونکی ذات مین بہت تھی طالبونکو ہمیشہ
ہدایت اور ارشاد فرماتے تھے جو شخص اپنی خوش قسمتی سے اونکی خدمت مین پہونچ جاتا تھا ضرور کچھ نہ کچھ آپکی صحبت کا
فیض اوسکو حاصل ہوتا تھا ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین آپنے اس جہان سے رحلت فرمائی اور یا شیخ داؤد ولی اونکی
تاریخ ہے شیخ [illegible] امروہوی یہ سالک مجذوب تھے اور باوجود جذبہ کے کوئی دقیقہ اتباع شریعت سے
فروگذاشت نہوتا تھا خوارق اونکے بہت مشہور ہین مرید بھی کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس
زمانہ مین حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت سے رخصت ہوکر پنجاب سے بداؤن کو چلا جب
امروہہ مین پہونچا تو اونکی خدمت مین حاضر ہوا اونھون نے مجھکو دیکھتے ہی قرآن کی ایک آیت کی تفسیر بیان
کی اور اوسمین صبر کی بہت سی فضیلتین ذکر کین کبھی کبھی خاص مجھکو بھی مخاطب کرتے تھے جب
مین بداؤن پہونچا تو معلوم ہوا کہ میری ایک دختر جس سے مجھکو نہایت محبت تھی میرے پیچھے مر گئی تھی اوسوقت
مین سمجھا کہ وہ وعظ اس مصیبت پر صبر کرنے کا اشارہ تھا ۹۸۷ھ نوسو ستاسی مین اونھون نے وفات
پائی خواجہ عبد الشہید یہ خواجگان خواجہ بن خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہین جسوقت یہ پیدا ہوئے
تھے تو اونکو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لیگئے اونھون نے گودی مین لیکر فرمایا کہ یہ مرد آگاہ ہوگا
غرض حضرت خواجہ عبد الشہید کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے بہت مخلوق کو اونسے فیض ہوا اور ہدایت
پائی طریق سلوک مین بالکل حضرت احرار کے قدم بقدم رکھا تھا سمرقند سے ہندوستان مین آئے تھے اٹھارہ برس
یہان رہے ۹۸۲ھ نوسو بیاسی مین فرماتے تھے کہ ہماری رحلت کا وقت بہت قریب آگیا اور ہمکو حکم یہ ہے کہ اپنی ہڈیونکو
آباو اجداد کے قبرستان مین پہونچا دیوین چنانچہ ہندوستان سے سمرقند کو متوجہ ہوئے جب کابل مین پہونچے
اون دنون مین میرزا شاہرخ اہل کابل کو قید کرکے بدخشان کو لیے جاتا تھا حضرت کی شفاعت سے قریب دس ہزار
آدمیون کے اس بلا سے چھوٹے سمرقند مین پہونچکر دو تین روز کے بعد حضرت نے انتقال کیا اور اپنے بزرگونکے مقبرہ مین
دفن ہوئے اونکی کرامتین ایسی مشہور ہین کہ یہان ذکر کرنیکی ضرورت نہین مصنف صاحب لکھتے ہین جس زمانہ مین

وہ ایک فقیر ہے گوشہ نشین متشرع متوکل ریاضت بہت کرتا ہے اور اکثر دنوں کو مقبروں مین بیٹھا رہا کرتا ہے اور رات کو اپنے حجرہ مین اگر عبادت مین مشغول ہوتا ہے فنون سپاہ گری مین لاثانی ہے اور اخلاق و اطوار اوسکے نہایت شایستہ ہین آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خبر دیتے ہین وہ فقیر نہین ہین اور حضرت غوث الاعظم پر افترا کرتے ہین اور یہ ساری اونکی بشارتین وساوس شیطانی ہین بھلا حضرت ایسے امر پر کیونکر راضی ہو سکتے ہین اونکا حکم تو یہ ہے کہ دنیا کی محبت بالکل دل سے دور ہو اور صدق اور اخلاص سے اللہ کا عشق حاصل ہو حرص و ہوس کا نام نرہے نہ یہ کہ عبادت اور ریاضت کا طریقہ چھوڑ کے دنیا کے جال مین پھنسین تم میری طرف سے اوس سید کو کہیو کہ اللہ تعالی تمکو اور زیادہ استقامت عطا فرماوے جو شائبہ دنیا کی دوستی کا تمھارے دل مین باقی ہو نکال ڈالو اور ہرگز شیطان کے دھوکے مین نہ آؤ اور اون واہیو نکا کہنا نمانو دنیا کے طالب کا کمال سلطنت ہے وہ بھی چند روزہ ہے اور عقبی کے طالب کو ایسی نعمتین ملینگی جنکو کبھی زوال نہین اور خدا کا طالب اگر اپنے مطلب سے محروم رہکر حسرت مین ہی مرجاوے تو یہ اوسکی ناکامی بھی اون دونون فریقون کی کامرانی سے ہزار جگہ بہتر ہے اور اسی تقریب مین اونھون نے بہت سی وعظ اور نصیحتین بیان فرمائین جنکے سننے سے حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار رونے لگے غرض مین وہان سے روتا اور چلاتا رخصت ہوا چونکہ اوس زمانہ مین اوس ملک مین الغ بیگی مرزائیون کے جھگڑے ہو رہے تھے اور اسوجہ سے شیرگڈہ سے لاہور تک کا راستہ بالکل بند تھا اور مین تنہا تھا اسلیے آپ نے ایک اپنے خادم کو ساتھ کر دیا تاکہ مجکو شیخ ابو اسحاق مہرنگ کی خدمت مین جو حضرت کے عمدہ خلیفون مین تھے پہونچا دے چنانچہ مین اس طور پر لاہور مین پہونچا پھر وہان سے حسین خان کے آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو آیا جس روز سہارنپور مین منزل تھی تو مین ایک باغ مین بیٹھا ہوا حضرت کی جدائی سے کباب ہو رہا تھا اتفاقا وہان ایک مسافر ایک پیراہن لیے ہوئے آیا اور اوسنے بیان کیا کہ یہ پیراہن مجکو ایک بزرگ سے حاصل ہوا ہے تم کچھ خرچ راہ دیکر مجھسے لے لو جب مین نے حقیقت حال پوچھی تو اوسنے کہا کہ مین میرزا ابراہیم حسین کے لشکر مین تھا جب اوسکی فوج تباہ ہوئی اور سب سپاہیون کے کپڑے تک چھن گئے تو سب لوگ اوس پریشانی کے حال مین شیرگڈہ کو گئے اور وہان میان داؤد کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے سبکو کچھ دیا جب میری نوبت پہونچی تو یہ پیراہن عنایت کیا مین نے اسکے پہننے کو گستاخی سمجھی اور یہ خیال کیا کہ کسی شخص کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کرونگا اب مین تمکو دیتا ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے تبرک سمجھکر اوسکو لے لیا اور وہ سخن جو حضرت نے فرمایا تھا مجکو یاد آیا اور اس امر کو آپکے خوارقون مین سے سمجھا اب مین اوس پیراہن کو

اونکو ایسا ملکہ تھا کہ صرف ہوائی سے قانون اور شفا اور شرح مفتاح اور عضدی تک ہر کتاب پر اونھون
نے شرح یا حاشیہ لکھا ہو ہمیشہ خلائق کو اونکی صحبت سے فیض ہوتا رہتا تھا ہر روز بہت سے بیمار اور
محنت زدہ اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے واسطے دعا منگواتے تھے اور اوسکا اثر بہت جلد ظاہر ہوجاتا تھا
گویا اسم الشافی اللہ کے پورے پورے مظہر تھے ہرگز اپنی خوشی سے کسی اہل دنیا کے گھر نجاتے تھے مگر اپنی عمر مین ایک دو بار
کسی کے جبر سے کہین گئے ہین ورنہ کبھی اپنے گھر یا مسجد سے قدم باہر نرکھا یہانتک کہ نماز جمعہ کی وہین پڑھتے تھے
ہر قسم کے لوگ امیر اور غریب اونکے ہی گھر جاتے تھے لباس و وضع مین کچھ اونکو عوام سے امتیاز نہوتا تھا ایک ہی
کپڑے مین تمام رات کاٹتے تھے اور جو کچھ فتوحات کے طور پر حاصل ہوتا تھا سب خیرات کر دیتے تھے اگرچہ مرید کسی
اور کے تھے مگر بہت سا فیض اونھون نے شیخ محمد غوث سے حاصل کیا تھا آداب طریقت مین اونھین کے
تابع تھے مشرب صوفیہ کا پورا پورا ذوق اونکو حاصل تھا جب سلطان محمود گجراتی کے زمانہ مین شیخ محمد غوث
ہندوستان سے گجرات کو گئے تھے تو شیخ علی متقی نے جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علماء روزگار سے
تھے اونکے قتل کا فتوی دیا سلطان نے اوسکا جاری کرنا میان وجیہ الدین کی رائے پر موقوف رکھا تھا چنانچہ
میان وجیہ الدین شیخ کی ملاقات کو گئے اور پہلی ہی ملاقات مین ایسے اونکے معتقد ہوگئے کہ بے اختیار رو پڑے اور
اوس فتوی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ سنکر شیخ علی اونکے مکان پر گئے اور اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا کہ تم کیون بدعت
کے رواج پر راضی ہوتے ہو اور شرع مین رخنہ ڈالتے ہو اونھون نے جواب دیا کہ ہم ارباب قال مین اور شیخ
اہل حال ہمارا ذہن اونکے کمالات کو نہین سمجھ سکتا اور ظاہر شریعت مین کوئی اعتراض اونپر نہین آتا آخر
اونکے ہی سبب سے تمام گجرات کے حکام شیخ محمد غوث کے معتقد ہوگئے اور شیخ نے اوس بلا سے نجات پائی بعد
میان وجیہ الدین اکثر اپنی مجلس مین یہ کہا کرتے تھے کہ ظاہر شریعت مین آدمی کی ایسی نظر چاہیے جو شیخ علی متقی
کی کیفیت ہے اور حقیقت مین یہ حال چاہیے جو ہمارے پیر کی کیفیت ہے سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے مین اونکا انتقال
ہوا شیخ وجیہ الدین اونکی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہان جتنے بزرگونکا احوال لکھا ہے
سوائے ان چار بزرگونکے سب کی مجکو ملازمت حاصل ہوئی ہے میان عبد اللہ نیازی سرہندی
نیازی پٹھانونکی ایک قوم ہے یہ حضرت اول شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے مرید تھے اور اونھین کی خانقاہ کے
برابر انکا ایک حجرہ تھا جسکو اکبر نے عبادتخانہ بنالیا ہمیشہ معتکف رہتے تھے جب اول مرتبہ شیخ سلیم سفر
حج سے خشکی کے راستہ سے گئے تھے واپس آئے تو میان عبد اللہ نے سفر حج کی اجازت مانگی شیخ نے اونکو ایک

اکبر کا لشکر پٹنہ سے لوٹ کر بھولگام اور پٹیالی کے حدود مین پہونچا تو خواجہ صاحب بھی اکبر سے رخصت ہونے کے لیے
آئے تھے اوسوقت مین نے اونکو دور سے دیکھا تھا ملاقات نہین ہوئی تھی شیخ ادھن جونپوری یہ اپنے والد بزرگوار
شیخ بہاء الدین کے مُرید تھے جو خاندان چشتیہ مین مشائخ روزگار کے مقتدا تھے سن شریف عمر طبعی سے بھی متجاوز ہوگیا
تھا چنانچہ اونکے بیٹے ستر اور اسی اسی برس کی عمر کے اونکی خدمت مین تھے علی ہذا القیاس اونکے پوتے بھی اونکے سامنے
بوڑھے ہوگئے تھے تمام اوقات اونکی عبادت مین صرف ہوتی تھی اگرچہ علوم ظاہری اونھون نے بہت حاصل کیا تھا مگر
کبھی درس نکہتے تھے ضعف حد سے زیادہ تھا بے دوسرونکی مدد کے وضو اور نماز بعضی اور ضرورتین بھی دشوار تھین مگر
جب گانے کی آواز سُنتے تو حالت وجد مین اونمین ایسی قوت آجاتی تھی کہ کئی کئی آدمیون سے نہ سنبھلتے تھے نماز مین بھی
اونکی یہی کیفیت تھی فرض بے تکلف بغیر مدد دوسرونکے پڑھتے اور سُنن اور نوافل مین اور ونکی مدد سے کھڑے ہوتے
اور نیت باندھکر باقی نماز بیٹھکر ادا کرتے تھے خوارق عادات اونسے بڑی کثرت سے ظاہر ہوتے تھے اونکے اولاد بھی بہت
ہوئی بہت سے بیٹے اونکے سفید داڑھیونکے مجلس مین اونکے دونو طرف اس ترتیب سے بیٹھتے تھے کہ آنیوالونکو شبہ
ہوتا تھا کہ انمین شیخ کونسے ہین ہر بات اونکی شریعت اور طریقت اور حقیقت کی جامع ہوتی تھی ایسی تقریر عوام
بلکہ خواص کے حوصلہ سے بھی باہر ہے ہر شخص اونکی بات کو اچھی طرح سے نہ سمجھ سکتا تھا جب اکبر کا لشکر اول مرتبہ
خانزمان کی تنبیہ کے لیے جونپور کی طرف جاتا تھا اور لشکر سے جونپور تک تین دن کا راستہ رہگیا تھا اوسی روز حضرت نے
جونپور مین وفات پائی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو انکی ملازمت نصیب نہین ہوئی سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین
اونکا انتقال ہوا شیخ ادھن اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبد الغفور اعظم پوری اعظم پور مضافات سنبھل
مین ایک قصبہ ہے یہ شیخ عبد القدوس چشتی کے مرید تھے کمالات صوری اور معنوی انکو حاصل تھی ریاضت اور مجاہدہ
بہت کیا تھا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بہت ثابت قدم تھے اہل صحبت مین اونکے تصرف کا
اثر ہوتا تھا اگرچہ کسی طالب مین مناسبت کم ہوتی مگر حضرت کا جاذبہ اوسکو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتا تھا
اونکے کلام مین بڑی تاثیر تھی حسن وصورت اور خوبی سیرت دونون حاصل تھی اکثر اوقات علوم دین کا درس
دیا کرتے تھے اور مخلوق کو وعظ اور نصیحت بھی کیا کرتے تھے تصوف مین کئی رسالہ بھی اونھون نے تصنیف کیے
سنہ ۹۷۵ نو سو پچہتر مین اونکا انتقال ہوا میان وجیہ الدین احمد آبادی نسب اونکا علوی تھا چونکہ
مسافر تھے اسوجہ سے اس اپنے نسب کو ظاہر نکرتے تھے بڑے عالم اور متقی اور عابد تھے جادہ شریعت پر
مستقیم اور گوشہ قناعت مین مقیم ہمیشہ درس علوم دینی کا شغل رکھتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی مین

مگر انھون نے اونکو دیکھا نہین یہ قرابت اونکی بعد مین وقوع ہوئی تھی بیچ بڑے صاحب ہی و وجلالی او ...
... درویت کے طریقہ پر بڑے ثابت قدم تھے گجرات ... شیخ کرانی ... صحبت ...
کے زمانہ مین کسی ضروری کام کے لیے آگرہ مین آئے تھے مگر چند روز مین وہ زمانہ درہم برہم ہوگیا اور شیخ ...
... صاحب لکھتے ہین کہ مین طالبعلمی کے زمانہ مین ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت مولانا ...
... آگرہ مین جمنا کے اوس پار شیخ بہاء الدین مفتی کے محلہ مین شیخ کی ملاقات کو گیا تھا تنہا حجرہ مین بیٹھے ... اسپاد ...
تھے ہمکو دیکھکر اونھون نے یہ حدیث پڑھی لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ
الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ اور اسکا ترجمہ بیان کیا تھا مجھ مین
بھی ذکر شروع کیا اوسوقت مجکو ایک عجیب کیفیت حاصل ہوئی اور قرآن کے معانی کھلنا شروع ہوئے اور مدت تک ایسا ذکر رہا
کہ جو آواز میرے کان مین آتی تھی اوسکو مین ذکر ہی سمجھتا تھا مین نے اونکے بعضے مریدونکو دیکھا کہ انھون نے شرب لگاکر
اپنے لبونکو بند کر لیا تھا تاکہ بیفائدہ گفتگو نکرین اور بعضون نے پتھر اپنے منہ مین بھر لیے تھین اونکی وفات کا سال معلوم نہ
شیخ ابو اسحاق لاہوری یہ میان شیخ داؤد کے خلیفہ تھے اور اپنے پیر سے انھون نے ایسی نسبت پیدا کی تھی کہ گویا بعینہ
انہین کی مثل ذات کے تھے اور اونمین ایسا اثر تھا کہ جو شخص انکی صورت دیکھتا تھا فوراً اوسکے دل مین اللہ کی محبت
پیدا ہوتی تھی فقط دو تین لوگ میان داؤد کے مرید جنکا لاہور مین مسکن تھا اونکے مصاحب تھے اور سواے اونکے
اور کسیکو اپنے حضور مین نہین بلاتے تھے اور مرید بھی نہین کرتے تھے اور اپنے تاریک حجرہ مین جو ایک باغ کے اندر تھا
بیٹھے رہتے تھے کہین باہر نجاتے تھے مگر کبھی کبھی شیر گڈہ مین جو لاہور سے چالیس کوس سے کچھ زیادہ دور ہے میان داؤد کی
زیارت کے لیے جاتے تھے اور فوراً آستان بوسی کرکے واپس آتے تھے وہانکی تجلی انوار کی زیادہ تاب نتھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جس سال مین کہ پہلے مذکور ہوچکا مین لاہور مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک رات دن اونکے گھر مین
مہمان رہا پھر اوسی فتنہ وفساد کے زمانہ مین تنہا فقط ایک خدمتگار کے ساتھ شیر گڈہ کو میان داؤد کی زیارت کے لیے
چلا راستہ مین راہزن میرا راستہ روکتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس پرخطر جنگل مین تنہا کہان جاتے ہو مین جواب دیتا تھا
کہ میان شیخ ابو اسحاق کی خدمت سے آتا ہون اور میان داؤد کی ملازمت مین جاتا ہون سب لوگ میان کا نام سنتے ہی
میرے تابعدار ہوجاتے تھے اور دودھ دہی وغیرہ میرے لیے لاتے تھے اور راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت
ہوشیاری کے ساتھ جائیو اور میان داؤد کے نام کا ورد رکھیو کیونکہ یہانکے سب خاص وعام اونکے مرید ہین چنانچہ
مین بخیریت تمام میان کی خدمت مین پہونچا یہ قصہ تفصیل سے پہلے مذکور ہوچکا ہے تھوڑے دنون کے بعد میان نے

ہو مار مین تمام مشائخ اور اہل اللہ کا ذکر لکھدیا جنسے ولایت عرب اور عجم مین کرور ملاقات ہوئی تھی چنانچہ
میان عبد اللہ نے سب ملکون مین سیر کرکے اون تمام بزرگونکی ملازمت حاصل کی پھر اونکو گجرات اور دکن مین
مہدوی مذہب کے لوگونکی بہت صحبت رہی چنانچہ اونھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کرلیا پھر چندروز بیانہ مین
سکونت اختیار کی اور وہانکا حال مفصل سلیم شاہ کے ذکر مین پہلے مذکور ہوچکا ہے ہمیشہ گمنامی کے گوشہ مین سب
قیود اور تعلقات سے فارغ رہتے تھے شیخ علائی کے سبب سے سلیم شاہ کو مخدوم الملک نے بہکایا اور اوسکے اغوا سے
سلیم شاہ نے میان عبد اللہ کو بڑی ایذا دی اس سبب سے حضرت نے پھر مسافرت اختیار کی اور ہر طرف سیر کرتے
رہے آخر عمر مین دعوی مہدویت کو ترک کرکے سرہند مین گوشۂ عزلت اختیار کیا اور تمام مشائخ کی طرح سلوک
کی طریقہ کا برتاو کرتے تھے جب اکبر نے اونکے حجرہ مین عبادتخانہ بنایا تو اس تقریب سے میان عبد اللہ کا ذکر اونکے
سامنے مذکور ہوا چنانچہ اکبر نے اونکو سرہند سے بلایا تہا اونسے صحبت رکھتا تھا اور طرح طرح کی خبرین پوچھتا
تھا اونھون نے مہدوی مذہب سے انکار کیا اور کہا کہ اول مجکو ان مذہب والونکی صحبت اچھی معلوم ہوئی اس سبب سے
مین اس طرف مائل ہوگیا اب مجکو حق کھل گیا تو مین نے اوس مذہب سے توبہ کی پھر اکبر نے بڑی تعظیم سے اونکو رخصت
کیا سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے مین اکبر اٹک کو جاتا تھا جب سرہند مین پہونچا تو پھر اونکو بلایا اور کچھ مدد معاش کے لیے
زمین دینا چاہی اونھون نے توکل پر قناعت کرکے قبول نکیا اکبر نے خواہ نخواہ فرمان لکھوا دیا اونسے حکم کی تعمیل کرکے
فرمان لے لیا مگر توکل کا شیوہ نچھوڑا اور اوس زمین سے کچھ بحث نکی چنانچہ چندروز کے بعد مرگئے اونکے سارے عمل کا مدار
کتاب احیاء العلوم اور کیمیاے سعادت پر تھا مصنف صاحب لکھتے ہین جس سال مین الغ مرزا کی لڑائیان
ہو رہی تھین مین بھی حسین خان کے ساتھ تھا سرہند مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا کتاب احیاء اونکے سامنے
رکھی تھی اوسکے فوائد بیان کر رہے تھے محمود خان نام اونکا ایک یار جو سلیم شاہ کے زمانہ سے اونکا آشنا تھا اور
شیخ علائی کے جھگڑون مین شیخ مبارک نے سیف اللہ اوسکو خطاب دیا تھا پوچھنے لگا کہ دل کیا چیز ہے
اونھون نے جواب دیا کہ ہمسے دل تک ہزار منزل کا فاصلہ ہے اوس سے کیا پوچھتے ہو اخلاق کی باتین کرو پیچھے
کسی تقریب سے ایک بوڑھے مغل نے میر سید محمد جونپوری کا ذکر کیا اونھون نے کہا کہ جس زمانہ مین حضرت
میر سید جونپوری کا انتقال ہوا تھا مین فراہ مین موجود تھا اونھون نے مہدویت کے دعوی سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ مین مہدی موعود
نہین ہون اوسوقت محمود خان نے آہستہ کہا کہ میان عبد اللہ نے عجب کام کیا ہے شیخ علائی بیچارہ کو قتل کرا دیا پھر خود اس دائرہ سے باہر ہوگئے
میان عبد اللہ نے نوے برس برس کی عمر پاکر سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار مین انتقال کیا شیخ ابو الفتح گجراتی میر سید محمد جونپوری کے داماد ہین

کیا کرتے تھے جمیع علوم کے جامع تھے صوفیونکے طریقہ کا برتاو کرتے تھے ہمیشہ اللہ سے مشغول رہتے تھے جبتک اونسے کوئی کچھ نہ پوچھتا
تھا جواب نہ دیتے تھے ایک روز ایک نالائق آدمی اونکو استہزا مین ملا اور اونکے ایک ہنڈیا شیر برنج کی بھری ہوئی
سر پر رکھدی کہ میرے ساتھ لیچل یہ بلا انکار اوسکو اپنے سر پر رکھکر بازار مین ہوتے ہوے اوسکے گھر پہونچا آئے اوس دن سے
نفسانیت اونکے دل سے بالکل جاتا رہا اور اس صفت مین علماے رسمی سے ممتاز ہوگئے مصنف صاحب لکھتے
ہین کہ سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین مین اونکی ملاقات کو گیا تھا بعدازان مین نے شیخ فیضی سے جو قریب زمانہ مین ملک
الشعرائی کا خطاب پانے والا تھا یہ قصہ نقل کیا اوسکی عادت تھی کہ سب بزرگونکی مذمت کیا کرتا تھا۔ میرے روبرو اوسنے
شیخ کو برا کہنا شروع کیا مین خاموش ہو رہا اوسی شب مین یا دوسری شب مین مین نے خواب مین دیکھا کہ جنگل مین
ایک پرانا مکان ہے جسمین دو تین دیوارون سے زیادہ نہین ابوالفضل اوس مکان مین چلا گیا ہے اور شیخ اسحاق توپچیونکی
جماعت مین شریک ہوکر موافق اس معمول کے کہ ہر مہینہ کی پہلی شب مین بادشاہونکے دربارون مین بندوقین چھوڑا کرتے
ہین ایک بندوق ہاتھ مین لیے ہوئے میری طرف چھوڑ رہے ہین اور اوسکے شرارہ میرے گرد و پیش گرتے ہین مین یہ خواب
دیکھکر بڑا ہولناک اوٹھا اور دوسرے دن حضرت شیخ کی نذر کچھ لیگیا آپ نے قبول فرمائی وہ مین نے یہ سارا واقعہ بیان
بیان کیا اگرچہ بسبب ضعف کے آپ مین بولنے کی طاقت نہتھی مگر میرے واسطے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگی شیخ سعد اللہ اور شیخ منور
وغیرہ لاہور کے بڑے نامی علما اونکے شاگرد ہین جوانی کی عمر مین اونکو شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ جب پڑھانے سے فارغ
ہوتے باز اور جرہ وغیرہ لیکر شکار کو چلے جاتے تھے اور پیادہ پا جنگل مین پھرا کرتے تھے سن شریف حضرت کا سو برس سے
متجاوز ہوا سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین آپ نے انتقال فرمایا شیخ سعد اللہ نحوی اسرائیل یہ شیخ فیاض کے
شاگرد تھے بہت سی مختلف کیفیتین انپر طاری ہوئین ابتداے حال مین متشرع تھے یکبارگی سب پابندی چھوڑکر
فسق و فجور مین مبتلا ہوگئے اور ایک ڈومنی سے تعلق پیدا کیا سفید داڑھی لیے ہوئے بازار مین آوارہ پھرتے تھے ؎
زین پیش گرچہ خلق گرفتے زما سبق ٭ عشق آمد و نماند نشانے زما سبق ٭ اوس حال مین بھی یہانکے لوگ اونکے بڑے
معتقد تھے اور اونکو ولی سمجھتے تھے اور اوسوقت مین بھی درس اونکا جاری تھا جو کچھ مال و اسباب اونکے پاس تھا
سب اوس معشوقہ کے عشق مین لٹا دیا ایک شب اوسکے ساتھ شراب پی رہے تھے ایک جماعت محتسبونکی مع بہت سے
طالبعلمون کے جو حضرت کے شاگرد تھے دیوار کود کر مکان مین داخل ہوئے اور سب آلات فسق و فجور کے توڑکر یہ ارادہ کیا
کہ اونکو تعزیر دین آپ نے وہی بات جو کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی پیش کی کہ اگر مین نے ایک گناہ کیا ہے
تمنے کئی حرکتین خلاف شرع واقع ہوئین اور تم میری نسبت زیادہ تعزیر کے لائق ہو کیونکہ میرے حال کا تجسس

اس عالم فانی سے ملک بقا کیطرف سفر کیا اوسی زمانہ مین پنجاب مین وباے عام ہوئی اور تین چار مہینہ کے عرصہ مین اکثر
حضرت کے خلیفون اور گھر کے آدمیون نے قریب پچاس ساٹھ آدمیونکے وفات پائی عام مریدونکا کچھ حساب نہین اسی
عرصہ مین میان عبدالوہاب کا بھی جنکو میان باپو کہتے تھے انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق نے بھی رحلت کی بعد ازان
میان شیخ عبداللہ حضرت کے صاحبزادہ سجادہ نشین ہوئے چند روز کے بعد اونکا بھی انتقال ہو گیا اونکے بعد اب شیخ معالی سجادہ
نشین ہین **شیخ رکن الدین** یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادہ ہین گنگوہی نواحی تھانیسر مین ایک
قصبہ ہے یہ بڑے ولی کامل تھے اور انکے کمالات انکے رشد سے ظاہر ہوتے تھے تصوف مین اونکو بڑا ملکہ تھا کسی
مجبوری سے کسی امیر کے گھر جاتے تھے ورنہ اپنے گوشۂ قناعت مین متوکل بیٹھے رہتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ جس زمانہ مین بیرام خان کی بغاوت برپا تھی اونھین دنون مین دہلی مین شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس
مین مین نے اونکی ملازمت حاصل کی تھی **میان مصطفی گجراتی** اصل اونکی بوہرہ کی قوم سے ہے میر سید محمد
جونپوری کے ایک مرید کے مرید ہین اور اونھین کے فیض سے میان مصطفی نے طریقہ فقر و فنا کا اختیار کیا اور آخر
عمر تک اسی طریقہ پر قائم رہے جس زمانہ مین اکبر نے ولایت بنگالہ کو تسخیر کر کے ولایت پٹنہ سے مراجعت کی اور اجمیر کو گیا
اونھین دنون مین آصف خان ثانی میر بخشی گجرات سے اکبر کے حکم بموجب اونکو بھی ہمراہ لایا ایک شب اکبر صحن دیوانخانہ
مین سب عالمونکو جمع کر کے شیخ مصطفی سے مہدویت کے مسئلہ کی تحقیق کرتا تھا اور رد و جواب دیتے تھے اوسوقت
مناظرہ کا بڑا طول ہو گیا حاجی ابراہیم سرہندی اپنی کج خلقی کیوجہ سے بڑی بیہودہ گفتگو کرتا تھا جس سے شیخ کو
بڑا رنج ہوتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کتاب شرح گلشن راز جو شیخ محمد لاہجی کی تصنیف ہے وہ
[illegible]ہ میر سید محمد کے مرید تھے جنھون نے اپنے زمانہ مین مہدویت کا دعوی کیا تھا اوسکے مطالب مین نے بڑی تفصیل سے
بیان کئے اور چونکہ وہ مطالب شیخ کے مدعا کے خلاف تھے اسواسطے ضرور اونکو کچھ مجھسے رنج ہوا ہوگا پھر جب بادشاہ
فتحپور مین آیا تو اوسنے شیخ کی نسبت حکم دیا کہ چند روز خواجہ عبدالصمد مصور شیرین قلم کے مکان پر رہین وہان
[illegible]کر مین نے اپنی تقصیرونکی عذر خواہی کی حضرت کو ضعف بہت تھا اوسی مجلس مین اونھون نے طشت منگا کر
[illegible]ت سا خون تھوکا بعد ازان اونھون نے گجرات کی رخصت پائی غالباً راستہ مین ہی یا وطن مین پہنچکر
[illegible]قال کیا یہ واقعہ ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین ہوا انکے مکتوبات بھی موجود ہین جنسے غربت اور فنا کی بو ٹپکتی ہے
[illegible]خ اسحاق کاکو لاہوری انکے باپ کا نام شیخ کاکو تھا لاہور کے آدمی انکی ولایت کے بڑے معتقد تھے یہ عالم
[illegible]حر اور متوکل اور متشرع تھے ہرگز کسی دنیادار کے گھر نجاتے تھے اور کسی سے حاجت نچاہتے تھے ہمیشہ درس کہا

وفات کے بعد اونکے قائم مقام ہوئے برسوں تک بدایون مین درس و افادہ فرمایا اونکے شاگردون مین بھی بڑے بڑے نامی عالم ہوئے دور دور سے لوگ اونکی ملازمت مین آیا کرتے تھے آخر حال مین جذبہ اونپر غالب ہوا مجلس سماع مین حاضر ہوا کرتے تھے اور جب بہت بیتاب ہی ہو جاتے تھے تو چند قدم چلتے تھے کچھ وجد اور رقص نہوتا تھا پھر سالا حول پڑھکر اپنے مقام پر لوٹ آتے تھے بے تکلف ایسے تھے کہ اپنے گھر کا روزمرہ سودا لینے کیواسطے پیادہ پا بازار کو چلے جاتے تھے اور وہان سے خود ہی اوٹھا کر گھر کو لے آتے تھے راستہ مین طالبعلمون کو سبق بھی پڑھاتے آتے تھے ہرچند طالبعلم کہتے تھے کہ یہ خدمت ہم بجا لاوین آپکو تکلیف کی ضرورت نہین مگر آپ قبول نفرماتے تھے اونکی صورت سے فقر و فنا ٹپکتا تھا اگرچہ اونکو بزرگون سے اجازت تلقین اور ارشاد کی اور خط خلافت کا حاصل تھا مگر وہ کسیکو مرید نکرتے تھے اور اس امر سے بہت احتراز کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اونسے علم کلام مین شرح صحائف اور اصول فقہ مین تحقیق پڑھتا تھا اور بڑی بڑی استعداد کے طالبعلم سبق مین شریک تھے اور طرح طرح کے دقیق اشکال پیش کرتے تھے مگر مین نے کبھی نہین دیکھا کہ اونکو کتاب کے مطالعہ کی بھی ضرورت ہوئی ہو اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اب اونکی نوے برس کی عمر ہے شیخ جلال الدین قنوجی یہ ایک مجذوب سالک تھے انکے باپ دادون نے ملتان سے آکر قنوج مین سکونت اختیار کی تھی ابتدا مین وہ سالک تھے بعد ازان جذبہ غالب ہو گیا تھا مگر اوس حال مین بھی اتباع شریعت مین ثابت قدم تھے کبھی کبھی جو حال اون پر غالب ہوتا تھا تو اپنے مُنھ کو سیاہ کرکے اور پلنگ کا جھلونگا گردن مین ڈال کر بازارون مین چلاتے پھرتے تھے اس قسم کی بہت سی حرکتین اونسے سرزد ہوتی تھین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اونکی ملازمت مین حاضر ہوا وہ اوسوقت محلہ کی مسجد مین جمعہ کی نماز پڑھ چکے تھے جب مین پہونچا تو اپنے باپ دادونکی قبرونکی جو اوس مسجد کے صحن مین تھین زیارت کرنے لگے ایک خادم اونکے ساتھ تھا ایک ایک قبر پر جدا جدا فاتحہ پڑھتے تھے پھر وہانسے لوٹے تو اوس خادم سے ایک فرائض کا مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارث چھوڑے تو ہر ایک کو اوس ترکہ مین سے کتنا کتنا ملیگا اوسنے جواب دیا کہ بیٹی ایک حصہ اور بیٹا دو حصہ پاویگا اس مسئلہ کو اچھی طرح سُنکر وہان سے چلدیے کچھ زبان سے نکہا پھر معلوم ہوا کہ بعضی حدیثون مین جو آیا ہے کہ اگر کوئی شخص علم فرائض کا مسئلہ مقبرے مین پڑھے اور اوسکے سہامونکی تقسیم بیان کرے تو سب اہل قبور کی مغفرت ہوجاتی ہے شیخ کا اسی پر عمل تھا اور ہر جمعہ کو اونکا یہی معمول تھا شیخ کپور مجذوب گوالیاری یہ حسینی سید تھے

سر کیے بے اذن دیوار کود کر میرے مکان مین داخل ہوئے یہ سُنکر وہ سب لوگ نادم ہوئے اوسیوقت سے حضرت
نے بھی سب گناہون سے توبہ کی اور کتاب احیاء العلوم کو اپنا دستور العمل بنایا عبادتین اور ریاضتین شروع
کین اور کتابین بھی بہت تصنیف کین اونمین سے امام غزالی کی جواہر القرآن پر ایک شرح ہی ایک مرتبہ اونکو
اکبر نے خلوت مین بلاکر پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہے آپ نے صاف کہدیا کہ مین اپنی قوم کا کالستھ ہون یہ بے تکلفی
اونکی اکبر کو بہت پسند آئی اور مدتون تک اونسے صحبت رکھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اول مرتبہ
اونسے لاہور مین ملاقات کی تھی کسی تقریب سے ملتان کی ویرانی اور لاہور کی آبادی اور لنگاہ کے بادشاہونکا
قصہ خصوصًا سلطان حسین کا حال اس خوش تقریری سے اونھون نے بیان کیا کہ مین نے یہ شیرینی کسیکے
کلام مین نہ پائی کبھی کوئی سائل اونکے دروازہ سے محروم نگیا اگرچہ کوئی تجارت یا زراعت کا شغل اونکو نتھا
نہ بادشاہ کی طرف سے کوئی مدد معاش مقرر تھی مگر سخاوت اونکی ایسی تھی کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ اتنا روپیہ کہان
سے آتا ہے اسی برس کی عمر مین اونھون نے اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا ہزارون آدمی اونکے جنازہ کے
ساتھ تھے اور تبرک سمجھکر اونکی نعش کو اپنے سر اور کندھون پر رکھتے تھے میان شیخ عبد اللہ بدایونی
یہ بھی بڑے بزرگون مین سے تھے بچپن مین بوستان کا سبق پڑھتے تھے جب اس شعر پر پہونچے ع محال ست
سعدی کہ راہِ صفا ٭ توان یافت جز در پئے مصطفےٰ ٭ تب اونھون نے معلم سے پوچھا کہ اس شعر کا ترجمہ ہندی
زبان مین اچھی طرح سمجھا دو اوسنے کہا کہ تمکو اس سے کیا کام آگے چلو حضرت نے کہا کہ جبتک مین اسکا مطلب
اچھی طرح نہ سمجھلونگا ہرگز آگے نہ پڑھونگا تب اوستاد نے مطلب بیان کیا تب انھون نے پوچھا کہ محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اونکی تعریف بیان کرو تب اوستاد نے حضرت کے حالات اور بعض معجزات بیان
کیے شیخ عبد اللہ پر یہ سنتے ہی ایک جذبہ طاری ہوا کپڑے پھاڑ کر کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا شروع کیا جب
مان باپکو خبر پہونچی تو دوڑے آئے اور سمجھے کہ اب یہ اسکا حال نہ بدلیگا مجبور ہوکر بیٹے سے ہاتھ اوٹھایا حضرت
نواحی سامانہ سے جو انکے باپ دادونکا قدیم مسکن تھا دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان اونھون نے فقہ اور
قرآن پڑھنا شروع کیا اور وہان اونھون نے بڑے بڑے علما اور مشائخ کی خدمت کی پھر میان شیخ عبد الباقی
چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور کچھ ذکر اور شغل کا طریقہ اونسے سیکھا پھر شیخ صفی خیرآبادی
وغیرہ اور اور مشائخ کی خدمت مین گئے اور بہت سی ریاضتین اور مجاہدے کیے علم اونھون نے اکثر نامی عالمون
سے حاصل کیا خصوصًا میان شیخ لادن دہلوی اور میر سید جلال بدایونی سے بہت سا پڑھا اور اونکی

مجاہدہ بھی انھون نے بہت کیے تھے چنانچہ غذا اونکی جو کی روٹی جلی ہوئی سوکھی اور کڑوی گھاس ہوتی تھی کسی مین
اوسکے کھانے کی طاقت نتھی شریعت کی اتباع مین بڑے ثابت قدم تھے پانچون وقت عین تیش خانہ شیخ ابوالفضل
مین بادشاہ کے دربار مین اذان کہی تھی کچھ کسیکا خوف اونکو نتھا خوارق اونکے بہت مشہور ہین اون مین سے
ایک یہ ہے کہ گول کاغذ کترکے جلتی ہوئی انگیٹھی مین ڈال دیتے تھے اور وہان سے اشرفیان نکال کر سب حاضرین
مجلس کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر اونکو کسی حجرہ مین بند کرکے مقفل کردیا جاتا تھا تو وہ دوسری جگہ ظاہر
ہوجاتے تھے ایک مرتبہ گجرات سے لاہور مین آئے تھے وہان جاڑون کے موسم کے میوہ گرمیون مین اور گرمیون کے موسم کے
میوہ جاڑون مین لوگونکو دیتے تھے وہان کے علما خصوصًا مخدوم الملک اونسے متعرض ہوئے اور کہا کہ ضرور
یہ میوہ لوگونکے باغونکے ہونگے کہ بے اونکی اجازت کے انپر تصرف کیا جاتا ہے انکا کھانا حرام ہے آخر حضرت
وہانسے رنجیدہ ہوکر کشمیر کو چلے گئے علی خان وہانکا حاکم اونکا بڑا معتقد ہوا اور اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کردیا
جب دیکھا کہ انکے ٹھہرنے کا کچھ اعتبار نہین تب طلاق دلواکر گھر لیا اور وہان سے حضرت تبت کو گئے
وہان بھی اونسے بہت خوارق ظاہر ہوئے غرض حضرت سے گجرات اور ہند اور کشمیر اور تبت مین بڑے
بڑے تصرفات ظہور مین آئے مگر جہان جاتے تھے وہین کے آدمی اونکے دشمن ہوجاتے تھے تو مجبور ہوکر
اوس ملک سے دوسرے ملک کو چلے جاتے تھے اول مرتبہ جو اکبر کشمیر سے کابل کو جاتا تھا تو حضرت نے
اوس سفر مین آکر اکبر سے ملاقات کی اکبر نے اونکی محافظت کے لیے موکل مقرر کردیے اور جب اکبر کی
ملاقات کو آتے تھے تو وہ ایک پیالہ زرین مین مشک اور کافور اور بہت سی خوشبو مین ڈال کر تحفہ پیش
کیا کرتا تھا اور ہرچند کہتا تھا کہ ہمسے کچھ نقد روپیہ یا جاگیر قبول کیجیے تو آپ جواب دیتے تھے کہ روپیہ اپنے
احدیون کو عنایت کرو وہ بہت بدحال ہین مین کیا کرونگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ
قلیچ خان کے ہمراہ حضرت سے تشخانۂ ابوالفضل مین کہ حضرت اوسکی حراست مین تھے ملاقات کی اوسکے
بالاخانہ پر بیٹھے ہوئے نقاب مُنھ پر ڈالے ہوئے کتابت کر رہے تھے اور ایک شخص سے کہتے تھے کہ یہ قلیچ خان
ہے جو کہتا تھا کہ مین قلیچ تمہارا بندہ اور خدمتگار ہون ہمیشہ سے مُنھ چھپانے کی اونکو عادت تھی اور کہتے ہین
کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جاوین تو اونھین کوئی نہ پہچانے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے ایک معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ کشمیر مین اکبر نے شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کو
بھیجا اور اونھون نے اکبر کے اشارہ کے بموجب کہا کہ اگر آپ اس نقاب کو اوٹھالین تو ہم بھی آپکے

ابتدائی حال مین سپاہ گری کیا کرتے تھے ایکبارگی نوکری کو چھوڑ کر سقائی شروع کی بداؤنکی بیوہ عورتونکو پانی پہونچایا کرتے تھے اور بلا اجرت ہر شخص کو پانی پلاتے تھے یکایک جذبہ غالب ہوا اور سب کاروبار اپنا ترک کردیا کسی سے کچھ بات نکرتے تھے اور اپنے حال مین محو رہتے تھے گوالیار کو بازار کے سرے پر اپنی سکونت کے واسطے ایک جگہ مقرر کرلی تھی ہمیشہ سر نیچے ڈالے ہوئے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے اگر حاضرین مجلس کو کوئی خطرہ دل مین گذرتا تھا تو مجذوبونکی طرح اپنی بڑ مین اوسکا جواب دیدیتے تھے جس سے وہ اچھی طرح حل ہوجاتا تھا اور اکثر غیب کی خبرین بیان کیا کرتے تھے راتونکو جاگا کرتے تھے کبھی روتے تھے کبھی ہنستے تھے بہت معتبر آدمیون سے سُنا ہے کہ ولایت سے ایک سید آیا تھا اور اوسنے حضرت سے سیادت کی دلیل مانگی تھی آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی اور اوس سید کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ آؤ ہم تم دونون آگ مین کود پڑین ۔ تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد سید بیچارہ ڈر گیا اور شیخ آگ مین کود پڑے اور پھر سلامت نکل آئے اس قسم کی بہت سی خوارق اونکی مشہور ہین اور سب لوگ اون پر اتفاق رکھتے ہین شیخ اوسی جذبہ کے حال مین ایک مرتبہ نعرہ مار کر مار کہتے ہوئے دوڑے یہانتک کہ دروازہ کی چھت سے گر کر مر گئے یہ واقعہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین ہوا شیخ فیضی نے شیو مجذوب اونکی تاریخ نکالی شیخ الہ بخش گڈہ مکٹیسری گڈہ مکٹیسر گنگا کے کنارہ ایک قصبہ ہے یہ حضرت چالیس برس تک سجادۂ فخر پر مسند نشین رہکر مریدونکی تعلیم مین مشغول رہے بڑے متوکل تھے اور اونکی صحبت مین خدا یاد آتا تھا ستر برس کی عمر مین سنبھل کی سیر کے لیے گئے تھے وہان ایک بڑھیا جو شیخ پنجو مرحوم سنبھلی کیخدمت کیا کرتی تھی اور بڑی عابدہ اور زاہدہ تھی ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھی پینتیس برس سے بے شوہر تھی اور سوائے دودہ کے اور کچھ نکھاتی تھی وہ غائبانہ حضرت کی بڑی معتقد تھی اور اوسنے التماس کیا کہ مجکو بھی خدا کا راستہ بتلائیے حضرت نے فرمایا کہ جب تک تو پیروی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرکے کسیکی نکاح مین نہ آجاویگی یہ بات کہنا تجکو فضول ہے فی الحال وہ محفہ مین سوار ہوکر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئی اور آپ کے نکاح مین آگئی تھوڑے دنون مین دونون نے ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے ایک دوست سید محمد قاسم کے ساتھ جو دہلی کے نامی سیدون مین سے تھے اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا مین نے اونکو بڑا خوش مجلس اور خوش تقریر پایا جب طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے کے لیے لائے تو آپ نے فرمایا کہ اوس سید سے ابتدا کرو شیخ عارف حسینی یہ شاہ اسمٰعیل صفوی کی اولاد مین ہین بڑے عامل تھے اور ریاضتین اور

چشد آن مرشد کامل ہ اونکی وفات کی تاریخ ہو شیخ حمزہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ملک آدم کا کے پوتے ہین
جو سلطان سکندر اور ابراہیم لودی کے امیرون مین سے تھا ہمیشہ اپنے دادا کی قبر پر مجاور بنا بیٹھا رہتا تھا
ملک آدم کی قبر دو قبرون کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبی تھی جذبہ قوی اون پر طاری تھا قد اونکا بہت بلند
تھا اور اونکے چہرہ پر بڑی ہیبت تھی کبھی کبھی شہر مین بھی سیر کے لیے آیا کرتے تھے اور شیر کی طرح جھومتے ہوئے
چلتے تھے اور بہت سی اینٹ پتھر ہاتھ مین اوٹھا کر ہر طرف پھینکتے جاتے تھے مگر کسیکو اوس سے ایذا نہین
پہونچی تھی اور بہت سی عزیز عزیز کی حرکتین اونسے صادر ہوتی تھین ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے
جس کسیکو لائق سمجھتے تھے اوسیکو بلا کر کچھ گفتگو کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین اسیطرح مجھسے
بھی کچھ گفتگو اونھون نے کی اکثر آدمی اونکی حرکت دیکھکر بھاگ جاتے تھے اور اونکے پاس نہ پھٹکتے تھے
شیخ پیرک یہ بھی لکھنوی ہین گومتی ندی کے کنارہ جنگل مین آبادی سے بہت دور ایک ایسے غار مین رہتے
تھے کہ آدمیون کو اونکا پتا مشکل سے ملتا تھا ہر ہفتہ مین ایکبار جمعہ کی نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے ایک بڑھیا اونکے
گھر رہتی تھی وہ خشک روٹی اور کچھ اوس بیری کے بیر جو اونھین کی بوئی ہوئی تھی اونکی غذا کے لیے لے جایا کرتی
تھی اگر کوئی شخص بڑی مشقت اوٹھا کر اونکی ملاقات کے لیے جاتا تھا تو وقت معین پر حجرہ سے باہر نکلکر خاموش
بیٹھ جاتے تھے کچھ گفتگو نکرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین حسین خان لکھنو کا حاکم تھا تو مین
بھی اپنے ایک دوست عبد الرحمن نامے کے ساتھ جو حسین خان کا خلیفہ تھا اونکی ملاقات کے لیے گیا تھا ایسے
ضعیف تھے کہ فقط ایک پوست اور استخوان باقی تھا اور اوس غار سے بڑے بڑے سانپ منھ نکالے تھے
حاضرین مین سے ایک شخص نے ڈر کر اونکو اپنے عصا سے مارنا چاہا آپ نے منع کیا اور کہا کہ انھون نے
تمھارا کیا بگاڑا ہے آخر کو معلوم ہوا کہ تیس برس سے زیادہ مدت ہو گئی تھی کہ حضرت اوس غار مین رہتے تھے
اور وہ سانپ اونسے مانوس تھے کسیکو کچھ ایذا نہ پہونچاتے تھے رخصت کیوقت حضرت نے خشک روٹی کا ٹکڑا
جو کئی دن کی پکی ہوئی تھی اور کچھ میوہ کھا ہوا میوہ جو اوسوقت موجود تھا سب حاضرین مجلس کو دیا اور اوس
میرے دوست نے کچھ روپیہ بطور تحفہ کے پیش کیے آپ نے قبول نکیے چند روز کے بعد اونکا انتقال ہو گیا
شیخ محمد حسین سکندری سکندرہ میان دوآب مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب ذوق وحال
تھے اور سارے تعلقات سے آزاد ہو گئے تھے مخلوق سے علیحدہ ایک گوشہ مین چھپے ہوئے رہتے تھے بچپن ہی سے
گوشہ نشینی اختیار کی تھی ہمیشہ عبادت کیا کرتے تھے کبھی کسیکے گھر نجاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ

جمال مبارک کی دیدار سے مشرف ہون آپ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فقیرون کو تم بہت مت ستاؤ
حکیم ابوالفتح کے مزاج مین شوخی اور گستاخی بہت تھی ہاتھ بڑھا کر حضرت کی نقاب اوٹھانے لگا آپ نے فرمایا
کہ معاذ اللہ مین مجذوب اور معیوب نہین ہون تو میرا منھ دیکھ لو نقاب اوتار کر زمین پر ڈال دی اور فرمایا کہ
حکیم تو نے میرا منھ تو دیکھ لیا مگر اسکا نتیجہ انشاء اللہ تعالی دو ہفتہ کو دیکھیگا چنانچہ پندرہ روز نگذرے تھے کہ اوسی سفر مین
حکیم نے اسہال کبدی کے مرض مین انتقال کیا اس قسم کے خوارق آپ کے حد شمار سے باہر ہین ایک روز اکبر نے
اون سے کہا کہ یا تم ہمسے ہو جاؤ یا ہمکو اپنا سا کر لو آپ نے فرمایا کہ ہم نامراد لوگ تمسے کیونکر ہو سکتے ہین اگر تم
ہمسے ہونا چاہو تو آؤ ہمارے برابر آنکر بیٹھ جاؤ میر سید علاؤالدین اودہی انکو بڑے مقامات عالیہ
حاصل تھے اور کرامتین انکی کھلی ہوئی تھین گویا خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے خوارق
اونکے بہت مشہور ہین کبھی کبھی حقائق اور معارف کے مضمونون کو نظم کیا کرتے تھے یہ مطلع اونکا بہت مشہور ہے
؎ ندانم آن گل خندان چہ رنگ و بو دارد ✤ کہ مرغ ہر چمنی گفتگوی او دارد ✤ اور ایک ترجیع بند اونھون
نے لکھا ہے کہ جسکے بند کا شعر یہ ہے ؎ کہ بحشمان دل مبین جز دوست ✤ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ✤ شیخ
عراقی نے بھی اسی زمین مین یہ شعر لکھا تھا ؎ کہ جہان صورت ست معنی دوست ✤ ور بمعنی نظر کنی
ہمہ اوست ✤ اور کسی اور نے یہ لکھا ہے ؎ کہ جہان پر توست از رخ دوست ✤ جملۂ کائنات سایۂ
اوست ✤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یون کہا تھا ؎ پوست مغز جہان جہان ہمہ پوست ✤
خود چہ مغز و چہ پوست چون ہمہ اوست ✤ اونکی صحبت کے فیض سے بہت لوگ ولی کامل ہو گئے
اونمین سے ایک حضرت کے صاحبزادہ سید ماہرو ہین جنھون نے بالکل آپ کے قدم پر قدم
رکھا تھا دوسرے سید علی ملہری جو بڑے صاحب حال تھے اور ہمیشہ مخلوق سے چھپے ہوئے
علیحدہ رہتے تھے فقر اور غربت اونکے چہرہ سے ٹپکتا تھا تصوف مین اونکی تقریر نہایت عمدہ تھی ✤
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی حسین خان کے ساتھ کانت گولہ کو جو توابع سنبھل مین ہے
اونکی ملازمت مین حاضر ہوا اور اونکی صحبت کا فیض اوٹھایا ہمیشہ میر سید علی دعا مانگا کرتے تھے
کہ اے اللہ مجکو شہید کیجیو چنانچہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت حضرت کے گھر مین چور آئے اور بڑا
شور مچا اگرچہ آپکی عمر نوے برس کی تھی ایک لوہے کا گرز لیکر اللہ اللہ کہتے ہوئے مقابل ہوئے
اور کئی آدمیونکو جہنم مین پہونچایا آخر کو ایک تیر اونکے بھی لگا شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے مین ہوا

یہ میان عزیز اللہ طلنبی کے شاگرد ہین اوس زمانہ مین ایسا عالم کوئی جامع معقول اور منقول نتھا
خصوصاً کلام اور اصول اور فقہ اور عربیت مین بے نظیر تھے مشہور ہے کہ شرح مفتاح اور مطول
اونھون نے اول سے آخر تک چالیس مرتبہ پڑھائی تھی اور کتب منتہیانہ بھی علی ہذا القیاس مخدوم الملک
کو کہا کرتے تھے کہ علم محاضرات مین اپنا ثانی نہین رکھتا ملا علاء الدین لاری شرح عقائد نصفی پر
ایک حاشیہ بڑے دعوی سے لکھکر اونکے پاس لیگئے تھے اونھون نے اوسپر اسقدر اعتراض کیے
کہ ملا علاء الدین کو کچھ جواب نہ بن پڑا فقہ مین گویا امام اعظم ثانی تھے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت
کرتے تھے صلاح و تقوی مین کامل تھے باوجود ان کمالات کے مسند جاہ و جلال پر بھی متمکن تھے مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ بیرم خان خانخانان کے زمانہ مین ایک مرتبہ پانچ برس کے بعد میان کی ملازمت
مین حاضر ہوا اور شیخ مبارک کا لکھا ہوا ایک استفتا مین نے اونکے ہاتھ مین دیا اوس زمانہ مین
مین شیخ مبارک سے بھی تلمذ کرتا تھا اول میان نے میرے اس زمانہ مفارقت کا حال پوچھا پھر دریافت
کیا کہ شیخ مبارک کی مولویت کیسی ہے مین نے بیان کیا کہ ملائی اور تقوی اور فقر اور مجاہدہ اور امر معروف
اور نہی منکر مین بے نظیر ہین واقعی اوس زمانہ مین شیخ ان امور کے بڑے پابند تھے میان نے کہا
ہان ہمنے بھی اونکی بڑی تعریف سنی ہے لیکن مشہور ہے کہ مہدوی مذہب ہین یہ کیسی بات ہے مین نے
کہا کہ میر سید محمد جونپوری کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہین مہدویت کے قائل نہین میان نے کہا ہان میر کے کمالات
مین کیا شک ہے اوس مجلس مین میر سید محمد میر عدل بھی جو میان کے شاگرد تھے موجود تھے اونھون
نے کہا کہ پھر اونکو مہدوی کیون کہتے ہین مین نے کہا کہ وہ سب کو امر معروف نہی منکر کرتے رہتے
ہین اسوجہ سے لوگون نے اونھین یون مشہور کر دیا ہے اونھون نے کہا کہ ایک مرتبہ میر عبد الحی خراسانی
جسکو چند روز کے لیے صدارت کا منصب بھی برائے نام ملگیا تھا خانخانان کے سامنے شیخ کی مذمت
بیان کرتا تھا اوسکا سبب تمکو معلوم ہے مین نے کہا کہ شیخ نے اونکو وعظ اور نصیحت مین ایک
رقعہ لکھا تھا اور اوسمین یہ بھی لکھا تھا کہ مسجد مین آکر نماز جماعت کے ساتھ پڑھا کرو یہ امر اونکو ناگوار
ہوا اور یہ گمان کیا کہ شیخ مہدوی مذہب ہین اور مجکو رافضی سمجھتے ہین اوسوقت میر سید محمد نے
کہا کہ یہ استدلال میر کا اپنے رفض پر اس مقدمہ پر موقوف ہے کہ تم نماز جماعت کے ساتھ نہین
پڑھتے ہو اور جو کوئی جماعت کے ساتھ نماز نہین پڑھتا وہ رافضی ہے حالانکہ کبری اوسکا ممنوع ہے

۹۷۴ھ نوسو چوہتر مین مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا تھا مجھسے اونھون نے پوچھا کہ خواجہ حافظ رح کے اس شعر کے کیا معنی ہین ؎ عفو خدا بیشتر از جرم ماست ✢ نکتہ سربستہ چہ گوئی خموش ✢ مین نے اونسے پوچھا کہ اسمین اشکال کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب خود ہی نکتہ سربستہ کہدیا تو اورونکو خموشی کا حکم کیون ہے تب آپ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سب گناہ خدا کے ہی پیدا کیے ہوئے ہین اور یہ کہنا قدم حد ادب سے آگے بڑھانا ہے مین یہ سنکر چپ ہو رہا اسیطرح اس آیت مین تاویل کرتے تھے ✢ ق اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ✢ کہتے تھے کہ حتی انتہا غایت کے لیے ہوتا ہے اور یہان انتہاے غایت کی گنجایش نہین شاید یہ انتہا کاف خطاب کے لحاظ سے ہوگی خدا جانے اس سے اونکی کیا مراد تھی

شیخ عبد الواحد بلگرامی بلگرام نواح قنوج مین ایک قصبہ ہے یہ بڑے صاحب فضائل و کمالات تھے ریاضت اور عبادت بہت کرتے تھے اور سب اخلاق حمیدہ اونکی ذات مین موجود تھے ابتدائے زمانہ مین کچھ ہندی راگ گایا کرتے تھے اور خود بخود حال لیا کرتے تھے اب چند روز سے اونھون نے یہ بھی چھوڑ دیا تھا اور نزہۃ الارواح کی ایک شرح اونھون نے بڑی محققانہ لکھی ہے اسیطرح صوفیونکی اصطلاح مین بہت سے رسالہ لکھے ہین اونھین مین سے سنابل نامے ایک کتاب ہے اگرچہ مرید کسی اور کے ہین مگر اونھون نے شیخ حسین سکندری سے بہت سا فیض پایا ہے ہر سال بلگرام سے اونکے عرس مین شریک ہونے کے لیے سکندرہ کو جایا کرتے تھے مگر اب اونکی بینائی مین ضعف ہوگیا ہے اسوجہ سے جانا موقوف کر دیا قنوج مین سکونت اختیار کی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ۹۷۳ھ نوسو تہتر مین لکھنو سے بلگرام مین پہونچا رات کو وہ میری عیادت کے لیے آئے تھے یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور کہنے لگے یہ سب عشق کے پھول ہین اتفاقاً شیخ عبد اللہ بھی اوسی روز بدایون سے آگئے تھے مین نے ان دونو کی صحبت کو بہت غنیمت جانکر اوس شب کو شب قدر کے برابر سمجھا حضرت شعر بھی خوب کہتے تھے چنانچہ راجہ نامے ایک معشوق کی تعریف مین یہ کہا ہے ؎ ای کردہ خیال تو بہ تخت دل ما جا ✢ ہرگز نبود در دل ما غیر ترا جا ✢ وله مرو بجنگ چو اول بصلح آمدۂ ✢ دمی بہ لطف نشین تا ز خویش برخیزم ✢

اکبر کے زمانہ کے عالمون کا ذکر

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس مقام پر مین نے اون عالمون کا ذکر لکھا ہے جنسے خود تلمذ کیا ہے یا ملازمت حاصل کی ہے ورنہ فضلا اوس زمانہ کے حد حساب سے باہر ہین میان حاتم سنبھلی

کتابین بھی اونھون نے بہت تصنیف کی تھین اونمین سے ایک کتاب شمت نبوۃ الکبی
کی شرح بھی اونکی مشہور ہے ہمایون نے اونکو محدث الممالک اور شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا شریعت
کی رواج دینے مین بہت کوشش کرتے تھے سُنّی متعصب تھے بہت سے رافضیون اور ملحدون کو اونھون نے
قتل کرایا اور روضۃ الاحباب کے تیسرے دفتر کو کہتے تھے کہ میر جمال الدین محدث کا نہین ہے جس سال
گجرات کی فتح ہوئی ہے وہ فتحپور مین دیوانخانہ عالی کے وکیل تھے اور وہ زمانہ اونکے عین جاہ وجلال کا
تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اوس زمانہ مین پنجاب سے لوٹ کر آیا تھا حاجی سلطان
تھانیسری اور شیخ ابوالفضل کے ساتھ جو اِس زمانہ مین نوکر نہین ہوئے تھے اونکی ملاقات کو گیا
اور روضۃ الاحباب کا تیسرا دفتر اونکے سامنے رکھا تھا اور کہتے تھے کہ دیکھو ولایت کے مقتداؤن نے
دین مین کیسی کیسی خرابیان ڈالین اور وہ شعر دکھلایا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت مین لکھا
تھا ؎ ہمین بس بود حق نمائی او + کہ کردند شک در خدائی او + اور کہا کہ دیکھو رفض سے بھی نوبت گذر گئی
اور حلول کو مرتبہ پر پہونچی مین نے یہ دل مین ٹھانی ہے کہ اس جلد کو شیعون کے سامنے جلا دونگا مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین ایک مجہول آدمی تھا اور پہلی ہی ملاقات تھی دلیری کرکے مین نے کہا کہ یہ شعر
اوس بیت کا ترجمہ ہے جو امام شافعی سے منسوب ہے ؎ لَوْ اَنَّ الْمُرْتَضٰی اَبْدٰی مَحَلَّہٗ + لَصَارَ النَّاسُ طُرًّا
سُجَّدًا لَّہٗ + کَفٰی فِیْ فَضْلِ مَوْلَانَا عَلِیٍّ + وُقُوْعُ الشَّکِّ فِیْہِ اَنَّہُ اللّٰہُ + یہ سنکر میری طرف کو
تیز نظر سے دیکھا اور پوچھا کہ اس شعر کو تمنے کہان سے نقل کیا ہے مین نے کہا کہ شرح دیوان امیر سے
تب اونھون نے کہا کہ قاضی میر حسین میبذی شارح دیوان بھی رفض سے متہم ہے مین نے کہا یہ بحث
دوسری ہے شیخ ابوالفضل اور حاجی سلطان دانتون مین اونگلی دبا کر بار بار مجھکو اشارہ سے منع کرتے
تھے پھر مین نے کہا کہ مین نے بعضے ثقات سے سنا ہے کہ تیسرا دفتر میر جمال الدین کا نہین ہے بلکہ اونکے
بیٹے میرک شاہ یا کسی اور نے لکھا ہے اسلیے اسکی عبارت بھی پہلے دفترون کی عبارت سے نہین ملتی پہلے
دفترونکی عبارت محدثانہ ہے اور اسکی شاعرانہ ہے تب اونھون نے جواب دیا کہ مین نے دوسرے
دفتر مین بھی بہت ایسی باتین دیکھی ہین جنسے بدعت اور فساد اعتقاد صاف معلوم ہوتا ہے مین نے
اوسپر حاشیہ بھی لکھدیے ہین چنانچہ مصنف نے لکھا ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے
پہلے حضرت امیر المومنین رضہ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ یَدٌ شَلَّاءُ وَبَیْعَۃٌ شَلَّاءُ لا یتم

اور ایسے ہی یہ مقدمہ بھی ناتمام ہے کہ شیخ امر معروف کرتے ہین اور جو کوئی امر معروف کرتا ہو وہ مہدوی ہے
پھر میان نے کہا کہ مین اس استفتا پر بعد کو مہر کرونگا اول ایک اور استفتا جو اندنون ہمارے پاس
آیا ہے اور اوسپر سب اکابر کی مہر ہین اور ہمکو اوسپر کئی شُبہہ ہین تم اوسکو شیخ بہا الدین مفتی کے
پاس لیجاؤ اور اونسے کہو کہ ہم سفر مین ہین کتابین ہمارے پاس نہین لیکن تمنے جو روایتین لکھی ہین
اونکو بعینہ ہمارے پاس بھیجدو خلاصہ تمھارے فتوی کا یہ ہو کہ آدمی کو اختیار ہے کہ مخمصہ کے حال مین
اپنی اولاد کو بیچ ڈالے مگر یہ روایت خاص ابراہیم شاہی کی ہے اور کسی کتاب مین نہین اور یہ بات
ظاہر ہے کہ وہ کتاب عالمون کے نزدیک اعتبار کے قابل نہین اور اگر تم یہ کہو کہ مفتی کو اختیار ہے کہ کسی
روایت مرجوحہ کو ترجیح دے لے تو ہم کہتے ہین عبارت ابراہیم شاہی کا مضمون یہ ہے کہ حالت اضطرار
مین ابوین کو اولاد کی بیع جائز ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ لفظ ابکا باپ اور دادے دونون کو شامل ہے
چنانچہ کتاب نکاح مین ہے کہ جسکے ابوین مسلمان ہون وہ کفو ہے اوسکا جسکے آبا شرف اسلام سے
مشرف ہوئے ہون یہان باتفاق لفظ ابوین سے باپ اور دادا مراد ہے نہ ماں باپ پس اسیطرح ہم
اس روایت مین بھی کہ سکتے ہین کہ اولاد کی بیع کا دونون کو بطریق اجتماع اختیار ہے ہیئت افرادی
کی کوئی دلیل نہین اور شیخ مبارک کا استفتا اپنے پاس رکھ لیا اور اوس پہلے استفتا کو میرے حوالہ کیا
جب مین نے اوسکو شیخ مبارک کے سامنے پیش کیا تو اونھون نے میان حاتم کی فقاہت کی بڑی
تعریف کی اور کہا کہ ہماری طرف سے دعا کے بعد میان حاتم سے کہو کہ ہمنے اسیدن کے لیے اس
فتوی پر مہر نہین کی تھی جب مین اوسکو شیخ بہاؤالدین کے پاس لے گیا تو اونھون نے کہا کہ مین نے
اور عالمون کی مُہر دیکھکر اونکے اعتماد پر مہر کردی تھی اچھی طرح غور نکیا تھا اور روا قع مین غلطی ہوئی
یہ بھی شیخ بہاؤالدین کی بڑی منصفی تھی کہ باوجود اوس عظمت اور جلال کے کہ اپنی تقصیر کا اقرار
کرلیا میان حاتم نے ستر برس کی عمر پاکر ۹۶۹ نوسوانہتر سنہ مین انتقال کیا حِفظ ملک اللہ مقتدا
اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبدالحلیم نام اونکا بیٹا شیخت اور مقتدائی مین اونکا قائم مقام رہا مگر عالم
نتھا ۹۶۸ نوسوارسٹھ مین اوسنے بھی انتقال کیا کئی بیٹے ناخلف اوسکے وارث رہے مولانا عبداللہ
سلطانپوری یہ قوم انصار سے تھے انکے باپ دادانے آنکر سلطانپور مین سکونت اختیار کی تھی
اپنے زمانہ مین یکتا تھا خصوصاً عربیت اور اصول فقہ اور تاریخ اور تمام نقلیات مین بے نظیر تھے

چودہ جلدین ہین منتخب نفائس الجیوان اوسکا نام رکھا طرفہ یہ ہے کہ اوسکے خطبہ مین [illegible]
لکھا ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو اوس صمدی کے مجدد ہونیکا دعوی [illegible]
کی وہ سبکو معلوم ہے جب وہ تفسیر تمام ہوگئی تو ہمیشہ [illegible]
برد اور قصیدہ کعب ابن زہیر [illegible]
[illegible]
کوئی عالم ایسی جامعیت کا نہین دیکھا لیکن افسوس کہ دنیا کی محبت اون پر ایسی غالب آئی کہ باوجود
فقیری کے ایسے بیدین ہوگئے کہ کچھ اونکو اسلام سے علاقہ نرہا مصنف صاحب [illegible]
عمر مین آگرہ مین مین نے بھی اونکی ملازمت مین تحصیل [illegible]
جو بعضے امور بیدینی اور محبت دنیا اور زمانہ سازی اور [illegible]
میر سید محمد میر عدل امروہی [illegible]
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اونھون نے اور میرے والد نے [illegible]
طالبعلمی کی تھی آخر زمانہ مین وہ بادشاہی مصاحبون مین شامل [illegible]
امتیاز پایا تھا اس منصب مین اونھون نے [illegible]
اختیار کیا کہ [illegible] کے سبب سے [illegible]
دربار مین دخل [illegible]
خطاب اور [illegible] برائے نام تھا [illegible]
ابتدائے ملازمت مین ہمیشہ مجکو نصیحت کیا کرتے تھے کہ مدد معاش کے ذریعے زہد اور صدر کی دولت مین
نہ اوٹھاو داغ ہوشیاری اختیار کرو مین نے اونکی نصیحت نمانی آخر اوسکا نتیجہ پایا میر محمد [illegible] ۹۸۴
مین بکر کی حکومت [illegible] ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین وہین اونھون نے انتقال کیا شیخ گدائی دہلوی
کنبوہ یہ شیخ جمال کے بیٹے ہین جو مشہور شاعر تھا علوم ظاہری بخوبی اونکو حاصل تھا بڑے بڑے فاضلون
کی صحبت اونکو نصیب ہوئی تھی بیرم خان نے اونکو تمام ممالک کی صدارت کا منصب دلادیا تھا اور
کئی برس تک تمام ہندوستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق کے علماء اور مشائخ اونسے
رجوع کرتے رہے شعر سے بھی اونکو مناسبت تھی زبان ہندی مین بھی تصنیف کیا کرتے تھے

یعنی ہاتھ شل اور بیعت شمال غور کرو کہ جو ہاتھ خندق کی لڑائی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ہو
اور اوس میں گیارہ زخم لگے ہوں اوسکو حضرت علی نے شگون بد کہیں جو شرع میں ممنوع ہے ہرگز نہیں ہو سکتا
بالکل جھوٹھ معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کہ تفاؤل اور شگون میں فرق ہے اوسوقت شیخ ابوالفضل نے زور سے
میرے ہاتھ کو دبایا اور بیعت منع کیا مخدوم الملک نے کہا انکی تعریف کرو اوسوقت اونھوں نے مجھپر احسان
کیا اور وہ صحبت خیریت سے تمام ہوگئی جب وہان سے نکلے تو یاروں نے کہا بڑی خیر ہوگئی کہ انھوں نے تمسے
کچھ تعرض نکیا ورنہ کون پوچھ سکتا تھا ابتدائے زمانہ میں جب مخدوم الملک شیخ ابوالفضل کو دیکھتا تھا تو
اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا کہ دیکھو یہ شخص دین میں کیسے فتنہ اوٹھاویگا سفر حج سے لوٹتے وقت سنہ ۹
نوسو نوے میں گجرات تک آکر اونھوں نے انتقال کیا اور اونکی وفات کی تاریخ یہ ہے رفت مخدوم ملک با خود
برد ہ رحمۃ اللہ نشان پیشانی ہ جستم از دل چو سال تاریخش ہ گفت سمار مصرع ثانی ہے کئی ناخلف
اوسکے وارث رہے جو ذکر کرنیکے قابل نہیں شیخ مبارک ناگوری یہ اپنے زمانہ کے بڑے نامی آدمی تھے اور صلاح
اور تقوی اور توکل میں سب میں بڑھے ہوئے تھے ابتدائے حال میں انھوں نے ریاضت اور مجاہدے بھی بہت
کیے امر معروف اور نہی منکر میں انکو ایسی کوشش تھی کہ اگر کوئی انکی وعظ کی مجلس میں سونیکی انگوٹھی
یا ریشم یا سرخ موزہ یا سرخ زرد کپڑے پہنکر آتا تو فی الحال اوسکو حکم کرتے کہ اسکو نکال ڈالو اور جو ازار ٹخنہ
سے گذر جاتی اسکو اوسیوقت پھاڑ ڈالتے اور اگر راستہ میں کہیں نغمہ کی آواز سنتے فوراً وہان سے بہت
جلد چلے جاتے مگر آخر میں اونکی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ بے نغمہ کے دم بھر چین نتھا غرض ہمیشہ اونکے طریقہ کا رنگ
بدلتا رہتا تھا پٹھانونکے زمانہ میں چند روز شیخ علائی کی صحبت میں رہے اور اکبر کے ابتدائے زمانہ میں نقشبندیونکا
غلبہ تھا تب اونھوں نے بھی اسی خاندان سے نسبت پیدا کی کچھ دنوں مشائخ ہمدانیہ سے منسوب رہے آخر جب
دربار میں عراقیوں کو دخل ہوا تو وہ اونھیں کے طریقہ پر آگئے بہر حال ہمیشہ علوم دینی کے درس میں مشغول
رہتے تھے علم شعر اور معما اور انواع فنون میں بہت دخل تھا خصوصاً علم تصوف کو برخلاف علماء ہند کے
اونھوں نے مرتبہ کمال کو پہونچایا تھا شاطبی اونکو خوب یاد تھی اور اوسکے درس میں یکتا تھے اور قرآن مجید
دس قرائتوں سے اونکو یاد تھا مگر امیروں کے گھر نجاتے تھے اور بہت ظریف تھے نقلیں اونکی عجیب
مشہور ہیں آخر زمانہ میں اونکی بینائی میں ضعف ہوگیا تھا اس سبب سے کتاب کے مطالعہ سے معذور تھے
تب گوشہ نشین ہوگئے تھے اونھوں نے قرآن کی ایک تفسیر مانند تفسیر کبیر کے لکھی ہے اوسکی بڑی بڑی

کہ جو ظالم ہوتا ہو وہی داد خواہی کے لیے آتا ہو۔ شیخ ابو الفضل کا قول ہو کہ اگر امام اعظم ہمارے زمانہ مین
ہوتے تو وہ انکو ایک اور فقہ لکھنی پڑتی جب خانخانان کی بغاوت ہوئی تو قاضی طوایسی نے اکبر سے کہا
کہ باغی کا مال لینا تمکو جائز نہین ہے اسی امر سے اکبر نے ناراض ہوکر اونکو معزول کیا اور قاضی یعقوب
کو اس منصب پر مقرر کیا اوسی قریب عرصہ مین قاضی طوایسی کا انتقال ہوگیا قاضی یعقوب مانکپوری
قاضی فضیلت کے داماد ہین علم فقہ اور اصول [illegible] اور [illegible]
تھے عربی کے شعر ہندی کی بحرون مین ظرافت کے طور پر [illegible] کرتے تھے اصل [illegible] قاضی
القضات رہے اونکی عادت تھی کہ اکثر مسجوعات مقفی بامعنی کہا کرتے تھے ایک روز بادشاہ کی مجلس مین
ملفقات کا دور چل رہا تھا قاضی کو بھی اوسکی تکلیف دی اونھون نے نمانا تو اکبر نے پوچھا [illegible]
ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ قاضی پارہ مجبور د چند روز کے بعد [illegible] قضا [illegible] بنگالہ
منصب پر نامزد کیا وہان بھی [illegible]
[illegible]
مگر [illegible] راستہ مین انکا انتقال ہوگیا شیخ عبد النبی [illegible]
[illegible] اور وہان [illegible]
[illegible] جب وہان سے لوٹ کر آئے تو اپنے باپ دادا [illegible]
کرتے تھے تقوی اور طہارت اور عبادت مین [illegible] مشغول رہتے تھے [illegible]
ہوئی تو اسقدر زمین بوجہ معاش کی اونھون نے مخلوق کو عنایت کی کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اوسکا
دسوان حصہ بھی نکلی تھی اکبر چند روز اونکا ایسا معتقد رہا کہ جوتیان سیدھی کرکے اونکے سامنے رکھا
کرتا تھا آخر مخدوم الملک وغیرہ علما کی مخالفت کے سبب سے وہ معاملہ برعکس ہوگیا اور زیادہ تر
سبب اونکے تنزل کا یہ ہوا کہ جس زمانہ مین اکبر بانسوالہ سے لوٹ کر فتحپور مین آیا تو قاضی عبد الرحیم قاضی
متھرا نے شیخ کے پاس استغاثہ کیا کہ ہمنے ایک مسجد کے بنانیکا ارادہ کیا تھا ایک برہمن بڑا مالدار اوسکا سارا
سامان اوٹھا لیگیا اور اوسی سامان سے اوسنے ایک بتخانہ بنایا اور جب ہمنے اوس سے جھگڑا کیا تو اوسنے
علانیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے لفظ کہے یہ سنکر شیخ نے اوسکو بلایا مگر وہ برہمن
شیخ کے بلانے سے نہ آیا تب اکبر نے شیخ ابو الفضل اور بیربر کو اوسکے بلانیکے لیے بھیجا چنانچہ یہ دونون

جب بیرام خان کی صحبت سے نواحی بیکانیر میں ... ہوکر دہلی میں آئے اور وہان بھی بہت معظم اور مکرم رہے
اور وہانکے مشائخ کے مزارون پر عرس کے جلسون میں حاضر ہوکر بڑی زیب وزینت سے مجلس ترتیب دیا کرتے تھے
۹۷۶ نوسو چھتر میں اونھون نے انتقال کیا اونکے بھی وارث مثل اورون کے ناخلف رہے یہ غزل اونکی
تصنیف ہے ؎ گی جان منزل غم شدگی دل ؛ غمت راسیبرم منزل بمنزل ؛ مشو غافل زحال دردمندی ؛
کہ از حال تو یکدم نیست غافل ؛ دل دیوانہ در زلف تو بستم ؛ گرفتارم بآن مشکین سلاسل ؛ بجان دادن اگر
آسان شدی کار ؛ نبودی عاشقانہ اکار مشکل ؛ گدائی جان بناکامی برآمد ؛ نشد کارم زلعل یار حاصل ؛
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ غزل میر علاؤ الدولہ کے تذکرہ سے لکھی ہے مگر وہ ہرگز قابل اعتبار کے
نہین اور میرا گمان یہی ہے کہ شاید شیخ گدائی کا کلام نہو میان جمال خان مفتی دہلی یہ کنبو کی قوم سے
ہین اپنے والد بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میان لاون کے شاگرد تھے بڑے نامی علما مین سے
تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ خصوصًا فقہ اور کلام اور عربیت اور تفسیر مین کوئی انکا نظیر نتھا مفتاح کی دونون
شرحون کا اونھون نے محاکمہ کیا ہے عضدی کو جو بڑی انتہا کی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا
ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہتے تھے امیرونکے گھر کبھی نجاتے تھے سب حکام اونکی عزت کرتے رہے کثر
شاگرد اونکے فاضل ہوئے عمر اونکی نوے برس سے بھی زیادہ ہوئی ۹۸۴ نوسو چوراسی مین اونھون نے
انتقال کیا قاضی جلال الدین ملتانی اصل مین یہ قلعہ بکر کے رہنے والے تھے بڑے عالم متبحر حق گو
اور حق پرست تھے ابتداے زمانہ مین تجارت کیا کرتے تھے بعد ازان درس مین مشغول ہوئے کئی برس
آگرہ مین انکا فیض جاری رہا پھر بعضی تقریبون سے جو اول مذکور ہوچکین قاضی یعقوب عہدۂ قضا سے
معزول ہوئے اور یہ اونکی جگہ مقرر ہوئے دیانت اور امانت مین سب قاضیون مین منتخب تھے مگر آخر
برے اونکے بیٹے کی نالائق حرکتون کے سبب سے اونکو دکن کی طرف نکال دیا وہانکے حاکمون نے جو اونکی
دین اسلام مین استقامت اور اظہار کلمۃ الحق سُنا تو اونکی بہت تعظیم اور تکریم کی اور وہان سے سفر حج
کو گئے وہین اونکا انتقال ہوگیا قاضی طوالیسی طوالیس توابع خراسان سے ایک قصبہ ہے یہ بڑے
دیانت دار آدمی تھے مگر چونکہ انکو علم نتھا اسلیے بعضے حکم غلط بھی دیدیتے تھے امیرون سے جو اونھون نے
بہت ظلم دیکھے تھے اس سبب سے اونسے بڑے بدگمان تھے اور مقدمات مین ہمیشہ امیرونکے مقابلہ مین
غیرونکے طرفدار ہوجاتے تھے اگرچہ زیادتی اونھین کی طرف سے ہو اور یہ نجانتے تھے کہ یہ زمانہ ایسا ہے

جو میری نظر سے گذری تھی مین نے پیش کی تو بعضے امیرون نے کہا کہ قاضی عیاض مالکی ہے اور اس ملک مین حنفی مذہب کا رواج ہے اوسکا قول کیونکر سند ہوسکتا ہے تب اکبر نے مجھسے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہین مین نے کہا کہ اگرچہ وہ مالکی ہے لیکن اگر مفتی محقق سیاست کے لیے اوسکے فتوی پر عمل کرلے تو جائز ہے اس باب مین بہت سی گفتگو ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کو اوسوقت ایسا غصہ تھا کہ اوسکی موچھون کے بال کھڑے ہوگئے تھے اور لوگ مجکو بحث سے منع کرتے تھے آخر اکبر نے خفا ہوکر کہا کہ یہ گفتگو تمھاری بہت نامعقول ہے مین اوسیوقت تسلیم ادا کرکے پیچھے ہٹا اور اوس روز سے مین نے عہد کیا کہ کبھی آیندہ کو ایسی دلیری نکرونگا غرض روز بروز شیخ کے کاروبار مین تنزل ہوتا گیا یہانتک کہ آخر مین شیخ کا دربار مین جانا بالکل بند ہوگیا انھین دنون مین شیخ مبارک کسی مبارکبادی کے لیئے آگرہ سے فتحپور مین آئے تھے اکبر نے اونسے یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا کہ آپ اپنے زمانہ کے امام اور مجتہد ہو اجراے احکام شرعی اور ملکی مین علماء ان لوگونکی کیا احتیاج ہے جنکو سوائے علم کے بہرہ نہین جھوٹ موٹ کی شہرت ہوگئی ہے اکبر نے کہا کہ تم میرے اوستاد ہوا ور مین نے تمسے سبق پڑھا ہے کسیطرح مجکو ان مولویون کے جھگڑے سے چھڑاؤ تب شیخ مبارک نے کہا کہ تم خود اجتہاد شروع کرو اور اس امر کا ان علماء سے ایک محضر لکھوالو چنانچہ اوسوقت مین ایک محضر تیار ہوا جسکا ذکر اول ہوچکا ہے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو زبردستی مجلس مین بلایا اور کسی نے مطلق اونکی تعظیم نکی وہ بیچارہ آگرا خیر کی صف مین بیٹھ گئے اور جبرا اوس محضر پر اونکے نام لکھوالئے آخر اونکو ملک حجاز کی طرف رخصت کیا شیخ عبد النبی نے ۹۹۱ھ نوسو اکانوے مین وفات پائی شیخ احمدی فیاض انبیٹھی والے یہ بھی بڑے عالم اور متقی اور پرہیزگار تھے ریاضت اور مجاہدہ بہت کرتے تھے اور ایسے بوڑھے اور ضعیف تھے کہ چلنے پھرنے کی اچھی طرح طاقت تھی ایکسال مین اونھون نے سارا قرآن یاد کرلیا تھا اور اکثر کتب درسیہ اونکو یاد تھی اگر شاگرد کتاب کی عبارت غلط پڑھتا تھا تو وہ اپنی یاد سے اوسکو صحیح بتلادیتے تھے تفسیر اور حدیث اور سیر اور تاریخ خوب جانتے تھے شیخ نظام الدین انبیٹھی والے کے ہم شہر اور ہم عصر تھے میان حاتم کو کہا کرتے تھے کہ وہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو کیون منع کرتے ہین قاضی صدر الدین جالندہری یہ بڑے عالم متبحر تھے اور اہل تصوف اور سلوک کے بڑے معتقد تھے اور بڑے ظریف اور خوش صحبت تھے اگرچہ مشہور ہے کہ انھون نے شیخ عبد اللہ

جا کر اوسکو پکڑ لائے شیخ ابو الفضل نے جو کچھ اوسکا حال تحقیق کیا تھا سب عرض کیا اور کہا کہ بیشک اسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمہ کہے ہین بعضے علمار نے اوسکے قتل کا فتوی دیا اور بعضونکی یہ رائے ہوئی کہ اوسکی تشہیر کیجاوے اور کچھ جرمانہ لیا جاوے غرض اس بات مین گفتگو بڑی طویل تھی ہرچند شیخ عبد النبی اکبر سے اوسکے قتل کی اجازت لیتے تھے مگر اکبر صاف اجازت نہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ شرعی سیاستین تمسے متعلق ہین ہمسے کیا پوچھتے ہو مدت تک یہی معاملہ رہا اور وہ ہندو قید مین ماخوذ رہا اور اکبر کی اہل حرم نے اوسکی بہت سی سفارش کی تب اوسنے جواب دیا کہ ہمارا قول تو وہی ہے جو تم مناسب سمجھو وہ کرو آخر شیخ نے اپنے مکان پر آکر فورًا اوسکے قتل کا حکم دیا جب یہ ماجرا اکبر نے سنا تو بہت درہم برہم ہوا اور اہل حرم نے محل کے اندر سے خوب لگانا بجھانا شروع کیا اور کہا کہ آپ نے ان ملانونکو ایسا سر چڑھا رکھا ہے کہ یہ آپ کی منشاء خاطر کا بھی لحاظ نہین کرتے اور بے آپ کے حکم کے اپنی حکومت جتانے کے لیے لوگونکو قتل کردیتے ہین ان باتون سے اکبر اور زیادہ آزردہ ہوا اور ایک رات مین انوپ تلاؤ کے حوض پر اس باب مین گفتگو کی اور اپنے نئے مذہب کے مفتیون سے فتوی پوچھا کوئی کہتا تھا کہ اس مقدمہ کے گواہونکی جرح اور تعدیل نہین کی گئی اور کوئی کہتا تھا کہ شیخ عبد النبی سے بڑا تعجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو امام اعظم رح کی اولاد مین بتلاتے ہین حالانکہ امام اعظم رح کے مذہب مین اگر کفار سطیع الاسلام سے سب نبی واقع ہو تو نقض عہد نہین ہوتا چنانچہ یہ جزئیہ سب فقہ کی کتابون مین لکھا ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسی اثنا مین اکبر کی نظر مجھپر دور سے پڑی میری طرف متوجہ ہو کر بلایا مین آگے بڑھ کر سامنے آیا اکبر نے کہا کہ تمنے بھی سنا ہے کہ اگر ننانوے روایتین مثلاً ایک شخص کے قتل پر ہون اور ایک روایت اوسکی خلاصی پر تو مفتی کو اخیر روایت کی ترجیح چاہیے مین نے عرض کیا کہ بیشک یہی ہے اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ حدود و قصاص شبہ سے دفع ہو جاتے ہین چنانچہ مین نے یہ فقرہ پڑھا کہ اِنَّ الحُدُودَ وَالعُقُوبَاتَ تَندَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ اور اسکے معنے فارسی مین سمجھا دیے اکبر نے بہت افسوس کر کے پوچھا کہ کیا شیخ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا جو اوس برہمن بیچارہ کو قتل کر ڈالا مین نے کہا کہ شیخ بڑے عالم ہین اور بیشک یہ مسئلہ بھی اونکو معلوم ہوگا مگر اونھون نے بعضی مصلحتون کی وجہ سے یہ حکم دیا ہے اکبر نے پوچھا وہ مصلحت کیا ہے تو مین نے کہا کہ ایسی سیاست کیوجہ سے آیندہ کو فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور شفای قاضی عیاض کی ایک روایت

اور اوسکا قیطون نام رکھا تھا وہ کہتے تھے کہ سوا ان دونونکے بہری تصنیفات اور بھی [illegible]
کہتے تھے کہ یہ دونون رسالہ حکیم زہرقی کی تصنیف ہین جسنے جونپور مین آکر قاضی شہاب الدین [illegible]
کیا تھا پھر یہ زمانہ کے انقلابون سے شیخ اعظم لکھنوتی کے کتبخانون مین آگئے جنکا نام اعظم خطاب تھا [illegible]
الہداد شیخ اعظم کی اولاد مین ہین انھون نے اونکو اپنے نام سے مشہور کردیا ہے [illegible] سید جلال الدین قادری کہ [illegible]
یہ آگرہ کے اکابر سادات مین سے ہین بڑے زاہد اور عابد تھے ابتدا سے انتہا تک گوشہ عزلت [illegible] صحبت
سے بہت پرہیز اونکو تھا حضرت غوث اعظم کیطرف سے لوگونکو بیعت دیا کرتے تھے آخر عمر تک انکی [illegible] بیعت رہی اور
اونکا بیٹا سید داود قائم مقام ہوا شیخ حسن اجمیری مشہور ہے کہ شیخ حسن خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ
اللہ علیہ کی اولاد مین ہین مگر جس زمانہ مین اکبر کو حضرت خواجہ سے بہت سا اعتقاد ہوا تو شیخ حسن سے
ایک طرح کی ضد ہوگئی اور اونکے دشمنون نے اس بات کی گواہی دی کہ شیخ حسن حضرت خواجہ کی اولاد مین نہ
بلکہ اونکی نسل بھی باقی نہین رہی اس باب مین زمانہ سازی کے سبب سے [illegible]
لکھدیا اور اوس مزار متبرکہ کی تولیت جو شیخ کو موروثی بھی آتی تھی [illegible]
حاصل تھی اور اوس صوبہ مین بادشاہانہ بسر کرتے تھے بعضے اور سبب رنج کے ہوگئے آخر اکبر نے [illegible] سفر
مین اونکو مکہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شیخ حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان مین آئے اور جس روز
اکبر فتحپور سے کابل کیطرف محمد حکیم میرزا کے مقابلہ کے لیے متوجہ تھا شیخ [illegible] حاضر ہوئے مگر جو طریقہ
آداب کے اکبر کے نئے مریدون نے لگائے تھے اونسے وقوع مین نہ آئے تب اکبر نے اپنے نزدیک [illegible] حکم دیکر اونکا
کو اندر بلاکر قلعہ بکر مین قید کرکے بھیجدیا چنانچہ کئی برس [illegible] ان قید رہے [illegible] بعضے امیر
بھی سے جو شیخ کے معتقد تھے اونکو بکر سے بلایا چنانچہ وہ [illegible] ساتھ جنمین شیخ کمال بیابانی
اور فتحپور کے قاضی تھے جنکو شیخ ابراہیم چشتی نے قید کرایا تھا اور پھر میرزا نظام الدین احمد کی سفارش سے
فرمان اونکے نام گیا تھا شیخ بھی ملازمت مین آئے سب نے کورنش کرکے سجدہ کیا چنانچہ سب نے
خلاصی پائی مگر شیخ بیچارہ بوڑھے ستر برس کی عمر کے تھے بادشاہونکے دربار کا طریقہ نجانتے تھے چنانچہ
اونھون نے ایک رسمی طور پر تعظیم ادا کی اکبر پھر اونسے ناخوش ہوا اور میرزا کو حکم دیا کہ تین ہزار بیگہ زمین
انکو مدد معاش مین دیکر پھر بکر کو روانہ کردو محل کے اندر اکبر کی مان نے اونکی سفارش کی اور کہا کہ تو تم
اوسکی مان بہت بوڑھی اجمیر مین ہے اور اوسکا بیٹے کی مفارقت مین برا حال ہے اگر تم اسکو وطن کو بھیجدو

مخدوم الملک کی کسی زمانہ مین شاگردی کی تھی مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اونکی تحقیق کو
مخدوم الملک کی تحقیق سے بہت بڑھا ہوا پایا مگر بے قیدی اونمین بہت تھی یہانتک کہ بعضے لوگ
اونمین الحاد کا گمان کرتے تھے حسن ظن اونمین ایسا تھا کہ جسکو فقیری کے لباس مین پاتے
اگرچہ وہ بظاہر بدعتی ہوتا [illegible] عقیدت [illegible] دوستی [illegible] مین [illegible] رہاتھ باندھکر کھڑے
[illegible] تھے اور [illegible] اونکی باتون کو حجت سمجھتے مشہور [illegible] اونکو سامنے
[illegible] قاضی موافق اپنی [illegible] باندھکر [illegible] سکے سامنے کھڑے ہوگئے وہ اپنی چالاکی سے
[illegible] بابا [illegible] ہوسکے پانو [illegible] حضرت
ملاقات کرادو اونے [illegible] الحاد [illegible] کی شادی [illegible] ہے اور اونمین سات
تک کا صرف ہے اونکی [illegible] اگر [illegible] تمہاری خضر سے ملاقات
[illegible] ساتھ [illegible] ایک پھر [illegible] سکے
پاس آیا [illegible] ملا [illegible] ہوگئے وہ شخص اونکا [illegible] کرکے رہا لین
لیکیا وہ بہت لمبا [illegible] تھے اون کمبخت نے گلے کے پاس [illegible] آنکھ
کھڑا کردیا اور [illegible] کہا [illegible] سے [illegible] تم قاضی نے کہا مجھے سرنا نہین آتا
مین کیونکر [illegible] اور [illegible] نے تمکو خضر کی جگہ بتلادی اگر تم نہین آتے تو یہ ایک [illegible] ہے
اس قسم کی حکایتین ان قاضی [illegible] سارے شہر مین جلسے اونکی سادہ لوحی ظاہر ہوتی ہے
جس زمانہ مین اکبر نے [illegible] کے اکابر کو کسی کسی منصب پر مقرر ہندوستان کے اطراف وجوانب
مین بھیجا تھا اور قاضی کو بندر بھروچ مین جو گجرات سے متعلق ہے روانہ کیا وہین اونکا انتقال
ہوگیا اونکے بعد شیخ محمد نامے اونکا بیٹا قائم مقام ہوا میان الہ داد لکھنوی یہ بھی بڑے مستعد
عالم تھے ذہن انکا بڑا تیز تھا فقہ اور اصول فقہ اور عربیت مین اپنا نظیر رکھتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کی حکومت کے زمانہ مین اونسے ملاقات کی تھی اونکی تصنیفات
مین سے دو چیزین نہایت عمدہ دیکھین اول ایک رسالہ تھا جسکے صفحہ کے طول مین چودہ سطرین اور
عرض مین بھی اسیقدر جدول مین لکھی تھین اور اونمین سے چودہ علومون کے احکام اور مسائل
نکلتے تھے دوسرا ایک رسالہ پنج مقالہ نامے جسکی عبارت مقامات حریری کے طور پر لکھی تھی

جواب دیا کہ ای بادشاہ یہ ملک نہین ہے جو تمہارے حکم پر رہے اکبر نے بہت آزردہ ہوکر کہا کہ یہ شیخ کتنا جاہل ہے اور
حکم کیا کہ جب تم ہمارا ملک نہین چاہتے تو ہمارے ملک مین رہو بھی مت شیخ اوسیوقت وہان سے باہر آگئے اور اپنی
مدد معاش بھی چھوڑی اور اپنے بھائی سے جھگڑا بھی ترک کرکے اُچھ مین جو اونکے باپ دادونکا قدیم قبرستان تھا
گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے اور شیخ موسیٰ کے پیچھے مخدوم شیخ حامد کے جسم کو لاکر بھی وہین دفن کر دیا اور طریقہ فقر اور توکل کا
اختیار کیا اور اوسی طور پر اونکو فتوحاتین بہت حاصل ہونے لگین کہ کسی مدد معاش کی ضرورت نرہی شیخ موسیٰ
کئی برس تک زہد اور عبادت اور مجاہدہ اور مشیخت مین مشغول رہے بعد اسکے اکبر کے پاس اوسکی معمولی ارادت لاؤ
اور پانصدی امیرون مین داخل ہوئے یہ مثل مشہور ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا دوسرے نے کہا کہ خوب ہوا
تو مسلمان ہوگیا بے تیرے مسلمان کم تھے شیخ موسیٰ کو اگر نماز کا وقت دربار مین ہی ہوجاتا تھا تو خود اذان کہکر اکبر کے
سامنے جماعت سے نماز پڑھتے کوئی کچھ نکہتا تھا جب یہ خبر شیخ عبد القادر نے سُنی تو کہا کہ وہ تو لیاقت منصب ہزاری
کی بھی رکھتے ہین اتنے دنون تک کیون بیکار پڑے رہے پھر شیخ موسیٰ کو ملتان مین جاگیر ملی اور شیخ عبد القادر فقر کی
عزت جاہ سے کامیاب ہوکر مسند خلافت پر بیٹھے مخلوق کی ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے شیخ کبیر
یہ مخدوم شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہین ملتان کے لوگ انکے بڑے معتقد تھے یہانتک
کہ اگر یہ چاہتے تو ایک دن مین ہزار سوار بلکہ اس سے زیادہ اونکے پاس جمع ہوجاتے اور برکت کے طور پر ہر چیز کے
آغاز پر انکا نام لے لیا کرتے تھے ذکر وشغل اسقدر کرتے تھے کہ اگر کوئی انکو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ انھون نے کوئی نشہ
پی لیا ہے اور راتونکے جاگنے کے سبب سے اونکی آنکھین سُرخ رہتی تھین اس سبب سے عوام الناس اونکو مست
خیال کرتے تھے یہانتک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے مستی ظاہری کا گمان تھا اور اونکا یہ قول
تھا کہ مجکو یہ خوف ہے کہ پہلے اولیا جنکے اخلاق کتابون مین مذکور ہین کہین ایسے ہی نہون جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہین اور
پچھلے شاعر کہین ایسے ہی نہون جیسا شیخ فیضی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کے ساتھ ایک مرتبہ
فتحپور مین شیخ کبیر کو دیکھا تھا بہت سے شکوہ اونسے ظاہر تھے باطن کا حال خدا کو معلوم ہے سنہ ۹۵ نوسو پچانوے
یا چورانوے ۹۴ مین اونھون نے انتقال کیا اور اپنے باپ دادون کے مقبرہ مین دفن ہوئے میر سید علی لدھیانے
والے یہ شیخ عبد الرزاق جھنجانہ والے کے خلیفہ ہین بڑے فاضل اور صاحب کمال تھے وجد وحال اونپر بہت غالب
تھا سن اونکا اسی برس سے تجاوز کرگیا تھا جبسے اونھون نے مریدونکی تعلیم کی اجازت حاصل کی تھی قدم اپنے
گھر سے باہر نرکھا تھا سب امیر وغریب اونھین کے پاس رجوع ہوتے تھے خوارق اونکے بہت مشہور ہین جو کہی لی

تو کیا بگاڑ ہوگا کچھ مدد معاش بھی تمسے نہین مانگتا اکبر نے نمانا اور جواب دیا کہ آپچہ جو یہ اگر وہان جائیگا تو
پھر فقیر بزرگی کی دکان کھولیگا اور بہت سی نذر نیاز اسکے پاس آنا شروع ہونگی اور لوگونکو گمراہ کریگا کمال
یہ ہے کہ اپنی مان کو بھی اجمیر سے نہین بلائے مگر یہ امر شیخ کو بکرکے جانے سے بھی زیادہ ناگوار تھا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جس رات صدر جہان نے اجمیر کی تولیت کے لیے مجکو اکبر کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر اکبر
اس امر پر راضی نہوا تو اوسوقت اکبر کی زبان پر یہ بھی گذرا تھا کہ وہ پیر سادہ لوح کہان ہین مین نے جواب دیا
کہ لاہور مین ہین اور پھر مین نے صدر جہان سے بہت مبالغہ کرکے کہا کہ اگر مین اس سعادت کے قابل نہین ہون
تو اونکو وہانکا متولی مقرر کرنا چاہیے تاکہ حق اپنے مرکز پر قرار پاوے مگر ہندوستان والونکی عادت یہ ہے کہ
اپنے ابنای جنس کے مرتبہ کی ترقی نہین چاہتے اور کبھی ایک دوسرے سے سینہ صاف نہین ہوتے نہ میرے
حق مین صدر جہان کی سعی سے کچھ کام چلا اور نہ شیخ حسن کے باب مین چنانچہ ابتک وہ بیچارہ بہت مضطر اور
پریشان خراب خستہ ایک گوشہ مین پڑے ہوئے ہین امیرونکے گھر آنا جانا اور اپنے لیے سعی سفارش کے وسیلہ
پیدا کرنا اونسے نہین ہوسکتا الغرض شیخ موصوف نہایت متبرک آدمی ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
میری اونکے پہلی ملاقات تھی مگر جب وہ حج سے لوٹکر آئے اور قید کی مصیبت مین پھنسے اوس زمانہ مین مین نے
اونکو دیکھا تھا گویا ایک نور کے تودہ تھے دنیا کی گفتگو کبھی اونکی زبان پر نہ آتی تھی ہمیشہ عبادت اور ریاضت
کیا کرتے تھے راتونکو جاگتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے شیخ عبدالقادر یہ اچھ کے رہنے والے ہین اور مخدوم
شیخ حامد قادری کی اولاد مین ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرام خان کے زمانہ مین مخدوم آگرہ مین تشریف
لائے تھے مین اوس زمانہ مین وہان طالبعلمی کیا کرتا تھا مگر مجکو اونکی ملازمت میسر نہین ہوئی بیرام خان نے
شیخ گدائی وغیرہ کے بہکانے سے اونکو اچھ سے بلایا تھا اور اچھی طرح پیش نہ آیا چنانچہ اونھون نے بہت آزردہ
ہوکر بیرام خان کے لیے بد دعا کی اور اسکا اثر اوسپر اچھی طرح ظاہر ہوا شیخ محمد غوث اونکو اپنی توجہ کا نتیجہ
سمجھتے تھے جب مخدوم ملتان مین گئے تو وہان اونکا انتقال ہوگیا اور اونکی نعش مطہر کو موضع حامد پور مین جو
توابع ملتان سے ہے بطریق امانت کے دفن کردیا شیخ عبدالقادر اور اونکے چھوٹے بھائی شیخ موسی مین سجادہ نشینی
کا بابت مدت تک بڑا جھگڑا قائم رہا اس زمانہ مین اکثر شیخ موسی اکبر کے لشکر مین رہتے تھے اور شیخ عبدالقادر فتحپور مین سکونت رکھتے تھے ایک
روز اکبر نے شیخ عبدالقادر کو کوکنار یعنی پوست پینے کی تکلیف دی اونھون نے نمانا اس سبب سے اکبر کو رنج ہوا چنانچہ ایکمرتبہ
شیخ عبدالقادر فتحپور کے دیوانخانہ مین جماعت سے فارغ ہوکر نفل پڑھ رہے تھے اکبر نے کہا کہ شیخ نفل اپنے گھر پڑھا کرو شیخ نے

اکبر کے زمانہ مین مدت تک لاہور کے قاضی رہے مگر مشہور ہے کہ اوس زمانہ مین اونھون نے ایک مقدمہ بھی فیصل نہین کیا اور جب
مدعی بہت تقاضا کرتا تھا تو بہت خوشامد اور عاجزی سے کہتے تھے کہ خدا کے لیے تم آپسمین ہی صلح کر لو اور مجکو اسکے مواخذہ
سے بچا دو اور یہ بھی کہتے تھے تم دونون دانا ہو اور ایک مجھ نادان کو تم دونا سے پالا پڑا ہے خدا سے مجکو شرمندہ مت کرو
اور اگر کسی عورت کا خاوند مدت سے گم ہوتا تھا اور وہ مجبور ہو کر اوس سے تفریق چاہتی تھی تو شیخ معین اپنے پاس سے
کچھ اوسکو نقد دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تیری مدد معاش کے لیے ہے اور اپنے خاوند کا انتظار کر جتنی اونکو آمدنی ہوتی تھی سب
کاتبونکی اجرت مین صرف ہوتی تھی عمدہ عمدہ کتابین لکھواتے تھے اور مقابلہ کر کے جلد بندھا کر طالبعلمونکو تقسیم
کر دیتے تھے تمام عمر اونکا یہی شغل رہا ہزارون کتابین اونھون نے تقسیم کین سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین اونکا انتقال
ہوا اونکے بیٹے اونکے باقی رہے ایک جابجا اکھاڑون مین کشتی لڑتا پھرتا تھا دوسرا کبوتر بازی مین مشغول تھا اور یہی تقرب
اونکی اکبر تک ہوئی تھی چنانچہ اکبر نے بھی اونکا تماشا دیکھا میر عبد اللطیف قزوینی یہ حسنی سید ہین علوم عقلی اور
نقلی سے بہرہ کامل رکھتے تھے اور انکے باپ دادون سے علم تاریخ گویا موروثی چلا آتا تھا چنانچہ حیرتی شاعر نے
قاضی یحیی انکے والد ماجد کی تعریف مین لکھا تھا ؎ قصہ تاریخ از و باید شنید * کس ندید تاریخ مثل او ندیدہ
اونھون نے باونکے کسی عزیز نے شاہ اسمٰعیل کے خروج کی مذہب ناحق تاریخ نکالی تھی جب اوس سے مواخذہ ہوا
تو اونھون نے جواب دیا کہ مین نے مذہبنا حق کہا ہے اس حیلہ سے اس بلا سے خلاصی پائی یہ سادات سیفی ہین سے
تھے اور سارا خاندان انکا متہم تسنن سے تھا اسیوجہ سے شاہ طہماسپ نے سب زمینین اونکی ضبط کر لین یہی سبب
میر عبد اللطیف کے ہندوستان چلے آنے کا ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ نقل میرزا
غیاث الدین ملقب باصف خان سے سنی تھی جب میر عبد اللطیف اور اونکے تمام خاندان سے شاہ کو عداوت
ہوئی تو میر علاؤ الدولہ صاحب تذکرہ نے جو میر عبد اللطیف کا چھوٹا بھائی تھا اور اونھون نے ہی اسکو پرورش
کیا تھا اور اسیوجہ سے وہ انکو حضرت آقا کہا کرتا تھا مصلحت دنیوی سمجھکر اپنے آپکو اونسے بری کرنیکے لیے ایک قصیدہ
لکھا تھا جسکا ایک مصرع یہ ہے ؎ لعنت کنم بہ یحیی و بر حضرت آقا * جب لوگون نے اوس سے پوچھا کہ تجکو میر عبد اللطیف
نے پرورش کیا تھا تو نے اونکی ایسی اہانت کیون کی تو اوسنے جواب دیا کہ مین نے اونکے حقوق کی اسقدر رعایت کی
کہ اونکو حضرت آقا کہا ہے اور اپنے باپ کے نام کی کچھ تعظیم نہین کی الغرض جب مفسدون نے میر عبد اللطیف کی طرف
سے شاہ طہماسپ کو بہت بہکایا تو اوسنے کسی اپنے گماشتہ کو آذربائجان سے متعین کر کے بھیجا اور اوسکے نام یہ
فرمان لکھا کہ چونکہ میر یحیی اور اوسکا بیٹا میر عبد اللطیف تسنن مین بہت تعصب رکھتے ہین اور قزوین کے سنیونکو

جنکا اعتقاد میرزا نظام الدین احمد جعفر محمد چنانچہ تھی ہوتی نصیب توبہ اوسکو سے وفجور فسق تھا ہوتا مرید ہنکا اوہ نے تاثیر سے ...
داماد تھا پہلے جوان رشید تھا مگر فسق وفجور مین مبتلا تھا جب لاہور سے پرگنہ شمس آباد کی فوجداری کے لیے جو
میرزا کی جاگیر مین مقرر تھی روانہ ہوا لدھیانہ مین پہونچکر اونکے مریدون مین داخل ہوا اوسیوقت سے اوسکو توبہ کی
توفیق نصیب ہوئی اکثر میرسے اپنے لیے شہادت کی دعا کا التماس کیا کرتا تھا اور تین چار مہینے کے عرصہ مین ایسا
متقی اور پرہیزگار بندہ اور زاہد ہوگیا کہ جو لوگ بڑے بڑے تقوی والے تھے اونکو یہ بات نصیب نتھی باوجود اوس
امیری اور شوکت کے تہجد کی نماز کے لیے اوٹھتا تھا اور بے مدد کسی خدمتگار کے بذات خود ہی وضو کیلیے پانی لیتا تھا
کسی آدمی کو نہ جگاتا تھا چند روز کے بعد توابع شمس آباد سے کسی موضع مین کافرون سے مقابلہ کرکے شہید ہوگیا
اور اوسکی دلی آرزو پوری ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اوسی سال مین میرزا نظام الدین احمد کے
ساتھ وطن کی رخصت لیکر میر کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان محمد جعفر کی شہادت کا ذکر آیا تو اونھون نے فرمایا
کہ شہید کو تعجب ... عالم مین بھی لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ وہ لوگ زندہ ہین
اور خوشی کی حالت مین اپنے رب سے رزق پاتے ہین اوسی تقریب مین اونھون نے یہ نقل بیان کی کہ اس نواحی
مین ایک جوان کی نئی شادی ہوئی تھی وہ شہید ہوگیا پھر اپنی اوسی ہیئت اصلی سے جمعہ کی رات کو اپنی بی بی کے
پاس آکر صحبت کیا کرتا تھا مین نے کہا کہ مشہور ہے کہ اونسے توالد اور تناسل بھی ہوتا ہے چنانچہ قصبہ لبساور مین
جو میرے پیدا ہونیکی جگہہ ہے اسحاق نام ایک پٹھان شہید ہوا تھا اور وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنی دولھن کے پاس
آکر صحبت کیا کرتا تھا اور اوسکو اس بات کے افشا سے منع کردیا تھا چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوگئی اور لوگونکو
اوس سے بدگمانی پیدا ہوئی تب اوسنے یہ ساری کیفیت اسحاق کی مان یعنی اپنی ساس سے بیان کی اور جب
وہ اپنے معمول کے بموجب آیا تو اسنے اوسکی مان کو خبر کردی وہ بھی اپنے بیٹے کا نام لیکر اوسکو بغل مین لینے کو
دوڑی اوسیوقت وہ صورت غائب ہوگئی اور آمد و رفت بالکل موقوف ہوگئی اوسکی مان نے اسحاق کی نام پر
ایک کنوان بھی کھدوایا ہے جو آج تک موجود ہے یہ سنکر میر نے جواب دیا کہ یہ امر بھی احاطۂ امکان سے خارج نہین
اسوقت میرزا نے کہا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی جن اوس شہید کی صورت بناکر آجاتا ہو تو میر نے جواب دیا کہ
جن کو یہ طاقت نہین کہ انبیا اور اولیا اور شہدا اور صلحا کی صورت بن سکے میر نے سنہ ایک ہزار دو یا تین
مین وفات پائی اور ایک فاضل نے شیخ انام اونکی وفات کی تاریخ نکالی اونکے بعد میر سید محمود اونکے بیٹے
سجادہ نشین ہوے شیخ معین یہ ملا معین واعظ صاحب معراج النبوۃ کے پوتے ہین فرشتہ خصلت آدمی ہے

ربجہ

عالی ہمہ مشائخ کے بڑے معتقد ہین اور اس گروہ سے ایک نہایت حسن ظن حاصل اکثر تصوف کی کتابین دیکھتے
رہتے ہین وظیفہ وظائف مین مشغول رہتے ہین قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہین جو کچھ اونکو حاصل ہوتا ہے فقرا کو
تقسیم کردیتے ہین اکبر نے اونکو جونپور کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا تھا سفر الہ آباد مین ملازمت مین حاضر ہوئے
تھے اوسوقت اکبر نے اونکو معزول کرکے قاضی زادہ رومی کو اونکی جگہہ مقرر کیا اس زمانہ سے وہ معزول ہین
اور درس افادہ مین مشغول ہین تھوڑی سی معاش پر قناعت کرلی ہے شیخ کبیر ولد شیخ منور یہ
اپنے باپ کے قائم مقام ہین صغر سن مین ہی مرتبہ کمال کو پہونچگئے تھے اپنے پدر بزرگوار اور خسر میان
سعد اللہ بنی اسرائیل سے علم کی تحصیل کی افیون بہت کھاتے ہین اور رعونت اور دروغ اور لاف اونکے
مزاج مین بہت ہے اللہ توبہ نصیب کرے جس زمانہ مین وہ اپنے باپ کے ساتھ اکبر کے حکم کی بموجب پرگنہ
بجوان اور کوہ شمالی کی طرف گئے تھے تو وہان سے اونھون نے مصنف صاحب کو یہ رقعہ لکھا تھا رقعہ
کَانَ لِی قَلبٌ اُعِیشُ بِہٖ ضَاعَ مِنّی تَقَلُّبُہٗ خدام صاحب الاخلاق السنیہ فضائل پناہی
بعافیت بودہ باشند ای خداوندکار دل و جان کہ حقیقت انسان عبارت ازوست مقیم آستانہ اخدام
است و کالبد خاکی کہ خاک عالم بر سر او باد با وحش و طیور در جنگلستان کثرت محشور لا واللہ بلکہ با گروہی
محشورست کہ وحش و طیور از دیدن آنہا را گریزیہ اعتبار میکنند سبحان اللہ سبحان اللہ نمیدانند کہ چہ چارہ
ساز نفس شوم اکنون قدر عافیت دانست از عنفوان ایام تمیز تا امروز کہ مشرف بدرجہ چہل سالگی
ہمت بران مصروف بود کہ با گزیدگان روحانیان صحبت داشتہ عیوب نفسانی و امراض معنوی را
استعلاج نماید بغیرت غیور مطلق عزشانہ در کار شدہ بہ بیماری صعب کہ تیمار آن بجز او نمیشود مبتلا ساخت
شفای وقت و جمعیت خاطر و گوشۂ عافیت بغارت رفت خدام مولوی تفقدات بزرگانہ مشفقانہ نواب
فیاضی علامی فہامی وحید الزمان را مَتَّعَنَا اللہ بِحُسنِ کَمَالِہٖ وَشَرَّفَنَا بِالاِستِفَادَۃِ مِن مَقَالِہٖ از جلائل نعم
خداوندی دانستہ شکر این موہبت عظمی میگفتہ باشد و ہنگام اجابت دعا نیازمندی بندہ را معروض
دارند والدعا خدام مشفقی نادر العصری میان احمد سلامت باشند و مشتاق دانند شیخ سعد اللہ نحوی
پورب کے رہنے والے ہین صغر سن سے شیخ محمد غوث کی صحبت مین رہے اور بہت سے چلہ کھینچے اور عمل سیکھے
اور اس فن مین کمال پیدا کرلیا تھا بیانہ مین اونھون نے ایک خانقاہ بنائی تھی برسون وہین مقیم رہتے
تھے طلبا اور اہل سلوک کو تعلیم کیا کرتے تھے علم نحو مین بے نظیر تھے ستر برس تک فقط کچھ دودہ اور

ولب را مکشای + سر این شیشه فرو بند که بادی نخورد + غربتی بانگ انا الحق زن واز دار مترس + زانکه معراج درین ره رسن و دار بود + انچه مازان جان جانها دیده و دانسته ایم + بهر گفتن نیست بهر دیدن و دانستن ست + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو یہ رقعہ اونھون نے لاہور مین بھیجا تھا رقعہ زَادَتْ اِشْتِیَاقًا وَالْفُؤَادُ بِحَسْرَةٍ + وَفِیْ اَحْشَائِیْ تَوَقُّدُ جَمْرَةٍ + مَتٰی یَرْجِعُ الْغِیَابُ عَنْ طُوْلِ سَفْرَةٍ + عزیزا این زمان فرقت فرقت از هر آشنا و بیگانه خبر خیریت پرسان هر کسی از قاصد و رسولی پنداشته سلامی و پیامی چشم میداشت که ناگاه رقیمهٔ مودت تمیمه نسخهٔ صحت عزیز سوداز دگان هجریه گردیده شوق بر شوق و محبت بر محبت افزوده الآن با بیات حضرت قادریه که متلاطم امواج حائرا سراسیمه و سرگردان میدار داز درد دل بیرون میدهد معذور خواهند داشت اشعار اِنَّہٗ بِکُمْ عَجَبًا مِّنْ سَائِرِ الْوَرٰی + فَلَمْ اَرَ مِنْ شُکْرِیْ اَمَامِیْ وَلَا وَرٰی + وَمَا فِی الْحَشَاءِ وَاللّٰہِ غَیْرُ ھَوَاکُمْ + یَتَشَاھَدُ کُمْ قَلْبِیْ کَاَنِّیْ بِکُمْ اَرٰی + وَفِیْ قَاعِ قَبْرِیْ قِیْلُوْا نَجْوَاھُمْ + فَھُمْ قِبْلَتِیْ مَا دُمْتُ حَیًّا وَفِیْ ثَوٰی + اِذَا مَا اَتَانِیْ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرَہٗ اُجِیْبَ نَکِیْرًا حِیْنَ یَاْتِیْ وَمُنْکَرًا + اَقُوْلُ اسْئَلُوْا غَیْرِیْ فَاِنِّیْ مُحِبُّھُمْ + وَعَھْدِیْ بِھِمْ فِیْ حُبِّھِمْ مَا تَغَیَّرَا + همه با همه دعا میرساند کتب الفقیر ابو المعالی + اور دوسرا رقعہ یہ لکھا آن عزیز را بهمه نسب بدل می گردد + خرم آن روز که در دیده روشن گردد + سلام شوقیه مرام رفیع الاعلام داعی دودمان قادریه نظامیه تبلیغ نموده آنکه محبت شعاری مولانا عبد الغفور و شیخ عمر راهمی ضرور است که به نهج الطاف عام بر آمارے دارد اگر وقت عزیز گنجایش آن داشته باشد که وقوع یابد الحق بسیار ثمر خیر کثیر خواهد بود والدعاء + مولانا جمال تلہ انکے نام سے لاہور مین ایک محلہ مشہور ہے حاجی مہدی کے جو ایک مشہور عالمون مین سے تھے داماد ہین علم و فضل مین بڑے کامل لاہور کے مدرسہ مین مدرس ہین ملا اسمٰعیل اُچھ والے کے شاگرد ہین اور بعضے اوستادون سے بھی کچھ حاصل کیا ہے جمیع علوم عقلی اور نقلی اونکی ذات مین جمع ہین آٹھ برس کی عمر سے طالبعلمون کو پڑھاتے ہین تقریر اونکی نہایت عمدہ اور صاف چنانچہ بڑی بڑی مشکل دقیقہ معقول اور منقول کے آسانی سے شاگردون کو سمجھا دیتے ہین شیخ فیضی کی تفسیر مین اکثر اونھون نے اصلاح دی ہے اب سن شریف اونکا پچاس اور ساٹھ کے درمیان مین ہے مولانا عبد الشکور لاہوری یہ علم اور فضل مین سارے علماء کے پیشوا ہین طبیعت اونکی نہایت

یہ قصبہ میوات مین دہلی سے اٹھارہ کوس ہے اور وہان ایک چشمہ ہے گرم گندک کی کان سے نکلتا ہے
اور اوسکے پانی کا رنگ سبز ہوتا ہے اور اوسمین گندک کی بو آتی ہے جاڑونکے موسم مین اوسکا پانی
ایسا گرم ہوتا ہے کہ بدن پر نہین ڈالا جاتا ہے اوسمین نہانے سے خارش رفع ہوجاتی ہے اور
اوسکا رنگ اور بو صاف اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چشمہ گندک سے نکلتا ہے راتونکو وہان سے
خود بخود آگ بھی ظاہر ہوا کرتی ہے شیخ چاین شیخ عبد العزیز کے مشہور خلیفون مین سے تھے اور فصوص اور
نقد فصوص وغیرہ تصوف کی کتابین اکثر پڑھا یا کرتے تھے آخر زمانہ مین اکبر اونکا بڑا اعتقاد ہو گیا تھا
اور اکثر مہمات مین اون سے استمداد طلب کرتا تھا اور عبادتخانہ مین محل خاص کے قریب اونکے لیے
ایک جگہہ معین کی تھی راتونکو اون سے خلوت رکھتا تھا ایک مرتبہ نماز معکوس پڑھتے ہوئے اونکو دیکھا
اوس روز سے بالکل اعتقاد جاتا رہا ۹۸۹ نو سو نواسی مین جب شیخ کا انتقال ہونے لگا تو اونھون
نے شیخ عبد العزیز کے بیٹے شیخ قطب عالم کو جو اوس زمانہ تک سپاہ گری کے شغل مین مشغول تھے
دہلی سے بلایا اور خرقہ اور عصا اور تمام لوازم مشیخت اونکے حوالہ کیے اور کہا کہ یہ تمہارے
باپ کی امانت میرے پاس ہے اب تمھین اسکے لائق ہو بعد ازان شیخ نے انتقال کیا، حقیقت فقر
اونکی تاریخ ہے شیخ قطب عالم کو بھی اوسیوقت سے زہد اور تقوی کی توفیق ہوئی اور فقر اختیار کیا اب
اکبر کے حکم کے بموجب دہلی مین قدم شریف کے متولی ہین شیخ عبد الغنی بدایونی یہ شیخ عبد العزیز کے
خلیفہ ہین ترک و تجرید مین گویا اپنے وقت کے جنید رح اور شبلی رح تھے ابتدا مین بدایون مین طالبعلمی
کرتے تھے یکایک حال اونپر غالب آگیا کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ عین سبق پڑھنے کی حالت
مین کہین نغمہ کی آواز جو سن پاتے تو پہرون بیہوش پڑے رہتے جب لوگ اون سے پوچھتے کہ کیا
ماجرا تھا تو وہ کہتے تھے کہ مجکو مطلق خبر نہتی جب تعلقات دنیوی سے مجبور ہوئے تو روزگار کی تلاش
مین دہلی مین آئے تاتار خان وہان کے حاکم کی ملازمت اختیار کی اور شیخ عبد العزیز کے مرید ہوئے
اونھین کی خدمت مین سب کتابین تحصیل کین اور برسون درس رہا ناگاہ اونکی طبیعت مین خلل
پیدا ہو گیا اور سب تعلقات کو چھوڑ کر شیخ ممدوح کی خانقاہ مین بیٹھ رہے اور ریاضت اور مجاہدہ کا
طریقہ اختیار کیا جب کمال حاصل ہوا تو آبادی سے باہر قدم شریف کے قریب خان جہان کی
مسجد مین سکونت اختیار کی ہمیشہ وہان اعتکاف مین بیٹھے رہتے تھے اور اگرچہ اہل وعیال

جنگل کی گھاس اونکی غذا تھی سخاوت اونکے مزاج مین بہت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سلیم شاہ کے زمانہ مین مین اپنے نانا کے ساتھ اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور کچھ سبق کافیہ کے اون سے پڑھے تھے آخر حال مین حیرت اونپر غالب آگئی بالکل ساکت رہتے تھے اور اپنے بیٹون کو بھی اپنے حجرہ مین نہ آنے دیتے تھے ۹۸۹ھ نوسو نواسی مین اونکا انتقال ہوا اور اوسی اپنی خانقاہ مین دفن ہوئے جس روز اونکا انتقال ہوا اتفاقاً ایک چڑیہ اوڑتے اوڑتے اونکی نعش پر آن گری یہ دیکھکر سب کو ایک طرح کا تعجب گذرا شیخ نصیرالدین اصل مین ہندون کے رہنے والے ہین کیمیا گر مشہور تھے اکثر ہمایون کے لشکر کے ساتھ رہتے تھے جب ہمایون جو سانپ شکست کھاکر آگرہ مین آیا تو اوسنے شیخ سے کہا کہ کچھ زر نقد نئی فوج بھرتی کرنیکے لیے درکار ہے شیخ نے اوسیوقت تانبہ کی دیگ اور طباق منگاکر بادشاہ کے سامنے سونے کی بنادی یہ بات بہت مشہور ہے مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اونھین کے خاندان مین شادی ہوتی تھی اونکی اولاد سے جو تحقیق کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ شیخ کیمیا کا نسخہ نجانتے تھے بلکہ کسی فقیر کامل نے اونکو ایک زنبیل اجزاے کیمیا سے بھری ہوئی دے دی تھی جبتک وہ باقی رہی کیمیا بنا لیتے تھے اور جب وہ صرف ہوگئی تو کچھ نہ بنتا تھا جب بیرم خان کا زمانہ تھا تو مین نے اونکو آگرہ مین سید شاہ میر برادر زادہ میر سید رفیع الدین محدث کے مکان پر دیکھا تھا ایک بزرگ نورانی صاحب اخلاق تھے اونھین دنون مین اونکا انتقال ہوگیا ہندون مین مدفون ہوئے شیخ مبارک الوری سلیم شاہ اونکو شاہ مبارک کہا کرتا تھا اور جوتیان سیدھی کرکے اونکے سامنے رکھا کرتا تھا غالباً شیخ دعوئ سیادت کا بھی کرتے تھے پٹھانون کے نزدیک اونکا بڑا اعتبار تھا چنانچہ جب اون لوگون پر زوال آیا اور مغلون کے مقابلہ سے بھاگے تو بعضے پٹھان شیخ سلیم فتحپوری کو بہت سازردار سمجھکر رنتھنبور کے قلعہ مین لے گئے شیخ مبارک الور سے بساور کے راستہ ہوکر وہان گئے اور شیخ سلیم کو چھٹایا چنانچہ شیخ وہان سے نجات پاکر دوسری مرتبہ زیارت خانۂ کعبہ سے مشرف ہوئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسی زمانہ مین میری سولہ برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ بساور مین اونکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا بعدازان جب ۹۸۰ھ نوسو اسی مین اکبر اجمیر سے فتحپور کے راستہ ہوکر آتا تھا تو مین دوبارہ اونکی خدمت سے مشرف ہوا تھا واقع مین صاحب کمال تھے سخاوت اونکی ذات مین بہت تھی ۹۰ نوّے برس کی عمر مین اونھون نے انتقال کیا شیخ چاین یہ قصبۂ لدہ سوسنہ کے رہنے والے ہین

غربت وناامرادیست موجب شکریست امید که ایشان نیز دائم الاحوال مشمول حفظ الٰہی بوده باشند
و تحقیکه ملازمان ایشان بدہلی تشریف آوردند و مخلص خود را ساعتی بلطف مشرف ساختند آن ملاقات
جز تعطش و اشواق نیفزود و چندان چیز ناگفته و ناشنیده ماند که چه گویم سنت الوصال سنت کہ گفته اند
آن خود بتحقیق ہمچنین بود بلی صحبت دنیا اگر خود ممتد بود نیز ہمین حکم دارد و قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
درین عالم خود فرصت صحبت داشتن و از صحبت دوستان محظوظ شدن نیست اگرچه علاقه
درست ست و رابطه محکم فردا اگر صحبتی داشته شود عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ بہ انشاء الله العزیز و سعی
در درست ساختن علاقه و تصحیح نسبت باید کرد و مصاحبت موقوف بر آن زدن باشد تا حضور و غیبت
یکسان گردد و فراق و وصال اینجائی یکرنگ حق سبحانه تعالیٰ یک نوع نسبتی و بوجوہ ما ارزانی فرماید که معنی
یکرنگی دست دہد خاطر شریف بجانب این فقیر دارند که خاطر این غریب نیز بجانب ایشانست این فقیر را
بعین الیقین معلوم شده است که در ذات ایشان معنی محبت و حقیقت آشنائی ممکن [illegible] است
الحمد لله علی ذلک اللّٰهم زد و لا تنقص عزیزی بود از اہل عرب که این دعا را دائم میخواند
اللّٰهم کما انعمت فزد و کما زدت فادم و کما ادمت فبارک حق سبحانه تعالیٰ
نعمت معرفت و محبت زائد و دائم و مبارک گرداند بحرمة سید الاولین والآخرین محمد و آله
واصحابه اجمعین. اگر گاہے مخلص خود را بنوازش نامه مشرف گردانند هرچه از اخبار قدسی آثار
حضرت شیخی قبله گاہی [illegible] کلیم الٰہی سلمه الله وابقاه معلوم ملازمان باشد با علام آن مشرف
و مسرور خواهند ساخت و کلمه چند بحضور شریف عرض کرده از خاطر نرود هرچند خواست که درین باب
چیزے نویسد قلم نرفت چه حاجت ست بار چون نوبت بعرض بندگان میرزا می رسید اشعاری از معنی
بود بلکه صریح نوشت که از تکلف دور ست در رسانیدن آن مکتوب مقید خواهند بود والدعا
شیخ فیضی جب دکن سے واپس آیا تو اوسنے کئی خط شیخ کی طلب میں بھیجے اور اپنے بہت سے شوق
ظاہر کیے مگر چونکہ شیخ نے اوس سے ایذا بہت پائی تھی اسوجہ سے ہرگز نہ آئے اور یہ بہانہ کر دیا کہ
میں نے بالکل تعلقات ترک کر دیے یہ آخر رقعہ شیخ فیضی کا ہی جو نقل کیا جاتا ہے رقعہ
اشتیاق ملاقات مانوس روحانی و مالوف ربانی طال لقاءہ از قبیل رسمیات نیست که رقم پذیرد
ملال از مرضی خاطر فیض مظاہر آگاہ بود و محتمل که حرف خواہش درمیان آمده باشد ابا بعد از انکه

بہت تھے مگر وہ راہ توکل سے قدم باہر نہ رکھتے تھے ۱۰۳۲؁ ایک ہزار تین مین خانخانان نے اونکی خدمت مین حاضر ہوکر نصیحت کا التماس کیا اونہون نے فرمایا کہ اتباع سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرو آخر زمانہ مین احمد صوفی حایک اور بنارسی نے جو نئے نئے اکبر کے مذہب مین داخل ہوئے تھے اپنی بدنامی مٹانے کے لیے یہ چاہا کہ چند بزرگ جو پچھلے لوگون کے یادگار زمانہ مین باقی رہگئے ہین اپنا شریک کرلین اسی غرض سے لاہور سے فرمان بھیجکر شیخ عبد الغنی کو بلوانا چاہا — مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ نے مجکو ایک خط لکھا اور اوسمین بہت عذر اور عجز لکھے تب مین نے احمد صوفی کو طرح طرح سمجھایا اور اس حرکت سے باز رکھا اور آخر اوس سے ہی ایک خط عفو تقصیر کی استدعا مین لکھوا بھیجا اور یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا شیخ بہلول دہلوی علم حدیث مین بڑے کامل تھے اہل فقر و فنا کی اونکو صحبت حاصل ہوئی تھی اور اس طریقہ کا مزا خوب چکھا تھا اہل دنیا سے بالکل تعلق ترک کردیا تھا اور طالبعلمون کے پڑھانے مین مشغول ہوئے شیخ عبد الحق دہلوی حق تخلص کرتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے تصوف مین اونکا بڑا مرتبہ تھا اونکی تصانیف مین سے ایک ترجمۂ تاریخ مدینہ ہے اور دوسری ہندوستان کے اولیاء کے حالات مین ایک کتاب ہے جسکی ذکر الاولیاء تاریخ ہے ابتدا سے اونکو یہی شوق تھا مدت تک فتحپور مین رہے بسبب صحبت قدیم کے شیخ فیضی اور میرزا نظام الدین احمد کے مصاحب رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اونکی شرف خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور اونکی صحبت کے فائدہ اوٹھایا کرتا تھا چندروز کے بعد یکایک شیخ کو ایک جذبہ اوٹھا اور کچھ سامان نکرکے یکایک دہلی سے حج کے ارادہ پر گجرات کی طرف چلدیے اور وہان میرزا نظام الدین احمد کی مدد سے حجاز کو گئے اور کچھ ایسے سبب واقع ہوئے کہ اوس مرتبہ اونکو مدینہ جانیکا اتفاق نہوا چندروز مکہ معظمہ مین رہے اور وہان شیخ عبد الوہاب ہندی سے حدیث کی اجازت لی پھر وطن کو تشریف لائے جس زمانہ مین وہ دہلی سے آئے تھے مین اون دنون بداون سے بڑی اضطرار کی حالت مین اکبر کے لشکر کو جاتا تھا راستہ مین تھوڑی دیر کے لیے اونکی ملازمت مین بھی حاضر ہوا جب مین لاہور مین پہونچا تو اونہون نے ایک خط میرے نام لکھا تھا جو تیمناً اور تبرکاً نقل کرتا ہون

رقعہ — بعد از عرض بندگی و نیاز معروض میگرداند کہ احوال این غریب نامراد برانچہ مقتضای

اور ایک گاؤکشی کے جرم مین ہندوون نے مخبری کرکے انکو بکر کی طرف نکلوا دیا اوران دنون [illegible] خانخانان
وہانکا حاکم تھا اوسنے انکی حال پر بڑی عنایت اور مہربانی کی اور جب وہ ملک فتح ہوگیا تو اونکو اپنے ساتھ
لایا اور عفو تقصیر کرا دینے کا وعدہ کیا وہ اپنے وطن مین روپوش رہتے تھے خانخانان نے آسیر اور
برہان پور کی فتح کے بعد ایک عرضی مین اونکی رہائی کی درخواست کی اکبر نے قبول کیا اور علامہ
شیخ ابو الفضل سے کہا کہ انکو تھانیسر کا کروری مقرر کردو جس زمانہ مین وہ مہابھارت کا ترجمہ کرتے تھے
اوس زمانہ مین ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو تو اونھون نے جواب دیا کہ [illegible]
کی زبان کو آج کل کی زبان سے موافق کرتا ہون سید شاہ میر سامانہ سے [illegible] صحیح النسب [illegible]
علمی اونکو بخوبی حاصل تھے بڑے زاہد اور عابد تھے قناعت اختیار کرکے طلبا کو پڑھاتے [illegible]
رہتے تھے آگرہ مین جمنا پار شیخ بہاء الدین مفتی کے قریب رہتے تھے اور بہت سے طلبا اور [illegible]
خانقاہ مین جمع ہوکر اونکی صحبت کے فائدہ اوٹھاتے تھے اونکا ایک شاگرد تھا مولانا [illegible]
آنکھ تھی اور اگرچہ اوسنے علم بہت تحصیل کیا تھا مگر اوسکو کچھ ایسا ملکہ ہوگیا تھا کہ جو مشکل مسئلہ [illegible]
پوچھا جاتا تھا وہ متشابہ کتابون سے اوسکو نکال کر [illegible] تا تھا اور حل کر دیتا تھا [illegible]
وہ پڑھا نہ تھا شیخ ضیاء اللہ مع تمام سلسلہ غوثیہ کے اوسکے معتقد تھے پھر سید شاہ الیہ کا کہنا
اور سنا ہے کہ وہ فرید تمام واقعات جو مغرب اور مشرق مین گذرتے تھے ہر شب سید شاہ کے سامنے
پیش کر دیا کرتا تھا بعضون کو یہ گمان تھا کہ کوئی جن اسکا مطیع ہے [illegible] اور گمان کرتے تھے
جس سال بادشاہ نے شیخ ضیاء اللہ کو آگرہ سے بلا کر اپنے عبادتخانہ مین ٹھہرایا تو مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے اون سے ایک شب خلوت مین فرید کا مفصل حال پوچھا اور جو نقلین
اوسکی مشہور تھین وہ سب اونکے سامنے بیان کین اور اون سے پوچھا یہ سب خبرین صحیح ہین یا
غلط شیخ نے اسکے جواب مین اول اپنے فضائل اور کمالات کا ذکر کیا اور اپنی تصنیفات کے نام
لیے پھر کہا کہ مجکو باوجود اس مرتبہ کے اوسکی خوشہ چینی کا بھی منصب حاصل نہین اور جو کچھ یہ تمنے
اوسکے حال بیان کیے عشر عشیر بھی اوسکی کمالات کے نہین اور یہ سب حضرت میر کی خدمت سے
اوسکو حاصل ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس واقعہ سے پہلے بدایون مین سید
شاہ میر سے ملاقات کی تھی اوسوقت وہ مشارق الانوار دیکھ رہے تھے بہت سی علمی گفتگو رہی

دریافت که این راه بسته اند فقیر خواهش ایشانرا بر خواهش خود ترجیح داد این التماسی گوارا باد التماس
آنست که بر خلوتکدهٔ تنگ هنگامه نه پسندند بیش ازین بدوستی روز نقاوة الاولیا میان شیخ موسی
بویرانهٔ فقیر تشریف آورده بودند ظاهر ساختند که دوربینیست که ایشان درین ایام بیایند هرچند سبب
پرسیده شد مبهم و مهمل گذاشتند بحق معبود مطلق که ایمائی از فقیر نشده و نخواهد شد مصرعه وقت گو باچه
حاجت طومار + اگر باشند عین نورست و اگر بیایند نورٌ علیٰ نورٍ قسم بخدا که خود را ازین خواهش گذرانیده
و بیاد خود اظهار وا ایما نکرده ام و نخواهم کرد ازین ممر تصدیع نکشند اما اگر بال و پری میداشتم و پریده
بر بام آن حجره می نشستم و دانه چیدن نکات محبت میشدم و هر غوله نیز صفیر شوق میگشتم دیگر چه نویسم
طلبهای مردراته از آن جانب دیر میرسد از برای خدا بمن قافله اسرار خود را راه نه بندند و اگر از آن طرف
بندند ازین طرف بسته نخواهد شد والسلام + اسکندر میرسد فقر میان پهول را نیاز هندی میرساند
و درین دو روز بتقریبی روداده بود این رباعی از فیضی دم پرسیت قدم دیده بنه + هر گام که
می نهی پسندیده بنه + از عینک شیشه هیچ نگشاید هیچ + لختی تراش از دل و بر دیده بنه + مولانا
اله داد سلطانپوری اصل انکی قریہ بنودہ توابع سندہ سے ہے مخدوم الملک سے انہون
نے تلمذ کیا تھا شرافت حسب و نسب مین ممتاز تھے ابتدا مین کچھ جوانی اور زعم علم کی وجہ سے
کچھ غرور اونمین آگیا تھا مگر آخر کو جو تجربہ اونکو حاصل ہوا تو وہ ساری اونکی نخوت فقر و انکساری
سے بدل گئی چندروز صوبہ پنجاب کی صدارت پر رہے پھر الہ آباد کے قاضی مقرر ہوگئے تھوڑی سی
معاش جو وہان ملگئی تھی اوسی پر قناعت کی دنیاداروں کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے زہد
اور عبادت مین مشغول تھے مولانا عثمان سامانہ یہ عقلیات مین حکیم عین الملک کے شاگرد
ہین اور نقلیات مین اوروں سے پڑھا ہے علم اونکو خوب حاضر تھا اکبر کے درباری لوگون مین سے
تھے اتقا بھی اون مین بہت تھا اکثر اوقات عبادت مین مصروف رہتے تھے چندروز کو قلیچ خان
کے وسیلہ سے میان دوآب کے بعضے پرگنات پر ناظم ہوگئے تھے بعد ازان پھر دربار مین آکر منصبدارون
مین شامل ہوئے حاجی سلطان تھانیسری یہ زیارت خانہ کعبہ سے بھی مشرف ہوئے تھے
علوم نقلیہ مین انکو بہت مہارت تھی مدتون تک اکبر کی خدمت مین رہے چار برس تک مہابھارت کا
ترجمہ فقط ان سے متعلق رہا اور نقیب خان نے جو ابتدا کی تھی انھون نے اوسکو انتہا تک پہونچایا

کیا تھا جب اوسکے دماغ مین خوشبو پہونچی تب منہ سے جھاگ نکلنے لگے [illegible]
ہر شخص کے کاٹنے کو دوڑتا ہے چنانچہ [illegible] اوسوقت [illegible] اوسکا بھی حال ہوا [illegible]
جتنے حاضرین مجلس تھے پریشان ہوگئے اور شیخ بھی دیدہ و دانستہ عمداً مجکو ڈرانے کے لیے ایک
طرف کو جہان نئی عمارت بن رہی تھی چلے گئے اوسوقت مین نے کہا کہ تعجب ہے کہ لوگ دور دور سے
اپنی حاجتین مانگنے کے لیے یہان آتے ہین حالانکہ اوسکے کتے کاٹے کا بھی علاج نہین ہوتا اونھون نے
مجھسے پوچھا کہ تمکو اسکا علاج آتا ہے مین نے کہا کہ کفش اور کلوخ اسکے سر پر لگانا چاہیے چنانچہ
شیخ سعدی نے کہا ہے ع سگ دیوانہ را دارو کلوخ است * سب لوگ حیران ہوگئے مین نے کہا
ظرافہ یہ ہے کہ کلوخ ایک دوا کا نام بھی ہے جس سے کتے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہے ایک نباتات
کی قسم مین سے ہے جب شیخ نے سمجھا کہ [illegible] خدا اور رسول کا کلام
[illegible] شرع کی [illegible]
[illegible] تھے [illegible]
[illegible]
[illegible] کے طور پر کہتا ہون اور یہ بات و سچ ہے کچھ میرا ہی خاصہ نہین ہے مگر
کہا اس تقریر پر جو کہ آپ نے فرمائے یہ حقیقی ہین یا مجازی اونھون نے جواب دیا کہ مجازی ہین
کہا تو علاقہ بیان فرمائیے اور مین تقریر کو علم بیان مین لے گیا شیخ نے جواب مین درہم برہم باتین
کہنا شروع کین اور بغلین جھانکنے لگے جب مین نے بہت مجبور کیا تو کہنے لگے مین نے علم جدل کا
نہین پڑھا مین نے کہا کہ تم معنی قرآن کے ایسے بیان کرتے ہو جو کہین منقول نہین اور حقیقی
اور مجازی معنون مین رابطہ ضرور پوچھا جاتا ہے تب شیخ نے تقریر کو اوڑا کر میرا حال پوچھنا شروع
کیا مین نے اثنای گفتگو مین ایک شرح قصیدۂ بردہ کی جو اون دنون مین لکھی تھی پیش کی اور
اوسکے مطلع مین چند نکتے جو میرے ذہن مین آئے تھے بیان کیے شیخ نے پسند کرکے خود بھی کئی نکتے
نکالے اور وہ صحبت اسی گفتگو مین تمام ہوگئی پھر مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور اتفاقاً شیخ کو بھی اکبر
بلایا چنانچہ وہ بیچارہ تنہا اور عاجز عبادتخانہ مین آکر ٹھہرے اکبر جمعہ کے روز ایک دو آدمیون کے ساتھ
وہان گیا یہ پہلی ہی ملاقات تھی اکبر نے میرزا غیاث الدین آخوند اور میرزا علی آصف خان

واقع مین طبیعت اونکی بہت اچھی تھی مگر جتنی تعریف اونکی شیخ ضیاء اللہ نے کی تھی وہ بات مین نے اونمین
سید یٰسین یہ سید شاہ میر کے بھائیون مین سے ہین سب درسی کتابین انھون نے گجرات مین
میان وجیہ الدین سے پڑھی تھین اور اونھین کے مرید بھی ہوئے تھے پھر سفر حج کو گئے اور علم حدیث کا
عرب مین حاصل کیا اور وہان سے اس علم کی اجازت لیکر ہندوستان کو واپس آئے چند روز
مین لاہور مین بعضے امیرونکے مصاحب رہے پھر اس طرز کو چھوڑکر سرہند مین فقیری اختیار کرکے
بیٹھ رہے اور مریدون کی تعلیم مین مشغول ہوئے ہمیشہ اونکی یہ آرزو تھی کہ گجرات کو جاوین اور وہان سے
پھر مکہ کو روانہ ہووین مگر فی الحال بنگالہ کے ملکون کی سیر کر رہے ہین شیخ ضیاء اللہ بن شیخ محمد غوث
کی سجادہ نشینی مین رات دن تصوف کی گفتگو کیا کرتے تھے اور اس علم مین اونکو ایسی مہارت تھی کہ اوس
مشائخ مین کم ہوتی ہے بہ حقیقت اونکی مجلس مین اسی قسم کی باتین ہوا کرتی ہین خدا جانے
[illegible] مین اوسکے کیا تھا بعضی باتین اون مین شیخ محمد غوث سے بھی بڑھی ہوئی تھین چنانچہ
قرآن شریف انکو یاد تھا اور اوسکے معنی ایسی اچھی طرح بیان کرتے تھے کہ اونکو کسی تفسیر کی ضرورت
نہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۹ [illegible] مین [illegible]
اتفاقاً کسی شخص کے ہمراہ [illegible] بالکل
مصافحہ کرکے بیٹھ گیا شیخ کی مجلس مین یہ دستور تھا [illegible]
تواضع بجالاتا تھا میری یہ بے تکلفی انکو پسند نہ آئی اہل مجلس سے پوچھا [illegible]
مین نے کہا سہسوان سے پھر مجھسے پوچھا کہ تمنے کچھ علوم بھی تحصیل کیے ہین مین نے کہا ہان [illegible]
کچھ تھوڑا تھوڑا کسی زمانہ مین دیکھا تھا اور چونکہ سہسوان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور اوس زمانہ
مین قلیچ چوگان بیگی اونکے باپ کا مرید وہانکا جاگیردار تھا اسوجہ سے اونھون نے مجکو بہت حقیر
سمجھا اور ایک مسخرہ کو اشارہ کیا کہ مجکو تنگ کرکے اوس مجلس سے نکال دے چونکہ مین اس قسم
[کے] امور سے خوب واقف تھا اور بارہا تجربہ کر چکا تھا اسوجہ سے مین نے کچھ خیال نکیا اوس مسخرہ نے
[کہ]ا کہ مجکو کہین سے عطر کی خوشبو آئی اور دماغ مین شورش پیدا ہوئی ہے اہل مجلس ہوشیار
ہو جاوین کہین مجھسے کسیکو ایذا نہ پہونچے ایک شخص نے جو ظاہر مین صوفیونکی صورت تھا تھا مجھسے
پوچھا کہ عطر تمنے ملا ہے مین نے کہا ہان مین نے ملا ہے کیا ہے اوسنے کہا کہ اس شخص کو دیوانہ کتے کی

کامل تھے مولانا اسمٰعیل عرب یہ شیخ حسین کے ہم عصرون اور برابرون مین تھے ہمیشہ طلبہ کے درس و
افادہ مین مشغول رہتے چونکہ مالدار بہت تھے ایک رات چورون نے اونکے گھر [illegible] کر اونکو مار ڈالا افاضی
[illegible] گوپاموی [illegible] بڑے عالم تھے اور منصب قضا مین بڑی [illegible] سے کام کرتے تھے شیخ
نظام الدین امیٹھوی [illegible] خدمت مین سب علوم اونھون نے حاصل کیے تھے شیخ کو ابتدا سے آخر
[illegible] تعلیم بہت اچھی طرح [illegible]
مین انتقال [illegible] دن مین اکثر طلبہ [illegible] گوپامو مین رہتے تھے اور اونکی خدمت
مین کمال حاصل کیے تھے [illegible] مین سے ایک [illegible] رسمی کتابونکو پڑھایا کرتے تھے
[illegible] کیفیت تھی سواے انکے [illegible] مولانا ولیس گوالیاری
[illegible] علم مناظرہ اور مجادلہ خوب جانتے تھے [illegible] بحث کے وقت اگر ضرورت
[illegible] ورق زبانی پڑھ دیتے تھے اور اپنے مقابل کو الزام دیتے تھے مگر جب
[illegible] کی مجلس مین [illegible]
[illegible] الزام دیا [illegible]
[illegible] کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان سے
[illegible] عراق و آذربایجان اور اردبیل مین جو اونکا
[illegible] اسمٰعیل ثانی [illegible] اسکا بیان یہ ہے کہ
[illegible] اردبیل مین پہونچے تو انھون نے شاہ اسمٰعیل کو جسے شاہ طہماسپ نے قلعہ
قہقہہ مین قید کر دیا تھا ایک رقعہ لکھا کہ مجکو ستارونکی نظرون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم
بہت جلد اس قید سے نجات پاکر بادشاہت کے مرتبہ پر پہونچو گے چنانچہ یہی ہوا اور عراق مین بڑا
انقلاب پڑا اور شاہ اسمٰعیل کو امیرون نے قید سے نکال کر اردبیل کے راستہ سے تخت سلطنت پر
بٹھانے کے لیے بلایا اوس خط مین مولانا نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم قید سے چھوٹ کر اردبیل
مین گذرو تو مجھسے ضرور ملو پیشتر عہد و پیمان بالمشافہہ اوسوقت منعقد ہونگے اور مین تمکو ایک
عمل بھی بتلاونگا اتفاقاً شاہ اسمٰعیل جب اوس طرف کو گذرا اوسوقت کچھہ ایسی شتابی ہوئی
اوسنے مولانا سے ملاقات نکی جب اردبیل سے دور نکل گیا پھر لوٹ کر ملاقات کے لیے آیا

زاده بود خود را از بیقراری گاه بحضرت دہلی آورده و بیزارات متبرکه مشرف میساخت و گاه برای دیدن
فرزندان بیکس که در گوشه آگره صانهما الله بکره افتاده اند میرفت و متزلزل الاحوال بود که بنایت ناگهان
مکرر غیر مکرر از خدام ایشان رسید والله که بسیار بسیار تسلی و تسکین خاطر حزین بخشید چندروزی بمطالعه
و تکرار آن خود را مسرور داشت و در صبح و شام دست نیاز بدرگاه علام برداشته دعای ازدیاد حیات
خدام نمود و میان ناسخ الٰهی تا قیامت زنده باشی ✤ زیاده ازین درین وادی دم نمیزند و تعلیم علی الاطلاق
و حکیم بالاستحقاق میگذارد و بر سر مقصود ظاهری آمده مصدع میگردد که از رحلت نمودن جناب مروت
مآب فتوت انتساب کمالات اکتساب میرزا نظام الدین احمد و از مرحوم بای آن نادر زمانه [illegible]
او بخدا [illegible] فی سخ عظیم و حزنی تمام رو داد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ چه توان گفت [illegible]
که متواتره متوالی میرسد [illegible] توان نمود بهر حال منتظر سوت خودیم و [illegible]
وقت باین [illegible] در ترحم ست که اللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا اِذَا عَرِقَ الْجَبِیْنُ [illegible]
مِنَّا الطَّبِیْبُ [illegible] الْحَبِیْبُ [illegible] ارْحَمْنَا اِذَا [illegible] الثُّرَابُ [illegible]
وَقَالَ [illegible] اَنْقَطَعَ عَنَّا النَّسِیْمُ [illegible] سید که تا وقت خیر باشد و [illegible] بسلامت [illegible]
[illegible] تمام داشت [illegible] این عریضه را ادب باستعجال نوشته و از شوق خود [illegible]
ایشان [illegible] از [illegible] متوانست [illegible] شرح سازد از دل بیغل خود تصور خواهند [illegible]
تَشَاهَدُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْاِكْرَامِ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ لَدَيْكُمْ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا بَاطِنًا
وَّظَاهِرًا ✤ شیخ ابو الفتح تھانیسری یہ بڑے عالم تھے علم حدیث کا انھون نے میر سید رفیع الدین سے
حاصل کیا تھا تخمیناً پچاس برس تک آگرہ مین سید مذکور کے محلہ مین علوم عقلی اور نقلی کا درس
فرماتے رہے انکے شاگردون مین بہت لوگ فاضل ہوئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اور کمال الدین حسین
مذکور شرکت مین اون سے سبق پڑھا کرتے تھے اونکا بیٹا شیخ عیسیٰ آگرہ کا مفتی تھا ✤ مولانا عثمان بنگالی
یہ قدیم مشائخ مین سے تھے سنبھل مین مقیم تھے میان حاتم نے بھی اون سے تلمذ کیا کبھی کبھی میان حاتم
اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور دعا کا التماس کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
میان کے ساتھ ایک مرتبہ صغر سن مین اونکی ملازمت مین گیا تھا ✤ شیخ حسین بزہری یہ بڑے
عالم تھے دہلی کے مدرسہ مین طالب علمون کو پڑھایا کرتے تھے جتنے علوم نقلی ہندوستان مین مروج ہین سب مین

علم موادا ثم مکنون عدا عمال یدا کم مصر و فنحی المسیٔ فرحون بما لدیکم
ولا تنالون فی تفتیش خبایا زاویا وانا الاسفار بین قاعد وقائم سلبتم
الاصحاب وتناسیتم الاحباب وکانت الآخرة ماهی الا کسراب فیا غوثاه
من هذه الجفاده الا ان بغیر اهل الوفا ولو وسعنا العتاب تکلمنا علیکم من
رأس الجراب ولا وسع قرطاس ولا کتاب **تیسرا رقعہ** یا حبذا ان
صحبة الاعنام فلعمری هی من تبیل الحیات قبل الموت وتعجل الصلوٰة تحین
الفوت ولعمری لقد اتیتم طی ما فی الجیب لا امسك منا خبیئاً فاین امرتم
اتیناه وان شرقتم تلقیناه وانتم اهدی من ان یهدی **چوتھا رقعہ**
ماعودونی احبائی مقاطعه بل عودونی … فاقطعتم و هملوا فلیت شعری
ما صدر منی حتی استوجبت نفورکم وما علمت من ذنب استحق به
هذه الجفاء الا کل ثقی بعلیه حسن الوفاء … من نعایات التزهات و قلت
التیما من الاخوان والخلان کما هو مسطور فی التمر … فقال و هو اصدق
القائلین وقلیل ما هم و تجد اکثرهم من تهید مسجّی ممن بلغ سمعه هذه الانباء
ان لیال فی الروافض الغالیة کیف حمیه ومقلتی کلالاح لو یتقلب
للقاکانها انا مع تشاغل البال و تزید البلبال انادی به لسان الحال ضنا
وای فتی اضاعوا **پانچواں رقعہ** فی الشباب وشیوع خبر نهضت العسکر
والشکایة عن عدم استطاعت السفر + تشاغلتم عنا بصحبت غیرنا
واظهرتم البحران ما هکذا کنا وما دار علی بلوائی ووجب له بث شکوی
الی بالا مصل ما تشوکت ویجیء فی قلبی ما تشوکت حیث انا منادی الرحیل
ابن منادیه و رفع کل مسلك ایادیه علی ان فی یوم الاحد یملی الصحاری
من کل احد فکیف الحال وهذا الوحال الذی هو ابرد من طین الشتاء انتن
من عرق الحصا الا هلیج حتی یتباع بالبلیج ولا قصائد لیشتری بها العصائد
وابن الزکا و ازکا و الوطی من المطی فانا لله وانا الیه راجعون ط فهل عندکم

مولانا نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا اور ملاقات نکی تب وہ مجبور ہو کر دروازہ توڑ کرکے اونکے مکان میں گھس گیا مولانا نے اوسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور کہا کہ وہ گھڑی گذر گئی اب میں تمھاری صورت کیا دیکھوں شاہ اسمٰعیل مایوس ہو کر لوٹا اگرچہ اوسکو اوسوقت میں سلطنت نصیب ہوگئی مگر سال بھر بعد امیروں نے متفق ہو کر پریجان خانم اوسکی بہن کو تخت پر بٹھایا چنانچہ اوسنے شاہ اسمٰعیل کو بھانسی دیکر مار ڈالا شیخ محمد شاہی شیخ زین الدین جبل آملی کے جو شیعوں کا بڑا مجتہد تھا بھتیجے تھے والی روم نے مکہ میں اوسکو بڑے حیلہ اور تدبیر سے پکڑکر استنبول میں بلاکر قتل کردیا شیخ محمد اکبر کے منصب داروں میں داخل ہیں اور جمیع صفتوں سے موصوف ہیں علوم عربیہ میں کوئی اونکے ثانی نہیں یہ رقعہ اونھوں نے مصنف کو لکھے تھے جو بجنسہ نقل کیے جاتے ہیں پہلا رقعہ + وافی کتابك بالبشارۃ معلنا بصدق بخبران اصلك طاهرًا اظهار الاشتیاق من قبیل تحاصیل الحاصل الا انّه کان موقوفا بقیود الادب حیث انّ التعطف والتلطف من جانب الاعلی تعالی الان قد ملکتنو اصعاده ومنعتوا ارصاده لعدت بحمد الله لی ... الی الله ... انّا کریمًا او کلمة الله من فوق الطی رتکلما التجانی یا حبر الفراد ونبهة انولهان وسط بین الطرفین مصاحبا من طاہا الاذان وله مع ذلك قرنان وذلك المردود ولم یقرأ نقطًا او فوا بالعفو دفتح الله شانه وکسرا سنانه وعادنا الفرضه والاصلینا ابدا خلف نفله وفرضه والدماغ من استشمام السّر خالی والجسم من تاسف علی العم مقبالی واما المحی النار الداعی الموصوف بحسن المساعی والمراعی فتمثل ما اجار بنا ه وبمثل ما حیا فاحیناه ثم الیٰ امر الیکم والحکم لدیکم دوسرا رقعہ کیف یحفو وکان لی بعض صبر احسن الله فی اصطباری غیر ا کاغیں انّه قد جلست بساحی عساکر الاشواق وتلاطم فی بناد وسیاحتی امواج الاشتیاق وجمع فی قلبی جمع التکسیر واعتاد فی البین فلم یغن التحذیر وینازع فی حبیّ عاملا الدّمع والسّی وهذا مبتدأ والحائل فلا تسئل عن الخبر فی الجسم من الموصول بالقسم والوجد فی جرانی والشهر من نار سطے

مفسرین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین وقع جب بحث کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس
صحبت سے صحبت لغوی مراد ہو تو اوس سے کچھ تعریف نہین نکلتی اور اگر اصطلاحی مراد ہے جو اہل حدیث
کے یہان ٹھہری ہوئی ہے وہ ہمکو تسلیم نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسوقت مین نے کہا کہ اگر کوئی
لڑکا بھی زبان عربی جانتا ہو تو وہی کہیگا کہ یہ آیت مدح پر صریح دلالت کرتی ہے اور اسی طرح کوئی کافر یہودی
یا ہندی عربی دان ہو تو وہ بھی صاف یہی بتلاویگا شیخ فیضی اپنی بُری عادت کے بموجب گفتگو مین
قاضی کا طرفدار تھا حالانکہ حقیقت مین وہ دونون جانب سے بیگانۂ مطلق تھا اتفاقاً تفسیر نیشاپوری مین
بھی میرے ہی کلام کی تائید نکلی حاجی ابراہیم محدث آگرہ مین رہتے تھے زہد و تقوای اور علوم دینی
کو پڑھانے مین خصوصاً علم حدیث مین رات دن مشغول تھے اور اونکا زہد و تقوی ہی عوام الناس سے
اونکی ملاقات کا مانع تھا امر معروف اور نہی منکر ہمیشہ کیا کرتے تھے جب اکبر کے حسب الطلب عبادتخانہ
مین آئے تو انھون نے اداب کے طریقہ کو ادا کیکے بہت سی وعظ و نصیحت بیان کی خواجہ عبد الصمد
شیرازی سے جو عبادت ظاہری مین بہت مشغول رہتا تھا کہا کرتے تھے کہ خواجہ جبتک محبت خلفاء
راشدین کی تمھارے دل مین نہ آئیگی اس زمانہ عبادت سے کچھ فائدہ نہوگا شیخ جلال واصل کالپی
والے یہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین سے تھے ابتدائے حال مین انھون نے بہت سی تحصیل کی
تھی مگر آخر کو اوسکو بھول سا گئے ذوق و سماع وجد و حال مین بہت مشغول رہتے تھے اکبر کو اون سے
ایکطرح کا اعتقاد تھا مصنف صاحب کہتے ہین کہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین بہ نسبت شیخ سلیم کے
خلیفون کی بناوٹ کم تھی ملک گجرات کے شیخ وجیہ الدین علم تفسیر اور حدیث اور جمیع علوم ظاہری اور زہد و تقوی
اور ذوق اور حالت مین کامل تھے گجرات کے بادشاہون کی اولاد مین اونکے پدر بزرگوار کا نام بہار تھا
فصاحت اور بلاغت اونکی تقریر مین بہت تھی اکبر اپنی مجلس مین اون سے اکثر گفتگو کرتا تھا اور چونکہ اونکو
اہل حق سے اعتقاد بہت تھا اسیوجہ سے اونکو چندروز کے لیے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کے روضہ مبارک کا متولی مقرر کر دیا تھا یکایک اونکو حضرت مخدوم شاہ عالم بخاری سے ملنے کا جو حضرت
مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے شوق غالب ہوا اور بڑے وسیلون اور واسطون سے
اکبر سے رخصت کا التماس کیا اکبر نے بڑی رد و بدل کے بعد اونکو اجازت دی اسکے بعد اونھون نے قناعت
اختیار کی اور حضرت مخدوم کی جوار مین گوشہ نشین ہو گئے اور وہین اونھون نے انتقال کیا

خبر ببطلانه وان هذا الوقت لیس من اوانه والسلام علیکم وقلبی لدیکم

شیخ حسن علی موصلی یہ شاہ فتح اللہ کے شاگرد ہین مگر سنی پاک اعتقاد تھے جس سال کابل کی فتح ہوئی اکبر کی ملازمت مین آئے تھے بڑے شاہزادہ کی تعلیم پر مقرر ہوئے تھے چنانچہ اونھون نے فارسی کے رسالہ علم حکمت وغیرہ مین اوسکو پڑھائے شیخ ابو الفضل نے بھی خفیہ فن ریاضی وطبعی وغیرہ اون سے پڑھا تھا اور باوجود اسکے اونکی تعظیم نکرتا تھا خود فرش پر ہوتا تھا اور استاد زمین پر جب اونھون نے اس [illegible] اونکی وضع اپنے مزاج کے موافق نپائی تو ملازمت کو ترک کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان میرزا [illegible] کی صحبت مین رہے چنانچہ میرزا اور اونکے بیٹے شریف نے اون سے بہت علوم حاصل کیے شاہ فتح اللہ کے واقعہ کے بعد شیخ ابو الفضل وغیرہ امیرون نے اونکے فضائل کمالات کا بیان اکبر سے کیا اور کہا کہ اب جانشین فتح اللہ کے وہی ہین چنانچہ فرمان اونکی طلب مین گیا اور وہ حسب الطلب لاہور مین آئے کورنش کے وقت اونکو تکلیف سجدہ کی دی گئی یہ بات اونکو نہایت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اونھون نے اپنی والدہ کی ملاقات کا بہانہ کرکے وطن کی رخصت حاصل کی سنہ ۹۸ نوسو اٹھانوے مین تتہ مین پہنچے وہان اوس زمانہ مین خانخانان کی حکومت تھی اور اپنی جگہ کچھ سامان اکٹھا کرکے اپنے ملک کا رستہ لیا جب [illegible] مین پہونچے تو وہان سے اکبر کے دربار کو یہ پیغام بھیجا کہ الحمد للہ مین نے منافق یارون کی صحبت سے خلاصی پائی قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعی مذہب تھے مگر انصاف اور نیک نفسی اور حیا اور تقوی اور جتنی صفتین شریفون مین چاہیین وہ سب اونکی ذات مین تھین علم [illegible] حلم اور تیزی طبیعت اور صفائی ذہن مین مشہور تھے بہت کتابین اونکی تصنیف ہین شیخ فیضی کی بے نقط تفسیر پر اونھون نے ایک تقریظ نہایت عمدہ لکھی تھی شاعر بھی تھے اور شعر اونکے نہایت دلنشین ہوتے تھے اور حکیم ابو الفتح کے وسیلے سے اکبر کی ملازمت مین آئے تھے جب اکبر کا لشکر لاہور مین پہونچا تو شیخ معین قاضی لاہور کے اکبر کے دربار مین بسبب ضعف پیری کے گر گئے تب اکبر نے اونپر رحم کرکے کہا کہ شیخ اب بہت ضعیف ہوگئے ہین انکی جگہ قاضی نور اللہ مقرر ہون اور فی الواقع لاہور کے مفتیون اور محتسبون کو انھون نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز شیخ فیضی کے مکان پر قاضی مذکور تفسیر نیشاپوری سامنے رکھے ہوئے آیہ کریمہ اِذْ یَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مین جو باتفاق

یہ معما اسم شیداؔ کا اونھوں نے لکھا تھا۔ ماہ من از رخ نقاب انداختہ ÷ وی کہ عمداً روز را شب ساختہ ÷

مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ لاہور سے رخصت ہو کر اپنے وطن مالوف کی طرف کو چلے تھے تو راوی کے پرلے کنارہ سے میرے نام یہ رقعہ لکھا تھا جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے رقعہ امدی قادری دعا و نیاز اخلاص طراز بتقدیم رسانیدہ مشہود ضمیر خورشید نظیر میگرداند کہ باعث ترک سنت سنیہ از محب مخلص حقیقی غالباً آن خواہد بود کہ چون طریقہ مرضیہ راہ عند السفر از شرایط مشایعہ ہست و بالفعل درین زمانہ قدرت بران نبود و بالضرور ترک این سنت بایستی نمود امید کہ از حاشیہ خاطر فیض مآثر نسیاً و منسیاً نخواہند ساخت و بمراعات شیمہ کریمہ حفظ الغیب خواہند پرداخت و اگر حاجت بکاغذ کشمیری برای مسودات باشد اعلام نمایند تا بندہ از کشمیر مسودہ تفسیر خود هم کہ نقوش آن از کاغذ شستن چنان میشد کہ ہیچ اثری از سیاہی نماند چنانچہ تجربہ کردہ باشند [illegible] الاکرام لدیہم۔ اور جب وہ کشمیر کو گئے تو وہاں سے ایک اور خط لکھا تھا جسکی نقل یہ ہے [illegible] ہو المستغنی عن المدائح والمناقب والمفاخر اعنی مولانا و بالفضل اولانا الشیخ عبد القادر [illegible] مطالعہ از دوانی بدایونی بیشک ÷ زود نہ دانی فضیلت ست فرزند [illegible] ÷ کی [illegible] نسبت نیاز نامہ ای کہ فرستادہ بودید [illegible] ارقام اخلاص عرض بندگی بے اختیار جاری میگردد [illegible] حصیر دستار از ہوای کشمیر [illegible] برف آب گرم میبودہ [illegible] استماع نکات شریفہ و مقالات لطیفہ مینمودہ باشند [illegible] محنت حرمان خواہد کرد بیت ای بہ بزم وصل حاضر غائبان را دستگیر ÷ زانکہ دست حاضران از غائبان کوتاہ نیست ÷ عن المخلف الاعز الارشد الامجد الشیخ محی الدین محمد نیاز مندی قبول فرمایند وفقہ اللہ سبحانہ و تعالی لتحصیل العلوم الضروریۃ والمعنویۃ بحرمت من سمی بلقب الشریف قدس سرہ اللطیف و غالباً بنا رعایت حق الجوار سخن سیادت مآبی میران سید قطب الدین در نا نوشتن جواب نیاز نامہ فقیر مسموع میدارند اما میباید کہ نظر بر حق نفس الامری کنند کہ ظاہر این حق بران حق راجح باشد و ایضاً اعتبار اظہار محبت جناب میران نمیکنند کہ آن آخر بقائی ندارد واللہ تعالی اعلم ابیات اظہار مضمری کہ بر طرز جدید آصف خانی بندہ گفتہ بود آنجا گفتہ مسودۂ آن از فقیر گم شدہ غالباً ملازمان از ان مسودہ نقلی گرفتہ بودند التماس آنکہ نقل از نسخہ خود فرستند مصنف صاحب نے جواب اس رقعہ اخیر کا پورا لکھا ہے رقعہ ہو لمؤلفہ ۵ یا من بجمال وجہہ ابناسے ÷ شوقی لا یحمل فی القرطاس ÷ کالشاخ لا یوزن بالقسطاس ÷ والحب لا یقاس بالمقیاس ÷ از شنا چہ نویسد کہ درج آن در حوصلہ عبارت تنگ و

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اجمیر مین بھی اور فتحپور مین بھی اونکی ملازمت حاصل کی تھی یہ مطلع
اونکی تصنیف ہے ؎ دارم دلی گردان کہ من قبلہ نما میخوانمش ٭ روسوی ابروی اش کند ہر چند میگردانمش ٭
صدر جہان پہانی ضلع قنوج مین گانون ہے یہ سید فاضل خوش طبع تھے اکثر عمر اونکی لشکر
مین گذری شیخ عبد النبی سے اونھون نے علم حاصل کیا تھا انھین کی سعی سے کئی برس تک تمام ممالک محروسہ کے
مفتی رہے اور جس زمانہ مین معافیدارون پر تباہی آئی اونھون نے حیلہ اور تدبیر سے اپنی عزت بچائے
رکھی حکیم ہمام کے ساتھ حاکم طوران کے پاس بطور ایلچی کے گئے تھے جب وہان سے لوٹ کر آئے تو صدارت کے
منصب پر سرفراز ہوئے جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے سب علماے حق گو کو مکہ کی طرف نکال دینے کا
ارادہ کیا اور اون سب کے نامونکی فہرست لکھی گئی تو سید موصوف کہنے لگے کہ مجکو یہ ڈر ہے کہ کہین میرا نام
بھی اس فہرست مین نلکھا گیا ہو میرزا نظام الدین جو اوس فہرست کے مہتمم تھے اونھون نے کہا کہ تمھارا نام
ہرگز نہین لکھا جاویگا جب سید نے سبب پوچھا تو اونھون نے جواب دیا کبھی کلمۂ حق تمھاری زبان سے
نہین نکلتا جو تم نکال دینے کے قابل ہوتے اگرچہ شعر سے اونکو بہت مناسبت تھی مگر اس فن کو اونھون نے
بالکل چھوڑ دیا تھا یہ مطلع اونکی تصنیف ہے ؎ ہر تار زلف یار جدا یا بلا شود ٭ وانگہ بہر بلا دل ما مبتلا شود ٭
شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص کرتے تھے جمیع فضائل کمالات اونکی ذات مین جمع تھے شیخ حسین خوارزمی
کے خلیفہ تھے زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے تھے اور شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل
کی تھی سفر بہت کیا تھا اور اکثر عرب اور عجم کے بزرگون سے ملاقات کرکے ہدایت اور ارشاد کی اجازت حاصل کی تھی ہندوستان
اور کشمیر مین اونکے بہت مرید ہین ایک خانقاہ بھی اونھون نے بنائی تھی کتابین اونکی تصنیف بہت ہین خمسہ بھی
اونھون نے پورا کیا تھا اوسمین کئی رسالہ اونھون نے لکھے ہین اور تصوف مین رباعیات مع شرح کے لکھی
ہین ان دنون مین ایک تفسیر لکھی تھی جو گویا معمون مین سے ایک نشانی خدا کی تھی ہمایون بادشاہ کو اور اوسکے بعد
اکبر کو اونکے ساتھ بڑا اعتقاد تھا اگرچہ شعر اونکے مرتبہ کے لائق نتھا مگر ہمیشہ اس طرف متوجہ رہتے تھے یہ چند شعر اونکی
تصنیف ہین ؎ در ہر چہ بنگرم آن رخ نیکوست جلوہ گر ٭ در صد ہزار آئینہ یک روست جلوہ گر ٭ خلقی بہر طرف شدہ
گم گشتہ بہر دوست ٭ این طرفہ تر کہ دوست بہر سوست جلوہ گر ٭ ولہ خالت از کنار گوشۂ ابرو بنشست ٭
ہر کجا گوشہ نشین ہست در وکری ہست ٭ ولہ مشکن ای غم دل ما را و مبین کان دل کیست ٭ دل ماہست و ولی
ببین کہ در و منزل کیست ٭ ولہ گر کوی ایش گذری پای ز سر باید کرد ٭ قصہ کوتاہ ز سر خویش گذر باید کرد ٭

بعلت اینکه بهر دو سکان طیب مرکز دایرهٔ دو قطب جنوبی و شمالی ست و جهت جامع بلدهٔ طیبه و رب غفور دارد آب چشمه حیات او را چنانچه ایشان را نیز آب بر فتن نوش جان میفرمایند نوشیده و زبان به زلال شکر و ثنای منعم حقیقی و مجازی تر دارد شعر هنیئا لارباب النعیم نعیمهم + وللعاشق المسکین ما یتجرع + و شمول حال کشف مکشوف اهل کشف ست بنده زاده [illegible] مشغول ست الی الآن زال باو سحر یوم فی شهر رمضان المبارک حمت میامنهٔ سنة ثلث والف ۱۰۰۳ اور یه غزل خط مین لکھی تھی غزل

دردی که مین نامه سیکردم رقم	کل تحریر الدمع حمزه و جا بدم	[illegible]	الکاتب [illegible] ذالک الرقم
محو حرف از اشتیاق از روح	لیس فی وسعی وقد جف القلم	[illegible]	[illegible]
صرفی از دریا شکم بی محیط	لیس الا مثل شعر من دیم	[illegible]	[illegible]

[illegible] ایک ہزار مین انتقال کیا اور اونکی وفات کی تاریخ ہے شعر [illegible] الدین و طیب نعیمہا

کان [illegible] فیہا لبس + شعر [illegible] کہ جای [illegible]

[illegible]

[illegible] زبان [illegible]

گویا ایک فرشتہ آدمی کی صورت تھے [illegible]

[illegible] مصنف صاحب لکھتے ہین کہ [illegible]

ہم [illegible] اور چند مختصرات کے اون سے [illegible]

اجازت بھی حاصل کی تھی [illegible]

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سند اس حدیث کی [illegible]

لکھی ہے جب خان زمان کی بغاوت کا فتنہ برپا ہوا تو آگرہ سے دہلی مین آئے تھے وہان سے پھر نہ معلوم ہوا کہ اونکا انجام کیا ہوا قاضی ابو المعالی یہ شاگرد اور خلیفہ اور داماد عزیزان بخاری کے ہین عزیزان نو فقہ مین ایسی مہارت تھی اگر بالفرض تمام فقہ حنفی کی کتابین جہان سے معدوم ہو جائین تو وہ از سر نو لکھوا دیتے اونھون نے ہی عبد اللہ خان بادشاہ توران کو بہکا کر علم جدل اور منطق کا بالکل اوس ملک سے کھو دیا اور ملا عصام الدین اسفرائنی کو مع اونکے نالائق شاگردونکو وہان سے نکلوا دیا اور باعث اوسکا یہ ہوا کہ یہ علم جب بخارا اور سمرقند مین بہت رائج ہوا تو منطقی طالب علم جو سیدھے سادہ مسلمان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حمار ہے اسلیے کہ لا حیوان اس سے مسلوب ہے اور چونکہ

ظروف وحروف قاده عبدالقادر بحر و کوزه دارد **شعر** وان قبیصاً حیك من نسج تسعة + وعشرین حرفاً
من معاینة قاصی + وازدعا چه گوید **فرد** بسوی سدره زمن مرغ طاعتی نپرد + که نامهٔ نبرد از دعات در سفاره +
وازشوق چه باز نماید **رباعی** یامن بایادی سد ما توقفنی + من صحة الزمان قد عوقنی + لا اقدر
ان اکتب شوقی لکم + ما اشوقنی الیك ما اشوقنی + ازان مدتی که توجه عالی بآن صوب صواب فرموده اند
دو ترجمان اسرار الهی که اصل اصول آگاهی عبارت ازان تواند بود چه قبل از نوروز و چه بعد ازان بچندروز از دست قاصد
این بیت که از مقولهٔ عشره مبشره است **بیت** مردی دراز بنگر و در شهر خویش امروز + با خواسته نشسته از بخت خویش
فیروز + متواتر و متوالی رسیده باعث خوشوقتی گردیده مرقوم خامهٔ مسکین نواز مشکین طراز بود که ع از دانی بدانی
بیشک + تا آخر در جواب آن عریضه بیدار **مثنوی للمؤلف** از زبانت کلید نامهٔ غیب + ول بآیت نتیجه لاریب +
داده اعجاز کلک تو بیرون + گنجهای نهان کن فیکون + گفتی از منطق گهر پرور + گر زدانی [illegible] آخر شعر +
گر دوانی و گر بداونی ماند + همه از گنج فضل تو غنی اند + دلم آیینهٔ جمال تو شد + [illegible] ذات شد
چه عجب گر زروی حق بینی + خویشتن را درو همی بینی + اگر خود نمائیست همین قدر بس است و گرنه سخن که فضولی خود
نوشتن چه باز شعر از تقصیر در نوشتن عرائض اخلاص که منافی رسم و عادت عوام و خواص این اختصاص است
کما لا یخفی زبان اعتذار استغفار کشاده استعفا مینماید و این رقعه را کفایت آن جریمه [illegible]
می شمرد و آنچه از هوای خسخانه و برف آب که یادگار از مصر عمر سرعت [illegible] نشان [illegible] یا معشر
المسلمین ارحموا علی من رأس ماله یذوب است نوشته اند چندروزی است که ازین آب و هوا [illegible]
مصر عه گرگ دهن آلوده و یوسف ندریده [illegible] **شعر** فمن شاء فلینظر الی فمنظری + نذیر الی من
ظن ان الهوی سهل + چون بندگان حضرت قریب شرف آفتاب بتقریبی نام کمینه را خود بدولت بنهایت
کسی بر زبان مبارک رانده حرف تولیت خطهٔ عالیهٔ اجمیر **شعر** دنت عن ناظری تلك الخیام + علی
سکانها منی سلام + فرموده اند و هنوز تسلیم نشده آرزو دارد که اثر این سعادت زودتر از قوه بفعل آید
و دل را از آب گردش روزگار و هوای ناسازگار هر دیار فارغ ساخته برد الیقینی حاصل شود که خسخانهٔ گیتی چون
خس و برف آب زمانه چون سراب نماید و بخت شوریده هر ساعت و هر زمان بااین ترانه در فغان است **فرد**
ای عجب دلتان بگرفت نشد جانتان ملول + زین هواهای عفن زین آبهای ناگوار + همت عالی
توجه داعی درین باب گماشته در امداد صوری و معنوی کوشند تا انشاءالله تعالی رقعهٔ اجمیر را قافیهٔ کشمیر داشته

سنہ ۹۷۷ نوسو ستتر مین ہندوستان مین تشریف لائے اکبر سے بھی اونھون نے ملاقات کی تھی اور بہت سے انعام
پائے تھے گجرات کے راستہ سے سفر حج کا قصد کیا تھا اور وہان سے روم کو گئے تھے اور والی روم سے ملاقات کی تھی [illegible]
جتنی توقیر اونکی ہندوستان مین تھی اوس سے وہ چند زیادہ وہان ہوئی ملکہ والی روم نے اونکو وزارت کی بھی [illegible]
مگر اونھون نے قبول نکی [illegible] ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین [illegible]
بزرگون سے میری ملاقات نہین ہوئی تھی قاضی نظام بدخشی انکا قاضی خان لقب تھا بدخشان کے ملک [illegible]
جس پہاڑ مین لعل پیدا ہوتے ہین اوسکے قریب کے رہنے والے تھے [illegible] عصام الدین ابراہیم کے شاگرد تھے [illegible]
بھی کچھ فیض حاصل [illegible] تھا علوم تصوف کا [illegible] طریقت مین مخدوم اعظم شیخ حسین [illegible]
مرید تھے وجاہت ظاہری بھی اونکی [illegible] بدخشان کے امیرون مین داخل تھے جب ہندوستان [illegible]
تو اکبر نے بھی اونپر حد سے زیادہ عنایت کی اور [illegible] غازی خان کا خطاب [illegible]
اور خوش تقریر تھے کتابین بھی بہت اونکی تصنیف ہین ایک رسالہ اونھون نے [illegible] شرح عقائد
ایک حاشیہ [illegible] تصوف مین بھی بہت رسالے تصنیف کیے ہین سب سے پہلے [illegible]
نکالا وہی تھے اور ملا عالم کابلی بڑی حسرت سے [illegible]
لنگرخانی لاہور کے ایک محلہ سے نسبت [illegible] تھی اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے [illegible]
[illegible] مین مشغول رہتے تھے [illegible] دنیادار [illegible]
اور [illegible] معاش بھی نہین لی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر انکی اب اسی برس کی ہے مولانا [illegible] مفتی [illegible] لاہور [illegible]
[illegible] سے ہین مجمع کمالات ہین [illegible] مشتغلین ہین جب صحیح مسلم اور بخاری اور مشکوۃ کا
ختم کرتے ہین [illegible] کے کھانے پکاکر [illegible] مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر اونکی [illegible]
برس سے [illegible] اور ضعیف ہوگئے ہین یہانتک کہ درس کی بھی طاقت نہین رہی ہے چار بیٹے اونکے بڑے بڑے
فاضل ہین میر فتح اللہ شیرازی وہ اپنے زمانہ کے عالمون کے سردار تھے مدتون حکام اور اکابر فارس کے
استاد رہے حکمت اور ہیئت اور ہندسہ اور نجوم اور رمل اور حساب اور طلسمات اور نیرنجات اور جرثقیل وغیرہ
جمیع علوم عقلی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور اون مین ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ کو منظور ہوتا تو رصد بنا دیتے
اور علوم تفسیر اور عربیت اور حدیث اور کلام مین بھی اونکو بڑی مہارت تھی نہایت عمدہ عمدہ کتابین اونکی تصنیف
ہین نہایت خلیق اور متواضع تھے مگر نعوذ باللہ شاگردون پر سبق پڑھاتے وقت ایسے بدمزاج ہوجاتے تھے کہ

وہم کے استفادہ سے خواص کی بھی نفی لازم آتی ہے پس اس سے انسانیت بھی مسلوب ہوگی اور اسی قسم کے بہت سی
[illegible] تھے تب عزیزی نے فتوی لکھکر بادشاہ کو اس علم کے معدوم کردینے کی ترغیب دی اور نا مشروعیت اس
[illegible] ثابت کی اور ایک روایت نکالی کہ اگر کوئی ایسے کاغذ پر جسپر منطق کی عبارت لکھی ہو استنجا کرے
[illegible] حلقہ مین بیٹھکر ذکر ارہ کیا کرتے تھے اور لوگونکو مرید بھی کرتے تھے سنہ ۹۶۹ نو سو او نہتر مین
[illegible] مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی تیمناً تبرکاً چند سبق شرح وقایہ کا اون سے
[illegible] بڑے کاملین [illegible] مولانا [illegible] خراسان کے مشائخ مین سے ملا خواجہ کے پوتے تھے
صاحب کمالات ظاہری اور باطنی تھے خصوصاً [illegible] لکھتے تھے اجازت حدیث کی سید میرک شاہ
[illegible] حاصل کی تھی مولانا [illegible] الدین [illegible] منظور نظر تھے زہد و تقوی اونکی سرشت مین تھا صغیرہ اور
کبیرہ سے پاک تھے [illegible] علوم دینی کا فیض اون سے جاری تھا سر نیچے ڈالے ہوے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے شیخ جلال
خروی [illegible] تھے عمر شریف اونکی اسی برس کو پہنچی تھی اونکی والدہ بھی جو سیدہ تھین زندہ تھین مولانا نے
فقط اس خوف سے کہ شاید بی بی اونکی والدہ کی اطاعت نکرے نکاح نکیا تھا مولانا نے اپنی مان کے سامنے ہی انتقال
کیا اونکی مان اوسوقت قرآن کی تلاوت مین مشغول تھین جب اونھون نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی اور لوگون نے
تجہیز و تکفین کی اجازت مانگی تو فقط اونھون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر اجازت دی اور پھر قرآن
پڑھنا شروع کیا کچھ جزع اور فزع اون سے ظاہر نہوا مولانا نے سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی مین آگرہ مین وفات پائی اور وہین
دفن ہوئے سال بھر کے بعد اونکی والدہ نے بھی رحلت کی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے مولانا ممدوح کی
ملازمت حاصل کی تھی مگر کچھ پڑھنے کا اتفاق نہوا تھا مولانا سعید ترکستانی یہ بڑے عالم تھے کچھ دنون مین اونھون نے
ملا احمد جند سے تحصیل کی تھی اور کچھ روز ملا محمد سرخ سے پڑھا اور چند روز ملا عصام الدین سے بھی فیض حاصل
کیا تھا [illegible] ہندوستان مین تشریف لائے اور اکبر سے ملاقات کی اکبر بھی اونکی صحبت سے بہت خوش ہوا عجز و
انکسار اونکے مزاج مین بہت تھا نہایت خوش طبع تھے تقریر اونکی نہایت فصیح اور بلیغ تھی شاگردون پر اپنے بڑے
مہربان ہوتے تھے جب ہندوستان سے لوٹکر کابل کو گئے سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین وہان انتقال کیا حافظ کومکی
یہ حافظ تاش کندی کے نام سے مشہور ہین بڑے عالم تھے خصوصاً علم عربیت مین کامل تھے مولانا عصام الدین سے
اونھون نے تلمذ کیا تھا جمیع علوم مین فاضل تھے اونکے علم کا فیض بہت جاری ہوا ماوراء النہر مین سب آدمی
اونکی بزرگی کے قائل تھے وضع اونکی سپاہیانہ تھی ترکون کی طرح ترکش کمر سے باندھ کر سفر کیا کرتے تھے

خوش صحبت ندیم پیشہ تھے ظرافت اور علم مجلسی اون مین بہت تھا بادشاہی سپاہ ہونیکے زمرہ مین مستعین ستھے
شیقدر بہ اسباب جمعیت اونھون نے اکٹھا کرلیا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے اونکو بڑی محبت تھی
جب اکبر کا لشکر اٹک گنگ کو جاتا تھا تو نواحی سیالکوٹ مین اونھون نے وفات پائی اونکی نعش کو وہان سے لاکے
نواحی امروہہ کے کسی گانون مین جہانکی آب وہوا اونکو نہایت پسند تھی دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اس زمانہ کے مشائخ اور علما کا حال یہی تھا جو مجملاً مین نے ذکر کیا انمین اکثر کی ملازمت مجکو حاصل ہوئی ہے اور
جب اکبر کو اپنی بیدینی کے زمانہ مین علما حق گو سے عداوت پیدا ہوئی تو ان سب بزرگون پر یکایک تباہی آگئی کچھ
کچھ لوگ کہین کہین چھپے ہوئے رہگئے ہین سوائے ان بزرگونکے ہندوستان مین اور بھی بہت مشائخ اور علما ہین
جنسے مجکو واقفیت نہین ہوئی اور جو لوگ بیدین اور مفسد اور دین فروش ہین وہ حد شمار سے باہر ہین مگر مین اونکا
ذکر مناسب نہین سمجھتا +

اکبر کے زمانہ کے حکیمون کا ذکر

حکیم الملک گیلانی انکا نام شمس الدین تھا حکمت اور طب مین اپنے زمانہ کے جالینوس تھے علوم نقلی مین بھی
انکو مہارت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو اون سے کچھ ربط تھا ابتدائے ملازمت مین جو مین نے دیباچہ
نامۂ خرد افزا کا لکھکر پیش کیا تو اونھون نے بہت سی تعریف اوسکی بیان کی مخلوق خدا کے بڑے خیر خواہ تھے اور
دین مین بڑے ثابت قدم تھے ہر وقت طلبہ کے درس مین مشغول رہتے تھے اور کسیوقت بغیر اونکے کھانا نکھاتے تھے
ایک روز شیخ سلیم چشتی کی مجلس مین بیٹھے ہوئے فقہا اور فقہا کی برائی اور طریقۂ حکما کی تعریف اور شیخ ابو علی سینا کے
بہت سے مناقب بیان کر رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ علما اور حکما مین باہم بحث ہو رہی تھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین بھی اوس مجلس مین بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ مین سرحد کے ملکون سے نیا نیا آیا تھا اصل مباحثہ سے
مجکو اطلاع نتھی مین نے اوسوقت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھے **شعر**

وکم قلت للقوم انتم علی + شفا حفرۃ من کتاب الشفاء + فلما استہانوا بتوبیخنا + فرغنا
الی اللہ حسبی کفی + فماتوا علی دین رسطالیس + وعشنا علی ملۃ المصطفیٰ + اور یہ شعر بھی مین نے
مولوی جامی کے بھی پڑھے جو اونھون نے تحفۃ الاحرار مین لکھے ہین **شعر** نور دل از سینۂ سینا مجو + روشنی
از چشم نابینا مجو + حکیم یہ سنکر خفا ہوا شیخ نے کہا کہ انمین آگ تو پہلے ہی سے لگی تھی تمنے اور بھڑکا یا جب
مشائخ اور علما پر تباہی آئی تو حکیم نے حتی المقدور مخالفان دین سے مقابلہ کیا آخر جب مجبور ہوا تو مکۂ معظمہ کی

سوا محش کے کوئی لفظ اونکی زبان سے نہین نکلتا تھا اسیوجہ سے اونکے درس مین لوگ بہت کم جاتے تھے کوئی شاگرد بھی
اونکا کامل نہین ہوا کئی برس تک دکن مین رہے عادل خان وہانکا حاکم اونکا بہت معتقد تھا پھر اکبر کی ملازمت مین
اور عضد الملکی کا خطاب پایا سنہ ۹۷۰ نو سو ستانوی مین کشمیر مین جاکر اونھون نے وفات پائی اور تخت سلیمان مین
دفن ہوئے فرشتہ بود اونکی وفات کی تاریخ ہے شیخ منصور لاہوری یہ شیخ کاکو کے شاگردون مین سے ہین اور
اکثر علم کی تحصیل اونھون نے مولانا سعد اللہ سے کی ہے اور اونکے داماد بھی تھے جمیع علوم عقلی مین جو ہندوستان
مین متعارف ہین اونکو بڑی مہارت تھی خوش طبع اور سلیم الفہم تھے اکثر امیرون اور بادشاہونکی صحبت مین رہے تھے
سب امرا اونسے رجوع کرتے تھے چند مدت مالوہ کے قاضی القضات رہے اور جس زمانہ مین لاہور دار الخلافت ہوا مالوہ سے
لاہور مین آئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب وہ پرگنہ بجاورہ کے بندوبست پر متعین ہین اونکا بیٹا ملا علاء الدین بھی بڑا عالم
ہے چند مدت خانخانان کی صحبت مین معزز و مکرم رہا جب اکبر کی ملازمت مین آیا تو یہان بھی اوسنے بہت اعتبار پایا پھر چند
اوسکو نوکری کی تکلیف دی مگر اوسنے قبول نکی درس اور افادہ مین مشغول رہا اور جو کچھ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے سب
طالبعلمون کے صرف مین اوٹھا دیتے ہین ہندوستان کے مولویون مین پیر محمد خان کے بعد اوسکے اور ملا نور محمد ترخان کے
برابر کوئی سخی نہین ہوا شرح عقائد پر اوسکا حاشیہ موجود ہے زیارت حج سے بھی مشرف ہوا اور وہین وفات پائی
ملا پیر محمد شروانی یہ بڑا خوش فہم شگفتہ طبیعت تھا مگر سنگدلی اور بیرحمی اوسمین بہت تھی اتباع شریعت کا چندان
پابند نتھا شروان سے قندھار مین آکر خانخانان بیرم خان کی خدمت مین نشوونما پائی اور ہندوستان کی فتح کے بعد
خانی کا خطاب پایا بعدازان ناصر الملک لقب ملا ہین چار برس تک بڑے جاہ و جلال اور کر و فر سے بسر کی مگر چونکہ ظالم کو
بہت بقا نہین ہوتی تھوڑے دنون کے بعد نربدہ ندی مین ڈوب کر مرگیا سال وفات پہلے اوسکا مذکور ہوچکا ہے مصنف
صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اوسکو دور سے دیکھا الحمد للہ کہ اوسکی مجلس تک نہین پہونچا تھا میرزا مفلس اوزبک
یہ ملا احمد جند کے شاگرد ہین استعداد اونکی بہت اچھی تھی اور جدل اور مناظرہ مین بھی بڑی مہارت تھی مگر اونکی تقریر فصیح نتھی
درس کے وقت کچھ ایسی حرکتین اون سے صادر ہوتی تھین کہ خواہ مخواہ ہنسی آتی تھی بدقیافہ تھے اتفاقا اونکو طرز لحاظ تھا
ماوراء النہر سے ہندوستان مین آئے چار برس تک خواجہ معین الدین فرنخودی کی مسجد مین درس و افادہ کا شغل رکھا
حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے مکہ معظمہ مین ہی انھون نے وفات پائی مولانا نور الدین محمد ترخان
علم حکمت اور کلام کے جامع تھے اور بڑے خوش طبع شاعر تھے مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی تھی ہمایون کے مقبرہ کے متولی
ہوگئے تھے دہلی مین ہی اونھون نے انتقال کیا مولانا الہ داد امروہوی ملا اور مستعد خوش طبع بے قید شیرین سخن

اور یہ قطعہ بطور لطیفہ کے جونپور سے لکھکر بھیجا تھا اور معماکا اوسمین اشارہ کیا تھا قطعہ ای غزالی بحق شاہ نجف ✣
کہ سوی بندگان بیچون آی ✣ چونکہ بیقدر بودہ آنجا ✣ سر خود را بگیر بیرون آی ✣ کئی برس خانزمان کے
پاس رہا پھر اکبر کی ملازمت مین آیا اور وہان ملک الشعرائی کا خطاب پایا کئی دیوان ایک مثنوی اوسکی تصنیف
ہین مشہور ہے کہ اپنی عمر مین اوسنے چالیس پچاس ہزار شعر لکھے تھے زبان تصوف مین بھی اوسکو بڑی مناسبت تھی
یکایک شب جمعہ ستائیسوین رجب ۹۸۰ نو سو اسی ہین احمدآباد مین اوسکا انتقال ہوا اور اکبر کے حکم بموجب سرگنج
مین جو پچھلے بادشاہون کا مقبرہ ہے اوسکو دفن کیا قاسم ارسلان نے قاسم کاہی کی زبان سے قطعہ اوسکی تاریخ
مین لکھا قطعہ دوش غزالی آن سگ ملعون ✣ مست جنب شد سوی جہنم ✣ کاہی سال وفاتش بنوشت ✣
ملحد دوفی رفت زعالم ✣ ایضاً بود گنج غزالی ازمستی ✣ مدفنش خاک پاک سرگنج ست ✣ بعد یکسال تاریخش ✣
احمدآباد خاک سرگنج ست ✣ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مطلع اوسکا مشہور ہے مگر مین نے اوسکے کسی دیوان
مین نہین پایا مطلع شوری شد وازخواب عدم دیدہ گشودیم ✣ دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم ابیات
درکعبہ اگر دل سوی غیرست ترا ✣ طاعت ہمہ فسق وکعبہ دیرست ترا ✣ ور دل بحق ست وساکن میکدہ ✣
می نوش کہ عاقبت بخیرست ترا ✣ ولہ مازمرگ خود نمی ترسیم اما این بلاست ✣ کز تماشائی بتان محروم میباید شدن ✣
ولہ خفتگان خاک تیغ ستم کشتہ اند ✣ ہیچ دخلی نیست شمشیر اجل را درمیان ✣ ولہ چرخ فانوس خیال وعالمی
حیران درو ✣ مردمان چون صورت فانوس سرگردان درو ✣ ولہ شدہ زہ برکمان قامت زاہد ردای او ✣
ولی رندان نمی ترسند از تیر دعای او ✣ رباعی بحر لیست ضمیر من کہ گوہر دارد ✣ تیغیست زبان من کہ جوہر دارد ✣
صور قلمم نفخہ محشر دارد ✣ مرغ ملکوتم سخنم پر دارد ✣ اور ایک قصیدہ اوسنے صنعت سیاق العدد مین ایک سے
سو تک لکھا ہی اوسکا مطلع یہ ہے ۱ یک سخن زد ولعلت ۲ فیض یافت مسیحا ✣ حیات باقی ونطق فصیح و
نشاۂ احیا ✣ ولہ ما بادہ ایم وگرد گریبان ما خم ست ✣ داریم نشاۂ کہ دو عالم درو گم ست ✣ قاسم کاہی یہ کابلی
تھے اور میان کالے انکا نام تھا اگرچہ اونکے کلام مین بالکل پختگی نہین اور غیرون کے مضمون اکثر چرا کے باندھ
دیا کرتے تھے مگر اونکی ہیئت مجموعی نہایت عمدہ ہوجاتی تھی علم تفسیر اور ہیئت اور کلام تصوف مین بھی اونکو بڑی
مہارت تھی علم موسیقی مین بہت سی کتابین اونکی تصنیف ہین معما اور تاریخ مین لاثانی تھا اگرچہ پچھلے بزرگونکی
صحبت اوسکو حاصل ہوئی تھی اور مولوی جامی کا زمانہ بھی اوسنے پایا تھا مگر تمام عمر اوسکی الحاد مین صرف ہوئی
آزادی اور سخاوت اوسکے مزاج مین بہت تھی لڑکون سے اوسے بڑی رغبت تھی اسی قسم کے لوگ ہمیشہ اوسکے پاس

حکیم ہمام یہ حکیم ابو الفتح کے بھائی تھے اور اخلاق انکے اون سے بہتر تھے اگرچہ اپنی ذات سے اچھے تھے تو شریر بھی تھے حکیم حسن اور شیخ فیضی اور کمالای صدر اور حکیم ہمام نے ایک مہینے کے عرصہ مین آگے پیچھے انتقال کیا اور بہت سا خزانہ اور مال جو اونھون نے جمع کیا تھا سب برباد ہوا کچھ اونکے کام نہ آیا حکیم ہمام نے لاہور مین رحلت کی تھی اور اونکے جنازہ کو مقام حسن ابدال مین لیجا کر اونکے بھائی کی قبر کے برابر دفن کیا **حکیم احمد تتوی** یہ بڑا ملا تھا اور اپنی بیحیائی سے حکیم بھی بن بیٹھا تھا جمیع فضائل اوسکی ذات مین جمع تھے تمام ملک عرب اور عجم کی سیر کی تھی طبیعت بھی اوسکی بہت شگفتہ تھی مگر بالکل خبطی تھا اور طمع اوسکے مزاج مین حد سے زیادہ تھی جب اوسکو میرزا فولاد نے زخمی کیا تو مصنف صاحب قسم کھا کر لکھتے ہین کہ مجکو اور اورونکو بھی اوسکی صورت بعینہ سور کی سی نظر آتی تھی ؎ خوک سقری ؎ اوسکے مرنے کی تاریخ ہے اور شیخ فیضی نے ؎ در بست و پنج ماہ صفر ؎ مادہ نکالا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حدیقہ کے شعر کو جو قاتل و مقتول کے حال کے مناسب تھا تھوڑا تغیر دیکر یہ دو تاریخین نکالی ہین ؎ فرضینا بقرائن صادق ؎ وخسفنا بوصف وی لائق ؎ اور ایک شخص نے یہ تاریخ کہی تھی ؎ زہی خنجر فولاد ؎ **حکیم لطف اللہ گیلانی** یہ طب مین بڑے حاذق تھے اور علم بھی اونکو بہت اچھا تھا **حکیم مظفر عربستانی** یہ صغر سن مین ہی شاہ طہماسپ کی طبابت مین مصروف تھے ہندوستان مین آکر انھون نے بڑی ترقی پائی نہایت صالح اور پاکیزہ طبیعت تھے بیمارون کے حق مین اونکا قدم بڑا متبرک گنا جاتا تھا اگرچہ علمیت اوسقدر نتھی مگر تجربہ اونکو خوب حاصل تھا **حکیم فتح اللہ گیلانی** انھون نے طب کی کتابین بہت پڑھی تھین علم ہیئت مین بھی اونکو مہارت تھی قانون کی ایک شرح انھون نے فارسی مین لکھی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ کابل مین قلیچ خان کی علاج کے لیے گئے ہین **شیخ بینا** یہ شیخ حسن طبیب سرہندی کے بیٹے ہین جراحی مین انکو بڑی مہارت تھی اور ہاتھیونکا علاج خوب جانتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اونکے مزاج مین بیحیائی بہت آگئی ہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ سوا ان لوگون کے جنکا ذکر کیا گیا اور بھی بعضے بعضے حکیم اوس زمانہ مین تھے مگر اونکا ذکر لکھنے کو دل نہین چاہتا

اکبر کے زمانہ کے شاعرون کا ذکر

ان سب کا ذکر کتاب نفائس المآثر سے لکھا گیا ہے جو میر علاء الدولہ کا تذکرہ مشہور ہے اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ انمین بعضے لوگ صاحب دیوان ہین اور اکثر سے مین نے ملاقات کی ہے یا دور نزدیک سے دیکھا ہے یا مشہور بہت ہوگئے ہین **غزالی مشہدی** اسکی الحاد کی وجہ سے عراق مین لوگون نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلیے یہ وہانسے بھاگ کر دکن مین آیا پھر ہندوستان مین داخل ہوا خان زمان نے ہزار روپیہ اوسکے خرچ کو لیے بھیجے تھے

ولہ امید وصل تو نگذاشت تا دہم جان را ✤ وگرنہ بروز فراق تو مردن آسان بود ✤ ولہ از غیر نہم شکوہ چون آن
سیم تن آید ✤ شاید بہوا داری او در سخن آید ✤ ولہ ہر گز نرود از دل من ذوق وصالی ✤ کز ناز من در سخن
و چشم پردہ داشت ✤ میر امامی پنجویہ کابل کے سید ہیں سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی میں گھوڑے پر سے گر کر مر گئے
صاحب دیوان ہیں چغتائی سلطان نامے ایک معشوق کی وفات کی تاریخ اونہون نے لکھی تھی جو نہایت مشہور ہے
وہ یہ ہے ۵ سلطان چغتا بود گل گلشن خوبی ✤ لیکن سوی رضوان اجلش راہنمون شد ✤ در موسم
عزم سفر کرد ازین باغ ✤ دلہا ز غمش تہ بتہ آغشتہ بخون شد ✤ تاریخ وی از بلبل ماتم زدہ جستم ✤ در نالہ شد
گفت گل از باغ برون شد ✤ ولہ وصف قدت بالف چون کنم ای نخل حیات ✤ کہ الف ساکن و قد تو بود
در حرکات ✤ ولہ دل بفکر آن دہان در تنگنای حیرت ست ✤ خبر نشد روز داوہ از جای کہ جای حیرت ست
ولہ غافل از یاد توای شیرین شمائل نیستم ✤ گر تو از من غافلی من از تو غافل نیستم ✤ رباعی ابیات وجود را
چہ حاجت بہ بیان ✤ چون خود ہمہ اوست آشکارا و نہان ✤ گویند نفی غیر بکشای زبان ✤ نفی چہ کنم کجاست
از غیر نشان ✤ رباعی سجادہ نشین مشعبہ چرخ کبود ✤ سیمای صلاح صبح از رخ بنمود ✤ شد بہر قیام راست
در نیمہ روز ✤ پیشین برکوع رفت و دیگر بسجود ✤ میر شریف امانی اصفہانی انہیں شعر گوئی کا بہت
عمدہ سلیقہ تھا بیس برس تک ہندوستان میں رہے اور اونکی اوقات تجرید میں گذری ۵ دو بیکس
شد ز شکم بسوی خانہ او ✤ کہ گرد غیر نشوید ز آستانہ او ✤ ولہ لعلت کہ آب زندگی از وی نشان دہد ✤ کو خضر تا نبیند
و از ذوق جان دہد ✤ ولہ تا تیغت چو امانی سر خود در بازم ✤ جان سپر ساختہ در صف سپاہ آمدہ ام ✤ ولہ
ز بزم وصل تو زان غیر اضطراب ندارم ✤ کہ سوی غیر نظر میکنی و تاب ندارم ✤ قاضی احمد غفاری قزوینی
یہ امام نجم الدین عبد الغفار کی اولاد میں ہیں جنہوں نے مذہب شافعی میں حاوی لکھی ہے بڑے فاضل اور منشی
اور مورخ اور خوش طبع تھے کتاب نگارستان جسمیں تمام جہان کے عجائبات کا بیان ہے اور کتاب نسخ جہان آرا
جسمیں حضرت آدم کے زمانہ سے اونکے زمانہ تک کی تاریخ ہے اونکی تصنیفات سے ہیں آخر حال میں بادشاہزادگان
عراق کی ملازمت چھوڑکر سفر حج کو روانہ ہوئے اور اوس سعادت سے مشرف ہوکر بندر دابل کے راستہ سے
ہندوستان کو آتے تھے ناگاہ سنہ ۹۷۵ نو سو پچہتر میں وہیں اونکا انتقال ہو گیا یہ شعر اونکی تصنیف ہے ۵
پس از عمری نشیند گردمی در پیش یا بدخو ✤ تپید دل در برم ترسم کہ ناگہ زود برخیزد ✤ میر اشکی قمی یہ نہایت
نازک خیال تھے شعر میں آصفی کا تتبع کرتے تھے آگرہ میں اونکا انتقال ہوا یہ اشعار اونکے تصنیف ہیں ۵

فلک حشمتے چشم ماہی ست و ماہ	بروسیل آن قلعہ پرشکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ	چو برخیز دازدامن آن عقاب
فتد سایہ اش بر سرو آفتاب	بہ بین ارسلان فرحت پایہ اش	نہ جا کردہ خورشید در سایہ اش	جس سال مین بادشاہ اٹک سے

روانہ ہوا اوسی سال مین ملانے لاہور مین سکونت اختیار کی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان تین چار شاعرونکا ذکر بسبب شہرت کے مین نے مقدم کردیا آیندہ حروف تہجی کی ترتیب سے مذکور ہونگے **آتشی قندھاری** یہ بابر شاہ کیساتھ ہندوستان مین آئے تھے واقعہ نویسی کے عہدہ پر متعین تھے بعد ازان ہمایون کے زمانہ مین بھی بڑے بڑے منصبون پر سربلندی پائی لاہور مین سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر مین اونھون نے انتقال کیا یہ کلام اونکا ہے شکم رفتہ رفتہ بتو دریا شد تماشا کن ٭ بیاد رکشتی چشم نشین و سیر دریا کن ٭ **ولہ** خنجر میان تیغ بکف چین بجبین باش ٭ خونریز و جفا پیشہ کن و بر سر کین باش ٭ **ولہ** از لطافت بخبری رانچہ کند کس ٭ مائل بجفا سیمبری را چہ کند کس ٭ **ولہ** در شفق گشت شب عید نمایان مہ نو ٭ تاکنیم از پی جام می گلگون تگ و دو ٭ جب بابر کو مرض سے صحت ہوئی تھی تو اونسے یہ رباعی لکھی تھی **رباعی** صد شکر کہ شاہ از غم بیماری رست ٭ برخاست ومسند اقبال نشست ٭ از صحت ذات اش خبری می گفتند ٭ الحمد للہ کہ بصحت پیوست ٭ **اشرف خان میر منشی** یہ سید حسینی مشہدی ہین ہفت قلم خوشنویس سارے خوشنویسونکے اوستاد تھے اکبر کے نامی امیرون مین داخل تھے شاعری اونکے مرتبہ کے لائق نتھی یہ چند اشعار اونکے ہین **ع** نارسیدہ بکف ساقی دوران جامی ٭ میرسد سنگ ملامت بسبو یم چہ کنم ٭ **ولہ** ماہیم بعالم کہ دل شاد نداریم ٭ ناشاد دلی چون دل خود یاد نداریم ٭ یارب تو مرا با آتش قہر مسوز ٭ در خانۂ دل چراغ ایمان افروز ٭ این خلعت زندگی کہ شد پارہ بجرم ٭ از راہ کرم برشتہ عفو بدوز ٭ **رباعی** بنقش نمود چون زر خالص عیار عشق ٭ آن بہ کہ نقد عمر کنم صرف کار عشق ٭ تا صفحۂ جہان تو گل گل شگفتہ است ٭ بلبل صفت مراست بدل خار خار عشق ٭ **امیر قاضی اسیری** اونمین بڑے کمالات اور فضائل جمع تھے کئی برس تک حکیم الملک سے انھون نے تلمذ کیا تھا بڑے ظریف تھے ہندوستان کی آب وہوا اونکو موافق نہ آئی اور اگرچہ اکبر سے اونکو بڑی موافقت تھی مگر اونکے مرتبہ کی ترقی نہوئی آخر ولایت کو روانہ ہوئے اور رے مین جاکر جو اونکے باپ دادونکا قدیم وطن تھا انتقال کیا یہ چند شعر اونکی طبع زاد ہین **اشعار** قاصد رقیب بود و من غافل از فریب ٭ بی درد مدعای خود اندر میانہ ساخت ٭ **ولہ** دی کہ بر حال من دل شدہ خندیدن داشت ٭ اضطراب من و خندیدن او دیدن داشت ٭ **ولہ** امروز اضطراب دل من زیادہ است ٭ گویا شدہ بکشتن من گرم خوی تو ٭ **ولہ** دل خستہ ام ز ناوک طفلی کہ روزگار ٭ در دست او ندادہ ببازی کمان ہنوز ٭

اچھا سلیقہ حاصل تھا خان زمان کے پاس رہتا تھا اور اوسکے بغاوت کے زمانہ مین گرفتار ہوا اگرچہ قتل سے نجات
پائی مگر اوسی زمانہ مین انتقال ہو گیا ؎ تا گرد صفت دامن یاری نگرفتیم ٭ از پا ننشستیم بخواری گرفتیم ہمہ رہ
مشت خاشاک ایم و داریم آتشی ہمراہ خویش ٭ دور بنشو دگر نسوزیم از شرارۂ خویش ٭ خان زمان سے
اس مطلع کے انعام مین ہزار روپیہ اوسکو دیے الغنی عراقی چندروز کشمیر مین میرزا یوسف خان کے پاس رہا
اور وہان اوسنے ایک شہر آشوب لکھا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے ؎ سر موی موشگافان درخت شعرست ٭ تاج چو بر زد و شہ
سلطان را عشق ست ٭ اور اوسی مین میرزا یوسف خان ایک معشوق کی نسبت لکھا تھا ؎ میرزا یوسف خاقان ثانی نہ
عشق ست ٭ عشق پاک تو و خط دگران را عشق ست ٭ بیرم خان خانخانان میرزا جہان شاہ کی
اولاد مین تھا دانش اور سخاوت اور صدق اور حسن خلق اور تواضع اور انکسار مین لاثانی تھا ابتدا مین بابر بادشاہ
کی خدمت مین رہا پھر ہمایون کے زمانہ مین بڑی ترقی پائی خانخانان کا خطاب ملا اکبر نے اوسکے القاب مین بابا کا
لفظ بڑھا دیا تھا نہایت درویش دوست اور صاحب حال اور نیک اندیش تھا اوسی کی کوشش سے دوبارہ
ہندوستان فتح ہوا اور اسقدر رونق پائی دور دور سے علما اور فضلا اوسکے پاس آتے تھے اور اوسکے انعام سے
مالا مال ہو کر جاتے تھے آخر زمانہ مین ارباب نفاق نے اکبر کے مزاج کو اوسکی طرف سے منحرف کر دیا تھا چنانچہ یہ قصہ
تفصیل سے پہلے ذکر ہو چکا ہے ایک دیوان اوسکا فارسی مین ایک ترکی مین مرتب ہے ؎ [illegible] ارباب غنا بلند
[illegible] الشاہ ٭ [illegible] مستند [illegible] ٭ [illegible] میدان [illegible]
[illegible] ٭ [illegible] قبلہ ارادت مارا ٭ [illegible]
[illegible] اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا
مطلع یہ ہے ؎ شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ٭ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ٭ محبت شہ مردان مجو ز بی پدری
کہ دست غیر گرفتست پای مادر او ٭ اور ایک قصیدہ اوسنے اسطرلاب کے لوازمات مین لکھا تھا جسکے چند شعر
یہ ہین ؎ آن چرخ چیست کامدہ بر محورش مدار ٭ آن بدر کز میان شمالش کند گذار ٭ با [illegible] می کند
ہمہ و خور برابری ٭ آمد بجان ز حلقہ بگوشان شہریار ٭ نارد بچشم کوکبہ آفتاب را ٭ چون صبح ہوای شہنشاہ نامدار
پیوستہ آسمان و زمین زیر حکم اوست ٭ ہمچون نگین خاتم شاہ جم اقتدار ٭ بر کف نہادہ خوان زری بہر آستانی
تا بر قدوم اشرف شاہان کند نثار ٭ شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف ٭ بر دور گردش سپہر [illegible] افتخار ٭
مشہور ہے کہ ایک شب ہمایون بادشاہ بیرم خان سے گفتگو کر رہا تھا اتفاقاً بیرم خان کو اوسوقت نیند آگئی

ازین که سنگ بر سر زد و بتو سینه چاکے ÷ آن سنگ در کف او گردید مشت خاکے ÷ ولہ بسی سنگ ز رحمت بر سر من ÷ دل بہ سنگ خواہم زد ÷ اگر دستم بدہ ÷ از جفا سر بسنگ خواہم زد ÷ ولہ شکست نیم ز ارشادم بشود ÷ صد بار اگر بسر بسی سنگ بسری زندہ بیشود ÷ ولہ بستان کشتگان ز ہر سو فتادہ اند ÷ تیغ ترا اگر بی آب دادہ اند ÷ ولہ سکندر نیم را بی او ز آتش سودا مرا ÷ گر نہی زنجیر بر گردن فتد در پا مرا ÷ مشہور ہے کہ جب اونھون نے یہ مطلع قندھار میں ہم صحبتون کے سامنے پڑھا اور داد چاہی تو اونھون نے کہا کہ تمنے یہ مضمون امیر خسرو کے اس مطلع سے لیا ہے ع بسکہ بگداخت ز ہجرت تن پر سودا ہیم ÷ گر نہی طوق بگردن فتد اندر پا ہیم ÷ ولہ اگر خواہم کہ در راہ تو از سنگ ملا افتم ÷ ز ہر مو بر سر من آید سنگ و نگذارد ز پا افتم ÷ ولہ الاغر تنم میان سگان میں بکوی خود ÷ این یک بسوی خویش آن یک بسوی خویش ÷ ولہ موی ژولیدہ کہ آید ز سر من تا پا ÷ ز امیان نی سفیدیست تن من پیدا ÷ یول قلی انیسی ترکمان شاملو تھے ہمیشہ خانخانان کی خدمت میں رہتے تھے شعر میں اونکو نہایت عمدہ سلیقہ حاصل تھا ایک مثنوی بھی انھون نے لکھی ہے ع آتشکدہ ست دل ز خیال تو و بود ÷ داغ تو سینہ و دلی کہ نگہبان آتش است ÷ ولہ چو بینی شعلہ را مضطرب آتش پرستی دان ÷ کہ روشن رفتہ ہمیشہ آتش نچاند ہمیشہ ولہ عشق و صفا میں یکجنس لی اگر دل ناوکش ÷ تا برون میشد محبت میبر پیکان کردہ بود ÷ الاخص ایک [illegible] تھے [illegible] گجرات میں خواجہ نظام الدین احمد کے پاس رہے اول اخوند تخلص کرتے تھے خواجہ نے اس تخلص کو بدل [illegible] شاہزادہ کی ملازمت میں [illegible]

[illegible] انیسیہ [illegible] گر [illegible] خورشیدم [illegible] اشتری [illegible] کی باتین کتاب فتوحات اور فصوص الحکم [illegible] فرعون کے ایمان میں [illegible] سے اسکو وکیل فرعون کہتے تھے یہ مطلع اسکا ہے ع گفتی وفا کنیم با عباب یا جفا ÷ ای شوخ بندہ سخن آدیم ما ÷ الفتی قلیج خان بہ فضائل علمی آراستہ تھے پنجہزاری امیرون میں داخل تھے عقیدہ اونکے بہت ٹھیک تھے چند مدت جملۃ الملکی کے منصب پر پھر کابل کی حکومت پر متعین ہوئے ع تا ز عارض آفتاب من نقاب انداختہ ÷ ذرہ سان خورشید را در اضطراب انداختہ ÷ کشتہ آن نرگس مستم کہ در عین خمار ÷ عالمی را کشتہ و خود را بخواب انداختہ ÷ ولہ دو ترک مست تو آشوب عقل و دین منند ÷ کمان کشیدہ ز ہر گوشہ در کمین منند ÷ ولہ نیست در دل غنچہ پیکان آن قاتل مرا ÷ بی لبش خونیکہ خوردم شد گرہ در دل مرا ÷ الفتی یزدی علوم ریاضی میں اسکو

آمزاد وضع تھا آگرہ مین رہا کرتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے ۔ جگر بہ زاری اصل آن سرو سیم بر نخورد ۔ از ان خوشی طالع
طالع خوش برنخورد ۔ اور کاہی اور غزالی کے محاکمہ مین اوسنے یہ کہا تھا ۔ کاہی و غزالی آن دو لا یعقل مست
رغیبت جامی و نوائی زده است ۔ در دہر کسی بمثل ایشان نگذاشت ۔ کاہی چه خس ست ہم غزالی
سگ ست ۔ پیروی یہ اکثر پیر و خواجہ آصفی کا ہی تصویر خوب کھینچتا تھا ایک رسالہ اسنے صورت و معنی کا
جسکا شروع یہ ہے ۔ خداوندا ز معنی تنگدستم ۔ به بخشائی که بس صورت پرستم ۔ بلطف خویشتن ای ایزد پاک
چنان سازی بصورت خانهٔ خاک ۔ که هر صورت که از دیده آید ۔ بسوی معنیم ره می نماید ۔ وله بی درد را
محبت کجا دہند ۔ کیفیتی ست عشق بتان تا کرا دہند ۔ ای بی وفا ہم از قبیس در دل افتاده اضطراب ۔
بودم دیر اگر بیدار میگشتم ز خواب ۔ نظر چون افگنم وقت تماشا بر رخ نیکویش ۔ عتاب آلوده بیند سوی من نگه
سوی خویش ۔ وله دزدیده چون نگاه بآن نازنین کنم ۔ چون بنگرد ز شرم نظر بر زمین کنم ۔ وله طفل اشکم بدیاری
نهاد ۔ خوش بیبانه درین ره قدمی پیش نهاد ۔ ناز پرورده چو تاب ستم عشق نداشت ۔ یار را نام جفا پیشه
و بد کیش نهاد ۔ وله افتم در اضطراب چو از من جدا شود ۔ کان مه مبادا با دگری آشنا شود ۔ دیوان انکا بھی
ہوگیا تھا ہندوستان ہی مین اونکا انتقال ہوا ۔ بقائی یہ ولایت سے دکن مین آئے تھے اور ملک قمی شاعر
کی صحبت مین رہتے تھے پھر گجرات مین آئے میرزا نظام الدین احمد کی ملازمت اختیار کی پہلے مشغولی تخلص کرتے
تھے میرزا نے بقائی تخلص اونکا تجویز کیا ۔ نظم ۔ تا عشق ز نشتر ان بتان نیشتر آورد ۔ خون از رگ و از ریشه
من جوش بر آورد ۔ فریاد که تا چشم زدم تیر خیالش ۔ از دیده فرو رفت و از دل بدر آورد ۔ وله بجای اشک
از چشم دل افگار میبارد ۔ همه خون جگر زین ابر آتشبار میبارد ۔ وله مرغ دل تا صید چشم او شکار انداز بود
ہر سر مو بر سرم چون فرخ در پرواز بود ۔ ملا نور الدین محمد ترخان اول نوری تخلص کرتا تھا کچھ برسون تک
سفیدون مین توابع سرہند کا حاکم رہا اسوجہ سے اسکو سفیدونی کہتے تھے علم ہندسہ اور ریاضی اور نجوم و حکمت
مین ممتاز تھا اور ہمایون کے خاص مصاحبون مین سے تھا اسیوجہ سے اوسکو ترخان کا خطاب ملا تھا سخاوت اور
علم مجلسی مین بی نظیر تھا شعر خوب کہتا تھا دیوان بھی اوسکا مرتب ہوگیا تھا ایک روز میدان چوگان فتحپور مین ایک
ہاتھی سے اوسکو آسیب پہونچا اوسوقت اوسنے کہا کہ تم سب گواہ رہو مین نے اسوقت سب گناہون سے اپنے توبہ کی
ہر چند سب نے پوچھا مگر اوسنے خاص گناہ کا نام نہ لیا مصنف صاحب لکھتے ہین اوسوقت مین نے کہا کہ سب سے
پہلے شعرگوئی سے توبہ کیجیے خدا جانے اوسکو یہ بات پسند آئی یا نہین مگر اور سب لوگ بہت خوش حال ہوئے اسنے

بادشاہ نے کہا کہ بیرم میں تجھسے گفتگو کرتا ہون اور تو سوتا ہی تو اوسوقت بیرم خان نے جواب دیا کہ مین حاضر
ہون مگر مین نے سنا ہی کہ بادشاہون کی ملازمت مین آنکھون کی محافظت چاہیے اور فقیرون کے سامنے دل کو
نگاہ رکھنا چاہیے اور عالمون کے سامنے زبان بند کرنی چاہیے چونکہ حضور بادشاہ بھی ہین اور عالم بھی ہین
اور درویش بھی ہین مین حیران ہون آپکے سامنے کون کون سی چیز کو نگاہ رکھون ہمایون کو یہ لطیفہ بہت
پسند آیا اور بہت تعریف کی سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ مین پٹن گجرات مین شہادت پائی اور اوسکی وصیت کے بموجب
اوسکے جسم کو مشہد مین لیجا کر دفن کیا بیکسی غزنوی اسمین بہت سے فضائل اور کمالات جمع تھے حرمین شریفین
کی زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا ہندوستان مین آیا بعضی کتابین حدیث کی مثل مشکوٰۃ وغیرہ کے عرب مین پڑہی تھین
اور شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میر مرتضی شریفی سے پڑہی تھی اور چونکہ ضعف پیری اوسپر بہت غالب تھا اسلیے
وطن مالوفہ کی طرف متوجہ ہوا سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر مین پشاور مین پہونچکر انتقال کیا ولہ در دیر و کعبہ جز بتو مائل نبودہ ام ٭
ہر جا کہ بودہ ام ز تو غافل نبودہ ام ٭ ولہ فلک را رسم بی مہری نہ در دوران ما بودہ ٭ کہ دوران فلک تا بودہ بی مہر و
وفا بودہ ٭ قطعہ بیکسی گر شود مطعنۂ دشمن صد بار ٭ لائق آنست کہ آشفتہ و درہم نشود ٭ زانکہ این بیت بکمال است
بعالم مشہور ٭ اینچنین بیت چرا شہرۂ عالم نشود ٭ سنگ بد گوہر اگر کاسۂ زرین شکند ٭ قیمت سنگ نیفزاید و زر
کم نشود رباعی ای دل تو عنان بغصہ و غم ندہی ٭ یک لحظہ خوشی ثروت بہم ندہی ٭ یاری اگرت بدست افتد
زنہار ٭ خاک قدمش بہر دو عالم ندہی ٭ مولانا بیکسی نے لکہا ہی کہ ہمایون نے اپنے مکان کی محراب مین جو دار الخلافت
دہلی مین تھا بہت عمدہ خط سے یہ مطلع شیخ آذری کا لکہا تھا شنیدہ ام کہ برین طارم زراندود ست ٭ خطیکہ
عاقبت کار جملہ محمود ست ٭ اتفاقاً اونہین دنون مین ہمایون کا انتقال ہوا اور اوسی مکان مین دفن ہوا اسلیے
اسی مضمون کا یہ قطعۂ تاریخ لکہا گیا قطعہ دریغ کہ شاہ ہمایون بوقت رحلت خویش ٭ نوشت بر در سر منزلیکہ
ساکن بود ٭ خطیکہ عاقبت کار جملہ محمودست ٭ بجنس عاقبت خود اشارتے فرمود ٭ چو شد بحکم قضا مدفنش ہمان
منزل ٭ کہ بود قبلۂ حاجات و کعبۂ مقصود ٭ بہا برین پی تاریخ رحلتش گفتم ٭ ہمای منزل سلطان عاقبت محمود ٭
باقی کولابی اسکی طبیعت بھی موزون تھی ایک مدت ہندوستان مین رہا اور معصوم کابلی کی بغاوت مین مارا گیا
ے ز فرقت تو گرفتار صد الم شدہ ام ٭ تو شاد باش کہ من مبتلای غم شدہ ام ٭ ولہ خوبان اگر نداشند امروز قدر یار را
دانند قدر یار فردا کہ ما نباشیم ٭ چشمم نگاہ خون دل کہی خون جگر بستہ ٭ من غمدیدہ را پی روی او راہ نظر بستہ
لغزد بہیچ سرو آزاد در باغ جہان ہرگز ٭ چو نرگس ہر کہ او چشم طمع در سیم و زر بستہ ٭ بیاضی یہ ایک شخص

آشنا

اولاد تمر کہ در شجاعت فرزند + شد شیخ بہروچ ... نواد ... کرد چون شیخ بہروچ از روی ستیز + تاریخ شد اینکہ
فتح بہروچ کردند + توسنی صنوبر اسکا نام تھا۔ ایک امرائی راجہ کا بیٹا تھا بڑا حسین اور ذہین تھا اگرچہ
باپ اوسکا ہندو تھا مگر فخرتی کی وجہ سے اپنے بیٹے کو محمد صنوبر کہا کرتا تھا طبیعت اوسکی بہت موزون تھی یہ شعر
اوسکے ہین ے شیخ مستغنی بدین و برہمن مغرور کفر + مست حسن دوست را با کفر و ایمان کار نیست + ولہ
بی عشق تو در جگر لبالب نارست + بی درد تو در سرم سراسر خارست + بتخانہ و کعبہ ہر دو نزدم کفرست +
ما را بہ یگانگی ایزد کارست + جب اوسکو توسنی تخلص دیا گیا تو یہ چند شعر اوسنے کہے ے شربت آشنا ما مبادر
بزم بادروی کشان + کز جگر در کف کباب و خون دل در ساغرست + ننگ مردان ست حرف از جان و دل
گفتن بعشق + دل چو خون سخت بستہ جان چو باد صرصرست + توسنی سر دہ سمند شوق در میدان عشق
سیری این بمقصد رہبرت چون اکبرست + ندروی ابھری یہ مولانا نرگسی کے بھانجے ہین بڑے ذہین تھے
بیرام خان کے زمانہ مین روم سے ہندوستان مین تشریف لائے تھے اور پہاڑون کی لڑائیون مین آتکہ خان نے
اونھین قید کرلیا تھا رسالہ حسن یوسف اسنے یوسف محمد بن آتکہ کے نام پر لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہے ے
بنام آنکہ روی دشمن و دوست + بہر جانب کہ باشد جانب اوست + اور تعریف اعضاے محبوب مین کہا ہے ے
زنخش آیینہ گردن دستہ عاج + پریرویان بآن آیینہ محتاج + کفش چون آفتاب آیینہ نور + شعاع آفتاب
انگشت آن حور + بچشم عقل فرق آن شکرلب + شہابی بود رخشان در دل شب + ندانستم خلقہ کردم شہابی
میان سنبلستان جوی آبی + ز نافش آرزو سر بریدہ امید + بچاہ ناامیدی ماندہ جاوید + ہوس
ز دیدہ گردش نگاہ + چو صید تشنہ بر سر این چاہ + فراز بینی آن نخل مقصود + مقوس ابروان وسمہ آلود +
رسیدہ برخلاف رسم و آیین + دو برگ سوسن از یک شاخ نسرین + بچشم بینی آن نور دیدہ + بود چون
شبنمی بر گل رسیدہ + ببرج عصمت آن درّ ناسفت + دو ماہ نو شدہ با یکدگر جفت + بلطف از غنچہ
سوسن زیادہ + زبان در کام و لب بر لب نہادہ + آدہ نامہ عمادو کا اوسنے جواب لکھا تھا چند شعر اوسکے
یہ ہین ے ز حسرت لعل آبدارت + وز فرقت زلف تابدارت + مولی شدہ جسم ناتوانش + در جسم نماندہ
جای جانش + خون ست دلش ز غصہ و غم + خون میخورد و نمیزند دم + اور صبح کی تعریف مین اوسنے یہ چند شعر
لکھے ہین ے خاکستر صبح رفت برباد + در سینہ صبح آتش افتاد + ولہ سر زانو چون ... بر ہجر آن بہیان گسل +
تودہ خاکستری گردد تنم از سوز دل + ولہ شود از مہر قلم چون علم تیغ جفائی او + قلم را بہانہ سازم و افتم بپای او +

اپنی حکومت کے زمانہ مین جمنا کی ایک نہر کرنال کی طرف پچاس کوس تک کھدوائی تھی پھر وہان سے آگرہ کو لیگیا تھا اور چونکہ اوسکو شاہزادہ سلطان سلیم کے نام پر کردیا تھا اسوجہ سے اوسکی تاریخ شیخو نی جھی نی ہندی زبان مین نہر کو کھتے ہین آخر مین زمانہ کے انقلاب سے اوسکے مرتبہ کو تنزل ہوا اور طرح طرح کی مصیبتین آئین جب اکبر سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین اٹک کو گیا تو اوسکو ہمایون کے روضہ کا متولی کر گیا تھا وہین اوسنے وفات پائی یہ چند شعر اوسکی تصنیف ہین ؎ دل تنگ دور از ان لب خندان نشستہ ام + مانند غنچہ سر بگریبان نشستہ ام + و لہ زر روی مکرمت وزراہ احسان + بتر خان داد خانی شاہ عادل + ازین خانی ہمین نامی ست بروی + ازین نام شگرف اوراچہ حاصل + ز تر خانی ہم او را شکوہ ہست + بنزد خسرو دانای کامل + کہ غیر از خان خشکی ملیتہا نیا ز تر خانی تری گرد چہ حاصل + جس زمانہ مین اکبر مرزا محمد حکیم کے مقابلہ کے لیے جاتا تھا اوس زمانہ مین ترخان مذکور پنجاب سے لشکر کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جاگیر کو چلا گیا اسوجہ سے اکبر بہت بدگمان ہوگیا اور جب سفر سے لوٹکر فتحپور مین آیا کئی برس تک اوسکو معرض عتاب مین رکھا لوگ گمان کرتے ہین کہ اسنے جو تاتار خان حاکم دہلی کی ہجو لکھی تھی اوسمین وہان کے بزرگون کی نسبت بھی گستاخی کا کلمہ لکھا تھا یہ ذلت جو اوسکو حاصل ہوئی تھی اوسی کا نتیجہ ہے وہ ہجو یہ ہے ؎ آہ ز دہلی و خرابیہ + وہ ز خرابی و عمارتیہ + مفتی دہلی ست میان خان جمال + مفت نداد است فتاواتیہ + حاکم شہرست ز تاتار خان + خادم او چہرہ حمارتیہ + شیخ حسن چلک زند بر سری + چلک بسیار و جکا جاتیہ + وقت صلوٰۃ ست طہاراتیہ + مقری برادر بہ مشاداتیہ + شہر کش و شہر کش و شہر کش + للک بسیار لکالاتیہ + اس ہجو مین ڈہائی سو شعر ہین اور شیخ محمد کنبوہ دہلی کے ایک فاضل نے اوس سب کا جواب ایک شعر مین لکھدیا تھا قطعہ نوردین لادہ پدرا وازین + زادہ چنین لادہ ز لاداتیہ + چک زدہ آن ابلہ بیہودہ گو + لیس جواب لخرافاتیہ + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ اپنے منصب سے معزول ہوگیا تو ایک روز مین آگرہ کی بازار مین جاتا تھا اتفاقاً وہ بھی ملگیا میرے ایک دوست کمال الدین شیرازی نامے نے جو آگرہ کے اکابر مین سے تھے اور بڑے ظریف تھے اوس سے کہا کہ نواب خان آپ نے دہلی کے تو اکابر کو یاد فرمایا اب آگرہ کے اکابر کو بھی نوازش فرمائیے یہ لوگ بھی بڑے امیدوار ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے کہا کہ شاید ان لوگون مین وہ قابلیت نہین دیکھی ہوگی یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا کہ وہ ہجو بالکل تہمت تھی تردی روودہ یہ ماوراءالنہر کا رہنے والا تھا طبیعت اوسکی نہایت لطیف تھی میرزا یان الغ میرزا کے ساتھ رہتا تھا جب میرزایون نے بھروچ کے قلعہ کو فتح کیا تھا تو اسنے یہ رباعی لکھی تھی رباعی

ملازمت مین آیا ہی علوم عقلی اور نقلی مین اچھی مہارت رکھتا ہے شعر خوب کہتا ہے ولہ [illegible]
نظر کنم + باری دہان بہ یاد لبت پر شکر کنم + [illegible]
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ شاہنامہ کی نظم کو نثر کر رہا ہے ثانی خان ہروی [illegible] پادشاہ کے
امیرون مین سے ہی اگر کسیکے علم و فضائل کی اوسکے سامنے تعریف کرکے تقریب کرتے تھے تو وہ پہلی ہی ملاقات مین
یہ کہتا تھا کہ میری صحبت اور ملاقات مین شرط یہ ہے کہ اہل نفاق کی باتین میرے حق مین کبھی نہ سنی ہوئی
کیونکہ یہ اخلاص کے مانع ہوتی ہے اشعار اوسکے بے نمک ہوتے تھے مگر اسی طور پر اوسنے دیوان پورا کر لیا تھا ع
ای رسم تو آزار من و قاعدہ بیداد + بیداد ازین رسم و ازین قاعدہ فریاد + ولہ بگذر ز نا خوشی کہ درین دہر
دیر گیر + نیکی ندیدہ ہر کہ بدی کرد با فقیر + ولہ از بہر سلام تو رقیب آمدہ در راہ + یارب کہ ازین رہ نبرد سر بسلامت +
ولہ دیدم ز فراق آنکہ یعقوب ندید + در عشق کشیدم آنچہ مجنون نکشید + این واقعہ کز ہجر تو آمدہ بسرم + [illegible]
گمان نبرد و واقع نشنید + ثنائی مشہدی اوسکا نام خواجہ حسین ہے جب وہ ہندوستان مین پہنچا [illegible]
[illegible] لوگ سب اوسکی اوستادی کے قائل تھے مگر جب [illegible] آیا سب کو حسد پیدا ہو گیا اور سب [illegible]
عتاب اوس پر شروع کیا چنانچہ وہ نہایت پریشان ہوا [illegible] اوسکا مشہور ہے [illegible]
ایک عامی بے مادہ ہے مگر طبیعت اوسکی بہت اچھی ہے ع چنان نماز بہ ابروی [illegible]
ز بستر ش + یہ مضمون اسکے اوستاد کے قریب قریب ہے ع عشوہ و ماند از زمین ناز [illegible]
پا بزمین نہادنش + ولہ گر بمثل جا کند در پیش آئینہ شخص + بیند تمثال خویش تافتہ رو بر قفا + ولہ
بسکہ از خانہ غم بیرون ریزم + تنگی خانہ از بیرون درست + ایک ایلچی کی تعریف مین لکھا تھا ع چو مہر فلک در ہم
گردیدہ + چو خواب آشنا روی ہر دیدہ + ولہ مگر رشحہ دست قسمت آفتاب + کہ شوید جہانی بیک قطرہ آب +
سیاہی دران قوم طالع زحل + گرفتہ بجایکہ گرفی المثل + شود بر بدن شمع ہر موی شان + بشخص نسازد نظر
روی شان + آواز کفش شان بدرد زہر از حیات + اصوات زشت شان نبرد راہ در ضمیر + رفتار شان چو
آتش و گفتار شان چو جنگ + دیدار شان عقوبت و آواز شان نفیر + گر در خیال دایہ کند شخص شان گذر +
کودک ز بیم شان نبرد لب بسوی شیر + ای از فروغ شمع رخت انور آئینہ + وی گشتہ از خیال تو جان پرور
آئینہ + آئینہ مہر ندیدن خود پیش او منہ + درحال من نظر کن و بنگر در آئینہ + آئینہ وار در دلم آتش علم کشید +
تا جانمود مہر رخت در بر آئینہ + تف سموم قہر تو گر شعلہ ور شود + معکوس عکس خویش بہ بیند در آئینہ + ساقی نامہ

جفائی ہالی برخود پسندیدم نداستم + کہ چندان اعتمادی نیست بر مہر و وفائی او + در حقیقت بخیہ ہای خرقہ پشمینہ فقر + حرص ابردست و پا زنجیر استغنا نہد + گدای عشق بر سحاب سلطانی زند خندہ + چو باجسم غبار آلودہ از گلخن برون آید + گرد ہستی رفت بر باد و سوز از آب چشم + خاکساران رہ عشق ترا پا در گل ست +
ولہ تیغ مژگان تو اندر بیخودی آمد بناز + چون بخود باز آمدم صد رخنہ در جان داشتم + اکبر کے حکم بموجب اوسنے ہاتھی کی تعریف مین یہ کہا تھا ۵ زخاک رہ شاہ گردون سریر + بی عطر بر خود فشاندی عبیر + عقاب فلک بر سر ش بیگزاف + بود بیضہ قلہ کوہ قاف + میان را چو بندد بزنجیر زر + بود کہکشان و فلک در نظر + چو آید بہ تنگ از تف آفتاب + فشاند چو فوارہ بر خویش آب + بتان پری پیکر و ماہ رو + بفرمان شہ بر سر تخت او + نشینند دایم بعید دلبری + بلی کوہ قاف ست جای پری + ۹۶۷ھ نو سو ستر مین اونکا انتقال ہوا چورون نے اونکو شہید کیا اور آگرہ مین دفن ہوئے تشبیہی کاشی یہ کئی مرتبہ ہندوستان مین آیا اور چلا گیا لوگون کو مذہب بسخانی کی طرف ترغیب دیتا تھا اور ابو الفضل کو اپنے مذہب کا مجتہد بتاتا تھا اور اوسی کے توسل سے ایک قصیدہ اکبر کے سامنے پیش کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ تم مذہب تقلید کو چھوڑ کر ایک رو کیون نہین ہوجاتے ایک رسالہ اوسنے شیخ ابو الفضل کے نام پر بطور اہل نقطا اور حروف کے لکھا تھا جسکا مدار بالکل ریا اور تزریق اور مناسبت عددی پر تھا حکیم عین الملک نے تشبیہی اور تزریقی کے عدد برابر نکالے صاحب دیوان تھا یہ چند شعر اوسکے ہین ۵ یکی بر خود ببال ای خاک گورستان ز شادابی + کہ چون من کشتہ زان دست و خنجر در لحد داری + ولہ تو ہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوش کہ من آن جلوۂ قد می شناسم + ولہ دو دست این جہان و آن جہان پوچ + بگیر در دست لست آب پوچ و آن پوچ + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس تاریخ کے لکھتے وقت شیخ ابو الفضل کے سامنے رسالہ محمود بسا خانی کا بھیجو دیا جسکا دیباچہ یہ ہے دیباچہ یا اللہ المحمود فی کل فعالہ استعین بہ نفسک الذی لا الہ الا ہو الحمد للہ الذی وجد نعمۃ بوجود کلیاتہ و اظہر وجود الکلیات عن نفسہ سہو ہم کلیا و ہو یعلم نفسہ و الانعام نفوسنا و لا ہو و ہو کون لا مکان الا بہ و مکان لا یکون بغیرہ و ہو ارحم الراحمین + سوال خلق کہ گفتہ پیشو و کدام ست جواب آنکہ خلق گفتہ پیشو د اللہ + اوس سارے رسالہ مین اسی طرح کی خرافاتین لکھی تھین اور بالکل اوسکے تزریقات کا مدار چار نقطون پر ہے آخر رسالہ مین اوسنے اپنے قلم سے لکھا تھا کہ کتب مکرر الکرار یحانب عجمی مجتہدی طباع ای کرب لت ش + ب می ہ ی الوی اخری صاحب مقام تقی الدین شستری یہ بنا نیا اکبر کی

تا رویش نه بینم در میان افتد شور من آن نیم که بقاصد و هم فسانهٔ خویش ✽ که سازدش پی مدعا بهانهٔ خویش ✽
زبیک نگاه تو در برهم با وهم نقصان ✽ چه جنگها که نکردیم در میانهٔ خویش ✽ اوسکے باپ شاہ قلی خان نے کہا ہے ؎
که توبه بو گاه کوزهٔ می شکنم ✽ یکبار دو بار نی پیاپی شکنم ✽ یارب زبد آموزی نفسم برهان ✽ تا چند کنم توبه و تا کے شکنم ✽
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز جذبی و قاضی شمس الدین قزوینی اور بعضے اور نئے شاعر حسین ثنائی کے
اس شعر پر بحث کرتے تھے شعر گر بشکل جا کنی در پس آیینہ شخص ✽ بیند تمثال خویش تافتہ رو در قفا ✽ جب مین
قریب پہونچا تو مجھسے بھی اونھون نے اس شعر کے معنی پوچھے تب مین نے کہا کہ آج کل کے شاعرون کے شعر تبیال کا سا
کلام ہوتا ہے تبیال سلطان میرزا کے زمانہ مین ہرات مین ایک مسخرا تھا اوسکی یہ عادت تھی کہ عمامہ باندھکر اور عالمونکا سا
لباس پہنکر [illegible] [illegible] فاضلون کی مجلس مین جاتا تھا اور ایک جماعت طلبہ کی اوسکے ساتھ ہوتی تھی اول مناظرہ
کو [illegible] [illegible] [illegible] کیا کرتا تھا اور جب لوگ اوسکے علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو خرافات بکنے لگتا تھا بڑے بڑے
فاضل اوسکا [illegible] سے دھوکا ہوتا تھا جمیلی کالپی والے یہ شیخ جلال واصل کا بیٹا ہے جو شیخ محمد غوث گوالیاری کے
خلیفہ تھے اور سماع اور مرودی سے بہت ذوق رکھتے تھے جمیلی کو اگرچہ اپنے باپ کی [illegible] حاصل تھی مگر ایک طالب علم تھا
اور سلیقہ شعر گوئی کا بھی اوسکو اچھا تھا بعضے شعر مضحک کہے کہ [illegible] کیا کرتا تھا چند شعر اوس سے یادگار ہین ؎ سر که گل
روی ترا یاد کنم ✽ چون بلبل دل سوختہ فریاد کنم ✽ گر شادی وصل تو [illegible] دست نداد ✽ باری بغمت خاطر خود شاد کنم ✽ وله
سر نقش مرا سوی جنون تار ہمون گشتہ ✽ دل دیوانہ ام پابستہ قید جنون گشتہ ✽ اور قاسم علی خان بقال
عالم کابلی کی تعریف مین اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ بود نسبت تو بخیل خوانین ✽ نسبی
نا ملائم نسبی نامناسب ✽ اور یہ بھی ایک شعر اوس سے منسوب ہے ؎ موش دل را که بصد خون جگر پروردم ✽ ناگہان
گربهٔ عشق آمد و دندان زد و برد ✽ چشتی انکا نام شیخ حسین ہے صوفی دہلوی تھے اور چونکہ شیخ سلیم چشتی کے
مرید تھے اسیوجہ سے اونھون نے اپنا یہ تخلص مقرر کیا تھا فتحپور کی خانقاہ مین صوفیونکے زمرہ مین رہتے تھے ایک دیوان بھی انکا ہے
اور کتابین بہت تصنیف ہین اونمین سے ایک کتاب دل و جان نظم مین لکھی ہے مگر وہ ہندوستانیونکے طور پر ہے
کئی ہزار شعرون مین سے اونکا ایک یہ شعر قابل ذکر کے ہے ؎ چنین که بار بر طاوس قیس را لیلی ست ✽ مگر که از اثر پاے
ناقهٔ لیلی ست ✽ جعفر یہ ہرات کے سیدون مین سے ہے شعر اور معما مین اسکو اچھا سلیقہ تھا اتکہ خان کا منشی تھا
اکثر غزل اور معما اوسکے میرزا عزیز کوکہ کے نام پر ہوتے ہین یہ چند شعر اوسکے ہین ؎ شانہ برہم زدہ ان سلسلہ مشکین را
آه اگر باد بگوشش تو رساند این را ✽ وله غبار مشک نخواہم بران عذار نشیند ✽ ازین صبا که با خاطرت غبار نشیند ✽

بیا دل بمیخانۂ اہل راز ٭ بکش جام معنی صورت گداز ٭ چنان خویش را کن ز صورت بری ٭ کہ از دیدہ گردی نہان چون پری
مگر شوق آن بی‌نہایت شود ٭ بکوی خرابات جایت شود ٭ بیا ساقیا شمع خلوت نشین ٭ کہ چون دست موسیٰ ست در آستین
بدستم دہ و روشنم ساز دست ٭ کہ دریی کشایم باعجاز دست ٭ بیا ساقی از مہر رندان مست ٭ بفصادی شیشہ بکشای دست
مکن بدرو زنہیب سر و بال ٭ کہ در قہقہ خون خوران آمد حلال ٭ بدہ ساقی آن کہ بای دہ بود ٭ کہ از جذبۂ طبعش نمایم صعود
ز نہ خیمہ بیرون ازین جا بیست ٭ چو ہمت کنم زیر پا سر جہت ٭ بیا ساقی آن بادہ گرم خون ٭ کہ در دل نماید محبت فزون
بدہ تا کنم آشنائی بدوست ٭ ز مہرش شوم ہمچو انجیر پوست ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکی جہالت اسی سے ظاہر ہے
کہ ساقی نامہ جن بہ جگہہ بیا کو بمعنی بہار کے لکھا ہے اور عبارت اساتذہ کو بھی اوسنے اسیطرح خیال کیا حالانکہ اونکی عبارت
مین ہر شعر قطعہ بند ہوتا ہے اور بیت اول بیت ثانی پر موقوف ہوتی ہے مگر مترجم عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ جتنے شعر ساقی نامہ
کے لکھے ہین اونمین اگر بیا کو بمعنی بہار کے نہ لیا جاوے تب بھی مطلب ٹھیک ہے ایک قصیدہ اوسنے قباب کی زمین مین
لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ عکس شکند طبیعت رخ خوبان در آب ٭ سازد در خاک قدرش اگر افسر آفتاب
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شعر اوسکے بڑے بلند بلند ہین مگر اونکی عبارتین پست ہین جدائی اسکا نام میر سید علی تھا
تصویر خوب کھینچتا تھا قصہ امیر حمزہ کا مع تصویرات اوسکے اہتمام سے طیار ہوا تھا ہر جلد اوسکی صندوق تھی اور ہر ورق
ایک گز مربع تھا اور ہر صفحہ پر ایک تصویر تھی ایک دیوان اوسنے پورا کیا تھا یہ شعر اوسکے ہین ؎ صبحدم خادم از ہمہ گلہا میزدہ
ناخنی بر دل صد پارہ بلبل میزدہ ٭ حسن بتان کہ علت عشق بیابانست ٭ سرزنش ناکسان خار مغیلان اوست ٭ ولہ بر دہم از داغ
سودائی تو سر تا پای ماست ٭ تاجر عشقیم و اینہا مایۂ سودای ماست ٭ ولہ ہم بسمل صیدیم و افتادہ دور از کوی دوست
سیر ہم افتان و خیزان تا ببینیم روی دوست ٭ ولہ خواستم کہ ہم از احوال خود آن بدخو را ٭ ہمدم ہمدم غیرست چہ گویم او را
جذبی اسکا نام بادشاہ قلی تھا شاہ قلی خان نارنجی کا بیٹا تھا طبیعت اوسکی شعر کے مناسب تھی یہ چند شعر
اوسکے ہین ؎ این چاشنی کہ حسن ازل با بتان دہد ٭ جائی رسید عشق کہ بی درد جان دہد ٭ ولہ تنہا
نشستہ ام نگر از بیخودی ایم بہوش ٭ گر کسی آگہ شود کین گفتگو از یار کیست ٭ ولہ قوت آن شکار نی بقیدی ورنہ من
صیدم ٭ کہ از نہایت خصمی نمیکشد صیاد ٭ ولہ آنکہ لذت شب ہجران ندیدہ ٭ خود در روز وصل گریزان ندیدہ
خار ملامتی نگرفتہ است دامنت ٭ خود را چو غنچہ سر بگریبان ندیدہ ٭ ہرگز نبودہ عشق ترا استقامتی ٭ ذوق کم التفاتی
جانان ندیدہ ٭ با ہیچکس جواب و سوالی نکردہ ٭ داری دلی کہ ہیچ پشیمان ندیدہ ٭ ولہ بود دل زنگار عمر زرد سلسلش
چو آن مرغی ٭ کہ طفل مکتب از بہر معلم سر ببرد زودش ٭ ولہ پس از عمری کہ چشمم بر جمال دلستان افتد ٭ نقاب شرم

تو ہندوستان میں آئے مگر ناکامی کے حال میں انتقال کیا یہ [illegible] حرفی خندد نی اید که عاشو
گشته و چشم وفا از یار هم دارد * ز نادانی براو کرده ام کار من صالح * عجب [illegible] بسیار هم [illegible]
خرقه بر آتش نهم تا بوی ایمان بشنوی * از کسی بی کز و یکتاری ز ناری [illegible]
وسیله سے آپ کی ملازمت میں داخل ہوا تھا صاحب دیوان ہے اوسکے کلام میں اکابر کا ڈھنگ پایا جاتا ہے اگرچہ
علمی سے عاری ہے مگر اوس کی طبیعت نہایت مناسب ہے اوسکے مزاج میں انصاف بہت ہے سو بہتر کے کوئی خوب رانگیخته
باش [illegible] پشیمان باش * چو بال مرغ که گر شغل روزگار اینست * [illegible] بیدیا باش
ولہ خدا بشکوہ زبان من آشنا مکند * من و شکایت و انگه ز تو خدا نکند * ولہ اگر تو ستم نموده معذوری *
تا می زو خاشنوده معذوری * گفتی که من حرف جفا بهتان ست * خود را تو نیاز موده معذوری * ولہ آنچنین
آرزو بود پیشه تو * [illegible] تو * دشمن کند آنچه تو با خویش کنی * ای خون تو بر گردن اندیشه تو
ولہ در میان کافران هم بوده ایم * یک کمر شایسته زنار نیست * ولہ تا در قفر بیدار م تجو تخانه باید مرا * آباد کرده [illegible]
باید مرا * از قصه فردا و دی عالم پریشان میشود * از گفتگوی در دخود افسانه باید مرا * از کشتهای این جهان کام
خرمن گاو و حسرت بوی خرمی نی [illegible] باید مرا * گر تیغ غازی میکشد و تیر کافر [illegible] من [illegible]
خودم باشه باید مرا * نشیمن حیاتی بیش من شوره [illegible] من عاشقم تو عاقلی دیوانه باید مرا * حیاتی
گجرات میں میرزا نظام الدین احمد کے پاس رہتا تھا یہ شعر اوسکے ہیں ٭ پیغام دوست داغ جگر تازه میکند *
درد و داع و رنج سفر تازه میکند * ولہ عاشق رخ خویش بر درت سود و رفت * دان بهر که با تو داشت بنمود و رفت
یک شب ز هزار حیله در بزم وصال * پروانه شمع دیده بکشود و رفت * [illegible] سلطان
سنجر کی اولاد میں سے تھا تاریخ نظامی میں لکھا ہے [illegible]
ہے چند شعر اوسکے ہیں ٭ نماند القدر از گریه آب در جگرم * [illegible] ولہ [illegible]
ای کاش من ہا شم * باین تقریب شاید با تو در یک پیرہن باشم * ولہ [illegible] خط [illegible]
تازه ایست که از غیب رو نمود * ولہ از قفا گیرم بیاد ہی ہر زمان چشم رقیب * تا شود از [illegible] دیدار جانان نصیب
کرده جا بر گوشه چشم تو خال عنبرین * باز بہر صید صیادی نشسته در کمین * ولہ [illegible] رعنائی آن گل شده ام باز
گل دیده ام امروز که بلبل شده ام باز * ولہ لعل دلجوی تو از [illegible] * ولہ [illegible]
اسکا باپ آلہی تخلص کرتا تھا یہ اوسکا مطلع ہے ٭ ماه عید ابرو نمود خاطرم را شاد کرد * شکر لله کز غم سی روزه ام آزاد کرد *

ولہ سبزہ راد بباغ باشد جای زیر پای گل ÷ بباغ جنت افتادہ سبزہ بر بالای گل ÷ جعفر بیگ یہ آصف خان
قزوینی کے نام سے مشہور تھا میرزا غیاث الدین علی کا بھتیجا ہے بخشیون کے زمرہ مین داخل تھا طبیعت اوسکی
شعر سے نہایت مناسب تھی مگر مشق کم تھی اسیقدر علم بھی رکھتا تھا یہ چند شعر اوس سے یادگار ہین شعر
کار ما امروز بہ بیداد گری افتادہ است ÷ کہ بہر جا کہ نہد پای سری افتادہ است ÷ ولہ گرد شمع سرگشتہ
چون پروانہ ام ÷ آخر بکشتن میدہد پرواز گستاخانہ ام ÷ ولہ گل برکس تاراج خزان رفت ÷ ما را ہم گلبن و ہم
گلستان رفت ÷ ولہ با آتش کارت افتادہ است جعفر ÷ دو صد بلبل باینجا یک سمندر ÷ ولہ پرسش گنہ ہم روز حشر
آخر شد ÷ تمسکات گناہان خلق پارہ کنید ÷ ولہ این چہ صحرا بود و این صیاد صید افگن کہ بود ÷ ہیچ نخچیری نشد
صید آنکہ و نخچیری نداشت ÷ ولہ نامہ دردی سوی دلدار میباید نوشت ÷ درد دل بسیار شد یار میباید نوشت ÷ ولہ
گر ز جعفر ہمین دین و دلی خرسندی ÷ من بکیش کہ دل و دین بتوان زانی داشت ÷ ولہ ہمت نگر کہ صد ورق
دفتر امید ÷ صد پارہ کردہ ایم و بخواب نشستہ ایم ÷ ولہ گلستان ز گلی از نو شگفتہ است ÷ کہ امشب تا سحر بلبل نخفتہ است
ولہ نگنجید [illegible] غمہای دل من چو ہوا نشست ÷ آفریدند برای دل من صحرا را ÷ ولہ گلہای تو تمام از گلہ گردن من
گلہ [illegible] ÷ ولہ صیاد در خاطرش [illegible] ای رحم و رنجم را مکن ضایع ÷ کہ خونہا میخورم تا بر سر بیداد می آید
[illegible] ÷ مشکل کہ گریز پا نشیند ÷ ولہ رسید و مضطرم کرد و آنقدر ننشست ÷ کہ آشنائی
دل خود [illegible] ÷ حیدری تبریزی یہ حاجی تھے اور شریف تبریزی کے شاگرد تھے ہندوستان مین مدت تک
[illegible] چلے گئے [illegible] پھر آئے مگر آخر مدت ہو گئے پھر نہ آئے اونکی دیوان مین تخمیناً چودہ ہزار شعر ہونگے لیکن عمدہ
کلام بہت تھوڑا تھا ایک قصیدہ اونہون نے بادشاہی ہاتھیونکی تعریف مین لکھا تھا جسکے شعر یہ ہین ع
ابر دستہای [illegible] ÷ فیل [illegible] صف ہیجاست ÷ کز پی غرق کردن اعدا ÷ ہر طرف موجہای بحر بلاست
اس قصیدہ کے صلہ مین [illegible] خلعت خزانہ سے ملنے کا حکم ہوا تھا مگر خازن نے جو اوسکے دینے مین
[illegible] تھا خواہم کہ نہم پیش تو عرض ÷ زانکہ زین مشکل مرا صد داغ حسرت
بردلست ÷ [illegible] ÷ ہم گرفتن مشکل و ہم ناگرفتن مشکل ست ÷ مہر مہ رویان عالم را
[illegible] ÷ ولہ سوزم ہمہ ہم سوز درون کہ چنین ست ÷ خواہم ہمہ جا صحبت زبون
[illegible] ÷ کمالی کسب کن در عالم خاک ÷ کہ ناقص رفتن از عالم
چنان ست [illegible] ناپاک ÷ حزنی یہ عراق کے فاضلون مین سے ہین جب ہرات مین [illegible]

بتو فرمود حق نگهبانی / منصب انبیاست چوپانی
عمر خویشش گو ہست قربانی / دولت و ملکت [illegible]
عدل و انصاف و جود و علم و سخا / لطف و احسان و خلق و [illegible]
تو بخنده به فیل مست سوار / خلق در گریه [illegible] خوار
تو بخرطوم فیل پنجه گشا / آستین را فشانده [illegible]
تو بچنگ پلنگ بازی کن / رو کنان ما به پنجه ناخن
تو گلوگیر اژدر در سهم / خلق و عالم بپیچ و تاب و وهم
تو بچنگل سپه شکار دوان / خلق از ترس هم ازو پنهان
تو سر پا برهنه گردیده / خلق در زیر جامه لرزیده
تو پیاده بهر طرف رانده / ما سواره [illegible] رفته وامانده
این چه لطف است [illegible] / که باو بخت [illegible] وارست
گرچه اینجا هنر او سبب / لیک [illegible]
شاه از خویش اگر [illegible] دیگر / همه زیر و زبر شود [illegible]
خنجر اخورد در فضول [illegible] / خاطر شاه زملول [illegible]
او چو شیرین خدای مقبول است / دولت او ز بخت مقبول است
حق بآنکس که کارساز بود / از همه کار بی نیاز بود

پس مکن رسم انبیا آگه / [illegible]
بادشاه و ولی شماست تو / او جهان [illegible] کاری
همه ذری ز لطف [illegible] / [illegible]
تو بدندان [illegible] زنان / [illegible]
تو مقابل بشیر [illegible] / [illegible]
تو ستاده به پیش حمله گرگ / به تعجب زده [illegible] بزرگ
تو شناور به بحر بی پایان / بر لبش دست شسته از جان
تو شب تیره رفته یکه راه / [illegible] به نور مشعل آه
تو بگرما دوان بجامه [illegible] / [illegible]
تو بمیدان خصم و جنگ [illegible] / [illegible]
[illegible] / [illegible]
[illegible] / [illegible]
با تو [illegible] جهان و جان [illegible] / [illegible] جهان و جان چه کار آید
[illegible] / شاه ازین گفتگوی مستغنی است
[illegible] / مستی او [illegible]

اجب اوسنے یہ مثنوی آپکے سامنے پیش کی تو [illegible]
نوازشوں سے سرفراز ہوا [illegible] دیوان بھی [illegible] مرتب کیا یہ چند شعر اوسکے ہین ؎ آہم از دل چند در کوچش نہان
آید برون ٭ بعد ازان چندان کنم افغان که جان آید برون ٭ آنچه گذشت از سرم یا باز رفت جان ٭ تن خاک گشت
آتش دل شعله زن ہنوز ٭ جس زمانہ مین خان زمان اور خان بہادر خان نے بغاوت کی تو خنجر بیگ بھی اوسکے
ساتھ تھا غالب ہے کہ اوسی فتنہ مین وہ بھی تمام ہوگیا خسروی میرزا جنابدی کا بھانجا ہے سفر حج سے
ہندوستان مین آیا بڑے شاہزادہ کے پاس ملازم تھا ؎ زنور عشق باشد خسروی دل آنچنان روشن ٭
که شمع مرقد او میتوان کرد استخوانش را ٭ بنیالاید شیران حرم سرپنجه خونم ٭ سگان دیر را ای همنشین زین
نعمه مهمان کن ٭ میر دوری اوسکا نام سلطان بایزید اور خطاب کاتب الملک ہے خط نستعلیق مین اوس سے بہتر

اوسکا بیٹا اول بقائی تخلص کرتا تھا پھر رسوائی مقرر کیا اور ایسا نالائق تھا کہ اپنے باپ یعنی حالتی کو زہر دیکر مار ڈالا تو اکبر نے تشہیر سے لاہور مین طلب کرکے اوسکے قصاص کا حکم دیا وہ بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے ع تا غمزۂ خونریز تو غمخوار نگر جانست ۞ چشم اجل از دو بحسرت نگرانست ۞ خان اعظم بخطاب اتکہ خان کا ہے جب ہمایون جوسہ پر شکست کھا بھاگا اور گنگا مین غوطہ کھانے لگا تو اوسنے مدد کرکے پار اوتارا اور اسی خدمت کی عوض مین اوسنے بڑی ترقیان پائین اور مرتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے جو شعر و شاعری سے اوسکی تعریف کیا وے مگر چونکہ طبیعت اوسکی موزون تھی اسواسطے چند شعر اوسکے لکھے جاتی ہین ع منہ ای طفل اشک از خانۂ چشم قدم بیرون ۞ کہ می آیند مردم زادگان از خانہ کم بیرون ۞ ولگر بخورشید بخت لاف زند بدر منیر ۞ آخر از گنبد فیروزہ نگون خواہد شد ۞ اور یہ رباعی اوسکے بیٹے محمد یوسف خان کی ہے رباعی در کوی مراد خود پسندان دگرند ۞ در وادی عشق مستمندان دگرند ۞ آنانکہ بجز رضای جانان طلبند ۞ آنان دگر و خود پسندان دگرند ۞ چنگیز بیگ بہ چنگیزیہ امیرون مین سے تھا تردی بیگ خان کا داماد تھا ایک مثنوی اوسنے تین سو شعر کی اپنے حسب حال لکھی تھی اور اوسمین اکبر کی بہت سی تعریف لکھی ہے فن سپاہ گری اور خوشنویسی اور شعر و معما اور اصطرلاب اور نجوم اور رمل وغیرہ خوب جانتا تھا فن موسیقی مین بھی اوسکو بڑی مہارت تھی ایک مثنوی اوسنے بادشاہ کو مخاطب کرکے بطور وعظ و نصیحت کے لکھی ہے وہ یہ ہے مثنوی

شہریارا جہان عجب جائیست ۞ ہر زمان اندرو تماشائیست
چرخ نیرنگ ساز شعبدہ باز ۞ ہر زمان بازئی کند آغاز
پیش ازین بودہ اند جاہ و جم ۞ تاجداران با سپاہ و حشم
زان دلیران بہ بیہودہ ہوس ۞ ماند بازیچہ‌ہای کہنہ و بس
گر بدنیا ثبات دیدندی ۞ انبیا زو چرا رمیدندی
خسروا کار این جہان حسود ۞ آنچنین ہست و بود خواہد بود
دین ہمہ کار و بار پر خم و پیچ ۞ نام نیک است حاصل آن ہمہ ہیچ
عمر این بود ز ہر سخنے ۞ بتو نوبت رسید تا چہ کنے
این زمان گر تو یافت عالم زیب ۞ حق نگہدار بادت از آسیب
گر ہمائی پرید زین گلشن ۞ بر سر ما تو باش سایہ فگن
سخن من کہ بی ریا باشد ۞ گر نصیحت کنم روا باشد
چون بخیریت توئی کوشم ۞ سخن حق ز تو چرا پوشم
سخن زید یا کہ عمرو بود ۞ بشنوی گر ز نفس امر بود
شاہ باید کہ در گہ و بیگاہ ۞ از خود و خلق و حق بود آگاہ
سہو بین زیان نان باشد ۞ سہو شہ آفت جہان باشد
بلکہ از فکر خلق و ذوق بود ۞ ور دل شاہ فکر خلق بود
ہر شہی کار سلطنت ز درک ۞ ہمچو فرمان شہ بہ او ز رک
چون ترا نوبت جہانداری ست ۞ لازمست احتیاط و ہشیاری ست
تو چو شمعی و ملک تو خانہ ۞ خلق گرد تو ہمچو پروانہ
ذرہ نبرد چو نور خور نبود ۞ نیست پروانہ شمع اگر نبود
یعنی از تست زندگی ہمہ ۞ تو شبانی و اہل ملک رمہ
ہیچ اگاہ ہست آمدہ است گلہ ۞ گلہ را چون توان گذاشت بلہ

حدیث میل دوانی بہ بہشت ٭ چون گل از باغ تو چیدن دو افتد ٭ خونہ غیرت کہ ہم خوشن ست ٭ بکار عاشقان
شعلہ برافروختن ست ٭ در شب ہجر کہ جان باید باخت ٭ کار دل یار چو شمع افروختن ست ٭ مرا
کہ ما را ٭ دوزخ از بیم تو در سوختن ست ٭ نان و دو ... طالب تحفہ ... بناز ... ست ... سوختن ست ٭ ولہ
ای دوانی طلب وصل بتان ٭ شعلہ و پنبہ بہم دوختن است ٭ فیضی اسکا نام میر حیدر معمائی تھا کاشان کا
رہنے والا ہے فن معما اور تاریخ میں بے بدل تھا ایک روز شیخ فیضی نے اوس سے کہا کہ ہندوستان سے فن معما
بالکل متروک ہو گیا ہے اور اسکو عیب سمجھتے ہیں اوسنے جواب دیا کہ میں نے برسوں اسکی ولایت میں محنت کی ہے
اب جو اس فن میں پیر ہو گیا ہوں تو کیونکر چھوڑ دوں خواجہ حبیب اللہ کے ساتھ گجرات سے لاہور میں آیا تھا
کسیقدر روزینہ اوسکا سرکار سے مقرر تھا کشتی میں بیٹھکر وطن کی طرف رخصت ہوا جب جزیرہ ... کے
اور مکران کے قریب پہونچا تو اوسکی کشتی میں تباہی آئی اور سب اسباب اوسکا تلف ہو گیا وہ تاریخ سے ... ہے
اوسکا دیوان تھا اور چند جزو بے نقط تفسیر شیخ فیضی کے جو فیضی نے شہرت کے لیئے ... لکھی تھی ... پہ
سب فاضلون کی تعریفیں لکھی ہوئی تھیں ٭ ولہ نازک دلم ای شوخ علاجم چہ توان کرد ٭ من عاشق مشربی مجرم
چہ توان کرد ٭ من بتابوت رفیعی ... برم کہ ... گریبان ... ٭ ولہ ...
کہ غفاری تو ٭ ما غرق گناہیم کہ غفاری تو ٭ او قیامت نخواہد و ما غفارت ٭ یا رب بکدام نام خویش ...
رہائی ہے شیخ زین الدین خوافی کی نسل سے ہے دیوان اوسکا مشہور ہے ... امیدوارم از لطف ...
... امیدوارا ٭ ولہ سفر کردم کہ تا ... ٭ ...
پیش آید ٭ ... ان گل ... چون غنچہ از خون دل ست ٭ راز دل گفتن بہر کس ... مشکل ست ٭
ولہ ز چشم من چو اشک ای نازنین من روان مگذر ٭ ز رہائی سر جی کن این چنین از مہربان مگذر ٭ ولہ
ز تاب مہر تابانی میان آتش ٭ بنا ز گرم کجی ... آتش ٭ ولہ شکر آن دہن تنگ و ابروی چو طاق ...
چنان شدم کہ ... ٭ ولہ جفا ہمین نہ از ان شوخ بیوفا دیدم ٭ ز ہر کہ چشم وفا داشتم جفا دیدم
تو ای رفیق ز درد دلم نہ آگاہ ٭ کہ من از ان ستم نامہربان چہا دیدم ٭ روغنی یہ ایک مسخرا پیشہ تھا اکثر ہزل
میں شعر لکھتا تھا مدتوں تک بادشاہ کی ملازمت میں رہا ایک دیوان بھی اوسکا ہے جسمیں تخمیناً تین ہزار شعر ہیں
ولہ حیات جاودان دارد شہید تیغ بیدادش ٭ مگر در آبگیری تیغ جوان داد و اوستادش ٭ ولہ از ...
نمی نالم کہ می ترسم رقیب ٭ بیداد تاثیر فریادم کہ از بیداد کیست ولہ بود چون ... دست و پائی ...

کوئی ہندوستان مین نہ کہتا تھا اور بیت اوسکی شعروں سے بہت مناسب تھی آخر عمر مین توفیق زیارت حج کی پائی
ولہ کہ در درون جانی کہ در دل حزینی ٭ از شوخی کہ داری بکجائی نشینی ٭ گر بوصل تو بدآموز نمی گردیدم ٭
از فراق تو بدین روز نمی گردیدم ٭ سوخت پروانہ صفت مرغ دل من ای کاش ٭ گرد آن شمع شب افروز
نمی گردیدم ٭ گر نہ بیہودہ پی اش سرخ نمی گردم چشم ٭ ہدف ناوک دل دوز نمی گردیدم ٭ ولہ تا از نظر آن یار پسندیدہ
برفت ٭ خون دل و ہم از دیدہ بخمیازہ برفت ٭ رفت از نظر و ز دل نرفت این غلط است ٭ کز دل برود ہر انچہ از دیدہ
برفت ٭ دوائی دانہ پتھاپور کے توابعات مین سے ایک گانون ہے وہان زراعت پر اپنی اوقات بسر کیا کرتا تھا
پھر ہندوستان مین آیا اکثر شعر اوسکے فارس کی دیہات کی زبانون مین ہوتی تھی بعضی غزلین زبان فصیح
مین بھی ہین ایک روز الفتی شاعر کا چوگان ہاتھ سے خطا ہو کر ناک پر لگ گیا انہی نے یہ قطعہ کہا الفتی بسکہ شود بد بگفت
نیک نہ و باطن لوندانش ٭ چرخ چوگانی از قضا بشکست ٭ پشت بینی بجای دندانش ٭ دوائی پسر حکیم
عین الملک ہے اور والدہ اوسکی علامہ جلال الدین دوانی کی اولاد مین تھی سب اچھی صفتین اوسکی ذات مین
جمع تھین آنکھون کی دوا مین لاثانی تھا کبھی کبھی فکر شعر بھی کرتا تھا ٭ ز ابر غم نہ تگرگ بر من دل تنگ سے بارد ٭
ز تاثیر حوادث بر سر من سنگ می بارد ٭ چنان تندست با اہل دل آن شوخ جفا پیشہ ٭ کہ گاہ آشتی از
غمزہ او جنگ می بارد ٭ دوائی از در احسان او کفرست نومیدی ٭ کہ ابر فیض او فرسنگ در فرسنگ می بارد ٭
ولہ بسر ہر شب بگردون نالہ ام با آہ و زاریہا ٭ سیہ روزی چو من یارب چہ سازد با چنین شبہا ٭ ولہ
[illegible] کہ تعبیری نداشت ٭ در دبیماران عشق ست اینکہ تدبیری نداشت ٭ در شب زلف
سیاہش خواب ہر گم در ربود ٭ العجب خوابی پریشانی کہ تعبیری نداشت ٭ وہ چہ عاشق کش نگاہ بود دوان
منزل کجاست ٭ کاندرو پیکانش یک سینہ کو تیری نداشت ٭ ولہ ہر کس کہ قطرہ زمی دوستی کشید ٭
بیزار شد ز بادہ و جام و سبو شکست ٭ ولہ حیرای دل کہ یار در جنگ ست ٭ زندگی نزد عاشقان ننگ ست
عاشقانرا براہ سربازی ٭ ہر قدم صد ہزار فرسنگ ست ٭ وسعت آباد کارخانہ عشق ٭ بر سپاہ
غمتم تنگ ست ٭ بس دراز ست دست ہمت من ٭ چہ کنم پای بخت من لنگ ست ٭ ای دوائی حذر کہ
کوئیش ٭ فتنہ بیار و عشق در رنگ ست ٭ ولہ روشن آن دیدہ کہ دیدن دانست ٭ خرم آن دل کہ
تپیدن دانست ٭ کی کشد محنت این تنگ قفس ٭ مرغ رہ حرم کہ پریدن دانست ٭ در کنارم نہ نشیند
ہرزہ طفل اشکم کہ دویدن دانست ٭ نتوان یافتہ دگر در غا ٭ صید وحشی کہ رمیدن دانست ٭

بر سر سادہ رخان بہت شوخی داست ٭ سلطان محمد نے اوسیوقت اوسکے جواب مین یہ غزل لکھی جسکا مطلع یہ ہے ٭
ہر کہ دل زصدف مر آگہی دانست ٭ قیمت گوہر خود را کماہی دانست ٭ اگرچہ یہ مطلع مولوی جامی کے مطلع کے مقابلہ
مین کوئی چیز نہین ہے مگر خان زمان نے خوش ہوکر بہت سا انعام عطا کیا اور اوسکی بہت تعظیم کی مگر وہ کچہ روز یہان
ٹھہرا اور بے اطلاع خان زمان کے رخصت ہوکر بدایون مین آیا اور سب ملکون کی سیر کرتا ہوا دکن کو گیا جس
دکن کے چار بادشاہون نے متفق ہوکر بیجانگر کو فتح کیا تھا اور [illegible] اتحاد تھا مخالفت تھا اور سلطان محمد بھی
اوس لشکر مین تھا پھر کچھ اوسکا حال معلوم ہوا مصنف منتخب لکھتے ہین کہ وہ واقعہ مین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ساری تاریخون مین مذکور ہوا اسلیے اوسکا اعادہ ضرور نہین [illegible]
[illegible] تو اوسی وقت [illegible] لکھی تو اوس صوبہ کے اور شاعرون نے بھی اس بحر مین [illegible]
ایک شعر کا مطلع یہ ہے [illegible] کہ یقین ہست گمان [illegible]
مصنف صاحب نے بھی اس بحر مین یہ مطلع کہا تھا [illegible]
[illegible]
ولہ [illegible] حضرت [illegible] عرض دو جہان کہ تو [illegible]
روئش چو گل [illegible] سنبل ست ٭ [illegible] برگ گل ست ٭ ولہ جانان [illegible] مثل
مانند من دلشدہ دیوانہ دیگر ٭ ای [illegible] ست تو پیمانہ نوشیم ٭ ما [illegible] زپیمانہ دیگر ٭
[illegible] اوسکا بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے ٭ بر ما شب غم کار لیے تنگ گرفتہ ٭ کو صبح کہ آئینہ ما زنگ گرفتہ ٭
آن شوخ جفا پیشہ بکف سنگ گرفتہ ٭ گویا من خستہ رہ جنگ گرفتہ ٭ بنشستہ بمسند خوبی ٭ شاہ
کہ جا بر سر اورنگ گرفتہ ٭ از نالہ من لب نکند بی تو بہادر ٭ زینسان کہ نی خمہ زتو در چنگ گرفتہ ٭ سیری
یہ قاضی فقیر خوش طبع تھا ہندوستان مین آیا اور پھر سفر حج کی طرف رخصت ہوا علم عروض اور قافیہ اور معما

نہ بر دارد بہ بازی طفل وار دست انگند زہ وش ٭ ولہ چنان وقار تو بر کوہ پای حلم فشرد ٭ کہ شد ز مہر گداز
چشمہای آب روان ٭ ولہ بانی گوی قاصد شرح حالم را کہ در نامہ ٭ ز دست بیخودی حرف از قلم بسیار افتاد ٭
ولہ قاصد از آمدنش می کند آگاہ مرا ٭ تا کشد جذبۂ شوقش بسر راہ مرا ٭ سنہ ۹۸۹ نوسو اسی مین جب اکبر کا لشکر
گجرات کی طرف جاتا تھا تو اوسنے انولذہ کے قلعہ کے قریب وفات پائی اور وہین دفن ہوا قاسم ارسلان نے اوسکی یہ تاریخ
لکھی تھی ۹۸۹ وہ جو تھے بجا فرستادہ ... زین خان کوکا ہندی باجے او دف اور ہر قسم کے ساز
سب بجاتا تھا کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہتا تھا اونہین سے یہ بیت ہے ع آہ من میدہد این چرخ کج خرمہ بباد آتشہ
ز بسوزند در آورم ٭ سلطان سپکی سیلک قندھار کے قریب ایک موضع ہے وہ ہندوستانی اور کوچستانی
ہوا کیجئے ہین اس بات سے وہ بڑا تنگ ہوتا تھا وہ کہتا تھا کہ مجھکو بیہودہ جانور کے نام سے یاد کرتے ہین ایک بار
غنیمت آدمی تھا جس روز ملا قاسم کاہی سے ملاقات ہوئی تو سلطان نے پوچھا کہ آپ کا سن شریف کیا ہے قاسم نے
کہا کہ خدا سے دو برس سے چھوٹا ہون سلطان نے کہا کہ ای مخدوم مین تمکو دو برس بڑا سمجھتا تھا شاید مجھے اپنی
تقریر بیان کی ہو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ملا قاسم کاہی کی عادت تھی کہ بزرگون کے کلام سے اچھے کلام کو
اخذ کیا کرتے تھے اس مضمون کو اونھون نے شیخ ابا یزید بسطامی کے کلام سے لیا ہے چنانچہ اونھون نے کہا ہے
انا اقل من ربی بسنتین ٭ یہ قول بھی ایک صوفیون کی خرافات سے ہے اور بعضے عارفون نے اسکی تعبیر
کی ہے کہ مین خدا سے دو برس یعنی دو صفتون مین چھوٹا ہون جو وجوب اور قدرت ہین اسلیے بندہ اللہ کی تمام صفتون کا
مظہر ہے سوا ان دو صفتون کے کیونکہ حدوث اور عجز اوس سے کسیوقت نہین جاتا سلطان کی طبیعت شعر سے
نہایت مناسب تھی خان زمان کا تخلص بھی سلطان تھا جب اوسنے ایک قصیدہ خان زمان کی تعریف مین
پیش کیا تو خان زمان نے ہزار روپیہ اور خلعت اوسکے صلہ مین بھیجا اور کہا کہ میری خاطر سے اس تخلص کو چھوڑ دے
اوسنے انعام کو رد کر دیا اور کہا کہ سلطان محمد باپ نے میرا نام رکھا ہے تمہارے کہنے سے کیونکر چھوڑ دون اور
مین تمسے بہت دنون پہلے سے شعر کہتا ہون اور اسی تخلص سے بہت مشہور ہون خان زمان نے کہا کہ اگر
تو اس تخلص کو نچھوڑیگا تو مین تجھکو ہاتھی کے پانون سے کچلوا ڈونگا اور بہت غصہ ہو کر ایک ہاتھی منگوایا اوسنے
کہا کہ یہ قسمت جو مین شہادت پاؤن غرض جب اوسپر بہت سی تنبیہ کی تو مولانا علاء الدین خان زمان کے
اوستاد نے کہا کہ مولوی جامی کے دیوان سے ایک غزل نکالو اگر اوسکے جواب مین یہ اسیوقت غزل لکھے تو معاف
کر دو ورنہ جو چاہو کرو القصہ دیوان مین یہ غزل نکالی جسکا مطلع یہ ہے ع دل خطت را رقم صنع الہی دانست

ولہ پیش من از بہر آزار دل ریش آمدے ۞ من جہا کردم کہ با من اینچنین بیش آمدے ۞ ستغا یہ ایک فقیر
آزاد مشرب تھا شیخ حاجی محمد خبوشانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین مرید تھا جذبہ سے فائق تھا ہمیشہ آگرہ کے
کوچون مین اپنے چند شاگردون کو ساتھ لیے لوگون کو پانی پلاتا پھرتا تھا اور اوس حال مین [illegible]
زبان پر رہتے تھے ایک مرتبہ اوسکے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا اسنے جو کچھ اسباب رکھتا تھا
سب اوسکی نذر کردیا اور بالکل تجرد اختیار کرکے سراندیپ کا راستہ لیا اثنائے راہ مین اوسکا انتقال ہوا وہ مقام
بالکل کفرستان تھا ایک شخص کو خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور وہ [illegible] سے
پیدا ہوکر اوسکی تجہیز و تکفین کی کوئی دیوانہ وسے جمع کیے تھے مگر جب اوسپر حملہ غالب ہوتا تھا سب [illegible]
باقی رہگیا [illegible] ولہ عارضش در نظر حیرانی [illegible]
من [illegible] از خوبان [illegible] قطع نظر کردم ۞ کہ درکاشانۂ دل چون تو [illegible]
شکستم [illegible] پیش آید ۞ سر بازار رسوائی نشستم تا چہ پیش آید ۞ [illegible]
[illegible] زنجیر گیسوی توی [illegible] ۞ ولہ از گریہ شدم غرق بخون جگر [illegible]
ولہ عشق آن گل پیرہن بازم گریبان می کشد ۞ وہ کہ پاک جیبم آخر [illegible]
کلان بیگ کابلی تھا یہ رباعی اوسکی تصنیف ہے رباعی افسوس کہ وقت گل [illegible]
[illegible] بگذشت مینای چشم و خط [illegible] بنفشہ و نرگس را ۞ ایام بکوری و کبودی بگذشت [illegible]
اوسکا انتقال ہوا سرمدی اصفہانی یہ شریف ہے اور [illegible] شہرت [illegible]
بنگالہ مین کسی خدمت کے لیے متعین ہے [illegible] فیضی تخلص کرتا تھا جب اکبر کے دربار مین اوسکے شیخ فیضی سے [illegible]
واقع ہوا تو اوسنے اس تخلص کو چھوڑکر سرمدی تخلص اختیار کیا [illegible]
نظارگی از دور رشد بلند ۞ وارمی در سر و گل در بغل آئی چو در کاشانہ ام ۞ [illegible] شک محنت خانہ ام
ولہ تا بسر کوئین نہادیم قدم را ۞ دستی نبرد بر دل ما شادی و غم را ۞ ساقی جزائری یہ عربی تھا باپ اوسکا
شیخ ابراہیم ایک فقیہ فاضل شیعہ مذہب تھا اور اس مذہب کے لوگ اوسکو مجتہد سمجھتے تھے وطن اوسکا مشہد مین تھا
ساقی کا تولد بھی وہین ہوا تھا کسیقدر علم بھی اوسنے حاصل کیا تھا خوش طبع شیرین کلام تھا دکن سے
ہندوستان مین آیا تھا بنگالہ مین ہے ۞ ز جانم گاہ گریہ آہ درد آلودمی خیزد ۞ بلی چون آب بر آتش فشانی
دودمی خیزد ۞ ولہ آزردہ دلم از ستم یار نگردد ۞ تا باعث خوش حالی اغیار نگردد ۞ ولہ چون تیر بگذرد از من

لیے مشیر تھا یہ رباعی اوسکی ہے * [illegible] سے بی بحر مجرم جان و دل منزل کن * قطع نظر از صورت آب و گل کن *
جو معرفت خدای نیست جمعہ * بگذار بہمہ ترقی حاصل کن * ولہ * بہر چشم مرد آن نرگس بیمار بجی بندد *
رحمت بر چشم عاشقان نہ می بندد * ولہ * صبح نگہ [illegible] تا سزا مرا * دیگر کن عذاب برای خدا * آصفی ہروی
نام انکا میرزا بیگ تھا خواجہ بینا کا بھتیجا تھا جو خواجہ جہان کے نام سے مشہور ہے صاحب دیوان ہے یہ اشعار اوسکے
تصنیف ہیں * تبسم زیر شیرین نخشم آلود کن * کہ تریاک سازند شیرین چون بود بادام تلخ * ولہ * دل غریب
کہ می بلا گذاری کرد * غریب کرد [illegible] تو شد دل غریب کاری کرد * ولہ * چون لالہ جام گیر سپہری بدور شاہ * اکنون
کہ رگ گل شگفت و گلستان [illegible] * شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف * خاک درش بمرتبہ ز افلاک برترست * یہ بھی
بیرم خان کا ملازم تھا خان مذکور نے ایک تبرک [illegible] ہزار روپیہ حضرت امام رضا کے روضۂ مبارک کی نذر کے لیے
اوسکے ہاتھ بھیجے تھے اوسنے سب حضرت [illegible] کو پہنچا دیے [illegible] شاہ طہماسپ نے اوس سے مواخذہ کیا اور سنہ ۹۶۷ میں
چند روز شکنجہ [illegible] ولہ [illegible] آئینہ زعکس رخ من برگ خزان شد
ولہ * سینہ تنگم کہ جا داد از غم جانان درد * جای [illegible] کہ از شادی گنجد جان درو * سہمی اوسکا باپ تیر گری کا
کام کرتا تھا اسی مناسبت سے اوسنے اپنا تخلص سہمی مقرر کیا تھا میرزا عزیز کوکا کی خدمت میں اوسنے نشو و نما پائی
دس برس کی عمر سے شعر کہتا تھا اس فن میں اوسکو بہت مشق ہوگئی تھی امیدی رازی کا جو قصیدہ ہے جسکا مطلع
یہ ہے * ای تو سلطان ملک زیبائی * ماگدایان پیشگاہ تماشائی * اوسکے جواب میں اوسنے بھی قصیدہ لکھا تھا ایک روز
دربار عام میں اپنے قصیدہ کو بھی پڑھ رہا تھا جب اس مصرع پر پہونچا * سنی پاکم و بجا نالی * تو لشکر خان میر بخشی نے
جو بالطبع رافضی تھا اور ظاہر میں اپنے مذہب کو چھپاتا تھا کہا کہ سنی نا پاک بھی ہوتے ہیں میرزا عزیز کوکا نے
اوسی وقت جواب دیا کہ ہاں ہوتے ہیں جیسے تم [illegible] سلطان نے اوسکے حق میں یہ رباعی لکھی تھی * سہمی ز پی
و فخر [illegible] ورزند * چون سگ [illegible] چون شغال و سپہر ورزند * [illegible] بہ پریشان سخن خویش مخوان * کاینہا دو سہ
نا شاعر مضمون ورزند * اوسنے امیدی کے قصیدہ کے جواب میں یہ کہا تھا * در دل خیال خالت پیوستہ
داشت منزل * پیشت کنم عیان این داغ ماند بر دل * در مزرع محبت تخم امید کشتم * جز کشت ناامیدی
چیزی نگشت حاصل * در آئینہ چو دیدی رخسار خون فشان را * آئینہ آب گردید از شرم در مقابل * ولہ
ہلال نیست کہ بر اوج چرخ جا کردہ * ز مہر گشتہ من تیغ در ہوا کردہ * ولہ * ہلال عید نسبت داشتے با طاق ابرویش *
اگر بودی ہلالی دیگری پیوستہ بپہلویش * ولہ * [illegible] سر [illegible] بود از نازکی بنگر * کہ چون تیغ زبانش [illegible] در سخن [illegible]

دیوان مین سے ایک قطعہ پڑھ رہا تھا جسکا ایک مصرع یہ تھا ع چار دفتر شعر در آب چناب انداختم * مولانا الہ داد نے
کہا کہ اچھا ہوتا کہ اس پھٹے پرانے کو بھی اوسمین ڈال دیتے فقیری کا بھی درد اوسکو حاصل تھا چنانچہ کہتا ہے ع
صاحب خوان فقرم و ہرگز * ہست من نخواہد از جانان * قرص ہندوئی بشر زادہ پنجاہ * بہ کہ انعام این مسلمانان *
گلہ شکوہ لکھنے مین اسکو بڑی مہارت تھی چنانچہ اوسنے ایک قطعہ لکھا ہے قطعہ گذشتگان ہمہ عشرت کنان کاسودند * ازانکہ عیسی
برافتاد از میانہ ما * ایا کسان کہ پس از ما رسند فاتحہ * بشکر آنکہ نبودید در زمانہ ما * قصیدہ اور قطعہ گوئی مین سب
شاعرون سے غالب تھا اس قطعہ سے اوسکا حال خوب کھلتا ہے ع اگر از شعر شہ بپرسی * گویم او در میانہ الفصحا
نہ ہمہ شعر شاعران سرہ است * نہ ہمہ بادہ کشان صاف ست * شیری از دال را مکن بدر * کہ مناسب بجای
اشراف ست * غزل و مثنوی اش جملہ سقط * وین سخن نیستیز دانی الاف ست * یہ چند شعر اوسکے لکھے جاتے
ہین ع چنان فریفتہ شد دل جمال سلمی را * کہ باول ست بدر گشتگی قسلی را * دران دلی کہ توئی یاد دیگری کردن
درون کعبہ پرستیدنست عزی را * چو ہجوم نازنینان گرد و پیش یار گرفت * کہ راہ نیست دران تنگنا منارا * ولہ
کاروان گو تیز تر میران کہ ماندہ در فراق * مصر فریاد زلیخا بر نتابد پیش ازین * ولہ بستہ نامہ تار سفید و اشک سرخ
کز دو رنگی نبود در رگ تو خون ماندہ است * ولہ بی رخت در سینہ ام چون تخم چو دعا بود * استخوان پہلوی ما موج
آن دریا بود * ولہ بکف تیغ ستم از بہر قتلم تیز می آید * زبس از لذت بیدادش آن خونریز می آید * نہ بس امیدوار
تقاضای پیاد از شیرین * سہی فرہاد مسکین گر نہ پرویز می آید * ولہ چرا اشک در چشم از وداع یار میگردی *
کجا بودی کہ اکنون مانع دیدار می گردی * سراپا جانی ای باد صبا در قالب شوقم * سرت گردم بگرد کوی او بسیار
میگردی * اور سوال و جواب مین اوسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ع گفتم ای دل زچہ
اوضاع جہان گشت بدل * گفت خاموش کہ در مغز فلک رفتہ خلل * گفتم از چاہ امید آب تمنا نرسد *
گفت کوتاہ بود از وی رسن طول امل * گفتم آسایشی ار ہست بگو ہست کجاست * گفت در خواب بود لیک بس از خواب
اجل * گفتم آیا نفسی شاد توان بود بسر * گفت قول ست کہ ہرگز نہ در آید بعمل * گفتم آن یار کہ ابرو ابر جبین دارد *
گفت با صاحب بدخو نتوان کرد جدل * گفتم آیینہ دانش ہمہ جا زنگ گرفت * گفت کو مصقلہ جودی کہ کند صیقل *
گفتم اہل سخن آرایش مجلس باشند * گفت زنہار نتوان گفت بار یابند و بدل * گفتم افسوس ازین مردم دور از معنی *
گفت فریاد ازین قوم جفا جوی دغل * گفتم از بخت بتفصیل شکایت دارم * گفت با بادشہ شاہنشاہ بگوئی مجمل *
گفتمش اکبر جم قدر سلیمان دانش * گفت خاقان بلند اختر خورشید محل * گفتم آن ذات نبی را بہ تعظم ثانی *

زدیدہ آب برآید + زدیدہ آب زتیزی آفتاب برآید + تپیدہ دلم کہ مبادا بخواب‌اش آمدہ باشی + بہ پیش من چو کسی مضطرب زخواب درآید + ولہ بنفس دل رہوای مژہ خونبار کنند + تا مرا باز بدست تو گرفتار کنند + زان نگہ یافت کہ جان گشت نسکارش آری + دشست رالتیر بدف خوردہ خبردار کنند + دل ہمان گرم محبت تو ہمان مستغنی + ساقی این درد بگو پیش کہ اظہار کنند + سید ہی نام اوسکا سید شاہی تھا گرمسیر کے سیدون مین سے تھا کالپی مین اوسنے توطن اختیار کیا تھا خوش طبع خوش گو تھا تصوف مین بھی کچھ اوسکو مہارت تھی شیخ سلیم چشتی کا مرید تھا ایک مدت تک اکبر کی خدمت مین رہا پھر جدا ہوکر امرا کے ساتھ رہنے لگا اب قلیچ خان کے ساتھ کابل مین ہے ذکر اوسکا پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے ولہ اول سرگری عشق ست و دل را اضطراب + ہیچ طفلے کو تپید ہنگام بیداری زخواب + ولہ گل حمائل کرد تا سرو سہی بالای تو + من بگل در رشک و گل در غیرت از سر پای تو + ولہ نیافت از دل گم گشتہ ام نشان کہ چہ شد + نسیم اگرچہ دو زلف تو تار تار کشاد + درخانہ زادیت نتوانم قدم نہاد + ولہ کہ بر تو زخ تو ہمہ خانہ پرشدہ است + از لطف و عتاب تیر یار از نخیزد + از کشتہ تسلیم تو آواز نخیزد + ولہ گرچہ کہ در عہد شاہ جہان + حرزم آب و کہند دلق نماند + لیک از حصہ تنگ گیری نہایت فقر + حسدی در میان خلق نماند + ولہ قصیدہ بتوای صاحب عطا گفتم + کہ ہست نسخہ فضل و کمال را فہرست + باین عطا کہ نمودی تو در برابر آن + ز دولت تو مرا رشتہ امید گسست + نہ در برابر شعر من این عطای تو بود + عطای خوب تو گہ دار شعر من بفرست + ولہ استغفر اللہ از دل بی چاشنی درد + پیکان ایسینہ نہ دل مردہ در بغل + شاد ابو المعالی ذکر اوسکا پہلے مذکور ہو چکا ہے شعر خوب کہتا تھا ولہ ان ہمن ہم صحبت اغیار بودن نیک نیست + ہر زمن بیکس بہر یک یار بودن نیک نیست + خوش بود آزردن عاشق گہی گاہ لطف سرچہ داشتہ باشد آزار بودن نیک نیست + بر امید وصل خوش میباش در کنج فراق + نا امید از بودن نیک نیست + ولہ جدا ز وصل توای دلبر یگانہ شدم + اسیر بند فراقت بہر بہانہ شدم + زبس فسانہ عشق تو خواندہ ام ہر جا + میان مردم عالم بدین فسانہ شدم + ہزار گونہ غم حاصل ست در دل ازو + اگر مرا نشد ہم دگرچہ حاصل ازو + شیری کوکو ال پنجاب کے علاقہ کے ایک گانون کا رہنے والا ہے باپ اوسکا سھیون کی قوم سے تھا جو ایک بڑی قوم مشہور ہے مان اوسکی سیدانی تھی اگرچہ عامی آدمی تھا مگر اوسکی طبیعت عالی اور وضع بہت اچھی تھی اپنے باپ مولانا یحیی کی خدمت مین تعلیم پائی تھی یہ مطلع اوسکے باپ کا ہے مطلع ہست ارباب لطفت ای کریم کارساز + در دل دانا بہر یک قطرہ صد دریای راز + شعر کہنے پر اوسکو بڑی قدرت تھی چنانچہ خود دعوی کرتا تھا کہ ایک شب مین نے تیس غزلین کہی تھین واللہ اعلم ایک روز مجلس میں اوسنے

لعل برای تو در آتش نهاده * عهد بود تخم وفا کاشتن * چیست وفا عهد نگهداشتن * وله غبغب آن دلبر ابرو هلال *
عکس هلالیست در آب زلال * وله بی که چو خورشید گرفت ارتفاع * ماه عیان گشت ز تحت الشعاع *
ملا صادق حلوائی سمرقندی یہ بڑا عالم خوش فہم اور خوش تقریر تھا اوسکا مرتبہ اس سے بالا ہوا ہی کہ شاعرونکے
زمرہ میں اوسکا ذکر کیا جاوے مدت تک ہندوستان میں رہکر حج کو گیا اور وہان سے ۹۷۸ نو سو اٹھتر میں واپس
ہوکر اپنے مکان کو جاتا تھا راستہ میں میرزا محمد حکیم نے روک لیا اور اوس سے سبق شروع کیا مصنف صاحب لکھتے
ہیں کہ آج کل وہ ماوراء النہر میں معزز ہی ولہ دل گم شد و نمیدہد ہم کس نشان از و * در خندہ است لعل تو دارم گمان
از و * ولہ جز درت جای دل آوارہ را منزل نشد * از درت گفتم شوم آوارہ اما دل نشد * ولہ همچو خورشید از سفر
ای ماہ سیما آمدی * خوب رفتی جان من بسیار زیبا آمدی * ولہ چہرہ گل شمع ہر محفل نمیخواہم ترا * ہر طرف چون شاخ
گل مائل نمیخواہم ترا * ولہ ضمیر دوست چو آیینہ در مقابل ماست * در و معاینہ پیداست انچہ در دل ماست * ولہ
درد عشقی کز تو پنہان در دل و جان داشتم * شد عیان از چہرہ ام ہر چند پنہان داشتم * ولہ سہی سروی کہ پروردم
درون چشم خونبارش * بچشم خویش مے بینم کنون با ہر خس و خارش * ولہ بیا ای اشک ازین رفتن چشم تر چہ میخواہی
مرا رسوای عالم ساختی دیگر چہ میخواہی * صبوحی یہ قوم چغتیہ سے ہی بالکل بے قید لا ابالی تھا شعر میں اوسکو
خوب مہارت تھی ولہ دلم کہ مہر تو دارد ہمین تو میدانی * نگفتہ ام بکس این راز را خدا داناست * ولہ بی حجابانہ
در آ از در کاشانہ ما * کہ کسی نیست بجز درد تو در خانہ ما * ولہ عاشق نشدی محنت ہجران نکشیدی * کس پیش تو
غمنامہ ہجران چہ گشاید * ولہ ہیچ جائی ننشستی کہ رقیبت ننشست * جز دل من کہ تو جا کردی و او بیرون ماند
ولہ من امشب با خیالت از جفای ہجر جان بردم * خیالت در میان جان در آمد ورنہ می مردم * ولہ
فغان کز چشم آن نامہربان زانگونہ افتادم * کہ ہرگز چشم او بر من نیفتادہ است پنداری * ولہ خیالت در نظر
آوردہ میگویم وصالست این * وصالت را تمنا میکنم لیکن خیالست این * ولہ ضعف غالب شد و از نالہ
فرو ماند دلم * دگر از حال من او را کہ خبر خواہد کرد * حالت خویش چہ حاجت کہ برو شرح دہم * گر مرا سوز دلے
ہست اثر خواہد کرد * ولہ در از افتادن مژگان بلا انگیز میباشد * بیاض دیدہ چون گلگون شود خونریز
میباشد * ۹۷۳ نو سو تہتر میں آگرہ میں انتقال ہوا * اور صبوحی میخوار * تاریخ اوسکی ہی صباحی یہ ہرات کا
رہنے والا ہی طالب العلم تھا فن شعر اور انشا میں اسکو بڑی مہارت تھی مدت تک منشیون کے زمرہ میں رہا پھر وطن
مالوف کی طرف چلا گیا ولہ شب فراق تو در خانہ ہای دیدہ مرا * نہ بستہ خون جگر آنچنان کہ خواب در آید * تیغ

گفت آن خلق خدا تفضل اول گفتم حسن نسبت لازم تاج است و سریر + گفت لطف و کرمش حامی ملک است و ملل +
اور ایک قصیدہ اوسنے التزام فیل مین لکھا تھا جسکے شعر یہ ہین ع ای خوش آن شبہا کہ ہر دم در دعای فیل او +
سورۂ واللیل خوانم بر لب آبی بیاد + فیل رفتاران آہو چشم کو کو دال را + میکنم ہر لحظہ یاد و میکشم از سینہ آہ + اور یہ مطلع
اوسکے قصیدہ کا ہے جسمین چھ چیزونکا التزام کیا تھا ع ای جہان در قبضۂ حکمت بضرب تیغ و تیر + تاجدار تخت و بخت
از فیل و اسپ افتای گیر + تاج و تخت و تیغ و تیر است مہر و مہ برق و شہاب + در شمار فیل و اسپت گشتہ عاجز صد دبیر +
جب مہابھارت کے ترجمہ پر مامور تھا تو کہا کرتا تھا یہ کہانیین ایسی ہین جیسے کوئی حالت تپ مین خواب دیکھتا ہے
اور یہ شیری کی وفات کوہستان یوسف زئی مین سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے مین ہوئی شکیبی اصفہانی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ تھوڑے دن ہوئے جو ہندوستان مین آیا ہو خانخانان بیرم خان کے
پاس رہتا ہو ولہ ہو نالۂ شبہای من اثر دارد + کمان شکستۂ من تیر کارگر دارد + دلم بہجر در آویخت رحمتی ای بخت +
کہ دست عربدہ با کودکی دارد + تو گل بدامن یاران فشان کہ خستۂ ہجر + بنوک ہر مژہ صد پارۂ جگر دارد + ولہ
ای خدا صبر ہزار عیب بازاری بدہ + بیقرارم دل بدیداری خریداری بدہ + ولہ در دست ستم خطرب نرخ
چہ پرسی + دانم کہ تو نستانی و من ہم نفروشم + ولہ لذت درد محبت کی فراموشم شود + آن نمک را من بمغز استخوان
افشاندہ ام + شجاعی تخلص حکیم سیف الملوک کا ہے میر سید محمد جامہ باف فکری تخلص کا جو میر رباعی کے
نام سے مشہور تھا علاج کرتا تھا اوسوقت میرنے یہ قطعہ اوسکے حق مین لکھا تھا ع سیف قاطع بندگان مولوی
سیف الملوک + آنکہ طرح تو بحکمت در عمل آوردہ بود + دی اجل بگفت بہر بودن جان حریف + ہر کجا خفتیم میتر
از ما علاجی کردہ بود + مولانا نے میر کی بدپرہیزی کے باب مین لکھا تھا رباعی مستزاد ای میر دو من عقیدہ چون نگنجد
در معدہ شست + ورمی گنجد نبریدہ چون می گنجد + زار خال نخست + لوحی کہ در و رباعی جا نکند + با خط غبار +
خود گوکہ در و قصیدہ چون می گنجد + با ثلث درست + یہ اشعار شجاعی کے طبع زاد ہین ع از سودای بتان داری
سری + بسوی شہر وصیدہ + حسرت آیدم کہ با عاشق سری داری و سودائی + ولہ تا رزلف افتادہ بر رخسار جانان ہست
یا مگر بر روی آتش رشتۂ جان منست + ولہ جای ما زیر زمین بہ کز برای نفس شوم + منت روی زمین از اہل عالم میکشم +
شعوری تربتی ایک طالب علم تھا ولہ ای کہ زبیم ہجر او در سکرات مردنی + مژدہ کہ آن مسیح دم میرسد و رسیدہ است
ولہ ہر از خانہ برون سر زدم آرزوی تو آرد + گرفتہ شوق گریبان من بسوی تو آرد + ہزار گونہ جفا می کند رقیب منظم +
ولی شعوری مسکین چسان بروی تو آرد + موج عشق در آمد رگ جانش گرفت + ولہ زلف بخش مرخ مہوش فتاد +

[illegible]

[illegible]

دل باہم [illegible] دیوانہ آوردا

و نگاہ سے باقی [illegible] پانچ یا چھ باتیں کہ انکو خضر علیہ السلام کے

نام پر کسی نے شہید و بیا یا حوض پر [illegible] تھا اگر [illegible] ہندی ایک فیلبان کا بیٹا پاجی طبیعت

شاعر تھا اوسکے ہاتھ کھانا [illegible] تھا وہ لیکر [illegible] کو کھانا کھلا دیتا تھا اور جب [illegible] پوچھتے تھے

کہ خواجہ کو تمنے دیکھا وہ کہتا تھا ہاں انھوں نے بڑے شوق سے کھانا کھایا اور مجھکو دعا دیتے تھے اسی قسم کی جھوٹی

خبرین بیان کر دیتا تھا اور دیوانہ کو [illegible] آجاتا تھا ولہ چو سودائی سر زلفش بپا فگندہ بزنجیرم + درین سودا

بغیر از جان سپردن نیست تدبیرم + [illegible] مدت تک [illegible] سے [illegible] پھر وہ [illegible] کابل کو گیا اور جب وہانسے

واپس آیا تو حضرت سلطان المشائخ کے مزار فائض الانوار کی تربیت پر مقرر ہوا لیکن اوسنے اسکو قبول نکیا اور

پھر کابل کو چلا گیا طارقی ملا علی محدث ملا صادق کا [illegible] حدیث اوسنے ملک عرب مین تحصیل کیا تھا

متقی اور پرہیزگار تھا دو بار ہندوستان مین آیا سنہ ۹۰۰ نو سو [illegible] مین اوسکا انتقال ہوا [illegible] کابلی نے

یہ اوسکی تاریخ لکھی تھی ع دریغا کہ ناگاہ ملا علی [illegible] سال تاریخ اوسے

دیگر + بگو چہرہ ملا علی محدث + ولہ [illegible] داغ ہجر [illegible] وار جا

گریبان بر افشانم + ولہ درون روضہ جان [illegible]

ولہ مردم چشم [illegible] میان آمد [illegible]

مارا اعتبار + ہمچو اشک خویش [illegible] کنار + ولہ [illegible]

دام بلائی ساختم + ظریفی ساوجی یہ ایک بڈھا آدمی عاشق اور مسخرا تھا [illegible] سے شعر کو

ننگ رکھتا تھا آخر عمر مین زیارت حج سے مشرف ہوا وہین اوسنے وفات پائی ولہ [illegible] جان

سپردن پیشہ چیست + من کہ از درون بیند یشم دگر اندیشہ چیست + ولہ کسی را ہجران [illegible] دست محنت ہجران پشیمان

اگر اینست ہجران ہیچکس را جان نمیماند + ولہ درین دیار بخونخوارہ دل بستم + بدام زلف پری چہرہ گرفتادم

ولہ من نمیدانم چہ یار در دامن ہمت کشد + نی بکس منت نہد نی از کسی منت کشد + ولہ دیدیم بر فلک قد آن سرو روان را

ہر چند ندیدہ است کسی بر فلک جانرا + ولہ گفتی کہ زار میکشمت گرد من مگرد + گرد تو گردم از سخن خویشتن مگرد + ولہ

دو عارضت بخیالم چو وقت خواب در آید + بخواب من ہمہ شب ماہ و آفتاب در آید + بیاد آمدنت باوجود

اوسیف اسیر ہے جنکے اس شعر کو تتبع مین لکھا تھا کہ گرد دیدہ خود عنا از برش کردم + کہ نی خیال تو بیرون رود نہ خواب بدیدہ
ولہ بدیدہ چشم خون فشانم ز محنت شب جدائی + چہ کنم کہ ہست اینہا گل باغ آشنائی + سر و برگ گل ندارم چہ روم بگشت
گلشن + کہ شنیدہ ام ز گلہا ہمہ بوی آشنائی + چو سگان بر آستان تو از آن گرفتہ ام جا + کہ رقیب در نیابد
بہانۂ گدائی + ولہ نامرم گشت ازان خنجر بیداد جدا + سر جدا غرقہ بخون شد دل ناشاد جدا + عاشقی مایۂ
درد ست چہ ہجران چہ وصال + خسرو از عشق جدا نالد و فرہاد جدا + صادقی قندھاری مولد ہروی
اصل ہے مدت تک ہندوستان مین رہا اور وہین مرگیا یہ مرا از بسکہ ز تیغ تو در تن چاک می افتد + بہر پہلو کہ
می افتم دلم بر خاک می افتد + ولہ دل مجروح را پروای تن نیست + شہید عشق محتاج کفن نیست + مرا
چون تنگ روزی آفریدند + چرا ہیچم نصیبی زان دہن نیست + خیالی ز تنم باقی ست و آن ہم + چو نیکو بنگری
جز پیرہن نیست + ولہ روزیکہ قسمت ہمہ کس از قضا رسید + شادی نصیب غیر شد و غم بما رسید + ای
دل مگر کہ میرسد آن مہ بنالہ را + چندین ہزار نالہ کردم کجا رسید + رباعی ای قصر جفا یافتہ بنیاد از تو
وی رفتہ بنای عمر بر باد از تو + تو گنج ملاحتی ولیکن ہرگز + ویرانۂ ما نگشت آباد از تو + صرفی یہ تخلص شیخ
یعقوب کشمیری کا ہے جنکا حال پہلے مذکور ہوچکا ہے جمیع صفتین اوسکی ذات مین موجود تھین اور جمیع فنون علمی مین
کامل تھے اور ہر فن مین اونکی تصانیف ہین اشعار اونکے بہت بلیغ ہوتے تھے ولہ بر رخ فگند چاشتگہ آن نقاب را
پیش از زوال شام رسید آفتاب را + ولہ از تو تنہا پرسم وز آن خاک در پرسم + خاصیتش ز مردم صاحب
نظر پرسم + آخر عمر مین اونسے ایک تفسیر بہت بڑی تفسیر کبیر کے برابر لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور کچھ تھوڑا سا مسودہ بھی
کیا تھا اسی عرصہ مین اونکا انتقال ہوگیا صرفی ساوجی مدت تک گجرات مین خواجہ نظام الدین احمد کے
پاس رہا پھر فتحپور مین آیا درویشانہ وضع رکھتا تھا جس زمانہ مین شیخ فیضی دکن کیطرف روانہ ہوا تھا تو
صرفی بھی اونکے ساتھ تھا وہین اوسکا انتقال ہوگیا صاحب دیوان ہے ولہ ز راہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم
کف پای برہمن بیچ خار مغیلانش + ولہ گل فروش ست کہ خواہد گل ببازار آورد + باید اول تاب غوغای
خریدار آورد + ولہ ہمہ شب ای بسوزی آتش رخسار روشن کن + کہ از خاکستر من تا قیامت نور برخیزد +
صبوری ہمدانی خان زمان کے معرکہ مین قید ہوا قتل سے خلاصی پائی لیکن موت سے نچھوٹا ولہ سپردم
جان من بی صبر و دل را داغ ہجرانش + چہ در دست این کہ غیر از جان سپردن نیست درمانش + چہ سوزد
نگارا پیش ما و ظاہر نمی گردد + حسابان آگاہ سازم از جراحتہای پنہانش + چو در شبگون لباس آن ہمہ

یہ چند شعر اوسکے قصیدہ کے ہین جو اوسنے بڑے شاہزادہ کی تعریف مین لکھے تھے ع آیا شہی کہ جہان از ریز زبان خلل + بدور دولت
فتنہ پاسبان آمد + امید لطف تو ہست آنچنانکہ عاصی را + گناہ ز آتش دوزخ نگاہبان آمد + تو آن کہ مرکب عزم ترا
بروز وغا + ظفر علم کش و اقبال ہمعنان آمد + رساند نامۂ اقبال نو بمراغ شرف + کہ صیت شہپرش از اوج لامکان آمد
نوشتہ کاتب قدرت عبارتی کانرا + امید ترجمۂ شوق و ترجمان آمد + ولہ گر حسن صنم جلوہ گر صومعہ گردد + سجادہ کشان
سجہ بزنار فروشند + نقد دو جہان کس نشناسد ز خریدار + آنجا کہ متاع دل افگار فروشند + نمکی کہ یافتہ ام ز ذوق نشتر
غمم + بہ زریش سینۂ من خجلت ست مرہم را + ولہ آنچہ ما کردیم با اسلام در روز جزا + جامی آن دارد کہ گردد کفر دامنگیر ما +
ولہ نوائی غم عشق آتش زن مضراب بود امشب + بشارت نغمہ سنج ابر و بریشم تاب بود امشب + ولہ یک ای دل خندہ در لب
گرہ زن + کہ امشب رونق خوناب عشق ست + ولہ ہراس ہمسر نشتم نیست زانکہ طعن رقیب + بود بمذہب عشاق
آفرین خوانی + زہی نگاہ تو غارتگر مسلمانی + امید وعدۂ تو مایۂ پریشانی + ز سجدۂ صنم ای برہمن مشو نومید + کہ ہست
آئینہ بخت داغ پیشانی + ولہ کجا زینۂ و مرہم فروشند درد + ہر آنکہ مرغ دل خستہ شعلہ بار آرد + یہ چند شعر ترجیع بند کے ہین
ع ای گریہ بشارتی کہ امشب + خوناب جگر بدیدہ زد جوش + ای وصل شعاعی کہ شوقش + تاراج نمود کشور ہوش +
از ذوق سخن مگو کہ ما را + نشتر بجراحت ست ہمدوش + این قصہ بکس نمیتوان گفت + الماس بزخم ریزد و مخروش +
الغرض فارسی سمجھنا اور کہنا اس سن مین تعجب ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ نہایت عمدہ شعر کہتا تھا ظہوری دکن مین رہتا تھا
آزاد منش تھا امیرونکے گھر کم آتا جاتا تھا شیخ فیضی اوسکی اور ملک قمی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اور یہ دونون چاہتے تھے
کہ شیخ کے ساتھ پایۂ تخت لاہور مین آوین مگر برہان الملک مانع ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دکن مین کچھ غدر ہوا
تو وہانکے لوگون نے ان دونونکو قتل کر ڈالا ظہوری صاحب دیوان تھا یہ شعر اوس سے یادگار ہے ع ظہوری شکوہ ات از
یار بیجاست + تو بی طالع نداری جرم او چیست + عالم کابلی عارف تخلص ایک ملا شیرین طبع خوش ادا تھا مباحثہ
کیوقت اس قسم کی باتین کہا کرتا تھا کہ لوگ ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے شرح مقاصد کی بحث مین اوسنے ایک تقریر لکھی ہے اور
اوسمین یہ لکھا ہے کہ یہ عبارت مین نے کتاب قصد سے لکھی ہے جو میری تصنیفات مین سے ہے اسیطرح شرح تجرید کے
مقابلہ مین تجدید ایک کتاب لکھی ہے ایک دو حاشیہ مطول پر لکھے تھے اور بیان کیا کہ یہ کتاب مین نے اطول سے لکھی ہے جو
مطول اور اطول کے برابر ایک کتاب ہے اور ایک کتاب اوسنے ہندوستان کے مشایخ کے حالات مین لکھی ہے اور اوسمین
جو کچھ جس مجاور یا فقیر کا حال سن لیا ہے بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھا کر لکھدیا ہے اور اوسکا نام فواتح الولایت رکھا ہے جب
اوس سے پوچھا کہ واو عطف کے لیے کوئی معطوف چاہیے اور اوسکا یہان پتا نہین تو اوسنے جواب دیا کہ معطوف علیہ

آنکه نیابی + زبیان قرار رود وز دل اضطراب در آید + وله در عشق افزود بجدیکه دیگری درین عالم نماند + وز دردمند بود مجنون
در جهان او هم نماند + وله کرده ام ارشاد دنیا بجلی انقطاع + تا نباشد باکسم از بهر دنیای نزاع + وله نمیتوان نفسی
بیتو در جهان بودن + چراکه جانی و بیجان نمیتوان بودن + وله کسی نگفت و نپرسید کین چه مرحله بود + که خضر
آنکش و الیسین قافله بود + وله ز ظلم سپاه غمت راستخرست + زین داغهای تازه سپاهی لشکرست + طا
اصفهانی آٹھ برس سے کشمیر مین رہتا ہے اول ایک آزاد وضع آدمی تھا آخر مین اوسنے نوکری اختیار کی اور
اکبر کی ملازمت مین آیا اکبر نے اوسکو کشمیر سے علی رای حاکم تبت خرد کے پاس بطور ایلچی گری کے بھیجا تھا جب وہ وہانسے
لوٹا تو اوسنے وہانکے عجائب اور غرائب کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر شیخ ابو الفضل کے سامنے پیش کیا چنانچہ اکبر نامہ مین
داخل ہوا فن شعر اور انشا مین اوسکو اچھی مہارت تھی وله ز برم بفراق خود چشانی که چه شد + خونریزی و دامن
فشانی که چه شد + ای غافل از انکه تیغ هجر توجه کرد + خاکم بفشار تا بدانی که چه شد + وله غم نامه من ندانی و کهنه شود +
مهجوری من ندانی و کهنه شود + دیر آمدنت سیاه کین زخم فراق + ترسم که تو دیر مانی و کهنه شود + وله یکروز من
خسته ره منزل دل + از آبله پای طلب ساخته گل + جان صرف رهی کنم که از بهر نیاز + جان بسر جان
باشد و دل بسر دل + وله بعیش کوش که این یک دو عمر حجله نشین + چو گل برفتن از غنچه پا در افگنده + چو برگ گل
که ز باد بهار می افتد + رویم از غم دل خاک بسر افگنده + وله شادم از اهل جهان کز اثر صحبت شان +
بجهانی ندهم گوشهٔ تنهائی را + طالعی یزدی یہ طالب العلم خوشخط نستعلیق نویس تھا آگرہ مین کتابونکی جلدین باندھا
کرتا تھا ٥ ساقیا چند توان خورد غم عالم را + باده پیش آر که بیرون کنم از دل غم را + هر دم کند آزار دل کز خود نفسی
بیزارش کند + دل کی شود بیزار از و هر چند آزارش کند + وله بغیر خود ترا ای نازنین همدم نمیخواهم + ترا میخواهم و
غیر تو در عالم نمیخواهم + وله گر بصد درد دل از من سخنی گوش کند + بشنود قول غرض گویی و فراموش کند +
وله شود بیخود اگر گویم ز حال خود سخن با او + چه حالست اینکه نتوان گفت حال خویشتن با او + وله زاهد بصلاح
و زهد خود بنازد + عاشق تر دوست نقد جان ببازد + دارند امید نظر این هر دو دوست + تا دوست بسوی که
نظر اندازد + وله بیش آر قناعتی گر از اهل هشی + باشد که سگ نفس دنی را بکشی + زنهار که آب و آتش کم کاسه
مخور + کو داد گوید بصد سحاب و ترشی + طفلی ملا درویش فتحپوری کا بیٹا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اوسکا چچا محمد صالح فتحپور کی خانقاہ مین اب مدرس ہے طفلی تیرہ برس کی عمر مین شرح شمسیہ پڑھتا تھا اور
شعر گوئی سے طبیعت اوسکی نہایت مناسب تھی بڑے شاہزادہ کیخدمت مین رہتا تھا یہ تخلص اونھین سے پایا تھا

رباعی

ای تاج بدرگاه تو صد رستم زال

[illegible]

میر عبد الحی کہ وہ بھی مزاج لڑکون کا سا رکھتا تھا اوسکے جواب مین اوسنے یہ رباعی کہی رباعی

اے تاج درت ہزار ہمچون قیصر

[illegible]

عتابی سید محمد نام تھا دکن مین اوسنے بڑا اعتبار پایا تھا ہندوستان مین آکر اوسنے اکبر کی ملازمت حاصل کی بڑا بیقید اور بیباک تھا کسی نے اکبر سے یہ عرض کیا کہ اسنے دکن مین شاہ فتح اللہ کی ہجو لکھی تھی جب ومس سے اکبر نے پوچھا تو اوسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین وہانکے آدمیونکی کیا اصل سمجھتا تھا جو مین اونکی ہجو لکھتا اس سبب سے اکبر اور زیادہ بدگمان ہوگیا فتحپور مین جب اوسکے مسودونکو دیکھا تو اوسمین اور دو چار آدمیونکی ہجو لکھی تھی دس برس تک اکبر نے اوسکو گوالیار مین قید رکھا پھر بڑے شاہزادہ کی سفارش سے اوسکے قصور معاف کیے اور لاہور مین طلب کیا پھر وہی حرکتین اوسکی باقی رہین ایک روز قاضی حسن قزوینی کے مکان پر گیا دربان مانع ہوا یہ دربان سے ہاتھا پائی کرکے اندر گھس گیا وہان بیٹھے ہوئے لوگ کھانا کھا رہے تھے یہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ فقط اس کھانیکے لیے تمنے اہل علم و فضل پر دروازہ روکا ہی صاحب خانہ نے بہت عذر کیا اور سب حاضرین مجلس نے خوشامد کی اور کہا کہ آپکو دربان نے پہچانا نتھا لیکن اوسنے کسیطرح کھانا نکھایا شعر عربی اور فارسی اور خط اور انشا مین اوسکو

یہان محذوف اور بدیہ الانتقال ہے یعنی فواتح الولایت وفواتح الولایت اول بکسرہ ثانی بفتح واو ولایت ہمینہ قاضی خان بو
اس بات کا رشک تھا کہ اوسنے اول سجدہ کا اختراع کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز فتحپور مین مجکو اور میرزا نظام الدین احمد کو
صبح کے وقت زبردستی اپنے مکان پرلے گیا اور وہان اوسنے ایک معجون کھلائی جس سے خواہش بھوک کی بہت ہوتی
تھی اور پھر اپنی کتابین دکھانا شروع کین صبح سے دوپہر تک ہم دونون نے بھوک کی مصیبت اوٹھائی آخر میرزا نے مجبور
ہوکر کہا کہ کچھ کھانیکو ہو تو لاؤ اوسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھا تھا کہ آپ کھانا کھاکر آئے ہونگے ایک بکری کا بچہ میرے گھر مین ہی
کہو تو اوسکو ذبح کرلون مجبور ہوکر ہم دونون اپنی گھر اوٹھکر آئے اس قسم کی حرکتین اوسکی بہت تھین یہ چند شعر اوسی یادگار
ہین ؎ می پرستی کہ بیگشتم از وہر لحظہ شاد ✤ غالباً گاہی زدیوارش بروخواہم نہاد ✤ ؎ شکست شیشۂ عشرت بہر کہ بہ نشستم ✤
گسست رشتۂ صحبت بہر کہ پیوستم ✤ برای کشتن من تیغ کین بکف برخاست ✤ بہر کہ یک نفس از روی مہر بہ نشستم ✤ چند شعر
اوسنے سلسلة الذہب کی زمین مین لکھے تھے اور اوس مہمل کتاب کا صلصلة الجرس نام رکھا اوسمین سب اپنی تصنیفات کا
ذکر کیا تھا کہ وہ واقع مین ایک بھی نتھی فقط فرضی نام تھے چنانچہ اوسنے لکھا ہے ؎ دیدہ باشی بنسخۂ تجدید ✤ کہ مجدد رسید
فیض جدید ✤ کاندرو صد ہوا تفقت نہان ✤ وزبیانش مقاصدست عیان ✤ متن تجرید بیش اولنگ ست ✤
گلشن از فحطہ آب بیرنگ ست ✤ لمعۂ اش بی تکلف و اغراق ✤ حکمت عین و حکمت اشراق ✤ وانکہ وصفش تتمہ
نقلست ✤ اسم و رسمش دلالة العقل ست ✤ وان دری کان زبحر جود آمد ✤ لحجة الجود فی الوجود آمد ✤ جامع الله عوالم
الاثار ✤ من تعالیم عالم الاخبار ✤ کاندرو نوع علم تا صد و بیست ✤ کردہ ام این صفت بگو در کیست ✤
میر عبد الحی مشہدی مدت تک ہمایون کے زمانہ مین صدارت کے منصب پر رہا اوسکا بھائی میر عبد اللہ قانونی
خاص بادشاہی ندیمون مین سے تھا میر عبد الحی خط بابری کو جسے بابر بادشاہ نے نکالا تھا اور ایک قرآن اوسنے
لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تھا اور اب اوس خط کا بالکل اثر باقی نہین رہا خوب جانتا تھا میر علاء الدولہ کے تذکرہ مین
لکھا ہے کہ میر عبد الحی کو بہت سے فن آتے تھے اور خط بابری کو اوس سے بہتر اور جلد کسی نے یاد نہین کیا مگر میرزا عزیز
کوکہ نے اوسکے جواب مین لکھا ہے کہ اوسکو کوئی فن نہ آتا تھا ہنر جو اوسمین تھا بس یہی خط بابری تھا اور عجب طرح کا
سادہ مزاج آدمی تھا ایسی ایسی نقلین کہ جنکو لڑکے بھی یقین نکرین بے محابا مجلسون مین بیان کیا کرتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میرزا اوس سے بہت آشنا تھا اس وجہ سے اوسکا لکھنا تحقیق معلوم ہوتا ہے شعر سے
اوسکو ایک مناسبت تھی کسی فاضل نے محمد ہندال میرزا کے نام پر ایک رباعی بالطریق مربع کے لکھی تھی
جو نہایت مشہور ہے یہان تک کہ لڑکے اول اوسیکو یاد کرتے ہین اور وہ یہ ہے

کہ کنگرہ سین چو خندان شدہ ٭ خانۂ او ازین دندان شدہ ٭ میر نے تھا کہ کنگرہ سین کیا چیز ہے آپکے شعر سے
سب در و دیوار خندان ہین کبھی کبھی میر شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا ولہ ای دل ہمہ شب آن سگ کو خواب ندارد ٭
از نالہ و فریاد و فغانی کہ تو داری ٭ میر عزیز اللہ سیفی قزوینی ہے فن سیاق و منشی گری مین کامل تھا
علوم شریفہ اوسکو حاصل تھے مدت تک دیوان رہا جب ہندوستان مین کروری مقرر ہوئے تو اوسنے کوشش کر کے پنج کروہ
صوبہ سنبھل سے حاصل کیا آخر مدت تک اوسکے حساب کے دفتر مین گرفتار رہا عزت کے بدلے ذلت حاصل ہوئی جو کچھ مال
اسباب اوسکے پاس تھا سب خزانہ مین داخل ہوا ولہ سبزہ خطا رستہ از لعلش لبی با آب و تاب ٭ زانکہ دایم سبز و از چشمہ
خورشید آب ٭ ولہ چنین کافتادہ در راہ غم و محنت چہ خواہ شد کم ٭ نسیم لطف و احسانت مگر بر دارد از خاکم ٭ ولہ یارب از
جمعیت عصیان پریشانم لبی ٭ رحمتی فرما کہ بیزار از عصیانم لبی ٭ غم فراوان غصہ بیحد صبر کم غمخوار نی ٭ چون
کنم یاران بکار خویش حیرانم لبی ٭ میرزا عزیز کوکہ اسکا لقب اعظم خان تھا حسن اخلاق اور انواع فضائل سے
موصوف تھا بڑا عالی فہم اور ذہین تھا ابتدا سے [illegible] کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ولہ چون [illegible]
دل ناموس و ننگ [illegible]
وقت [illegible]
بچار دل [illegible]
[illegible] خاکساری [illegible] جہان [illegible]
[illegible] رباعی کہندہ کی تھی [illegible]
تھا این خانہ تمام ٭ از راہ کرم فرست [illegible] مدت تک گجرات مین میرزا نظام الدین احمد
ہمراہ رہا جب دہلی مین آیا اونہین دنون مین قاضی محمد [illegible] تھا معزول ہوا حکیم عین الملک نے اوس عہدہ
عہدہ کے منصوب ہو جانیکے لیے بہت کوشش کی اور صدور سے اس امر مین سفارش کی اور بطریق تقدم تفاول کے
قاضی عہدی + اوسکے تقرر کی تاریخ بھی نکالی مگر کچھ فائدہ نہوا پھر عہدی حکیم عین الملک کے ساتھ دکن کو گیا اور حکیم کی
وفات کے بعد پھر کچھ اسکا حال نمعلوم ہوا ولہ از خون لب شکوہ ام اگر تر نشد ٭ از روزن دیدہ درد دل بر نشد ٭
اشکم ہمہ شعلہ ریز آتش میریخت ٭ آہم ہمہ تاب دادہ اخگر نشد ٭ جس زمانہ مین حکیم عین الملک کی وفات ہوئی تھی
تو لاہور مین اور تمام عالم مین حکیم سنائی کی اس رباعی کے مقابلہ مین لوگ رباعیان لکھتے تھے رباعی میری نفسی
ہم نفس نزدیک ست ٭ وین مرغ مرا از قفس نزدیک ست ٭ تا کہ گوئی دورم از دلبر خویش ٭ در خود بنگر کہ یار بس

بڑی مہارت تھی ایک دیوان بھی اوسکا ہے ولہ در گلخن ہوا دل فرزانہ سوختیم + قندیل کعبہ بردر بتخانہ سوختیم + ولہ مارخصت
این نخوت بجل را بتو دادیم + گفتیم و نوشتیم و بجل را بتو دادیم + ولہ بعزت تو کرما بلبلان این چمنیم + کہ گل شگفت وندانستہ ایم
باغ کجاست + ولہ در کشور تو نام وفا گریہ آورد + قاصد جدا و نامہ جدا گریہ آورد + ولہ کوس سخا بلند دورہ آفتاب نیست
این طرز خاص مجلس عام تو می کشد + ولہ از سر کوی تو آلودہ بہتان رفتم + عصمت آوردم و بر دامن عصیان رفتم +
شب زلف تو زجمعیت دلہا خوش کرد + کہ زکوئیت من آزردہ پریشان رفتم + چشمہ بخضر بجاک قدمم می نازد + گرچہ لب تشنہ تر
از چاہ زنخدان رفتم + قند میر بخت بہر درکہ زدم پنداری + کہ بدریوزہ سوی آن لب خندان رفتم + در رہ عشق تو ملت زدم از در بار +
تا امید از مدد گبر و مسلمان رفتم + ولہ زبیتابی عتابی دوری او جستم و اکنون + چو در دل بگذرد بی اختیارم گریہ می آید +
ولہ در عشق جنت علم و خرد باختہ ام + چہ علم و خرد کہ جان خود باختہ ام + در راہ تو ہرچہ داشتم آخر عمر + در باختم و ہنوز بد باختہ ام
ولہ عجبی نیست کہ از آب و ہوای رخ تو + زاہن دل بد مدھر گیا آئینہ را + رہائی کے بعد اکبر نے اوسکو ہزار روپیہ خرچ راہ کے دیکر
قلیچ خان کے حوالہ کیا تاکہ بندر سورت کے راستہ سے سفر حج کو روانہ کردے مگر وہ راستہ میں سے بھاگ کر دکن کے حاکموں سے جا ملا
عبیدی یہ ایک نوجوان تھا یہ شعر اسکا ہے ع متاع درد کہ پر سید نظمی ارزد + کرشمہ کہ پر سید لش بجی ارزم + اس شعر کی لاہور میں
مدت تک دھوم رہی اور اسی تقریب سے حکیم ابو الفتح اوسکی بہت سی تعریف کرکے اکبر کی ملازمت میں لے گیا اکبر نے اوس شعر کی
فرمایش کی تو اوسنے اس شعر کو چھوڑ کر ایک اور شعر شکایت زمانہ میں پڑھا کچھ اوسپر اکبر نے توجہ نکی پھر اوسکا پتا نملا عشقی خان
یہ ترکستان کے میرزادوں میں سے ہے علم سیاق میں اسکو اچھی مہارت تھی مدت تک میر بخشی رہا ایک دیوان اوسکا ہے جسمیں شعر اور
قصیدہ بہت ہیں لاہور میں ایک مرتبہ اوسنے عرض کیا کہ میں اپنا کلیات پیش کیا چاہتا ہوں پھر چند روز کے بعد ایک قصیدہ اور
ایک نئی غزل پیش کرنا چاہی چونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اسکے سب شعر ہنسنے کے قابل ہوتے ہیں اسلیے اکبر نے یہ کہا کہ اسکو بھی اپنے
کلیات میں جمع کردو ایک ہی مرتبہ ہم سب سن لینگے ایک مثنوی اوسنے بہت بڑی بطرز مثنوی خنجر بیگ کے لکھی ہے اوسکے بیٹے رحمان قلی سلطان
کو فن تاریخ میں بہت مہارت تھی اور یہ مصرعہ اوسکی مہر کا سجع تھا + بندہ رحمان قلی سلطان ولد عشقی خان + یہ اشعار
عشقی خان کی تصنیف ہیں ع عکس چشم پر خمارت در شراب افتادہ است + ہمچو مستی کز سر مستی در آب افتادہ است + ولہ
غنچہ از شوق لبت در صبحدم خندان نبود + بلکہ بہر دیدن روی تو چشم دل کشود + ولہ بوقت خط نوشتن میکنم از گریہ تر کاغذ +
برشک آنکہ بنویسد قلم نام تو بر کاغذ + علمی اسکا لقب میر مرتضی تھا وہ غلبات کے سیدوں میں تھا اور خان زمان کے
مصاحبوں میں داخل تھا مدت تک بدایوں میں حاکم رہا اکثر فن اوسکو آتے تھے بڑا خوش طبع تھا جھجھار خان نام زاہد مجلس نے
بدایوں کے اکابر میں سے تھا ایک دن اوسکے سامنے اپنی مثنوی کا یہ شعر جو بسم اللہ کی تعریف میں تھا پڑھا

رنگ روی خویش را برکس بدستانی شکست ✽ وله عشق میگویم ومی گریم زار ✽ طفل [illegible] نخواول سبق است
وله سر برون قدم از جهل یا فلاطون باش ✽ گر میانه گزینی سراب تشنه لبی ست ✽ [illegible] اس غزل کا مطلع [illegible]
مدار مجلس ما بر حدیث زیرلبی ست ✽ که اہل ہوش حو سند وگفتگو عربی ست ✽ وله [illegible]
عشق ✽ نگاہ بی ادبی وخیال رسوائی ست ✽ وله زمانه گر همه را برکدام [illegible] نوشت ✽ [illegible] عاشق [illegible]
استقبال ✽ وله یک سخن نیست که [illegible] ازان [illegible] ✽ بیت علمی که فراموش [illegible]
گرد سرت گشتی وکردی طواف ✽ کعبه گر [illegible] ✽ فخر نوی به تخلص خان کلان کا [illegible]
ہوچکا ہے کبھی اوسکی مجلس فاضل وشاعروں سے خالی ہوتی تھی اگرچہ [illegible] بہت مشغول رہتا تھا مگر [illegible]
کبھی شعر کی طرف بھی توجہ کرتا تھا ایک [illegible] ہوگیا تھا اکبر [illegible]
[illegible] وله در جوانی حاصل عمرم بنادانی گذشت ✽ آنچه باقی بود آن هم [illegible]
ای جوان جز تخم نومیدی نکشتی در جہان ✽ موسم پیری رسید و وقت دہقانی گذشت ✽ وله بروای فخر نوی دم
از سگان یار ہمدم زن ✽ قناعت کن بنان خشک واستغنا بعالم زن ✽ بنه تاج تکبر از سر وازما و من بگذر ✽
اساس سلطنت برہم چو ابراہیم ادہم زن ✽ ز خویش و آشنا قطع نظر کن تا بیاسائی ✽ اگر نور دو چشمت واخورد
دو را دلبس خم زن ✽ جس زمانه مین خان کلان سنبھل مین حاکم تھا تو اوسنے شیخ سعدی کی اس غزل کی طرح مین
○ دلیکه عاشق وصابر بود مگر سنگ ست ✽ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگ ست ✽ اور خود اوسنے یہ لکھا تھا ○
دمی که چہرہ ساقی ز باده گل رنگ ست ✽ بنوش باده بر آواز نی که دل تنگ ست ✽ میر امانی وغیرہ اور شاعروں نے بھی
اس زمین مین غزل لکھی تھی چنانچہ جمال خان مرحوم بدایونی نے جسکی طبیعت نہایت نازک تھی ایک غزل لکھی تھی
جسکا مطلع یہ ہے ○ فراغ ازمی عشرت مدام گلرنگ ست ✽ مرا بلکه دہانت چو غنچه دلتنگ ست ✽ مصنف صاحب
لکھتے ہین مین اوس زمانه مین کانت گوله مین حسین خان کے پاس تھا شام کو یہ غزل جمال خان کے خط کے ساتھ
میرے پاس پہونچی صبح کو اوسکے مرنیکی خبر آئی غباری ✽ به تخلص قاسم علی ولد حیدر بقال کا ہے بد اصلی اور ہجو مین
مشہور تھا چونکہ اکبر نے یہ حکم دیا تھا که جس شخص کا نسب مجہول ہو وہ اپنے آپکو قریش سے منسوب کرے وہ اپنے
باپ سے بہت شرمایا کرتا تھا اور اسکا باپ کہا کرتا تھا که مین تیری ضد پر آگرہ مین دوکان پر بیٹھکر میوہ اور چوبین
بیچا کرونگا اور ہر خریدار سے بعد اوسکے پوچھے یہ کہدیا کرونگا که قاسم علی خان میرا بیٹا ہے جو شخص اوس سے پوچھتا تھا
تیرے کی بیٹے ہین تو کہتا تھا آٹھ اس تفصیل سے ہین ○ دو از نست و دو از بی بی و دو از ہر تو ✽ دو بی دگر که نه از بی بی

نزدیک ست ✤ اور صحوی نے اسکے جواب مین لکھا رباعی صحوی که دلش با همه کس نزدیک ست ✤ با غنچه باغ و خار
خس نزدیک ست ✤ زان دور بگرد ز محفل او زیرا ✤ کش بانگ سپاه جرس نزدیک ست ✤ حکیم عین الملک نے اسکے جواب
مین یہ رباعی لکھی ✤ چون یار تو با نفس نزدیک ست ✤ هشیار که آتشت بخس نزدیک ست ✤ ای مانده ز همرهان و
گم کرده طریق ✤ بشتاب که آواز جرس نزدیک ست ✤ [illegible] یہ رباعی کہی ✤ آزادی این مرغ قفس نزدیک ست
وین شعله بکار خار و خس نزدیک ست ✤ [illegible] گر غم داند که با چه کس نزدیک ست ✤ مصنف تفا
لکھتے ہین کہ ملا صحوی اس رباعی کو میری بیاض مین واسطے یادگار کے لکھ گیا تھا خدا بہت اسکا کاتب [illegible]
اکبری [illegible] طبیعت [illegible] شعر کہتا تھا وله [illegible] چو مرغ بینوا در
قفسم ✤ [illegible] ✤ وله [illegible]
آموخته ایم ✤ [illegible] آتش دوزخ از خود افروخته ایم ✤ خود را بگناه خویش سوخته ایم
وله تا کاکل [illegible] ابروان خم خم ست ✤ تا شیوه رفتار بتان چم چم ست ✤ تا ناوک غمزه در کمان ستم ست ✤
مرگ و من و زندگی من هم بدم ست ✤ وله در گلشن این جهان گلی نیست ✤ کالوده بخون بلبلی نیست ✤ او گھوڑے
کی تعریف مین یہ بیت کہی ہے بیت گه پویه احتشامش از بس شتاب ✤ [illegible] ہمچو اجزای آب ✤ عرفی شیرازی
یہ جوان صاحب طبیعت تھا ہر قسم کے شعر بہت اچھے کہتا تھا مگر اوسکے مزاج مین تکبر بہت تھا اسیوجہ سے لوگونکی
نظرون سے گرا ہوا تھا اول مرتبہ جو ولایت سے فتحپور مین آیا تو سب سے پہلے شیخ فیضی سے ملاقات کی اور واقعی شیخ بھی
بہت اچھی طرح سے اسکے ساتھ پیش آیا کہ سفر حضر مین انک تک عرفی فیضی کے ساتھ تھا اور مایحتاج وہین سے
پاتا تھا پھر کچھ رنجش ہو گیا تو عرفی نے حکیم ابو الفتح سے ربط پیدا کیا اور اوسی کی سفارش سے خانخانان سے ملاقات ہوئی
ایک روز عرفی شیخ فیضی کے گھر گیا تھا اوسوقت شیخ فیضی ایک کتے کے بچہ سے کھیل رہا تھا عرفی نے کہا مخدوم زادہ کا
کیا نام ہے اوسنے جواب دیا عرفی تو اسنے بھی جواب دیا مبارک ہو اسپر فیضی کو بڑا رنج ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
عرفی اور حسین ثنائی کا کلام نہایت مقبول ہوا ہر کوچہ و بازار مین کتب فروش انکے دیوان لیے پھرتے ہین بخلاف
شیخ فیضی کے کہ اوسنے ہزارون روپیہ اپنے مصنفات کے لکھوانے اور آراستہ کروانے مین صرف کیا مگر کوئی پوچھتا بھی نہین
عرفی کا ایک دیوان اور ایک مثنوی مخزن اسرار کی بحر مین بہت مشہور ہے وله فردا که معاملان هر فن طلبند ✤
حسن عمل از شیخ و برهمن طلبند ✤ آنها که درود ه جوئی نستانند ✤ وانها که کشته بخرمن طلبند ✤ وله گر یک
تشنه لب نازست میدانند ✤ که موج انجیات ست چین پیشانی ✤ وله قابل درد محبت کس نیامد در وجود ✤

التماس کیا کہ فارغی تخلص شیخ عبد الواحد خوافی کا مشہور ہے اور مجکو اون سے بڑا اعتقاد ہے اسلیے تم اپنی تخلص کو
بدل کر فائقی تخلص مقرر کرو چنانچہ چند روز اوسنے یہی کیا جب عراق کو گیا پھر وہی پہلا تخلص مقرر کیا دوبارہ پھر
ہندوستان مین آیا یہین اوسکا انتقال ہو گیا اوسکا بیٹا میر تقی علم ہیئت اور نجوم مین شاہ فتح اللہ کا قائم مقام تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی بیس باب اصطرلاب کے اوس سے پڑھے تھے نہایت ذہین اور عالی ہمت تھا
اوسکا بھائی میر شریف بھی سارے فضائل اور کمالات سے موصوف تھا میر تقی کہا کرتا تھا کہ ساری برادری مین ایک مین
اور میرا بھائی سُنی ہین باقی سب رافضی ہین یہ اشعار فارغی کی تصنیف ہین ؎ خوش آن کز وعدہ ات خوشحال
در محنت سرای خود + نشینم منتظر ساعت بہ ساعت سوی در بینم + وله بجائی میرساند عشق آخر آشنائیها + که عاشق
خویش را بیگانه یابد از جدائیها + وله بر تن خاکی مجنون نبود داغ عیان + کز پی ناقهٔ لیلی ست برو مانده نشان +
وله رسید ایام عید و فکر من پیوسته آن باشد + که بهر تهنیت یارب که با او همزبان باشد + وله بملک دل چنان شد
عام جور لشکر عشقت + که آنجا کاروان صبر گذر باز نگشاید + چون آن عقده یا در عشق بگشاید تا سانی + که با صد گونه
محنت عقل و عوید از نگشاید + بشرطی فارغی در خدمت آن بت کمر بسته + که تا روز قیامت از میان زنار نگشاید
وله در هجر ساختیم بحیات خود ای اجل + [illegible] در انتظار تو هم پیش ازین نشسته + اوسنے حضرت امام رضا
علیه السلام کی منقبت مین ایک قصیده لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ صراف صبح چو که دکان خود گشاده + بهر خرده
که داشت سکه اشرفی بداده + فهمی طهرانی بڑا مستیح اور جهاندیده تھا ہندوستان مین آیا پھر ولایت کو چلا گیا
؎ ز عشق شعله خواهم در تن غم پرورم افتد + که تا گریم ز سوزش آب در خاکسترم افتد + وله دل را باحتمال پاس هجرم
قرار + هر چند این محال میسر نمیشود + رو مزن دم ز سوز تا دم صور + که جهان جز سرای ماتم نیست + فهمی سمرقندی
یہ نادری سمرقندی کا بیٹا ہے شعر خوب کہتا تھا ہندوستان مین آیا تھا اور پھر یہان سے چلا گیا ؎ تا خواسته
باده من پیر مغان گفت + از توبه پشیمان نیم اما نتوان گفت + وله ز بوی عنبرین چون بر تنش پیراهنی دیدم +
لباس کعبه اش پنداشتم بر خویش پیچیدم + فکری یہ تخلص سید محمد جامہ باف مشہور بہ میر رباعی کا ہے ۹۷۳ نو سو تہتر
جونپور کے سفر مین اوسنے انتقال کیا + میر رباعی سفر نمود + اوسکی تاریخ ہے رباعی دارد فکری سر کیسا مانش نیست +
در دیست بدل نهان که درمانش نیست + عمریست که پا کرده ز سر در ره عشق + سرگشته رهیکه هیچ پایانش نیست + رباعیات
ای دل اگرت یار سپاهی ست مترس + کارش همه جور و کینه خواهی ست مترس + در لشکر حسن او دو چشمش جنگی ست + باقی خط
و خال او سپاهی ست مترس + وله چون مهر کسیکه تیغ بر سر نگرفت + سر تا قدمش سپهر در زر نگرفت + گلبن بجفای

دست وفی از من ٭ قاسم علی ابتدا مین بڑا حسین تھا اور مجلسون مین غزلین پڑھا کرتا تھا آخر مین اکبر کا مقرب ہو گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکیس برس سے مین اوسکو دیکھتا ہون کہ ہمیشہ اوسط درجہ کی کتابون کے سبق پڑھا کرتا ہے اور اوستادون کو جبراً تسلیم کا حکم دیتا ہے اور اگر قبول نہین کرتے تو اوس سے موافقت نہین آتی اسکی نحوست سے اوسکا سبق وضع المعنی مفرد سے نہین بڑھا سلیقہ اوسکی شعر گوئی کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے ٭ ماسوی آب مائل و حمام جای ماست ٭ حمام خانہ ایست کہ خاص از برای ماست ٭ کسی اوستاد کا یہ مطلع ہے ٭ تار ہی ز زلف خم بخم یارم آرزوست ٭ یعنی کہ بت پرستم و زنارم آرزوست ٭ اوسکے جواب مین اوسنے یہ مطلع لکھا ہے ٭ اظہار درد پیش سگ یارم آرزوست ٭ یعنی کہ دردمندم و اظہارم آرزوست ٭ ولہ ز چشم او نرسد جز بلا بجا ہر گز ٭ مید چکسی انچنین بلا ہر گز ٭ ولہ ہر کس کہ بعشق مبتلا می گردد ٭ با محنت و درد آشنا می گردد ٭ ہر دائرہ عشق ہر آن کہ بیابی یافت ٭ پرکار صفت گرد بلا می گردد ٭ سنہ ایک ہزار مین اوسنے وفات پائی قاسم علی خان ابلہ اوسکی وفات کی تاریخ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ ایکہزار ایک مین اوسکا انتقال ہوا اس تقدیر پر بجای لفظ ابلہ کے ابلہ بھی ہوسکتا ہے خواجگی حصاری طالبعلمی کیا کرتا تھا صاحب دیوان ہے وہ کہتا تھا کہ مین ایک روز ماورا النہر مین شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا اوسوقت قوال یہ رباعی گا رہے تھے رباعی عمریست کہ من ز بیہوشان توام ٭ در دائرہ حلقہ بگوشان توام ٭ گر بنوازی من از خروشان توام ٭ ور ننوازی من از خموشان توام ٭ حضرت شیخ پر اوسوقت وجد طاری ہوا ناگاہ اونکی صحبت کی برکت سے مجھپر بھی کیفیت آئی اور اوس بیہوشی کے حال مین میری زبان سے نکلتا تھا گر بنوازی مراد گر ننوازی ٭ در دائرہ حلقہ بگوشان توام ٭ حضرت شیخ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیے پھرتے تھے اوس لذت کو مین آج تک نہین بھولا غزنی نے سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین آگرہ مین وفات پائی یہ مطلع اوسکا مشہور ہے ٭ دہان یار با من دوش رمزی گفت پنہانی ٭ کہ من ہم چشمہ آب حیاتم ہیچ میدانی ٭ ولہ قضا جدا ز تو خونم چرا نمیریزد ٭ مگر ز دست قضا این قدر نمی آید ٭ ولہ مختصر بود حدیث زلبش فہم نشد ٭ خط بگرد لب او حاشیہ مختصرست ٭ ولہ براہ عشق تو در ہیچ منزلی نرسیدم ٭ کہ در رہ عشق تو رہ شستہ زہی نیایم ٭ غیرتی شیرازی ایک مدت تک ہندوستان مین رہا پھر شیراز مین چلا گیا ٭ بقتل غیر ہم راضی نیم زیرا کہ میدانم ٭ اجل زہر ہلاک از خنجر جلاد من بردہ ٭ ولہ زنار سبحہ ای زاہد گرہ بی صدق نکشاید ٭ برو یکچند این را رشتہ زنار گردان کن ٭ ولہ خوش دیاریست سر کوی محبت نشود ٭ ہمہ با ہمدل کینہ افلاک آنجا ٭ ولہ ہلاک خنجر آن قاتلم کہ خون مرا ٭ چنان بریخت کہ یک قطرہ بر زمین نچکید ٭ فارغی شیرازی یہ شاہ فتح اللہ کا بھائی ہے اکبر کے عہد مین ہندوستان مین آیا بیرم خان خانخانان نے اوس سے

آنحضرت را بر کل عالم و عالمیان سایہ گستر و شکستہ پرور و خطاپوش بہزاران ہزار دولت و اقبال و عظمت و اجلال بر کام
دارا و بعزت پاکان درگاہ الٰہی و روشندلان سحرخیز صبحگاہی آمین آمین۔ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص
یہ اعتراض کرے کہ شیخ فیضی نے انکے ساتھ ایسا سلوک کیا اور انھون نے اوسکی ایسی مذمت لکھی اور شریعت مین جو مردون کے
برا کہنے سے ممانعت ہی اسکا بھی کچھ خیال نکیا اسکی کیا وجہ ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ سب باتین واقعی ہین مگر تعصب مذہبی انکے
بڑھا ہوا ہی اَلْحُبُّ لِلّٰہِ اَلْبُغْضُ لِلّٰہِ فیضی کے مرنے کے بعد چار ہزار چھ سو کتابین نہایت عمدہ اور صحیح اوسکے کتبخانہ کی اکبر کے
خزانہ مین داخل ہوئین جب اکبر نے اوسکی فہرست ملاحظہ کی تو اونکو تین قسم کیا اعلیٰ درجہ مین وہ کتابین رکھین جو نظم اور
طب اور موسیقی مین تھین اور اوسط درجہ کی حکمت اور تصوف اور ہیئت اور ہندسہ اور ادنیٰ درجہ کی تفسیر اور حدیث اور
فقہ قرار پائی اونمین ایک سو ایک نسخہ نلدمن (?) کے تھے اپنی موت کے قریب اوسنے چند شعر نعت اور معراج کے بیان مین
نلدمن مین درج کردیے تھے یہ امر بھی لوگونکے بہت کہنے سننے سے ہوا تھا یہ چند شعر اوسکی کتاب کے خاتمہ کے ہین ~

شاہنشاہا خدیو پرورا + دریا گہرا فلک شکوہا + بربست جہان بعیش پیوست + دور تو شراب و آسمان مست + معنی سے طرب پرور چو
ملکم بنوای ارغنونی + زین بزم کہ عشرت تو ساقی ست + گر مست بجام ترانہ باقی ست + ساز زند سبو کشان فسانہ + مطرب شدہ و نغمہ پیر ترانہ +
امروز بدین نوای چون شہد + با بزم تو شد مہد + این خانہ کہ کردہ ام فلک سای + پیش قدم ستادہ ام بہ یکپای + ترکیب طلسم خواندہ ہست +
وین خط ہست جاودانہ بہست + این نامہ کہ عشق بر زبان برد + طغرای ترا بآسمان برد + من بادہ بہ ستگار بوم + طلسم نبود اگر بجوشم +
از قافلہ منم درآئی + سعد و رم اگر کنم صدائی + این دیدہ سہا دستکارم + گر داوہ ایزدی شمارم + صد طبلہ بست فقہ گرہ
گر بند گسل عراق بر غاست + پیر استعدام معانی بکر + در گنجہ طبع و دولی فکر + زین پیش کہ سکہ سخن بود + فیضی بہ تخلص مست بود +
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض + فیاضیم از محیط فیاض + چیدم گل بخت از زمانہ + بر بستم نسیم صبح گل خانہ +
جامم ز می نشاط لبریز + من خندہ شکن چو جام بادہ + ساقی چو صراحی ایستادہ + از ہم سرش بخت جرعہ کشم + زورم خوش و برو نگار خوش +
چون دور تو گشت با غبارم + بالیدہ نہال ضمیر انم + این چاہہ ہزار گوہر ناب + کانگیختہ ام باتشین آب + بپذیر کہ آب گوہرست +
از بہر نثار افسرست + گر پیشتری نثار کردم + بی گرد رہ شمار کردم + زین بحر کہ سر بموج جوشد + گوہر ہمہ موج موج جوشد +
زینسان بفنون نکتہ ورزی + ہرگز ننشست سخن بہ سنگ ارزی + ہر نکتہ کہ خامہ را ستیش + آورد دلم ز درد و دستش + دارم ز قلم نصیب راہی +
کوہی بہ ہفتہ زیر کاہی + فیضی ست بخون دل طرازش + بر حقیقت ز مجازش + گر وہش اگر کنند این ساز + در ریگ روان بر قصد آواز +
بیجا ہم از ین ہم سک سیر + زنار برہمنان شدہ دیر + فکرم کہ بود سعادت انگیز + بحر یست زآب خود گہر خیز + این خط کہ دید بنور مایہ +
از کلک منست نیم سایہ + ہر معنی ازو چو آب در جوی + ہر نکتہ در و چو تاب در موی + این در کہ تو اندرش بہا داد + کاقبال دو کون رونما داد +

دیوان خود مگر بدو عالم گرو کنم * اور ایک فخریہ قصیدہ پر اوسکو بڑا ناز تھا جسکا مطلع یہ ہی ع شکر خدا کہ عشق بتان ہست رہبرم
در ملت برہمن و در دین آذرم * درین دیار گروہی شکر لبان ہستند * کہ بادہ با نمک آمیختند و بدمستند * اوسنے ایک مثنوی
مرکز ادوار مخزن کی زمین مین لکھی تھی مگر اوسکو مبارک نہوئی دو شعر اوسکے یہ ہین ع تا بچہ دریوزہ درین در شدم * تا بدل
دوست توانگر شدم * کم طلبیدم کہ ہمہ پیش رفت * پس بنشستم قدمم پیش رفت * اور اوسکی بلقیس اور سلیمان کے یہ شعر ہین ع
دگر رفتم کہ بگذارم مقابل * شگاف خامہ را با روزن دل * ازان روزن بایں روزن درآید * خود آن نوری کہ جا از بہر آید
اگرچہ رفت ازین دیوان بیداد * سلیمان سخن را تخت و برباد * بمن آید یکے تدبیر کردن * بافسون دیو را زنجیر کردن *
تخت سعی از سرمایہ بستن * زگنج خود بر و پیرایہ بستن * یہ سما اسم قادری کا ہے ع زداغ عشق بگذارم نشانہ * چو در دل یار را [illegible]
و بیگانہ * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ دکن مین تھا تو دو خط مین نے اوسکو کشمیر سے لکھے اور جب اوسکو
اکبر کی بے التفاتی میرے حال پر معلوم ہوئی تو اوسنے میری سفارش مین یہ عرضی دسوین جمادی الاول سنہ ایکہزار کو
احمد نگر سے لاہور مین اکبر کے پاس بھیجی عرضی عالم پناہا دیرینہ ملازمان دولتخواہ ملا عبد القادر از بدایون مضطرب حال
گریان و بریان رسیدند و نمودند کہ ملا عبد القادر چندگاہ بیمار بود [illegible] است مختلف شدہ و او را
کسان بادشاہی بشدت تمام بردہ اند تا عاقبتش کجا انجامد و گفتند کہ [illegible] بیماری او بعرض اشرف نرسیدہ شکستہ نوازا
ملا عبد القادر اہلیت تمام دارد و علوم رسمی آنچہ ملایان ہندوستان میخوانند خواندہ پیش خدمت [illegible] کسب فضیلت
کردہ و قریب بسی ہفت سال میشود کہ بندہ او را میدانم و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقہ انشای عربی و فارسی و چیزی از نجوم
ہندی و حساب یاد داشت در ہمہ وادی وقوف در نغمہ ولایت و ہندی و چیزی از شطرنج صغیر و کبیر دارد و مشق بین القدر
کردہ با وجود بہرہ مند بودن ازین ہمہ فضائل بی طمعی و قناعت و کم تردد نمودن و راستی و درستی و ادب و نامرادی
و شکستگی و گذشتگی و بی تعینی و ترک اکثر رسوم تقلید و درستی اخلاص و عقیدت بدرگاہ بادشاہی موصوف ست
وقتیکہ لشکر بر سر کوبھلمیر تعین میشد التماس نمودہ با سید جانسپاری رفت و آنجا مردی کرد و زخمی ہم شد و بعرض رسیدہ
انعام یافت اول مرتبہ او را جلال خان قورچی بدرگاہ آوردہ بعرض رسانیدہ بود کہ من امامی برای حضرت پیدا کردہ ام کہ حضرت را
خوش خواہد آمد و میر فتح اللہ تم اند کہ از احوال او بعرض اقدس رسانیدہ بودند و خدمت اخوی بر حال او مطلع اند اما
مشہور ست ع جوی طالع ز خروار ہنر بہ * چون درگاہ راستان ست درینوقت کہ بی طاقتی زور آوردہ بندہ خود را حاضر
پایہ سریر والا دانستہ احوال بعرض رسانید اگر درینوقت بعرض نمی رسانید بوی از ناراستی و بی حقیقتی بود حق سبحانہ
مدہای درگاہ را در سایہ فلک پایہ حضرت بادشاہ براہ راستی و حق گزاری و حقیقت شناسی قدم ثابت کرامت فرماید و

کہ خوب پڑھی جاتی تھی اور اسیطرح دوسری طرف بھی کچھ لکھا تھا اور شریف اوسکے بیٹے نے ایک خشخاش کے دانہ میں
آٹھ سوراخ کردیئے تھے اور اوسمین ڈورے ڈال دیے تھے اور ایک چانول کے دانہ مین ایک تصویر سوار کی بنائی تھی او
ایک جلودار اوسکے ساتھ تھا اور تلوار سپر وغیرہ سب اوسکے پاس تھی طبیعت اوسکی عالی تھی صاحب دیوان ہے یہ اشعار
اوسنے خود منتخب کرکے مصنف صاحب کو دیے تھے ۞ مرا بنالہ در آرند شب روان غمت * کہ از اشعۂ آن نور طی رہ کنند
کرم تراست ولیکن تمام جرم من * مرا چو عفو نمائی ہمہ گناہ کنند * ولہ شرر نالہ بعزبال ادب می بیزم * کہ بگوش تو مبادا
رسد آواز درشت * ولہ زیمن عشق بکونین صلح کل کردیم * تو خصم گرد و ما دوستی تماشا کن * ولہ فضا سینہ ام از دوستے
چنان پر شد * کہ با کمال طلب ذرۂ نیفزاید * ولہ توفیق در طریقت ما پای مرد نیست * ما دوست را بحاجت دیگر شناختیم *
ولہ غمی دارم کہ شادیہا فدایش * ز چشم بد نگہدار د خدایش * ولہ چو دل بر آتشم پروانگی کرد * توکل ہم باو بیگانگی کرد * ولہ
دل اگر برد خدا یا بتماشش برسان * بوی ہجران کہ بجان دلم آمیختہ بود * ولہ ز طبع خود چہ سرایم ز عقل ہم چہ رقم * بعلتی کہ
کرامم دلیل بطلانم * ولہ ای خرد دست نمی تا چند در بازار عشق * قیمت ہر جنس پرسی خجلت از کالا بری * ولہ عشقی دارم کہ
دین و ایمان منست * دردی دارم کہ بیسر و سامان منست * گر عشق جدا شود ز من می میرد * گویدکہ شریف فارسی جان منست *
ولہ بصد حسن ز دل داشتن چنان عجب ست * کہ چون ہلال نماید شش اندکے دیدار * ولہ جنس کساد شکر ز رانی بلد
شد * کز طرف دیار غم قافلہ نمیرسد * ولہ این دل کہ ربودہ بیند از * گنجے بر ارگران نماید * ولہ صبا بشوق بگو ہمنیکہ ما فتیم *
دگر بکوی تو از آب دیدہ گل نشود * ولہ ز رشک عشق خموشم نہ از تکبر عشق * کہ جز حدیث توام بر زبان نمی آید * قراری
گیلانی یہ ملا عبد الرزاق کا بیٹا ہے اور حکیم ابو الفتح اور حکیم ہمام کا حقیقی بھائی ہے انواع فضائل اسکی ذات مین موجود
تھے فن شعر اور خط سے بھی ماہر تھا فقر اور تواضع اوسکے مزاج مین بہت تھی صاحب دیوان ہے ابتدا سے حال مین اپنے
بھائیونکے ہمراہ نوکرونکے زمرہ مین داخل ہوا تلوار باندھنی اوسے نہ آتی تھی ایک روز چوکی کے وقت بیڈول کھڑا ہوا تھا
بعضے لوگ اوسپر ہنسنے لگے اوسنے کہا کہ ہم لوگ سپاہ گری نہین جانتے اور امیر تیمور کی اوسنے ایک نقل بیان کی کہ ایک مرتبہ
امیر مذکور نے کسی لڑائی کے میدان مین فوج کو یون ترتیب دیا کہ سب سے آگے سوار ہین اور اونکے پیچھے غلہ کے بھرے ہوئے اونٹ
اور سارا رسد کا سامان اور اونکے پیچھے بیگمات اوسوقت جو علما لشکر کے ساتھ تھے اونھون نے عرض کیا کہ ہم کس جگہ
ٹھہرین امیر نے جواب دیا کہ بیگمات کے پیچھے آخر زمانہ مین اکبر نے اوسکو بنگالہ مین بھیجدیا اور وہان مظفر خان کی لڑائی مین
مارا گیا ولہ چہ باک گر ہمہ عالم شوند لیلی دوست * کہ میل خاطر لیلی بسوی مجنون ست * ولہ ز بی رنج من فلک طبع خیال
سیاہ بدہ لقمۂ آتش از کنم بخت سیہ گلیم را * ولہ تہمت بر اجل نہدم ز حسنت خوردہ ام تیرے * کز آنم ہیکشند گر بعد صد سال

زیبد این بت کارگاه آزر ÷ پیرایشگی بجاه آذر ÷ سی ونهم از جلوس شاهی ÷ تاریخ مجدد الهی ÷ چون سال عرب شمار کردم ÷
الف و سه الف نگار کردم ÷ این نامه که پرده نکهت است ÷ یک گل ز نهال دولت است ÷ دارم طرب باغ دیگر ÷ در طرح چهار باغ دیگر ÷
گر عشق چنین زند صلایم ÷ مهتاب برون برم ز جایم ÷ بگداخته آبگینهٔ دل ÷ آیینه دهم بدست محفل ÷ بر خواب ستمدهٔ فسانه بار الم ÷
گنجینه ام ازین فسانه بارم ÷ این عرصهٔ آسمان نوردان ÷ کانجاست نظاره گرد گردان ÷ جادو نفسان بنوک خامه ÷ بستند طراز یک نامه ÷
من هم بجهان ز بهر آتی ÷ بستم سخنوری طلسمی ÷ بگداخته ام دل و زبان را ÷ کین نقش نموده ام جهان را ÷ طبعم چو بجانه نکته می بیخت ÷
در مجمرهٔ آب خضری ریخت ÷ می دیده بنافهٔ تری شک ÷ میگیر بسیجش از نفس خشک ÷ این مجمره ایست عنبر آمود ÷ با مجمر بیست عنبرین دود ÷
شد صد چو این بلند طارم ÷ در صد صحیفهٔ چهارم ÷ اکنون که چهل و نهم درین بزم ÷ هفتاد و دو شعبه کرده ام سیر ÷ در شکدهای محفل ÷
آتشکدهای فارس دل ÷ نمودیم بصد طلسم و نیرنگ ÷ آیینهٔ شاهی از تف زنگ ÷ امروز بدو دمان ایام ÷ زد نوبت من سپهر بر بام ÷
سلطان سخن که شد نامم ÷ اورنگ نهاد بر زبانم ÷ هم بادشاه النظیر گشتم ÷ هم بر شعرا امیر گشتم ÷ هر سو گذرم به نکته رانی ÷
زانو زندم صف معانی ÷ تا عشق نشسته در ضمیرم ÷ اکلیل طراز شه سریرم ÷ شمشیر زنان ملک معنی ÷ ناوک فگنان رزم دعوی ÷
چون بر سپهم تیر فگندند ÷ در معرکه ام سپر فگندند ÷ کلکم ز سر بلند نامی ÷ طغرا کش قادر الکلامی ÷ فخر الحکما خطاب بینم ÷
ختم الشعرا گسل نگینم ÷ بگشتو کلب آسمانی ÷ بر فلکت من در معانی ÷ چون از نفس من این سخن زاد ÷ خضر آمد و عمر خود من داد ÷
گر زد بر نجم فراز کردند ÷ عمر سخنم دراز کردند ÷ گر نقد دو کون بر شمارم ÷ گر دیبت نشسته از غبارم ÷ این خامه که کرد نامه طی ÷
ور نامه حسن گنج نهم زندی ÷ مضمون صحیفهٔ ابد بین ÷ در عشق نهفته صد خرد بین ÷ سر کش از ین سبکو الالنب ÷ نامحرم خلوت خیالست ÷
آنکو بسخن فتاده کارش ÷ انصاف دهاد روزگارش ÷ رسمیست ز عقل قاصر ارا ÷ صد طعنه زدن بعاصرا را ÷ آنانکه به نطع خاک خفتند ÷
دانی ز زبانیان چه گفتند ÷ ریزند دهان اگر بر ین بیح ÷ من از هم نشان بدید معذور ÷ وان نیز رسد که من نباشم ÷ دستان زن این چمن نباشم ÷
آنانکه بگل زنند خارم ÷ افسوس دهند بر مزارم ÷ ای ریخته در جریدهٔ صاف ÷ بر چین گلی از بهار انصاف ÷ والا گهرم به قیمتم دار ÷
ارزش نگر و غنیمتم دار ÷ صبحی که چنین چمن سرایم ÷ صد باغ بریزد از نوایم ÷ من خاک ره گهرشناسان ÷ کام و زبرتهم ناسپاسان ÷
این گنج گهر چو برکت دادند ÷ انصافگرین نظر گشادند ÷ دریافته قدر گوهران را ÷ دیدند بطیره اختران را ÷ چون بحر شدند گوهر آباد ÷
غواص بآفرین شان شاد ÷ رشک ست هزار عشق فن را ÷ کز سحر سرشته ام سخن را ÷ این خامه تراوش عجب داد ÷ کز نخلهٔ خشک این رطب داد ÷
این دم که ز عشق یادگار است ÷ از جوش درون نامه نگار است ÷ فیاضی ازین طلسم سازی ÷ تا چند کنی نفس درازی ÷ آن به که فسانه در نوردی ÷
زان پیش که خود فسانه گردی ÷ ای سوخته ضبط این نفس کن ÷ بس کن ز حدیث عشق بس کن ÷ **فارسی** اسکا نام شریف تھا خواجہ عبد الصمد مصور کا
بیٹا ہی حسن خط اور تصویر میں بے نظیر تھا مشہور ہے کہ اسکے باپ نے ایک دانہ خشخاش پر ایک طرف تمام سورۂ اخلاص لکھدی تھی

دکن کو چلا گیا اور وہین اوسکا انتقال ہوا ولہ ز عشق چند دل خویشتن بگویم راز ⁂ کہ دل سخن شنود از من و
ولہ سر بپای تو بنہادم سر گران از من گذشت ⁂ چون گرفتم دامنش دامن کشان از من گذشت ⁂ ولہ تا کی ترحم
ازان در راہ سفر نہ بندد ⁂ بندد کمر کہ کینم یارب کمر نہ بندد ⁂ ولہ ہر کہ آید بجدال تو عدو خود بفرق ⁂ ہر سر خود چو شمشیر
جدل ⁂ ولہ بشگافد چو قلم جا بدل وا ز سرخی خون ⁂ میکشد صفحہ میدان جدل را جدول ⁂ کلامی اصل اس
چغتائیون مین سے ہے مدت تک سندھ مین رہا ملا نیازی سے مباحثہ کیا کرتا تھا بکرسے کہ چند روز آگرہ مین رہا
والونکے طریقہ پر شعر کہتا تھا ولہ ستم بخیال سر زلفت رہ گریہ ⁂ لیکن نتوان آب بزنجیر نگہداشت ⁂ ولہ رخ تو چشمہ مہ
و قطرہای عرق ⁂ حباب وار بہر سو بہر طرف نمایان ست ⁂ بغنچہ دل پر خون من نظارہ کنید ⁂ کہ چاک چاک شد از غم
خندان ست ⁂ نشین بخشیم کلامی ز روی لطف دمی ⁂ کہ گوشہ ایست مصفا و آب در نظر ست ⁂ کامی قمی اپنے تئین
ہی تصنیف صاحب لکھتے ہین چند روز سے ہندوستان مین آیا ہے طبیعت اوسکی شوخی سے خالی نہین و
[illegible] گریہ انجم گریہ را اثر ست ⁂ لقائی استرآبادی جمیع فضائل کا جامع تھا
[illegible] ولہ بر زبانم حرف تیغ دلستان من گذشت ⁂ [illegible]
لوائی یہ ہیرزادہ سبزواری ہے طبیعت لطیف رکھتا تھا مدت تک اکبر کی خدمت مین رہا ولہ [illegible]
آید سوی تو ⁂ درمیان حائل شوم شاید نہ بیند روی تو ⁂ در پیش غیر ازان نگنجم گفتگوی تو ⁂ تا جای در دلش کنم
آرزوی تو ⁂ ولہ [illegible] ز شوق چو نامہ [illegible] ⁂ ترسم کہ نامہ او [illegible] درمیان [illegible]
اندھی کے صدمہ سے ایک دیوار لاہور میں گری اوسکے نیچے لوائی دبکر مرگیا فن موسیقی مین بھی کامل تھا یہ تاریخ او
وفات کی ہے ؏ فغان کز محنت چرخ جفا کیش ⁂ خوش الحان بلبلی بوستان رفت ⁂ چنانش چرخ سنگ
بر کمر زد ⁂ کزان مجروح گشت و از میان رفت ⁂ ز پیر عقل جستم سال فوتش ⁂ بگفتا پیرزادہ از جہان رفت ⁂ لعلی
یہ تخلص لعل بیگ ولد شاہ قلی سلطان بدخشی کا ہے شرافت اور حسن اور ادب اور تواضع اور خلق اور حیا مین
مشہور تھا بادشاہی امیرون مین شامل ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اوسکی طلب کا فرمان اکبر نے دکن
بھیجا ہے تاکہ شاہزادہ سلطان مراد کی ملازمت سے رخصت ہوکر لاہور مین چلا آوے مجکو اوس سے ایک صحبت خاص
ہے کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا ایک شعر اوسکا یاد رہگیا ہے ؏ بر رہگذار تو چون خاک رہ شدم ترسم ⁂ کہ بگذری
بمن و بگذری براہ دگر ⁂ لطفی منجم ندیم پیشہ تھا اکثر اوستادونکے شعر اوسکو یاد تھے یہان تک کہ اوسکو یہ قدرت
تھی کہ ایک شب مین ہزار شعر پڑھ سکتا تھا نقل خوب کرتا تھا مدت تک نظام الدین احمد کے پاس گجرات مین رہا اور

سیم + وله روشن شدم ز آتش عشقت بسان شمع + هم پرتو خویش غریبانه سوختم + وله موج زن شد بحر آتش از دل
سوزان ما + شرح گو بگریز کاتش بار شد طوفان را + وله رحم ایست که هر چند بمن جور کنی + لذت جور تو نا یافته از دل برد
وله آزارش دل افگار را افگار میخواهم + ملطف و مقید نیستم آزار میخواهم + ز درد بیخود بوده ام ای دوست مدتها + دمی هم
بیخودی از لذت دیدار میخواهم + وله مبادا دل شود از دیدن دیدار استغنی + که با بسیار بحر بیم و او بسیار استغنی + وله از استاد
هجران شادم که میتوان کرد + بیگانه وار با وی آغاز آشنائی + رباعی وردیگ غضب اگر بجوش آمدم + در شعله دوزخ
ار گنه راندم + بهتر که ز روی لطف بخشند گناه + وز آتش انفعال سوزانندم + ایضاً گر عشق دل مرا خریدار افتد
کاری بکنم که پرده از کار افتد + سجاده بر سر جهان افشانم + کز هر تارش هزار زنار افتد + وله گر حسرت وصال تو از
دل بدر کنم + هرگز بوصال حسرت دل بیشتر کنم + قوسی خان کلان کی خدمت مین رہتا تھا خلال و شانہ کر اشنے مین بے نظیر تھا
اوسنے ایک خلال کے حجرہ پر یہ بیت بہت خوشخط لکھی تھی بیت کار قوسی درهم از زنجیر زلف یار اوست + همچو زلف
یار دائم صد گره در کار اوست + قیدی شیرازی یہ مکہ معظمہ سے آکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اور یک بیک بڑے
قرب کے مرتبہ پر پہونچا ایک روز اوسنے اکبر سے عرض کیا کہ یہ رسم داغ اور محلے کی جو حضور نے اختراع کی ہے اس سے لوگ نہایت
تنگ ہین اوس روز سے وہ مردود ہوگیا تھا مدت تک بیابانون فقیری کی وضع مین پھرتا رہا پھر فتحپور مین آیا اور مرض
بواسیر اور دق کی بیماری مین مبتلا ہوا اور ایک نادان طبیب نے اسکے مقعد کی رگین کٹوادین اوسمین مرگیا وله
متاع شکوه لب یارست عاشق را همان بهتر + که هر چند در ره بازار قیامت باز نگ ببد + وله ای قدم نهاده هرگز از دل
تنگم برون + چه تنی دارد که چون در هر دلی جا کرده + وله گو بیم سر و نخیزد بوداغش نرسد + ساربان گرم حدی باش
محمل برود + وله کدام هم لطف از تو بر دل ست مرا + که جا نگاه از تر از داغهای حسرت نیست + قدری طبیعت موزون
رکھتا تھا وله چندان امان نمیدهد هم بیخودی که جان + واند که چون برآید و قربان او شود + قندی ماوراء النهر سے
برم خان کے زمانہ مین آگرہ مین آیا تھا طالب علم تھا وله صومعه طاعتم گوشه میخانه شد + نعره درویشیم نعره مستانه شد
رقعه زهد و صلاح در گرو باده رفت + غلغل تسبیح و ذکر قلقل پیمانه شد + قندی بی خانمان سوی حرم می شتافت
دشمنی راه او جانب بتخانه شد + کافی یہ تخلص میر علاء الدوله صاحب تذکرة الشعرا کا ہے جو اصل اس کتاب کا
ماخذ ہے اوسکے اشعار یہان ذکر کرنا گویا تحصیل حاصل ہے کلاہی یہ بھی سب فن جانتا تھا افضل خان اوسکا
لقب تھا دکن سے ہندوستان مین آیا تھا چند روز ارباب شرع کے زمرہ مین شامل تھا جب میرزا مقیم اور میر یعقوب رفض
کی تہمت پر ملا عبد الله لاہوری کے فتوی کے بموجب مارے گئے تو اوسپر ایک بڑی حیرت طاری ہوئی اور یہ

بیت

غزل لکھی تھی جو چار بحرون مین پڑھی جاتی تھی ؎ ای قد نیکوی تو سرو روان + وی خم ابروی تو شکل کمان + سلسلۂ
گیسوی تو دام جنون + طرۂ هندوی تو کام جنان + هم لب جادوی تو آب حیات + هم خط دلجوی تو خضر زمان + چشم
آهوی تو عین بلا + کشتۂ آهوی تو شیر ژیان + بستۂ گیسوی تو فیضی زار + خستۂ هندوی تو خاقان جهان +
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین ہین یہ کتاب لکھتا تھا ایک مرتبہ شیخ فیضی نے تذکرہ میر علاء الدولہ کا
میرے ہاتھ مین دیکھا تو اوسنے مجھسے لیکر وہ ورق جسپر یہ ذکر لکھا تھا پھاڑ ڈالا * محسن رضوی مشہدی کبھی کبھی شعر
بھی فکر کرتا تھا و لہ نخواهم مهربان با خویشتن در پیش اغیارش + کہ می ترسم کہ غیری بیند و گردد گرفتارش + ولہ چو
دل بردی زمن سرو قدی غنچہ دهانی + رسوای جهان ساخت مرا تازه جوانی + ولہ ای نهال قامت خرم ز تو نخلِ
سرو را در پیش بالایت بسی شرمندگی + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بجای لفظ خرم کے شاداب اچھا معلوم ہوتا تھا
سما باسم روح ؎ ای زلف کجت رهزن جانها ز عتاب + وی دردِ تو مرهم نه دلهای خراب + عکسی ز لب آتشین تو ب
عیان + با برگ گلی فتاده در جام شراب + ایضًا باسم حسین شاه ؎ آن مه که ندیده جایگاهش نیا ید ت
منظور نظر چو ماهش نیکوست + محسن سر خود نهاده بر پایش + چون مه صفت عارض ماهش نیکوست +
موجی یہ تخلص قاسم خان بدخشی کا ہے همایون کے زمانہ کے امیرون مین سے تھا شعر خوب کہتا تھا ایک مثنوی
یوسف زلیخا کے مقابلہ مین لکھی ہے جسمین چھ ہزار شعر ہین یہ چند شعر معشوق کی تعریف مین اوس کتاب سے
لکھے جاتے ہین ؎ مہ صبح سوی بندی لی بہایش + ز بیقدری فتاده در تفالیش + بگرد لعل لب آتش فروزش +
کہ بود آتش ... در بهوش + بگرده از کمال لطف دوران + ز گوهای ترش زیب گریبان + کہ مهر از منت جیب
گلوریش + چکیده قطرۂ خونی ز رویش + چو ز رخ دو ریبا پیش دیده پامال + روان افتاده در پا تیره چون خال
بیاض گردنش چون شمع کافور + ز جیبش سرزده سررشتۂ نور + ز بازو سیم را ساعد شکسته + ساعد مگر
گلدسته بسته + ازان گلدستهای نازنینش + سمن پرپود بر رو آستینش + کفش برگ گلی آورده در شت
بر او چون غنچه زنبق سر انگشت + بر و دوشش کہ برد عقل را هوش + گرفته خرمن گل را در آغوش + چو از
بیاض حسن تقریر + صفائی سینه اش صافی تر از شیر + دو پستانش در خوبی ست یکتا + حبابی گشته از شیر
آشکارا + میانش برتر از حد بیان ست + کہ اینجا نازکیها در میان ست + ایک مثنوی لیلی مجنون بھی اوسنے
لکھی ہے ایک شعر اوسکا یہ ہے ؎ پیری ز قبیلۂ معزز + ریشش چو گل سفید یک گز + کہا کرتا تھا کہ یہ رباعی خواب
مین مجھسے سرزد ہوئی ہے ؎ ای باد خبر کوی جانان برسان + با این تن مرده مژدۂ جان برسان + دستور ادب

اور اوسکی کوشش سے کچھ سرمایہ حاصل کرکے حج کو گیا ولہ گل گل از تاب شراب آن روی چون گلنار شد + گل و بستان
مژدہ تان باد کہ گل بسیار شد + ولہ بغیر موی تو از باد گلستان نشنیدم + بہیچ گل نگذشتم کہ بوی جان نشنیدم + ولہ
دلم کہ شعلہ آتش شود افسردگی دارد + گل تخم گر از جنت دمد پژمردگی دارد + ولہ آن نہ حسرت بالای تو کردم + نخل حسرت را
پشیمانی من شد + میر مرتضی شریفی شیرازی یہ میر سید شریف جرجانی کا پوتا ہے علوم ریاضی اور حکمت اور
منطق مین کامل تھا شیراز سے مکہ کو گیا تھا اور وہان اوسنے شیخ ابن حجر سے علم حدیث حاصل کیا پھر دکن میں آیا
اور وہان سے ہندوستان مین آیا سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر مین اوسنے وفات پائی پہلے دلی مین [illegible]
اوسکی وفات کی تاریخ نکالی ع رفت تا میر مرتضی از دہر + علم گویا ز نسل آدم رفت + بہ تاریخ [illegible]
علامہ ز عالم رفت + اور یہ شعر اوسکی تصنیف ہے ع خاطر جمع ز اسباب میسر نشود + تخم جمعیت دل تفرقہ اسباب است
غالباً اس شعر کا ماخذ کتاب لوائح کی یہ عبارت ہے جمعی گمان بردند کہ جمعیت در جمع اسباب است [illegible]
تفرقہ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ است [illegible]
پچیس برس تک تمام ہندوستان کا شہرہ تھا اور اسکی بیٹی کا نکاح نقیب خان کے ساتھ ہوا تھا [illegible]
بہت موزون تھی یہ رباعی اوسنے بیرم خان کے دیوان کے دیباچہ پر لکھی تھی [illegible]
کاشیا ہمہ از دو حرف کن شد موجود + آمد چو [illegible] مطلع دیباچہ دیوان تو شد [illegible]
متکا باسم تو قائم [illegible] در شہ منزل [illegible] حاصل [illegible]
رنجش را [illegible] از مشک [illegible]
یہ رباعی اوسکے شعر کا تعریف مین لکھی تھی [illegible]
اسپکیہ ہست بس [illegible]
وہی شعر ہے جو مشہور ہے ع [illegible] اور کسی [illegible]
ع ای لب تو راحت و غمزہ بلا + وی بت سنگین دل و سیمین بدن + اس زمین مین اوسنے یہ غزل لکھی تھی ع
ای رخ زیبای تو رشک سمن + قامت رعنای تو سرو چمن + پستہ خندان تو تنگ شکر [illegible] دندان تو در عدن
کاکل مشکین تو دام بلا + نرگس فتان تو عین فتن + آہوی چشمان تو مردم شکار + غمزہ خونریز تو ناوک فگن
کار دو زلف ہمہ جادوگری + شیوہ چشمت ہمہ خون ریختن + میکشد از مشک خطا جان فدای + سبزہ نوخیز تو بر یاسمن +
جانب مجنون نگر از روی لطف + ای بت سنگین دل و سیمین بدن + لڑکپن کے زمانہ مین شیخ فیضی نے بھی اس

صاحب دیوان ہے شعر نہایت عمدہ کہتا تھا مدتون تک نورنگ خان کی خدمت مین رہا اور اسکی تعریف مین
اوسنے بہت سے قصیدے کہے مشہور ہے کہ آخر مین نورنگ خان اوس سے بیگانہ [illegible]
مین اوسنے وفات پائی ولہ نسبت گر صبر تو با جان شہید [illegible] کشتگان [illegible] آشنا و
بیگانہ نمیدانم ✣ کہ اختلاط چنین را کسی چہ نام کند ✣ ولہ غیر ارست دل [illegible] کشتہ [illegible] دیگر
ندانم چہ [illegible] جان نامم شہد دل [illegible] خویش [illegible] ولہ بان غم
رحلت وصل شادی [illegible] سالہا امید [illegible]
دولت ✣ ولکین ستم نادیدہ روزی چند با [illegible] ✣ کا یار ز سر سید
رو خانہ ما را ✣ ولہ میرم و [illegible] زر رحم [illegible] رحم کی
رشک پڑتے ہین ولہ [illegible] دل [illegible] ✣
والہ یار [illegible] گم شود آسودہ [illegible] ✣ ولہ [illegible]
[illegible] ✣ ولہ صحبت [illegible] از وفا افتاد
ولہ [illegible] سیارم اورا ✣ [illegible]
[illegible] اورا ✣ ولہ [illegible] چنین خواہی [illegible]
[illegible] ولہ
[illegible] چون امید صحبت نیست ✣ مجال [illegible] نیست ✣ [illegible] گفتگو ست با تو مرا
[illegible] حیرت نیست ✣ ولہ [illegible] خویش [illegible] از سودای او ✣ تا فریب عشق [illegible] ساز
استغنای او ✣ ولہ [illegible] رنجہ گشتہ ام و صلح کردہ ام ✣ کان [illegible] داشتہ از صلح و جنگ من ✣ ولہ چہ شد
کہ میگذری و [illegible] از سیلی ✣ گر [illegible] کسی را [illegible] ✣ ولہ [illegible] نفس می آید ای سیلی
کہ از شوق قدومش مردہ صد سالہ برخیزد ✣ ولہ وفای [illegible] بیوفا دانیم ✣ کمال سادہ دلیہا ست اینکہ
ما داریم ✣ ولہ کسی اگر سبب وصل یار من شدہ است ✣ ز سرگرانی او شرمسار من شدہ است ✣ منتظر مژدہ
وصلی کہ دادہ [illegible] ز سادگی سبب انتظار من شدہ است ✣ ولہ [illegible] میان حرف نہان من و تو ✣
غیر در بزم نشنید بیان من و تو ✣ می نیای ز حیا در سخن [illegible] حجاب ✣ تا چہ سازند رقیبان ز بان من و تو ✣
ولہ غافل من رسید و وفا را بہانہ ساخت ✣ افگند سر [illegible] حیا را بہانہ ساخت ✣ مصنف صاحب کہتے ہین

مرا رسیدن آنجا + لطفی کن و خویش را تو آسان برسان + و له خمار بادۂ غم چند از در سر گران مارا + بیا ساقی و از غمهای عالم وا رهان مارا + و له ساقیا تا کی ز دوران شرح بدحالی کنیم + شیشه پر کن که یکساعت دل خالی کنیم + آخر عمر میں نوکری چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا تھا اور سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے میں آگرہ میں وفات پائی مستوره علی خان محترم بیگ کا بیٹا ہے ہمایوں کے نامی امیروں میں سے تھا جمیع اخلاق حمیدہ اوسکی ذات میں جمع تھے کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا و له شام چو از چهره فگندی نقاب + تاب نیاورد نشست آفتاب + سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے میں جب یعقوب ولد محمد یوسف خان کشمیری نے محمد قاسم خان میر بحر پر کشمیر میں حملہ کیا تھا اوسی لڑائی میں وہ بھی مارا گیا معزی ہروی یہ سادات طباطبائی سے ہے ایام طفلی میں میرزا کامران کا ہم سبق تھا پچاس برس تک ہندوستان میں رہا سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی میں بھین اوسنے انتقال کیا و له چند داری ای فلک چون ذره سرگردان مرا + تا بکی داری بغربت بی سر و سامان مرا + و له گفتم آه و ناله دل خود بیان کنم + دردم بآه و ناله نشود آه چون کنم + جعفری استر آبادی یہ استرآباد کے سیدوں میں سے ہے ہندوستان میں آیا اور سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی میں وفات پائی و له نمود رخ ز پرده که صبح صفاست این + یعنی کمال قدرت صنع خداست این + طالعم شد سیه ز بخت و کب مراد + بی طالعی و تیرگی بخت ماست این + زنهار خوش دلی ز فراغت طمع مدار + در خاکدان دهر که محنت سرا ست این + بگذشت دی بجای مرادی و گفت یار + در راه عشق کشته سنگ جفاست این + ای سهیل غنچه ز بدره غبار بهش مثنوی + ما را چو یادگار ازان خاک پاست این + و له نفرزالفتش که بود جایی اجیانم از و + تا سلامتم اگر دی بگردانم از و + گر سگ کوی تو در رتبه از من بیش است + لیک در راه وفا هیچ پشیمانم از و + و له خوبان که ز بت رخسار ساختند + خلقی بدام خویش گرفتار ساختند + و له کیم که دور ازان گل چهره همچون غنچه دلتنگی + فتاده چون دیوانه با سایه هم جنگی + و له بر روی یار قضا تا خط غبار نوشت + نیاز مندی ما را بران کنار نوشت + نفقی بخاری اصل اوسکی مرو سے ہے بعضے آدمی اوسکو قصیدہ میں سلمان ثانی سمجھتے ہیں دو مرتبہ ہندوستان میں آیا اور گیا و له چو نقد هستی مجنون غم نگاری بود + خدا بنقد بیامرزدش که یاری بود + و له بعاشقی ملامت بسیار بوده است + آسان خیال کردم و دشوار بوده است + و له تا چمن هر شب چراغ از بباغ افروخته است + کشته برگ لاله آتش برگ و داغش سوخته است + ہجو خوب کہتا تھا چنانچہ اخیر مرتبہ ہندوستان میں آیا تھا تو اوسنے یہ قطعہ کہا تھا کشور هند شکرستانی ست + طوطیانش شکر فروش همه + زاغان سیاه چون مگسان + چهره بند و نگوچه پوش همه + میلی ہروی نام اسکا میرزا قلی تھا

نہال آرزوی اونشاندم در زمین دل * وزان شاخ گلم جز بار غم چیزی نشد حاصل * ولہ بود امید کہ

حلقۂ زلف او بکف * وہ کہ درین خیال کج عمر عزیز شد تلف * ایک قصیدہ اوسنے خواجہ سلمان کے

قصیدہ کے مقابلہ مین قاضی یحیی قزوینی نقیب خان کے دادا کی تعریف مین لکھا تھا * دگر ز سردی

آسمان در تاب * [illegible] تاب صاعقہ خورشید مانند زیر نقاب * فلک بروی زمین بار تیر باران کرد * ز سہم تیر

زمین ساخت بہ پیشانی از آب * نهنگ بحر ز بیم سرما صرصری * نہاد بر سر خود خود آہنین ز حباب * دگر ز کثرت

برف و ز شدت سرما * زمین بدیدہ در آمد چو قلزم سیماب * سفید گشت سواد زمین ز شکر [illegible] * سپیدی

از دل آفاق شد چنان نایاب * کہ جای بوی زمین تنگ شد بر انگور * کہ در زمین [illegible] بای غراب * بعض [illegible]

شکوفہ و سبزہ * دگر ز برف و یخ افتاد در قاقم [illegible] آب * [illegible] چمن [illegible] * چون شد [illegible]

بیتاب * درین ہوا بدن من چو بید لرزان ست * [illegible] ضعف [illegible] ست و گر [illegible] سحر [illegible] نسیم رسید

بگوش * کہ ای کشتی [illegible] جناب رسالت [illegible] کہ ہست [illegible]

این شعر [illegible] شدہ و منت [illegible] * ملا علی حسن ال محمد شعار یحیی نام * چو دو

کمال شرح صاحب القاب * ملا [illegible] اگرچہ [illegible] سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین وفات پائی اوسکا باپ ملا فضل اللہ

ایک معزز آدمی تھے یہ قطعہ اونکی تصنیف ہے ۵ فضلی چو غنچہ خلعت ہستی بخود مپیچ * بر چہرہ چین مفگن و

دامن مچین بکش * چون گل شگفتہ باش و بچہ سود از غم جہان * آزاد باش و منت این چرخ دون مکش * محققی

حصاری یہ ایک طالب علم تھا دہلی کے مدرسہ مین رہتا تھا پھر اکبر نے اوسکو سرہند کا قاضی کردیا وہین اوسکا

انتقال ہوگیا ولہ یافتم زرگذری جای کف پایش را * چون نہ عالم رخ خود یافتہ ام جایش را * ولہ بفکر موے

میانت دل کسان گم شد * دل شکستہ ما ہم دران میان گم شد * موسوی مشہدی نسب اوسکا

تخلص سے معلوم ہوتا ہے صاحب طبع تھا ولہ ترا پنہان نظر سوی من زار ست میدانم * تغافل کردنت از

بیم اغیار ست میدانم * ولہ چشم او بیکشم زار بغمزہ مودہ او * بینا بہ نگاہ غضب آلودہ او * خواجہ معظم

یہ اکبر کا ماموں تھا شیخ جام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھا اوسکے مزاج مین ایک عجب طرح کا خبط اور جنون تھا

چنانچہ اوسنے بیوجہ اپنی بی بی کو قتل کرڈالا اوسیکے قصاص مین سنہ ۹۷۱ نو سو اکہتر مین قتل ہوا یہ حال مذکور

ہوچکا ہے اوسکی یہ تاریخ ہے ۵ خواجہ اعظم معظم نام * کہ ازو بود در ہراز یورہ زن خود را بکشت و کشت اورا *

از غضب شد جلال دین اکبر * سال فوتش ازو چو پرسیدم * در زبان گفت آن خجستہ سیر * بی بی خ آن

کہ میں نے بھی اس زمین میں ایک شعر کہا تھا ❊ آزار خلق خواست کند چرخ را بجرم ❊ بدخوئی ستمگر ما را بہانہ ساخت ❊ ملک قمی ❊ سکو ملک الکلام کہتے ہیں وضع کی درویشانہ تھی دکن میں رہتا تھا ہر وقت روتا رہتا تھا جب دکن میں غدر ہوا تو وہ بھی اوسی سفر میں مارا گیا وقت شمشیر شہادت نشست گرد اختلاف ❊ گر بتر سیاہ و مسلمان گشت ❊ [illegible] ❊ ولہ [illegible] ❊ [illegible] عشق نیست یار و عشق [illegible] نیستی کہ [illegible] ❊ ولہ [illegible] است نرگست را آب [illegible] کہ از نگاہ تو بوی ستم می آید ❊ ولہ [illegible] ملک تیغ [illegible] ❊ [illegible] بر خانہ قاتل برود ❊ ولہ خرامہای خیال من از خیرہ وصل ❊ چنان [illegible] کہ چشم [illegible] می آید ❊ ولہ [illegible] عافیت چون بر ملک گستاخ می آید ❊ [illegible] زین کن خویش را بر قلب لشکر زن ❊ ولہ [illegible] وفادار کسی ❊ چشم [illegible] گوش [illegible] کسی ❊ [illegible] این عافیت نقصان [illegible] ❊ [illegible] کسی ❊ [illegible]

[illegible] اوسکے بھی [illegible] اور [illegible] اوسکے دیوان [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] سلیم [illegible] مقامات ❊ [illegible] سب شعروں میں ایک شعر [illegible] اچھا [illegible] نوکری ملازمت میں رہا ولہ [illegible] باست میگوئی ❊ [illegible] میگوئی ❊ اس زمین میں اور بہت شاعروں نے بھی فکر کی ہے چنانچہ [illegible] اوسکے [illegible] بعالم [illegible] خواست میگوئی ❊ [illegible] می آید از بالا [illegible] میگوئی ❊ [illegible] خواست [illegible] باست قامتی داری [illegible] میگوئی ❊ ولہ شعلہ شمع ست گاہی رنگ در فانوس حال ❊ با نگہ یکرنگ بزن آن لالہ جا کرد از شمال ❊ ولہ چون گشت تمام شرح دردش ❊ از قطرہ اشک مہر کردش ❊ ملا مقصود قزوینی بھی ایک عمدہ شاعر تھا صاحب دیوان ہے ولہ در عالم وفا سگ کوی تو رام ماست ❊ اقبال رام گشتہ ہم بکام ماست ❊ عشاق را تمام نظر بر جمال تست ❊ ای شاہ حسن روی تو ماہ تمام ماست ❊ ولہ

تین سو یا چار سو شعر تھے ایک شب مین درست کر دیا اور صبح کو بیرام خان کیخدمت مین پیش کیا اور بہت سا صلہ
پایا یہ ایک شعر اوسمین سے ہے ؎ ز فر فقیرش فلک گشت کر + ملک شد سراسیمه زان کر و فر + یہ مطلع اوسکا بہت
مشہور ہے ؎ ہمیشه ما ز فراق تو بی سر و پاییم + ترا کسیکه بخاطر نمیرسد ماییم + وله خط گرد ماه عارض آن سیمبر نگر +
ہر دو نشان فتنهٔ دور قمر نگر + بر روی ماه سلسلهٔ عنبرین ببین + جعد بنفشه بر رخ گلبرگ تر نگر + بین چشم
سحر بین و مژهٔ ناوک افگنش + در رہگذار عشق خطر در خطر نگر + مصنف صاحب لکھتے ہین ع اخیر شعر کسیقدر
عمده ہے باقی بس + مدامی ہمدانی ہندوستان مین حیدری کے نام سے مشہور ہے اوسنے بہت عمده عمده
قصیده خان کلان کی تعریف مین لکھے تھے بدمزاجی کے سبب ہر شخص سے لڑتا تھا اسیوجہ سے ہمیشه آزار
پاتا تھا یہ شعر اوسکی تصنیف ہین ؎ نمیدانست مجنون عاشقی رسوای عالم شد + منم رسوای عشق و عاشقی بر من
مسلم شد + ؎ در نظر آید ہلال عید مانند کلید + تا کشاید قفل از میخانه ساقی شام عید + وله شد عیان از پرده دیگر شاہد
خضر انتساب + خنده زد چون صبح غنچه گشت ظاہر آفتاب + وله راست بر سینه از تیغ دلبر + الفها چو بر صفحه خطہاے
سطر + مقیمی سبزواری خان اعظم کے سلسله مین تھا طبیعت اوسکی بلند تھی گجرات کی فتح کے بعد اپنے ملک کو
چلا گیا وله خوش آنکه چون شمار سگ خویشتن کند + ہر چند در شماریم یاد من کند + وله عاشقانیم و سر کوی بلا
ماوای ماست + عالمی پر فتنه و آشوب از غوغای ماست + ہر کجا اندوه و محنت بیش آنجا ساکنیم + ہر کجا آشوب و غم
بسیار آنجا جای ماست + با چنین بدحالی کامروز داریم از غمش + مرگ میخواہد انکو در غم فردای ماست + در بیابان
غمش سرگشته ایم و سایه است + آن سیه بختیکه در روز چنین ہمپای ماست + مقیم از ناز گفتی نیست پروای کسم ہم
آری آری کی باین خوبی ترا پروای ماست + یہ قاضی ابوالمعالی کا بیٹا ہے بواسیر کی بیماری مین لاہور مین مرگیا شیخ سعدی کا
جو یہ شعر مشہور ہے ؎ کافران از بت بیجان چه تمتع دارند + باری آن بت بپرستید که جانی دارد + اسکے مقابله مین اوسنے
یون کہا تھا ؎ مرده حسرت برد آن دم که بری دست بتیغ + کین عطا روزی آن است که جانی دارد + محوی ہندوستان مین
نو وارد تھا خانخانان ولد بیرم خان کے زمانه مین تھا اور زیارت مکہ سے بھی مشرف ہوا تھا ایک رباعی اوسکی یہ ہے رباعی
تا زلف بروی ہمچو مه خواہد بود + تا خط شه حسن را سپه خواہد بود + گر خانه ز خشت آفتابم سازند + روز من بیچاره سیه
خواہد بود + وله من جان و دل حزین نمیدانستم + من گریهٔ آتشین نمیدانستم + فی نام من گذاشتی و نه نشان +
ای عشق ترا چنین نمیدانستم + ایضاً محوی که ز کوی عقل بیرون می گشت + آواره تر از ہزار مجنون می گشت +
دور از تو ز دور دیدم آن گم شده را + در بادیه که باد در خون می گشت + مظہری کشمیری یہ صاحب دیوان ہے

بت جہان افروز * گشت آخر شہادہ تم آکبر * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شاید یہ تاریخ میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ
کی تصنیف ہو جو انتخاب نظم کا ایک [illegible] اول [illegible] ای خوان پیش تو ای جان گفتن مجھکو تھی دارم از بیم دو
گمان کشتن * یہ مطلع میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کے مطلع کے مقابلہ مین تھا کہ تا شنیدیم کہ تو ان لعل تر را
بسکہ گفتن [illegible] شیخ [illegible] والے کا بیٹا جو ہفت قلم تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ [illegible] کے زمانہ مین [illegible] لاہور مین دیکھا تھا اوسکا بیٹا بھی
ایک جوان قابل تھا [illegible] اور [illegible] مہارت تھی شطرنج صغیر اور کبیر خوب کھیلتا تھا ولہ رباعیہ سود
از گلہای رنگ رنگ بہار * چو بیت [illegible] ہیچ رنگ قرار * گواہ [illegible] مند مجروح وند * سرشک سرخ و رخ زرد
و دیدہ بیدار * ولہ ای یافتہ از عارض تو مہتاب تاب * وی سوختہ از رشک جمال تو آفتاب * ولہ بر ناوک تو
ای مہ ابرو کمان ما * چون [illegible] گرفتہ [illegible] خوان ما * تیری کہ بر دل آن مہ ابرو کمان زدہ * مرہم نہادہ بر سر داغ
نہان ما * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہندوستانی آدمی سے اسقدر طبیعت کی موزونی بھی بہت ہے
شیخ [illegible] آدمی تھا [illegible] اوسکا [illegible] تھا مگر مشہور تھا ہندوستان مین اکبر بادشاہی
خطاب [illegible] اشرف خان کا شاگرد تھا [illegible] جب قلعہ سورت کا محاصرہ ہوا تھا تو اوسنے اوس معرکہ
مین [illegible] اشرف خان نے ایک مصرعہ اوسکی تاریخ مین نکالا سے میر علاء الدولہ نے
قطعہ پورا کیا ہے محمد یوسف آن مصلحت [illegible] از دیدہ [illegible] تاریخ او گفت عزیزی
کہ [illegible] یوسف [illegible] غزل محمد یوسف نے لکھی تھی غزل [illegible] آنکہ جای میخانہ ساختہ *
دریای [illegible] ساغر و پیمانہ ساختہ * آن کس کہ داد شیوہ مستی بچشم یار * مستم از ان دو نرگس مستانہ ساختہ *
[illegible] نیافت چند * منزل [illegible] گوشہ ویرانہ ساختہ * گفتم [illegible] گفتہ * در ریگذار
سیل [illegible] خانہ ساختہ * [illegible] تو کردہ شانہ پریشان شگفتہ شاد * دستیکہ [illegible] زلف تو آن شانہ ساختہ * ولہ
[illegible] آرام بنا کام گرفتیم * ناکام ہجران تو آرام گرفتیم * منظری سمرقندی یہ ایک شاعر خوش گوی
تھا بیرم خان کے پاس رہتا تھا اور اوسنے ہندوستان کے بادشاہون کا حال شاہنامہ کے طور پر
لکھا تھا اور اوسکو پورا کر دیا تھا جب وہ بیرم خان کے سامنے پیش کیا تو سکندر سور کی لڑائی کے قصہ مین
محمد حسین خان کی شجاعت کا ذکر تھا بیرم خان نے اصل واقعہ مین بہت سا کلام کیا اور سارا
واقعہ اول سے آخر تک اوس سے بیان کیا منظری نے اوسکے مطابق اوس سارے بیان کو [illegible] مین

سرگردان + ازان لیلی وش مشکین شمائل داشتم دارم + اگر از گریه شد تاریک چشم من خیالت را + بدان صورت که در آئینهٔ دل داشتم دارم + بگیر ای آشنا دستم که از آب دیده عمری شد + بوادی جنون پائی که در گل داشتم دارم + نویدی مرغ دل را که خدنگ غمزه اش عمری + بخاک و خون چو مرغ نیم بسمل داشتم دارم + وله ساخت سودای سر زلف تو بیتاب مرا + جانم آمد بلب از هجر تو دریاب مرا + بیقراری سر زلف تو بیک چشم زدن + نگذارد شب هجران تو در خواب مرا + آورم تاب جفایت همه عمر ولی + اینکه با غیر نشینی نبود تاب مرا + دارم از گریه نگه سر کوی خود را + کز سر کوی تو ترسم که برد آب مرا + گشت تا جمع نویدی دل من با غم تو + رفت از باد پریشانی اسباب مرا + وله گر زار بمیرم ز غم و همدم خویش + با غیر شکایت نکنم از الم خویش + از بیخودی عشق اگر پیش تو ظاهر + نکردم غم دل رگ زبان کرم خویش + میخواست نویدی غم دل پیش تو گوید + چون دید رخت کرد فراموش غم خویش + وله تا خدنگت از دل افگار مے آید برون + جان غم فرسود من صد بار مے آید برون + ناوک دلدوز او در سینهٔ افگار من + جا گرفت آسان و لے دشواری آید برون + بر سر کویش من بیچاره از بی طاقتی + میروم صد بار تا یکبار می آید برون + ای نویدی از درون خرقهٔ پشمینه ات + گر مسلمانی چرا زنار مے آید برون + وله نه فکر آخرت داری نه دنیا + نمیدانم نویدی در چه کاری + **ثنائی** یه تخلص مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی مهرکن دهلوی کا ہے فاضل صوفی مشرب تھا بڑے شاہزادہ کا اوستاد تھا مہرکنی مین دونون باپ بیٹے اوستاد تھے خصوصاً مولانا علی احمد کا کوئی ثانی تھا عراق اور خراسان اور ماوراء النهر تک کے لوگ تیمناً اور تبرکاً مہرین اون سے کندہ کراتے تھے جمیع فضائل علمی اور کمالات انسانی سے موصوف تھا مگر اس پیشہ کے سبب سے اوسکے سارے کمالات چھپے ہوئے تھے ہر طرح کا خط بہت اچھی طرح لکھتا تھا انشا اور املا مین بے نظیر تھا کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابتدا سے مجکو اوس سے ایک طرح کی خصوصیت تھی اسی سبب سے اگر مین اوسکا کلام بہت سا نقل کرون تو کچھ مضائقہ نہین ۵ تر تا سبزهٔ خط بر لب جان بخش پیدا شد + مسیحا بود تنها خضر همراه مسیحا شد + وله محتسب دی خم شکست و آب آتشناک ریخت + خاک من بر باد داد و خون من بر خاک ریخت + وله باد از یار خبر بر دل ناشاد آورد + اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد + وله مرا هر شب چو در زندان خواب گیرد چشم تر گردد + دلم را با غمت بیدار بیند باز بر گردد + اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی اس زمین مین ایک شعر لکھا ہے ۵ بصد امید قاصد میفرستم سوی آن بدخو + معاذ الله از آن ساعت که او نومید بر گردد + وسنه تا سینه از خدنگ جفای تو خسته ایم + مرهم نمانده ایم و جراحت بسته ایم + جس زمانه مین گجرات کی فتح واقع ہوئی تھی تو اوسنے

اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اپنے وطن مین کسی خدمت پر متعین ہے یہ اشعار اوسکے شعر گوئی کا نمونہ ہین
؎ اقبال حسن کار ترا پیش می برد + ورنہ صلاح کار ندانستہ کہ چیست + اس مین یہ مطلع کسی استاد کا ہے ؎
تو عہد استوار ندانستہ کہ چیست + بودن بیک قرار ندانستہ کہ چیست + ولہ فدای آیینہ گردم کہ دلستان مرا +
درون خانہ بگلگشت بوستان دارد + ولہ مظہر بجہان چو بی نصیبان مباش + وز گل بنوای عندلیبان
مباش + با دیدنی از خوبی عالم میانہ + مہمان نظارہ چون غریبان مباش + **شیخ محمد دہلوی** جمیع
فضائل اوسکی ذات مین موجود تھے حسب اور نسب مین عالی تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اوسکا مرتبہ
اس سے بلند ہے کہ شاعری اوسکے لیے صفت قرار پاوے مگر چونکہ کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا اسلیے ایک
مطلع لکھا جاتا ہے ؎ اگر بروز غم صبر اختیار کنم + چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم + **نویدی تربتی** صاحب دیوان ہے
کچک بیگ بیرم خان کے بخشی کی ہجو مین اوسنے ایک ترجیعبند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین **ولہ** ای بدوران شریف
تو مباہی ایام + خان بن خان سرو سر خیل سلاطین بیرام + عاجز از وادی فہم تو سمند ادراک + قاصر از قصر جلال
تو کمند اوہام + سخنے ہست مرا شرح کنم بر نواب + مشکلے ہست مرا عرض کنم بر خدام + دادہ منصب بخشیگری
عالی را + بہ کچک بیگ سبب چیست ایا فخر انام + نیستی واقفی از افعال ذمیمش گویا + گرچہ تحقیق خدم فرض بود
بہ حکام + امردی بود خود آرای و لوندی سیکش + پسری بود بزر مائل و نرم و خود کام + کار او نوکری خواجہ
امیر بیگ وزیر + عامل سلسلہ حضرت میرزا بہرام + چیزہای دگر از وی بر ہمی معلوم ست + دارم از حضرت خان ہمہ را
کہ سازم اعلام + قصہ کوتاہ بہ قصہ روم القصہ + قصہ خوانی کنم احوالات آن بی اندام + ہر کجا بود چنان بود
در اطوار سلوک + کہ بر و آمدہ نفرین ز خواص از عام + ایکہ بہتر ز پلشتت ز خدا میخواہند + ہمہ سگان سماوات
چہ در صبح و چہ شام + تب و قولنج و بواسیر و دق و استسقا + حصبہ کرم و کدو دانہ و صرع و سرسام + زار و بیمار چو
از پای در آئی بعلاج + بنویسند غذای تو حکیمان تمام + قی میمون و گُہ سگ بچہ دہ روزہ + آلت خر بن دم گربہ و
سرگین حمام + ای خوش آندم کہ شود قبض ز قولنج بوی + نسخہ حقنہ نویسند اطبای عظام + دست خر پای شتر شاخ بز
و گردن قاز + کلہ خرس و سر استر و دندان گراز + یہ ایک نثر کا فقرہ بھی اوسی ہجو مین شامل ہے نثر روزی بر نمد تکیہ کہنہ
واماندہ نشستہ در سر دیوان من گفت کہ ای سگ در برابر من گُہ میخوری گفتم روا باشد کدام سگ در برابر شما گُہ تواند خورد
یہ چند شعر دیوان نویدی کے لکھے جاتے ہین مگر یہ نہین معلوم کہ یہی نویدی ہے یا کوئی اور ہے **اشعار**
خدنگ لطف را کہ عمری جای در دل داشتم دارم + نہان آرزوی کز تو حاصل داشتم دارم + ہمان قیدیکہ در اول پی [illegible]

در سخنم نادرهٔ روزگار ؛ اهل سخن را منم آموزگار ؛ هر نفسم برده ز جادو شکیب ؛ هر سخنم سحر ملائک فریب ؛ شعر [illegible]
عالم اقلیم معانی منم ؛ جوهری سلک سخندانیم ؛ صیرفی نقد سخن رانیم ؛ این منم امروز درین داوری ؛ شعلهٔ آتش زبان [illegible]
دعوی ایجاد معانی مکن ؛ شمع صفت چرب زبانی مکن ؛ شعله سر رشته گهرهای پاک ؛ لاف مزن نیست [illegible] ؛ طبع تو هر چند [illegible]
یک سخن تازه نشد گوش زد ؛ آنچه تو گفتی دگران گفته اند ؛ در که تو سفتی دگران سفته اند ؛ خانه که از نظم بیار استی ؛ آب و گل خشت از دگران خواستی
سقف منقش که درین خانه بست ؛ رنگ وی از خامهٔ بیگانه رست ؛ طبع تو از روش باغبان ؛ ساخته باغی ز نهال کسان ؛ سبزهٔ آن باغ ز راغ دگر
هر گل رعناش ز باغ دگر ؛ غنچهٔ آن باغ روان پرورست ؛ لیک ز خون جگر دیگرست ؛ بید که بی میوه سری برکشید ؛ [illegible]
تازگی این نه ز باران تست ؛ از خوی پیشانی یاران تست ؛ چند پی نقد کسان سوختن ؛ چشم بمال دگران دوختن ؛ جمع مکن [illegible]
کیسه مکن پر ز زر دیگران ؛ شربت بیگانه فراموش کن ؛ آب ز سر چشمهٔ خود نوش کن ؛ خضر [illegible] آب حیات تو [illegible] ؛ [illegible] شاخ نبات [illegible]
نخل صفت بر فلک [illegible] ؛ میوهٔ [illegible] نمی آوری ؛ [illegible]
[illegible] سخن [illegible] ؛ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سخن [illegible]
[illegible] سخن [illegible] اهل سخن [illegible] ؛ [illegible] عیب [illegible]
[illegible] شعر [illegible] عیب تو [illegible]
[illegible] عیب [illegible] ؛ [illegible] عیب تو [illegible]
وانچه عیب تو گشاید [illegible] ؛ اور مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ حسن زمانہ میں یہ چند شعرا کے تذکرہ کے لکھے تھے اونے [illegible]
بنام میرے بھیجے تھے جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے ؛ رقعہ جواہر معادن افتقار و خاکساری لآلی بحار انکسار و بیقراری که جوهر
کارخانهٔ شوق و دریانوردان کارنامهٔ ذوق بزلال اخلاص شسته برشتهٔ نیاز کشیده اند نثار قدوم مسرت لزوم آن
یگانهٔ روزگار و آیهٔ رحمت پروردگار که دل غیب دانش جام جهان نمای پیش بینان حقیقت ست و آئینهٔ ضمیر [illegible]
اصطرلاب رصد بندان طریقت ست گردانیده بعرض باریافتگان مجلس بهشت آئین محفل ملائک نشین [illegible]
معتقد بعزت الله تبارک و تعالی که بهمین توجه آن عدیم المثل معدوم النظیر [illegible] وقت این افتاده که خبر اتفاق [illegible]

ایک سکہ حضرت اعلی کے نام کا کندہ کرایا تھا اور اوسمین یہ دو شعر لکھے تھے ؎ خسروا سکہ گجرات بنام تو زدند + ملک را سایۂ عدل تو مبارک بادا + ای خوش آن دم کہ چو تاریخ وی از من پرسی + گویمت سکہ گجرات مبارک بادا + و لہ کار بانجام رسید و یار نیامد + جان گران مایہ بہیچ کار نیامد + ولہ مارا دل مجروح و بتارا نمکین لب + تا روز اجل نشدن این ریش نباشد + ولہ صورت و معنی نگر و جمع در سر بادشاہ + بادشاہ صورت و معنی ست اکبر بادشاہ + آن شہنشاہی کہ می افتد بروز بار او + از نہیب چوب دربان بادشہ بر بادشاہ + ولہ ز سنگ حادثہ دل اشکند بسینۂ ما + کہ ساختند ز الماس آبگینۂ ما + مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین اکبر کا لشکر کشمیر کو جاتا تھا تو مین رخصت لیکر بساور گیا وہان اوسنے اپنے یہ اشعار لکھکر مجکو بھیجے تھے ؎ مرا ورا زتو ای ماہ دل افروز + نہ شب خوابست و نی آرام در روز + ولہ چکیدہ اشک گلگونم برخسار + شگفتہ لالہ اندر زعفران زار + ولہ زخون دیدہ شد آلودہ مژگان + کشیدہ سر زدریا شاخ مرجان + ولہ زہجرت دمبدم خون در دل من + نشستہ چون صراحی تا بگردن + ولہ بسوزد ہر نفس از آتش غم + علم بیرون زند از سینہ ہر دم + ولہ کنون چشم بخون دل ستیزد + بجای قطرہ آتش پارہ ریزد + ولہ نہ مژگان ست گرد دیدۂ من + بسینہ شد آتش دل گرد روزبان + ولہ ملک خویا مرا زین بیش ناشاد + کزو جان عزیزان رفتہ برباد + ولہ چنان ضعف تن و دل گشتہ حاصل + کہ نی از تن خبر دارم نہ از دل + ولہ تنی از محنت تب بی حضوری ولی در وی چو آتش در تنوری + قصیدہ فخریہ شیخ فیضی کے جواب مین جسکا مطلع یہ ہے ؎ شکر خدا کہ عشق بتان ست رہبرم + در ملت برہمن و بر دین آذرم + اوسنے قصیدہ لکھا تھا چند شعر اوسکے قصیدہ کے یہ ہین ؎ شکر خدا کہ پیرو دین پیمبرم + حب رسول و آل رسول ست رہبرم + بیزارم از برہمن و ناقوس و اہرمن + منکر ز دین راہب و قسیس و آذرم + قائل بروز حشر و قیام قیامتم + امیدوار جنت و حور و کوثرم + حاسد بسوی من بحقارت نظر مکن + چون نیستی خلیل منہ پایہ آذرم + زیر نگین من شدہ روی زمین تمام + من چون نگین بدور گریبان سر اندرم + از شرق تا بغرب فضیلت مسلم + وز قطب تا بقطب بہر خطہ محرم + سطح محدب فلک فضل خصم را ہرگز مماس نیست بسطح مقعرم + گرد زمین چو نقطۂ موہوم ساکنم + لیکن مدار گردش چرخ مدورم + دست قضا کشیدہ بپرکار روزگار + افلاک ہفت دائرہ بر گرد دفترم + ہر چند کم ز نقطۂ ذرہ وضع مرکزم + از خط مستدیر معدل فزون ترم + گر خصم صد ہزار کند سحر سامری + چون اثر در کلیم بیکدم فرو برم + فی النعت خاتم ختم تو شکستہ نگینہای قدیم + طرح نقش تازہ و نو در نشان انداختہ + ایک شاعر کے مقابلہ مین اوسنے یہ مثنوی لکھی تھی مثنوی ؎ چند زنی لاف کہ در شاعری + ساحرم سامرم سامری + ہر نفسم معجزۂ عیسویست + شعلۂ نور شجر موسویست +

ملک را نسبت با او این حال باشد پیداست که نوع انسانی سیما فرد واحد را چه پایه که در آن صحبت ربانی اندرو ه
خود را از قید آن زندان خلاص تواند ساخت مگر مرشدی کامل و هادی مکمل که بانواع تائیدات ربانی و بانواع
الهامات یزدانی آراسته باشد بزور بازوی تقویت الٰهی و بپامردی مجاهدات و مکاشفات غیر متناهی دست زدنها
ازین مهلکهٔ عظمیٰ و مخمصهٔ کبریٰ آن شخص را تواند برآورد و الحق درین زمانه عارف صاحب کمالی که بصفات
مذکوره متجلّی و متحلّی باشد سوای ذات خجسته صفات ملکی ملکات قدسی آیات آن یگانهٔ روزگار که بعنایت حضرت
پروردگار عز شانه کسی موجود نیست امید که این نامراد پابند قید جسم و صور را که یکی ازان افراد است که از انواع
انسانی بیرون نیست بتوجه عالی از جمیع قیود که مخالف سنن نبوی و قسیم دین مصطفوی علیه افضل الصلوات
واکمل التحیات ست برآورده گاهی بوقت حضور بدعای مرادات ظاهری و باطنی و سعادات صوری و معنوی و
مطلوبات کونی و الهی یاد آورند که وسیلهٔ وصول الی الله و حبل المتین دین مبین حق غیر این نمیتواند بود و امید واثق است
که حق سبحانه تعالی ایشانرا با جمیع فرزندان گرامی و مخلصان نامی از جمیع مکاره دوران و مکاید زمان محفوظ و
مصون داشته بر سر محبان حقیقی و معتقدان تحقیقی نگهدارد بمنّه و کماله کرمه ۔ ناصحی یہ تخلص
جمال خان ولد میان منگن خان بدایونی کا ہے چنانچہ ذکر اوسکا پہلے بھی ہو چکا ہے ۔ ایک جوان نہایت خلیق تھا
یہ شعر اوسکا ہے ۔ بشنو این نکتهٔ سنجیده ز پرورده عشق * که بر از زندگی عشق بود مرده عشق * کسی نے زخم سینہ کا یہ مطلع
زده * بندگی درهم ازین عشق که کاری زده * خان کلان کا بیٹا یہ مطلع سناتا تھا ۔ جوانی خاص عمر صفاوانی
گذشت * اوسکے تتبع میں اوسنے کہا تھا یہ سلیمانی که خود را کمتر از موری ندیدم * تا قبیح برداشت
و آن سلیمانی گذشت * نہانی یہ ایک بڑھیا آگرہ میں رہتی تھی یہ مطلع اوسکا ہے * درد غم شب از
بی آرام پیدا کرده ام * درد مند بہا درین ایام پیدا کرده ام * ہر چند شاعروں نے فکر کی مگر اسکی مقابلہ کا
مطلع نہ لکھ سکے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اوسکا بیٹا جعفر نام ایک جوان قابل ہے اور کشمیر میں احدی ہے
اور میر بحری کی خدمت اوس سے متعلق ہے نجاتی گیلانی ہندوستان میں آیا اور یہیں اوسکا انتقال
ہو گیا شعر اور معمّا میں کامل تھا ولہ ای دلم دور از تو در آتش دو دیده خون فشان * بیتوام در آب و آتش
آشکارا و نہان * معمّا باسم ابل ہے حل نشد از دل تو مشکل ما * از دلت وه که آب شد دل ما * *
ملا نویدی یہ نیا نیا خانخانان کی خدمت میں آیا تھا ولہ قطعہ که نامهٔ جرم شراب خواره نوشت * نویدِ عفو
خداوند بر کناره نوشت * نوعی اپنے آپ کو حضرت شیخ حاجی محمد خبوشانی رحمۃ الله علیہ کی اولاد میں بتلاتا تھا

جمع سازد و آفرین باد برین احسان که بیاکرده اند و چون یکی از انشاء نثر و هم از مثنوی و غیره برای خادم هیچ سید
نیمکاره شده است انشاء الله تعالی فردا یکجا بسیار و عجالة الوقت آن چند بیت مثنوی که ع
ما هم هم سامری هم سامری هم در مطالعه است فرستاده شد اصلاح فرمایند آنچه قابل نوشتن باشد جدا سازند و سلامت
باشند+ اور ایک رقعہ اوسنے اکبر اور اوسکے ابا اور اجداد کی ستون کے باب مین لکھا تھا جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے نقل رقعہ

یا سابق سبوح وفائق الفضائل فی مضائق مجامع الاماجد والافاضل ویا رامی سهام الفواضل
من قسی الکمالات الی کرات قلوب العالی والاسافل ویا قارع کتائب المنکرین لسیوف النسواهد اللوامعة
ویا فاتح ابواب مغلقات الحقائق بمفاتیح الحجج القواطع کیف حالک فی هذه الزمان التی کل یوم منها
یئس اهل الفطانة من فحوی یوم یفر المرء من اخیه الی قوله ابیه لان مطمح همم اهلها عیوب غیرهم
فلما کان اخوان هذه الزمان جواسیس العیوب فویل لغیرهم فلما الا انهم لا ینظرون لعیوب نفسهم
وهذا من قساوة قلوبهم وقصور سمعهم وفتور ابصارهم ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة
فکیف یعلمون احوالهم لاسیما احوال الاخوان و هم معذرون فدعهم فی هذه الضلالة واخبرنی من
احوال نفسک التی هی ملکیة الطباع قدسیة و صفات شمسیة النعات لم تزل منیرا مغرورة بلا استغنا ذات
الموهبة والکسبیة مدرکة حقائق الکونیة ولا لهیة مواهب الکمالات الانفسیة والافاقیة
حفظها الله تعالی عن جمیع الافات الجسمانیة والبلیات الروحانیة حفظا دائما تاما کاملا
ما جلس علی ذیل کماله شیء من النقصان و کان استغالی من اول ذی الحجة الی آخر ربیع الاول بحر
السلطان العادل وخلیفة الکامل و نقش فیه اسمه العالی واسماء اجداده المتعالیة الی تیمور
صاحب القران و الفص وسیع مدور مشتمل علی ثمان دوائر دائرة فی وسطه والباقیة فی اطرافها

یہ ایک رقعہ اوسنے شیخ یعقوب کشمیری کو لاہور سے بھیجا تھا نقل رقعہ شعر للبس الفواد بحل شوقک وحده
کل الجوارح فی هواک فواد + چند نالم از دست شیون نیرنجات این پیر عزائم خوان کری مرقع پوش بلند کلیسیا که
تمام کون وفساد را از ماهی تا ماه بزور افسون پری وار در شیشه نیلی در آورده بند کرده و سر آن شیشه را بموم شمع
ماه گرفته بچندین هزار خاتم افروخته مختوم ساخته نه یارای آنکه از درون آن پای گریز بیرون توان نهاد و نه
امید اینکه از بیرون دست فریادرسی بدو تواند رسید بیت فریاد بسی کردم و فریادرسی نیست + گویا که
درین گنبد فیروزه کسی نیست + لاجرم در بند ابدی گرفتار ماند سر بر آستانه ارادت نهاده و هرگاه کل یلک و

کوئی مرشد ضرور چاہیے آپ بھی کسی سے بیعت کر کے تلقین اور اجازت حاصل کیجیے میں نے جواب دیا کہ بالفعل تو بہت
مرشد میرے موجود ہیں اور مرشد کی کیا ضرورت ہے جب میں اپنے وطن سے چلکر دار الخلافت کو متوجہ ہوا تھا تو
اسقدر ہوا وہوس جوانی کی سر میں تھی کہ منصب ہزاری اور دو ہزاری کو قبول کرنے کو جی نہ چاہتا تھا جب دربار میں
پہونچا تو یہاں کے چوبداروں کے ڈنڈے کھائے اور بڑی ذلتیں اوٹھائیں تب مشکل سے منصب بیستی نصیب ہوا وہ
سارے خیالات دور ہو گئے اور اپنی حقیقت خوب معلوم ہو گئی مرشد کی تعلیم کا نتیجہ اور اس سے زیادہ کیا ہوتا دوسرا
مرشد میر ابو الغیث بخاری ہے کہ مرتبہ میں بدرجہا مجھسے بڑھا ہوا ہے جبتک مجھکو اوس سے آشنائی نہ تھی تب تک
میرا یہ حال تھا کہ جس روز میرے گھوڑوں کو گھاس دانہ نملتا تھا تو اسقدر مجھکو رنج ہوتا تھا کہ کسی سے بات کہنے کو جی نہ چاہتا تھا
جبسے میر ابو الغیث سے ملاقات ہوئی تو اونکا یہ حال دیکھا کہ کبھی کبھی تین چار روز تک اونکے طویلہ میں گھاس دانہ کا نام
نہ آتا تھا اور نہ مطبخ گرم ہوتا تھا اسپر بھی وہ ہنسی خوشی کشادہ پیشانی رہتے تھے کچھ رنج کا اثر چہرہ سے ظاہر نہیں ہوتا تھا
تب میں نے بھی اپنے دلکو تسلی دی کہ جب اس شخص کا یہ حال ہے تو میرا مرتبہ تو اوسکے عشر عشیر بھی نہیں پھر میں
کیوں بیفائدہ رنج کرتا ہوں تیسرا مرشد وہ کنیزک ہے جو حضرت بادشاہ نے عنایت فرمائی جب کچھ خطرہ شیطانی اور
ہوای نفسانی کا دل میں اثر ہوتا ہے اوس سے صحبت کر کے اپنی خواہش رفع کر لیتا ہوں اور وہ شورش دور
ہو جاتی ہے مرشد کا کام بھی یہی ہے کہ امور ناشایستہ سے کسیکو باز رکھے میر نے طالبعلمی میں بہت کوشش کی تھی
اور شعر اور معما میں نہایت مہارت پیدا کی تھی ایک دیوان اور ایک مثنوی یوسف زلیخا کی بحر میں اونکی تصنیف ہے

چہ خوش ست آنکہ از خود روم تو حال پرسی * بتو شرح حال گویم بزبان بی زبانی * * چنان گریہ من دیدہ نہان
ز دلسیم * پیداست کہ این گریہ من بی اثری نیست * * در عشق لطیفہ ایست کہ عشاق خستہ را * ذوقیست در
فراق کہ اندر وصال نیست * وله داد پیغام بقاصد دہن خندہ کنان * ظاہر ست از سخن او اثر خندہ ہنوز *

اور مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اونسے ایک قصیدہ منقبت احمد آباد سے اٹک میں مجھکو بھیجا تھا قصیدہ

راحتیکہ بود بر دلم از عشق در ازل * از دولت فراق تو بادرد شد بدل * طوفان آتشیکہ دل از درد بر کشید * افگندہ در مزاج زمین و زمان خلل *
یاد غم تو میدہدم چاشنی درد * طعم فراق میدہدم لذت اجل * خوش آنکہ در طریق محبت قدم نہاد * چون شوق بی ملاحظہ عشق بی حیل *
دیدی اربکار گہ صنع بنگری * ہم صنع در معاملہ ہم عشق در عمل * بیتابیم ز عشق بدیوانگی کشید * آخر شدم من از تو بدیوانگی مثل *
وز تاب گرم بسکہ زدل تخم فگند * ایام سر بسر ہمہ در آتشین وحل * عشقت سرا ز عقدہ غم پیشم افگند * ناکردہ یک دقیقہ بہجران ہنوز حل *
ہم مرگ میدہدم نشاہ فراق * ہم ذوق وصل میدہدم شوق از ازل * ناگشتہ حشر روز قیامت شود پدید * زین آتشیکہ از جگرم گشت مشتعل *

مگر اوسکے اعمال اس دعوی کی تکذیب کرتے تھے طبیعت اوسکی نہایت شوخ تھی چھوٹے شاہزادہ کیخدمت مین رہتا تھا۔ نوعی سبو کش سہم و بعد مرونم * خورشید وار آبلہ ام جوش میزند * غم نوعی نہ ز بیماری دل والم ہست * غم از انست کہ در ہمہ صحرا گنجائی نیست * ولہ باز شو تم رہی گرفتہ بہ پیش * کہ دران راہ خضر رہ گل صحرائش خار نشترگان ست * سنگ آن راہ کاسہائی سر ست * نیازی بخارا کا رہنے والا ہے نہایت بدمست آدمی تھا فن شعر اور عروض اور معما اور تاریخ مین کامل تھا اول ہی مرتبہ جو ہمایون کی مجلس مین آیا تو اوسنے اول اولٹا پانوں مجلس مین رکھا چونکہ ہمایون اس قسم کے آداب کا بہت مقید تھا اسلیے اوسنے حکم دیا کہ اسکو دوبارہ لوٹا کر لاؤ جب اوسکو بیٹھنے کی اجازت ملی تو اوسنے ایک بیہودہ گفتگو شروع کی اور ملا بیکسی سے مباحثہ کرنے لگا اور میر عبد الحی سے جو ملا بیکسی کا طرفدار تھا کہا کہ کیا کرین ہم بیکس ہین بیکسی کا سبب ہوا اور جب خواجہ حسین مروی بھی علت اونہی سے متہم تھا بیکسی کی مدد کرنے لگا تو اوسنے کہا کہ ملا تمہاری پشتی کا کیا سبب تھا ہمایون ان حرکتون سے نہایت ناراض ہوا اور آزردہ ہوکر اوٹھ گیا مگر باوجود اسکے اوسپر کسی قسم کی ایذا نہ آئی دی اوسنے ایک غزل لکھی تھی جسکا مطلع اور مقطع یہ ہے۔ بر فلک نیست شفق بادہ گلفام منست * رندزردی کشتم ہاس فلک جام منست * تا نیازی شدہ در ملک سخن خسرو عہد * نام جامی شدہ منسوخ کنون نام منست * اسی مقطع کی وجہ سے ماوراء النہر اوس سے چھوٹ مشہور ہے کہ ایک روز ہستہ مین بار سر مجلس یہ غزل پڑھ رہا تھا اتفاقاً اوسوقت دیوان مولوی جامی کا بھی موجود تھا جب اوسکو کھولا تو اول صفحہ مین یہی مطلع نکلا۔ چرخ را جام نگون دان کز عشرت تہی ست * بادہ از جام نگون جستن نشان ابلہی ست * ایک روز نیازی نے خواب مین دیکھا کہ فسونی شاعر نے اوسکی داڑھی پلیشاب کر دیا اس باب مین کسی شاعر نے یہ قطعہ کہا تھا قطعہ فسونی را نیازی دیدہ در خواب * بریش اور شستہ آب پاشید * اگر شاشید بر ریش میارید * سگے بر بوتہ شاشید شاشید * ولہ بروی آتشین زلف ای سیمین بدن پیچید * بلی چون موی بر آتش فتد بر خویشتن پیچید * ولہ چو نتوانم کہ برگرد سر آن تندخو گردم * خیالش در نظر آوردہ ہر دم گرد او گردم * ولہ در تحرک نیست از باد صبا پیراہنش * بلکہ جا نی یافتہ پیراہن از لطف تنش * تہتہ مین اوسنے وفات پائی تامی یہ تخلص میر محمد صفوی ولد میر سید صفائی کا ہے بکر کے نامی سیدون مین سے تھے بادشاہی امیرون مین داخل ہین اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل قندھار مین کسی خدمت پر متعین ہے بڑے متقی اور پرہیزگار ہین کسی شخص نے اون سے کہا تھا کہ دین کی رہنمائی کیلیے

نشسته چشم جهانی از آن غمزه ... فتنه خفته از آن چشم مکحل + در سر و کون آتش دیوانگی زدم +
زنهی زه سر عشق تو ناگفته در غزل + آن دل که داشتم ز تو آمیخته به عشق + خوناب گشت و از مژه ها ریخت بر طلل +
دارم ببهره ز نعمت ابر شعله بار + دارم بسینه آتش هجران هزار تل + مشغول در مشاهده است چشم روزگار +
معشوق از نظاره ... دیده دو دل + خواهم خلاصیم دهد از دوزخ فراق + ماحی کفر حامی دین هادی ملل +
شاه نجف علی ولی شاه لافتی + کز نقد انبیا ز جهان اوست ما حصل + ماهی که مهر کرده از و اکتساب نور +
شیری که شیر چرخ از و مانده در وحل + حفظش اگر حصار کند بر جهانیان + جز مرگ کس برون نرود از در اجل +
بیند بخواب قوت سرپنجه ات اگر + بازوی چرخ بر کند از بیخ دست شل + بانگ مهابت تو رسد گر بکوهسار +
پیچد چو تار بانه صدا در تن جبل + یک نقطه قاف قدر تو سنجند گر بقاف + آن جای قاف گیرد و این جا بر جبل +
دست اگر عنان ابر باز پس زند + افتد هزار مرحله واپس تر از ازل + نخل فلک ز گلشن قدر تو یک ورق +
باغ جهان ز مزرع جود تو نیم تل + در عهدت آنچنان شده شیر سپهر دهر + کز زهر فرق می نتوان کرد تا عسل +
گر بر بصل فتد نظر همت تو سهو + در جیب او نماید گردون کم از بصل + با خصم ذوالفقار و نیسانی نعم بلی +
ظاهر شود تا شد معنی لا و بل + گر در ضمیر تو گذرد صورت غضب + از بیم همچو بید بلرزد تن اجل +
باشد سپهر قاره تیر او ... + ... اگر بود شش شاهی جبل + گر تیجرت به تیغ سیاست زبان دهد +
ای وای چرخ کجرو مکار پر دغل + آرایش عروس سخن چون بمدح تست + بر بسته از معانی رنگین بر و حلل +
ای وای بر تو نامی چه برای حشر ره + در حشر آیدت چو سیه نامه عمل + شستم ز آفتاب شفیعی امیدوار +
روزیکه هیچ جا نبود سایه ای ال + باران ابر رحمت ساقی روز حشر + آن بی پناه اعظم و آن صاحب اجل +
رباعیات تنها با خود و در انجمن باید بود + با خویش همیشه در سخن باید بود + هم بلبل و هم گل چمن باید بود +
دیوانه کار خویشتن باید بود + **وله** فریاد رحیل از همه کس می شنوی + آواز درای پیش و پس می شنوی +
کرده همه شبگیر به منزل دور + تو خفته بره بانگ جرس می شنوی + **وله** ای آنکه بر آن رخت نظر می باید +
چشم تو ورای چشم سر می باید + خواهی که ز عشوهاش غافل نشوی + در چشم دلت چشم دگر می باید + **وله**
عشقت نه متاع هر خریدار بود + او را دو جهان بهای یکتار بود + گل نیست که در کوچه و بازار بود +
با مشک که در دکان عطار بود **وله** آلایش روزگار اندر گله + عیب دگران مکن تو هم زان گله +
پرهیز ز آلودگی دامن خویش + نامی دو سه روزی که درین مرحله + **وله** در عشق بتان عشق جنون باید کرد